U428.   P- 19-1-10

INTIKHAB-E-SAHAAH SITTA.

- Maulvi Niyaz Ali.

- Lahore Printing Press (Lahore).

- 1925.

- 372.

6 -

انتخاب صحاح ستہ

یعنی

حدیث کی چھ صحیح ترین کتابوں کی

اُن احادیث کا مجموعہ

جو تمام مذہبوں کے پیرووں کیلئے مفید اور مؤثر ہیں

مؤلفہ

مولوی نیاز علی صاحب پنشنر اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس پنجاب

سنہ ۱۹۲۵ء

لاہور پرنٹنگ پریس باہتمام محمد صدیق

طبع ثانی

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

دیباچہ

ہمتم بدرقۂ راہ کن اے طائر قدس
کہ دراز ست رہِ مقصد و من نوسفرم

(اے روح القدس یعنی فرشتہ) پاک روح ہمّت کو میرا رہنما بنا کہ میری مراد کا رستہ لمبا ہے۔ اور میں ناتجربہ کار مسافر ہوں +)

عمر بھر نکتہ چینی اور نقص گیری سے کام رہا۔ اور قلم اور زبان سے یہی نکلتا رہا۔ کہ یہ غلط ہے۔ وہ نا درست یہ اچھا نہیں۔ وہ برا ہے۔ ایسی غفلت کیوں کی؟ اس میں ذرا بھی احتیاط نہیں کی گئی۔ یہ خاطر خواہ نہیں۔ وہ ناپسندیدہ ہے۔ غرض کہاں تک ان مکروہ الفاظ کے دُہرانے سے جن کا پڑھنا سننا اس سے پہلے ایک دفعہ اپنے اصلی موقعہ پر ناگوار ہو چکا ہے۔ اب ناظرین کی بھی سمع خراشی کی جائے۔ پر اپنے بس کی بات نہ تھی۔ ؎

درکوئے نیک نامی مارا گذر ندادند
گر تو نمے پسندی تغییر کن قضارا

(نیک نامی کے کوچہ میں ہمارا رستہ ہی نہیں رکھا۔ اگر تمہیں پسند نہیں تو قضا کو بدل دو)

قضا کو کون بدلے؟ پھر ایسا جینا بھی کیا۔ مگر جینا کون سی اختیاری بات ہے۔ ؎

لائی حیات آئے۔ قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے۔ نہ اپنی خوشی چلے

پھر کبھی سفر کبھی حضر اوقات عزیز اس قدر دل کی بے جمعیتی اور مصروفیت میں گذرتے کہ سوائے شکم پُری کے اور وہ بھی روکھے سوکھے ٹکڑوں سے اور کچھ بھی تو نہ ہو سکا۔ اب کچھ عرصے جو جو اکندھوں سے اترا گو رسّا گلے میں ہی رہا۔ اور کچھ فراغت ہوئی تو لسان الغیب نے کہا کہ پڑھ۔

ہلیں پڑھنا کیسا! یہاں تو اُس کی عادت نہیں۔ ہاں پڑھوانا آتا ہے۔ پھر کہا پڑھ۔ کیا پڑھنا ہے؟ کہا پڑ

آبرو میرود اے ابرِ خطا پوش ببار — کہ بدیوانِ عمل نامہ سیاہ آمدہ ایم

(عزت جاتی ہے اے قصوروں کو ڈھانپنے والے بادل برس۔ کہ جزا کی کچہری میں ہم سیاہ اعمال نامہ لئے آئے ہیں) مگر سیاہی کس طرح دُھوئی جائے۔ علالت نے چین نہ لینے دیا۔ ؎

آدمی کہتے ہیں جس کو ایک پتلا کل کا ہے — پھر کہاں کل اُس کو جب کل ہو ذرا بگڑی ہوئی

اور اس پر حوادث۔ ؎

جوں دانۂ روئیدہ تہ سنگ ہمارا — سر زیرِ گراں بارِ الم اُٹھ نہیں سکتا

اِس خیال سے کہ ؎

اندک اندک بہم شود بسیار — دانہ دانہ است غلہ در انبار

(تھوڑا تھوڑا بہت ہو جاتا ہے۔ اور دانے دانے سے غلے کا ڈھیر لگ جاتا ہے۔) کچھ کرنے کی نیت کی۔ اور جب کچھ کیا۔ تو بے اختیار مُنہ سے نکلنے لگا۔ ؎

چہ فرصت ہا کہ گم کردم درین راہ — زبختِ خوابناکِ غافلِ خویش

(کس قدر فرصت کے وقت میں نے اِس راہ میں گم کر دیئے۔ اپنے نیند کے متوالے اور غافل بخت کی وجہ سے)

غرض حدیث کی طرف رُخ کیا۔ دیکھا تو اس میں بیش بہا خزینہ ہے۔ اور ایسے دُرّ مکنون ہیں جنہیں کبھی ہوا تک نہیں لگائی گئی۔ غیر مسلم تو درکنار۔ مسلمانوں نے بھی کبھی انہیں نہ دیکھا نہ سنا۔ کیوں کہ وعظ کی مجلسوں اور خطبات میں ہمیشہ ہم خاص مضامین پر ہی گفتگوئیں سنتے رہتے ہیں۔ گویا یا تو مضامین کا ذخیرہ ہی صرف اِس قدر ہے۔ یا وعظ کے لئے وہ اور صرف وہی مضامین مخصوص ہو چکے ہیں۔ وعظ کی مجلسوں میں شریک ہو کر بلا مبالغہ وہی باتیں سننے میں آئیں جو اسی بیان کرنیوالے سے کئی سال یا متعدد دفعہ بیشتر بھی سنی تھیں۔

قرآن تو سر بسر نصیحت ہے اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ (یہ (قرآن) تو بس (نری) نصیحت ہے۔ اور پڑھنے کے لائق (اور) عام فہم) مسلمان قدرے قلیل تعداد میں اِسے سمجھ کر پڑھتے رہتے ہیں۔ اور بعض غیر مسلم بھی کسی نہ کسی غرض سے کبھی کبھار دیکھ لیتے ہیں۔ مگر اِس وجہ سے کہ حدیث کے علم کی مقدار بہت ہے۔ کتابیں بہت ہیں۔ اور اُن میں بھی مکررات کا حصہ غالب۔ بہت کم مسلمان حدیث پڑھتے ہیں۔ اور چونکہ حدیث میں بہت سا ذخیرہ اس قسم کے مضامین کا ہے۔

جن سے سوائے مسلم کے دوسرے مذہب والے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے۔ اس واسطے غیر مسلم اس کی طرف رغبت نہیں کرتے۔ اور اس سے بالکل ناآشنا ہیں۔ اور اس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم گیر اعلےٰ تعلیم آپ کے نادر ضوابط اخلاق واطوار اور بیش قیمت قواعد معاملات سے جو کل بنی آدم کے واسطے موضوع اور مفید ہیں مستفیض نہیں ہو سکتے۔ پس اس بات کی ضرورت معلوم ہوئی کہ حدیثوں کا ایک ایسا منتخب مرتب ہو جس سے مسلم اور غیر مسلم ہر دو مستفید ہو سکیں۔ چنانچہ یہ کتاب تیار کی گئی۔ اس میں قصداً وہی حدیثیں لی گئی ہیں۔ جو غیر مذاہب کے اصحاب کے دلوں پر بھی عموماً ایسا ہی اثر کریں گی جیسے مسلمانوں کے دلوں پر +

رہی وہ حدیثیں جو خصوصیت سے مسلمانوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً ایمان و اسلام کے عقائد اور نماز و روزہ کے مفصل احکام۔ بہتیری ان میں سے انہیں معلوم ہیں۔ کیونکہ ان پر روزمرہ عمل ہوتا ہے۔ علما سے بھی ہر روز وہ انہیں سنتے رہتے ہیں۔ اور چھوٹے چھوٹے رسالوں میں بھی وہ شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اس واسطے وہ ساری یہاں درج نہیں کی گئیں۔ پھر بھی مسلمانوں کے لئے یہ کتاب ایک نعمت غیر مترقبہ ہوگی +

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی جائے۔ تو یہ بات تو مشکل ہے۔ کہ اس میں مسجد۔ نماز و روزہ۔ زکوٰۃ۔ جزا و سزا۔ اور جنّت و جہنم کا ذکر نہ آئے۔ مگر یہ الفاظ ایسے ہیں کہ گو غیر مسلم ان سے مانوس نہ ہوں۔ ان سے کلّی بیگانگت بھی نہیں ہو سکتی۔ وجہ یہ کہ دوسرے سب مذہبوں میں بھی ان کے مقابل میں اعمال اور الفاظ ہیں۔ اگر ان حدیثوں کو بھی جن میں محض نماز روزہ یا زکوٰۃ وغیرہ کا ذکر کر کے اُنہیں مذہبی رنگت دی گئی ہے۔ درج نہ کیا جاتا تو باقی مضامین کی صورت ایک ڈھانچ کی سی رہ جاتی یا وہ طعام بے نمک کی طرح ہوتے۔ کیونکہ اخلاق کی تعلیم کے پودے کا مالی اپنے فن میں خواہ کیسا ہی ماہر ہو۔ اور زمین خواہ کیسی ہی اچھی کیوں نہ ہو۔ جب تک اُسے مذہب کا پیوند نہ لگائے اُس کے پھل نہ آنکھوں کو طراوت بخش سکتے ہیں۔ نہ دل کو لبھا سکتے ہیں اور نہ خوش ذائقہ ہو سکتے ہیں۔

چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ آج سے بہت عرصہ پیشتر ان گران بہا جواہر کو کوئی بڑے پایہ کا جوہری سجا کر نمائش میں لاتا مگر ؎ قرعۂ فال بنام من بیچارہ زدند۔ (فال کا قرعہ مجھ بیچارے کے نام نکلا) پر خیر بناؤ سنگار کی کچھ ضرورت نہیں۔ ؎

گوہر پاک تواز مدحت ما مستغنی است ۔۔۔ فکر مشاطہ چہ با حسن خدا داد کند

(تیرے پاک جوہر کو ہماری تعریف کی کچھ ضرورت نہیں۔ خدا کے دیئے ہوئے حسن پر کنگھی کرنے والی کی کاریگری کیا اضافہ کردے گی +)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مختصر سوانحعمری شروع میں دی گئی ہے۔ ارادہ تھا کہ وہ نہایت ہی مختصر ہو۔ کیونکہ وہ اس کتاب میں صرف تمہید کے طور پر آگئی ہے۔ اور اس واسطے وہ واقعات کا بیان نہیں۔ بلکہ اُن کی ایک طرح کی فہرست ہی ہے۔ مگر لکھتے لکھتے واقعات کی تفصیل بھی کچھ بڑھ گئی +

بیان وصف تو گفتن نہ حد امکان ست   چراکہ وصف تو بیروں ز حد اوصاف ست

(تیری تعریف کا بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ تیری تعریف وصف کی حد سے باہر ہے۔)

جو صاحب زیادہ مفصل دیکھنا چاہیں۔ وہ سوانح کی کتابوں کا ملاحظہ فرمائیں۔ ایک مختصر کتاب جو شردھے پرکاش دیوجی پر چارک برہم دہرم کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ بلا خوف تردید لکھا جاتا ہے بہت اچھی اور معتبر ہے۔ بعض ناظرین دل میں خیال کریں گے۔ کہ اس کتاب کی سفارش کیوں کی گئی ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے۔

خوش تر آں باشد کہ ذکرِ دلبراں   گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

(زیادہ خوشی اس بات میں ہوتی ہے۔ کہ اپنے پیاروں کا ذکر (غیر) غیروں کی زبان سے سنا جائے)

تیسیر الوصول میں جو اس کتاب کا ماخذ ہے۔ بخلاف حدیث کی اور کتابوں کے حدیثوں کی ترتیب حروف تہجی پر رکھی گئی ہے۔ مثلاً سب سے پہلے حرف الف لیا ہے۔ پھر اس میں جتنے امور آسکتے ہیں۔ جیسے ایمان۔ امانت۔ امر معروف۔ اسماء۔ وغیرہ ان میں سے ہر ایک کے متعلق جس قدر حدیثیں ہیں۔ انہیں ایک جز میں جمع کرکے اس کا نام کتاب رکھا ہے۔ اگر کتاب بڑی ہے۔ تو اس کی تقسیم پہلے بابوں میں کردی ہے۔ پھر فصلوں میں۔ اور اگر زیادہ بڑی نہیں تو محض فصلوں میں۔ جس کتاب کی حدیثیں تھوڑی ہیں۔ اُس کی کوئی تقسیم نہیں کی گئی۔ پھر اسی طرح دوسرا حرف ب لیا ہے۔ اور علے ہذا القیاس باقی حروف۔ اس منتخب میں اصل کی پیروی کی گئی ہے۔ صرف کتاب کا نام عربی لفظ میں جیسے ایمان۔ بِرّ (نیکی)۔ وغیرہ پیشانی پر دیا گیا ہے۔ اور باب اور فصل کی تقسیم نہیں کی گئی۔

ہر حدیث کا ماخذ کہ وہ کہاں سے لی گئی۔ عربی حدیث کے اخیر پر درج ہے۔ مگر اس کی سند کہ اس کا راوی کون ہے۔ اختصار کی غرض سے نہیں دی گئی۔ بلکہ ہر حدیث کے ابتدا میں سند کے بعد جو الفاظ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حدیث کی کتابوں میں درج ہوتے ہیں وہ بھی نہیں لکھے

اور اسی طرح ترجمہ میں بھی ہر حدیث کے شروع میں یہ درج نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - سوائے کسی خاص مقام کے جہاں ایسا کرنے کی ضرورت پڑ گئی پس یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہر حدیث کا مضمون اگر وہ کسی اور کی طرف منسوب نہیں کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

ایک حصے میں اردو ترجمہ دیا گیا ہے - اور دوسرے حصے میں عربی - اور حدیثوں کو گنتی کے نمبر دیئے گئے ہیں - جو صاحب اردو پڑھ کر اس کی اصل عربی دیکھنا چاہیں - وہ دوسرے حصے میں اس نمبر پر ملاحظہ کر سکتے ہیں -

بعض مقام پر راوی نے ایک واقعہ بیان کیا ہے - اور پھر کہا ہے - کہ اس کے وقوع میں آنے پر یا اسے سن کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - وہ واقعہ اردو میں تو بیان کیا گیا ہے مگر بغرض اختصار عربی کا صرف اسی قدر حصہ لیا گیا ہے جس قدر آنحضرت کا ارشاد ہے -

قوسی خطوط میں جو لفظ ہیں - وہ اصل میں نہیں ہیں - اور زیادہ وضاحت کے لئے ترجمہ میں لکھ دیئے گئے ہیں -

ایسا بھی دیکھنے میں آئیگا - کہ کسی ایک حدیث میں دو مختلف مضمون ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ راوی کو وہی دو باتیں معلوم تھیں - یا اس نے دونوں ایک ہی دفعہ بیان کر دیں - اور محدث نے ایک ہی جگہ لکھ لیں -

بعض حدیثوں کے اخیر پر حرف **ف** مخفف فائدہ لکھ کر کچھ تشریح کی گئی ہے - یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ اس سے مطلب کی زیادہ وضاحت ہو جائے گی - کیونکہ ہر ایک حدیث کے الفاظ ایسے صریح اور سادہ ہیں - کہ ان کے معنے اور مطالب واضح اور بیّن ہیں - البتہ اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ایک حدیث کو پڑھ کر اس کے متعلق جو خیال اس وقت دل میں پیدا ہوا وہ حوالہ قلم کر دیا گیا -

ناظرین دیکھیں گے کہ بعض حدیثوں میں لفظ مسلم آتا ہے - اور اس سے وہ رعایت جو اس حدیث میں درج ہے - گویا اُن کے لئے مخصوص کی گئی ہے - چونکہ گردوپیش ہر وقت وہی لوگ رہتے تھے - اور تمام ملک بھی مسلمان ہو گیا تھا - اس واسطے ایسا ہونا ضروری تھا - اسی طرح جہاں مسلمان کی امداد کا ذکر ہے - وہاں غرض حب قومی سے ہے - غیر کی اُس میں نفی نہیں -

اثنائے تحریر میں کہیں کہیں فارسی اشعار اور فقرے آ گئے ہیں - اُن سب کا اردو میں ترجمہ کر دیا گیا ہے - ناظرین میں سے وہ اصحاب جنہیں اپنی تعلیم ختم کئے پندرہ بیس برس ہو چکے ہیں - دیکھ کر متعجب ہوں گے کہ چھوٹے چھوٹے فقروں جیسے ناگفتہ بہ (ذکر نہ کرنا اچھا ہے) کا بھی ترجمہ کیا گیا ہے

اور وہ شاید اس طریق کو نا پسند کریں گے۔ مگر کیا کیا جائے ہ تعلیم کے نصاب آج کل کچھ اس قسم کے مقرر کئے گئے ہیں۔ کہ اگر ایک طالب علم کوئی بھی مشرقی زبان نہ پڑھے۔ تو وہ فضیلت کی پگڑی باندھ سکتا ہے۔ یعنی بی۔اے۔ اور ایم۔اے۔ ہو سکتا ہے۔

کبھی وہ زمانہ تھا کہ مسلمانوں کا کل علم اس ہندوستان میں بھی عربی میں تھا۔ پھر دوسرا دور آیا کہ عربی کی جگہ پر فارسی قابض ہو گئی۔ مگر قرآن مجید کی آیتوں۔ حدیثوں اور عربی اشعار سے فارسی عبارت کی زیبائش ہوتی رہی۔ پھر تیسرا دور آیا کہ فارسی کی مسند پر اردو بیٹھ گئی۔ مگر عربی فارسی اشعار سے اس کی بھی زینت ہوتی رہی۔ اس کے بعد عربی کا ساتھ ساتھ تو سی خطوں میں ترجمہ ہونے لگا۔ اب عربی کو تو بالکل جواب مل گیا ہے۔ فارسی کا بھی کوئی شعر آجائے۔ تو جب تک اس کا ترجمہ نہ کیا جائے اس کا لکھنا لاحاصل ہے۔ موجودہ صورت بھی اگر رہ جائے تو جانئے۔

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر　　مدت سے اسے دورِ زماں میٹ رہا ہے

ناظرین خاص کر علمائے کرام اگر ترجمے یا کسی فائدے میں کوئی سقم ملاحظہ فرمائیں تو براہ کرم معاف فرما کر مطلع فرمائیں۔ ؎

کرم خواندہ ام سیرتِ سروراں　　غلط گفتم اخلاقِ پیغمبراں

(میں نے پڑھا ہے کہ کرم سرداروں کی خصلت ہے۔ میں نے غلط کہا۔ بلکہ وہ تو پیغمبروں کے اخلاق میں سے ہے) آخر حضرات علمائے کرام بھی پیغمبر کے سجادہ نشین ہیں۔ اور ادھر تو یہ حال ہے کہ۔ خوشہ چینم نہ خرمن اندوز۔ (کہ بالیں چننے والا ہوں نہ کھلیان جمع کرنے والا) جو کچھ بھی ہو سکا تیار کر کے حاضر کر دیا۔ وہی مثال ہے۔ ؎

برگ سبز است تحفۂ درویش　　چہ کند بے نوا ہمیں دارد

(درویش کا تحفہ سبز پتہ ہی ہے۔　　کیا کرے بیچارے کے پاس یہی ہے)

ان اوراق کے لکھنے میں جو محنت اور ناچیز مساعی کی گئی ہیں۔ وہ ثواب حاصل کرنے کی غرض سے نہیں کی گئیں۔ اس لئے کہ۔ ؎

دولت آن است کہ بے خونِ دل آید بکنار　　ورنہ با سعی و عمل باغِ جناں ایں ہمہ نیست

(دولت وہ ہے جو بغیر مشقت کرنے کے ہاتھ آئے۔ ورنہ امید پر کام کرنے سے جنت بھی کوئی شے نہیں ہے) اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ رحم و کرم سے استغنا ہے۔ توبہ توبہ۔ ؎

ارباب حاجتیم و زبانِ سوال نیست　　در حضرتِ کریم تمنا چہ حاجت است

جامِ جہاں نما است ضمیرِ مُنیرِ دوست　　　　اظہارِ احتیاج خود آنجا چہ حاجت است

(حاجتمند ہوں مگر زبان پر حرفِ سوال نہیں لاتا - کریم کی درگاہ میں خواہش ظاہر کرنے کی کیا ضرورت ہے - دوست کا روشن دل جہان کا دکھانے والا جام ہے - اپنا حاجتمند ہونا وہاں ظاہر کرنے کی کیا ضرورت ہے -) حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آستان نقدس نشان سے جو وابستگی اُنس و محبت اور ارادت و عقیدت ہے - اور آپ کے ارشادات کی جو عزت و عظمت اور قدر و منزلت ہے - اس نے یہ اعجاز مسیحائی کر دکھایا - ؎

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید　　　　دگراں ہم بکنند آں چہ مسیحا مے کرد

(روح القدس کا فیض اگر پھر مدد فرمائے - تو دوسرے بھی وہ کر دکھائیں جو مسیحا کرتا تھا)

ورنہ اِدھر تو یہ حال تھا - کہ ؎

صلاحِ کار کجا و من خراب کجا　　　　ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

(کہاں کام کی خوبی اور کہاں میں خراب - دیکھو راہ کی فرق کہاں سے کہاں تک ہے)

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

(اگر قبول ہو جائے تو کیا ہی عزّت اور بخت کی رسائی ہو)

بضاعت نیاوردم اِلّا امید　　　　خدایا زعفوم مکن نا امید

(میں کوئی سرمایۂ امید کے سوا نہیں لایا - اے خدا اپنی درگذر سے مجھے نا امید مت کیجیو)

سراپا نیاز

نیاز علی

اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس پنجاب پنشنر

پسرور (سیالکوٹ)

یوم سعید جمعہ - و تاریخ مبارک ۱۲ - ربیع الاوّل ۱۳۴۱ھ

دیباچہ طبع دوم

ارادہ تھا کہ دوسری دفعہ کتاب چھپوانے سے پہلے اس میں کچھ اور حدیثیں زیادہ کی جائیں چنانچہ میرے مکرم اور معظم دوست پیرزادہ مولوی محمد حسین خانصاحبؒ نے بھی ایسا کرنے کو ارشاد فرمایا تھا۔ مگر علالت نے جس کی پہلے بھی شکایت کرچکا ہوں یہ آرزو پوری نہ ہونے دی۔ اور اس دفعہ آئی بھی سختی سے۔ الحمد للہ کہ جان بچ گئی۔ اور کتاب کی طبع ثانی پیش کرنے کی خدمت کا موقع میسر ہوگیا۔ ادھر کتاب کو بفضل خدا اس قدر قبولیت ہوئی۔ کہ پبلک نے اسے ہاتھوں ہاتھ اٹھالیا۔ اور مانگ پر مانگ آنے لگی۔ اس میں میری کوئی قابلیت نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کلام کی خوبی ہے۔ البتہ مشہور ثنا گو اکبر کا یہ شعر پڑھنے کے قابل کسی حد تک میں بھی ہوگیا ہوں۔ ؎

شکر کرتا ہے الٰہی تیرے در پر اکبر — کہ بنایا ہے محمدؐ کا ثناخواں تونے

خیر نظر ثانی کی گئی۔ سوانح عمری۔ حدیث کی تاریخ اور بعض حدیثوں کے فائدوں میں کم و بیش اضافہ کیا گیا۔ اور جہاد۔ قربانی۔ زکوٰۃ۔ طلاق اور غلامی کی زیادہ وضاحت سے شرح کی گئی۔ دو حدیثیں جن کا مطلب اور حدیثوں میں بھی آگیا تھا۔ حذف کی گئیں اور ان کی جگہ اور دو درج کی گئیں۔

کتاب کے چھپنے سے پہلے کوئی تقریظ حاصل نہ کی۔ ہاں جب چھپ کر شائع ہوگئی۔ اور اسے ملاحظہ فرماکر علماء عظام اور مشائخ کرام نے بہت خوشنودی اور پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ ع شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را۔ (بادشاہوں سے کیا عجب اگر گدا کی قدر فرمالیں) تو مناسب سمجھا کہ ان کی اور دیگر اہل علم اصحاب کی رائیں پبلک کے ملاحظہ میں لائی جائیں۔ چنانچہ وہ کتاب کے اخیر پر چھاپی جاتی ہیں۔

سراپا نیاز

نیاز علی

ربیع الاول سنہ ۱۳۴۳ ہجری

اِنتخاب صحاحِ ستّہ

حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مختصر سوانح عمری

عرب کا ملک اس کی پیداوار اور باشندے

عربہ کے معنی عربی زبان میں وادی یا بیابان یا بنجر زمین کے ہیں - چونکہ اس ملک کی زمین کا اکثر حصّہ کوہستانی اور غیر آباد یا صحرائے ریگستان ہے - اور وادی کے نام سے مشہور رہے - اِس واسطے سارے جزیرہ نما کا نام عرب ہو گیا - یہاں لُو اور صرصر چلتی رہتی ہے - اور باستثنائے خاص خاص مقاموں کے جہاں پانی کے چشمے ہیں - اور انگور اور انار ہوتے ہیں - ملک کی عام پیداوار کھجور رہے - زیادہ تر باشندے بدو یا بدوی کے نام سے مشہور ہیں - جس کے معنے جنگل کے رہنے والے کے ہیں - اِن لوگوں کا طریق معاش یہ تھا - کہ خانہ بدوشی کی حالت میں جنگل میں رہتے تھے - جہاں گھاس پانی دیکھا - وہاں ڈیرہ ڈال دیا - جب چارہ ختم ہو گیا آگے چل دیئے - ان کے خیمے یا جھونپڑیاں - اونٹ گھوڑے یا بکری کے بالوں اور کھجور کے پتوں کے بنائے جاتے تھے -

قصبوں کی قلیل آبادی میں سے بعض لوگ تجارت کے واسطے ملک شام میں جایا کرتے تھے - اِن حالات میں نہ قوم نے کبھی اس قدر طاقت پکڑی - کہ اُسے ملک گیری کی ہوس پیدا ہوتی - نہ ملک کی حالت کسی ارد گرد کے فرمانروا کو ترغیب دے سکی کہ وہ یہاں آتا - اور ان کے باہمی میل جول سے اہل عرب کے طریق بود و باش میں ترقی ہوتی - علم سے کوئی بہرہ نہ تھا - چنانچہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت صرف سترہ شخص قریش میں سے لکھنا پڑھنا جانتے تھے - منجملہ ان کے حضرت عمر - حضرت عثمان - حضرت علی - ابوسفیان - اور شفاء نام ایک عورت تھے - تہذیب اور تمدن کا تو نہ نام تھا نہ نشان - گو مہمان نوازی اُن کا قومی خاصہ تھا -

اور بڑوں کی تعظیم کرنا۔ ہمسایہ سے سلوک سے پیش آنا۔ صبح سویرے اُٹھنا۔ صاف ستھرا رہنا وغیرہ نہایت پسندیدہ اوصاف سمجھے جاتے تھے۔ فسق و فجور کی کوئی انتہا نہ تھی۔ رہزنی۔ بدکاری شراب خوری۔ دختر کُشی اور جُوا۔ غرض کسی عیب کی کمی نہ تھی۔ کُشت و خون بڑا بھاری مشغلہ تھا ایک لڑائی چھڑ جاتی تو کئی پشتنیں اور کئی خاندان اُس میں غارت ہو جاتے۔ ایسی صورت میں روحانی زندگی اور خدا شناسی کی کیا توقع ہو سکتی تھی بُت پرستی غایت درجہ کو پہنچ گئی تھی یہاں تک کہ ایک ایک خاندان کا اپنا اپنا بُت جدا تھا۔ اور کوئی وہم و گمان نہیں ہو سکتا تھا کہ اس جلتے بھلستے ریگستان اور اُس کی ایسی جاہل فاسق اور قزاق آبادی میں کبھی کوئی مظہر نور خدا پیدا ہو گا۔ کہ ؎

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت — بڑھا جانب بو قبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت — چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت
ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا — دعائے خلیل اور نوید مسیحا (حالی)

(بو قبیس کعبہ کے پاس ایک پہاڑ ہے۔ بطحا "مکے" کو کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں دعا کی تھی۔ کہ خدایا میری اولاد میں سے ایک رسول پیدا کرنا۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام نے بشارت دی تھی۔ کہ میرے بعد ایک نبی آئے گا۔ جس کا نام احمد (سب سے زیادہ سراہا ہوا) ہو گا۔ آخری مصرعہ میں انہی دونوں باتوں کی طرف اشارہ ہے)

پس حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲۔ ربیع الاول مطابق ۲۳۔ اپریل ۵۷۱ء کو جلوہ افروز عالم ہوئے۔ جبکہ نوشیرواں عادل فارس پر حکمران تھا۔ ایک روایت میں ۹۔ ربیع الاول ہے۔ مگر اس پر اتفاق ہے کہ پیر کا دن تھا ✤

خاندان — آپ کے والد کا نام عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم تھا۔ ہاشم قریش کے قبیلہ میں جو عرب میں بڑی تعظیم و توقیر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مشہور سردار تھے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت آپ کے دادا عبدالمطلب مکّہ کے سردار تھے۔ آپ کی والدہ کا نام آمنہ تھا ✤

یتیم ہو جانا — عبداللہ کو اپنے چاند کا رُخ انور دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ وہ ملک شام میں تجارت کے واسطے گئے تھے۔ واپسی کے وقت مدینہ میں اُن کا انتقال ہو گیا۔ پس آپ کے دادا عبدالمطلب آپ کی سرپرستی کرنے لگے۔ چنانچہ اُنہوں نے اپنے رواج کے مطابق ساتویں دن بڑا جلسہ کیا۔ اپنی برادری کو

کھانا کھلایا۔ اور اپنے پوتے کا نام محمدؐ رکھا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کی والدہ نے اپنے ایک خواب کی بشارت کی تعمیل میں احمد نام رکھا۔ مگر جیسر مسلمانوں میں یہ دونوں نام بولے جاتے ہیں۔ پس توریت کتاب یحییٰ نبی باب ۱۱۔ آیت ۷۔ اور انجیل یوحنا باب ۱۴۔ ۲۵ و ۲۶ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بابت آپ کا نام محمدؐ اور احمد لے کر جو بشارتیں دی گئی تھیں وہ پوری ہوگئیں ÷

اُس وقت کے دستور کے مطابق دودھ پلانے کے واسطے بچہ حلیمہ نام ایک انّا کے سپرد کیا گیا۔ اور اناؤں کی طرح یہ انا بھی گاؤں کی رہنے والی تھیں۔ دو برس کے بعد جب دودھ چھڑایا گیا تو اس وقت بھی ماں نے اس خیال سے کہ باہر کی ہوا سے بچّہ ابھی اور فائدہ اُٹھالے۔ انّا سے بچہ نہ لیا اور دو برس اور اُس کے پاس رہنے دیا۔ بچّہ نے ماں کی کنار عاطفت کا صرف دو ہی برس لطف اٹھایا تھا۔ کہ اُن کا بھی انتقال ہوگیا اور وہ بھی سفر میں جب کہ مدینہ سے مکہ آرہی تھیں۔ اب تو پرورش کا سارا دارومدار دادا عبدالمطلب پر ہی ہوگیا۔ مگر خدا تعالےٰ کی یہ مرضی تھی۔ کہ اس بچّے کو جو دنیا کے یتیموں کا بلا واسطہ یا بالواسطہ (بذریعہ احکام قرآن اور حدیث) خبر گیر ہونے والا ہے۔ یتیمی کی حالت کا خوب تجربہ ہو جائے ۵

مرا باشد از درد طفلاں خبر   کہ در طفلی از سر برفتم پدر

(بچوں کے درد کی مجھے خبر ہے۔ کہ بچپن میں باپ کا سایہ میرے سر سے اُٹھ گیا)

ماں کی وفات کے دو برس بعد دادا بھی دنیا سے رخصت ہوئے۔ اس وقت بچے کی عمر آٹھ سال ہوگئی تھی

بصرہ کا سفر

اب آپ کے چچا ابو طالب کی باری آئی۔ کہ وہ اس امانت کو سنبھالیں۔ اُنہوں نے بہت محبت سے اپنے بھتیجے کی پرورش کی۔ لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ تجارت کی غرض سے وہ شام جانے کے لئے تیار ہوئے۔ اُونٹ پر سوار ہونے کو تھے۔ کہ بھتیجے نے بھی جس کی عمر اُس وقت بارہ برس کی تھی۔ ہمراہ جانے کی خواہش کی۔ اور یہاں تک اصرار کیا کہ چچا کی ٹانگوں سے لپٹ گئے۔ آخر کار چچا اپنے ہمراہ لے گئے۔ بصرہ میں ایک عیسائی راہب سے جس کا نام بحیرہ تھا۔ ملاقات ہوئی۔ اُس نے لڑکے کی گفتگو اور صورت سیرت دیکھ کر ابو طالب سے کہا۔ کہ یہ لڑکا بڑا ہونہار ہے۔ یہ عرب کی بیاہی دھو کر اُسے روشن کر دے گا۔ ہم از عہد خوردی آثار بزرگی در ناصیۂ او پیدا (لڑکپن سے ہی بزرگی کے نشان اُس کی پیشانی پر دکھائی دیتے تھے) یہودیوں سے اسے بچائے رکھنا۔ مگر اس کہانی کی صحت میں کلام ہے۔ اور صحاح میں سے بھی صرف ترمذی کی ایک حدیث میں اس کا ذکر ہے۔ اور اس حدیث

میں بعض ایسے واقعات درج ہیں۔ کہ وہ ہرگز صحیح نہیں ہوسکتے۔ مثلاً نؤ رومیوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ حالانکہ بیعت کے زمانہ میں ابھی ۲۸ سال باقی تھے۔

صادق اور امین کا لقب

اِس کے بعد آپ تجارت کے لئے یمن کی طرف تشریف لے جاتے رہے۔ اور معاملہ میں صفائی کی وجہ سے لوگ آپ کو صادق اور امین کہنے لگے +

حضرت خدیجہ سے نکاح

مکّہ میں خدیجہ نام ایک بیوہ عورت تھیں۔ جو بہت مالدار تھیں۔ انہوں نے آپ کی صداقت اور دیانت داری کا حال سن کر آپ کو تنخواہ دار۔ کارندہ۔ بنا کر تجارت کے واسطے شام بھیجا۔ اس سفر میں بہت منافع ہوا۔ اور خدیجہ اس قدر خوش ہوئیں۔ کہ انہوں نے آپ سے نکاح کر لیا۔ اُس وقت ان کی عمر چالیس۴۰ اور آپ کی پچیس۲۵ برس کی تھی۔

امور خیر میں حصّہ لینا

اِس شادی کے بعد آپ امور خیر اور قوم وطن اور بنی نوع انسان کی ہمدردی میں بہت سرگرمی سے حصّہ لینے لگے۔ ایک دن لوگوں کو جمع کر کے عہد لیا کہ کسی پر نہ ظلم کیا جائے۔ نہ کسی کا حق تلف کیا جائے۔

ایک عیسائی نے یونان کے بادشاہ کے ساتھ سازش کی کہ عرب کے ملک پر اس کا قبضہ کرادے مگر آپ نے کوشش کر کے اسکے منصوبے کو پورا نہ ہونے دیا۔ اور اس طرح اپنے ملک کو غیر قوم کی حکومت سے بچا لیا۔

ایک لڑائی میں ایک شخص زید بن حارث اسیر ہوا۔ اسیر کرنے والوں نے اسے حضرت خدیجہ کے بھتیجے کے پاس بیچ دیا۔ اُس نے اُسے اپنی پھوپھی کی نذر کر دیا۔ اور آپ نے اسے آزاد کرا دیا۔ زید کا باپ اُسے لینے آیا۔ مگر اُس نے آپ کا ساتھ چھوڑنا پسند نہ کیا۔ اور آخر آپ نے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب سے اُس کا نکاح کر دیا۔

ایک دفعہ ملک میں قحط پڑا۔ آپ نے حضرت خدیجہ کے مال سے جو اس نیک بیوی نے آپ کے سپرد کر دیا تھا۔ محتاجوں اور مسکینوں کے ساتھ بہت فیاضانہ سلوک کیا +

وحی کا اُترنا

آپ اپنے ملک اور قوم کے فسق و فجور کی حالت دیکھ کر ہمیشہ اس فکر میں رہتے تھے۔ کہ کسی طرح لوگ راہ ہدایت پر آئیں۔ اور پہاڑ کے غار حرا نامی میں جو مکّہ سے قریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ تنہا بیٹھ کر خدا کی طرف دھیان لگاتے۔ اِس خیال میں آپ اس قدر محو ہو گئے۔ کہ کئی کئی راتیں متواتر غار میں رہتے۔ چنانچہ ایک دن اسی غار حرا میں فرشتے نے آپ سے کہا کہ پڑھ۔ آپ نے جواب دیا مجھے تو پڑھنا نہیں آتا۔ پھر اُس نے کہا پڑھ۔ آپ نے وہی جواب دیا۔ جو پہلے دیا تھا۔ پھر وہی آواز

آئی۔ پوچھا کیا پڑھوں؟ کہا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ (پڑھ اپنے اللہ کے نام سے جس نے (خلقت کو) پیدا کیا۔ جس نے انسان کو جمے ہوئے لہو سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا۔ اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ نہیں جانتا تھا) اسے وحی (خدا کے پیغام) کا پہلی بار اترنا کہتے ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر کا چالیسواں سال شروع تھا۔

حضرت خدیجہ اور دیگر اصحاب کا ایمان لانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غار حرا کا یہ واقعہ حضرت خدیجہ سے بیان کیا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی۔ بعد ازاں ورقہ حضرت خدیجہ کا چچازاد بھائی آنحضرت کے چچا ابو طالب کے بیٹے حضرت علی جو ابھی جوان بھی نہ تھے۔ زید جسے غلامی سے آزاد کروایا تھا۔ اور حضرت ابو بکر آپ کی رسالت پر یکے بعد دیگرے ایمان لائے۔ اور اس کے بعد اور لوگ بھی شامل ہوتے گئے۔

علانیہ تعلیم

تین سال تک تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مخفی طور پر لوگوں کو راہ حق کی تعلیم فرماتے رہے مگر ایک دن آپ نے برادری کے لوگوں کو جمع کر کے علانیہ وعظ اور تلقین کی۔ اس سے لوگ ناراض ہو گئے۔

قریش کا مخالفت کرنا اور ایذا دینا

اب قریش نے بھی علانیہ مخالفت شروع کر دی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ڈرایا دھمکایا۔ دنیا کی دولت اور حکومت کا لالچ دلایا۔ مگر جب دیکھا کہ آپ کا جوش بت پرستی کی مذمت اور اعلان حق میں کم نہیں ہوتا۔ بلکہ دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔ تو انہوں نے آپ اور آپ کے پیرووں پر بہت سختی کرنی شروع کر دی۔ یہاں تک کہ پتھروں کی چوٹوں سے آپ کی پنڈلیوں پر زخم ہو جاتے۔ ایک دن ایک شخص آپ کے گلے میں کپڑا ڈال کر آپ کا گلا گھونٹ رہا تھا۔ کہ اتفاق سے حضرت ابو بکر آ نکلے۔ تب ان کی مداخلت سے آپ کی رہائی ہوئی۔ مگر پھر ان کی اپنی باری آ گئی۔ اور انہیں مار کر بے ہوش کر دیا۔ غرض اس عقوبت کی تفصیل کی جو مسلمانوں کو دی جاتی تھی۔ اس مختصر بیان میں گنجائش نہیں۔

پہلی ہجرت

مگر جب مسلمانوں کی تکالیف حد سے زیادہ تجاوز کر گئیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے متحمل نہ ہو سکے۔ تو آپ نے اپنے پیرووں کو فرمایا۔ کہ چھوڑو ایسے وطن کو جہاں دین حق پر چلنے کی وجہ سے اس قدر عقوبت دی جاتی ہے اور حبش کے ملک کو چلے جاؤ۔ چنانچہ گیارہ مرد اور چار عورتیں ہجرت کر گئیں۔ ان میں سے تین شخص قابل ذکر ہیں۔ ایک آنحضرت کی صاحبزادی حضرت رقیہ اور ان کے شوہر حضرت عثمان جو بعد میں

خلیفہ ثالث ہوئے اور حضرت جعفر طیار جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے
یہ پہلی ہجرت کہلاتی ہے۔ جو ۵ سنہ نبوی میں واقع ہوئی۔

اس کے بعد ایک اور قافلہ حبش کو گیا اور اس دفعہ وہ بہت بڑا تھا۔ اس میں تراسی یا کسی قدر کم و بیش نفر مرد و عورت تھے۔ مخالفین وہاں بھی پہنچے۔ اور انہیں گرفتار کرنا چاہا۔ مگر وہاں کے عیسائی بادشاہ نجاشی نامی نے اُن کی کچھ پروا نہ کی۔ اور مہاجرین سے قرآن سن کر اور اس سے متاثر ہو کر ان کی غور و پرداخت کی۔ ان لوگوں کے مکہ سے چلے آنے کی وجہ سے مسلمانوں کی جمعیت تھوڑی سی ہو گئی اور مخالفین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اور بھی زیادہ عذاب پہنچانے لگے۔ مگر آپ کے چچا حمزہ اور ایک اور بڑا بارعب بہادر عمر نام جو بعد میں حضرت عمر خلیفہ دوم کے نام سے مشہور ہوئے مسلمان ہو گئے۔ ان ہر دو کے اسلام کی جماعت میں داخل ہونے سے جماعت کو بڑی خوشی اور استحکام ہوا

ابو طالب اور حضرت خدیجہ رضہ کی وفات

ابو جہل اور آپ کے چچا ابولہب ایمان نہ لاتے اور بہت ہی مخالفت کرتے رہے ابو طالب گو مسلمان نہیں ہوتے تھے۔ مگر آپ کے ہر طرح حامی و مددگار تھے۔ اور مخالفوں پر ان کی شخصیت کا بڑا رعب تھا۔ ان کا انتقال ہو گیا۔ اور چند ہی روز بعد حضرت خدیجہ نے بھی نکاح کے پچیس۲۵ سال بعد قضا کی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ میں آپس میں بہت محبت تھی۔ اور آپ نے بڑی آسائش و آرام سے ان کے ساتھ زندگی گذاری اس بیوی سے آپ کے ہاں تین لڑکے پیدا ہوئے۔ جو بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔ مگر اس تعداد میں رائے کا اختلاف ہے۔ اور ایک پر تمام راویوں کا اتفاق ہے۔ چار لڑکیاں ہوئیں۔ ان میں سے ایک حضرت فاطمہ تھیں۔ جن کا نام دنیا جہان میں روشن ہے۔ اور امام حسن اور امام حسین شہید کربلا انہی کے بطن سے تھے۔

آپ کا طائف جانا اور واپس آنا

غرض ان دونوں موتوں کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بڑا صدمہ ہوا۔ اور آپ کے حامیوں اور غمگساروں میں سے اپنے دو شخصوں کے کم ہو جانے سے مخالفین آپ کو اس قدر تنگ کرنے اور اذیت پہنچانے لگے کہ آپ اپنے شہر مکہ کو چھوڑ کر طائف چلے گئے۔ مگر وہاں بھی لوگ بڑی سختی سے پیش آئے۔ اور انہوں نے آپ کو پتھر مار کر شہر سے باہر نکال دیا۔ جب مکہ میں یہ خبر پہنچی تو انہوں نے باہم مشورہ کیا۔ کہ جب آپ یہاں واپس آئیں۔ تو شہر کے اندر داخل نہ ہونے پائیں۔ اس مشورے میں مخالفت کا اظہار بڑے جوش سے ہوا۔ اور اس لئے کسی شخص نے آپ کی مدد کرنے کی جرأت نہ کی۔ آخر ایک شخص مطعم نامی کی شجاعت اور حب الوطنی نے

اُسے حمائت کے واسطے آمادہ کیا۔ اُس نے لوگوں کو للکار کر کہا۔ کہ یہ کیا بے مروتی اور سنگدلی کی بات ہے۔ کہ ہم اپنے ایک ہم وطن اور ہم قوم کو اپنے گھر میں آنے سے روکتے ہیں۔ اور میں اگرچہ مسلمان نہیں ہوں۔ پر میں محمد کی مدد اور حفاظت کروں گا۔ اور جو اسے چھیڑیگا۔ وہ مجھے اپنا دشمن بنائے گا۔ چنانچہ مطعم اپنے قبیلے کے آدمیوں کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو شہر میں لے آیا۔ اندر آکر آپ نے قرآن کا پڑھنا اور وعظ کرنا شروع کر دیا۔ اِس پر لوگوں نے مطعم کو بھی بُرا کہا۔ آپ کو اپنا تو کیا خیال تھا۔ ؎

مکن ز غصّہ شکائت کہ در طریقِ ادب ٭ براحتے نرسید آنکہ زحمتے نکشید

(غصّہ سے شکائت نہ کر کہ ادب کے رستے میں وہ شخص راحت کو نہیں پہنچتا جو زحمت نہیں اُٹھاتا) مگر مطعم کی توہین سے بہت رنج ہوا۔ آپ نے انبوہ عام میں پکار کر فرما دیا۔ کہ مطعم میرا کسی طرح ذمہ وار نہیں ہے میرا حافظ میرا خدا ہی ہے۔ اب قریش کو اپنے غصہ اور غضب کا عملی ثبوت دینے میں کیا روک تھی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اُن کے پیروؤں کو وہ اذیت اور عقوبت دینی شروع کی جس کا بیان ناگفتہ بہ (نہ بیان کیا ہوا اچھا ہے) مگر پروا کسے تھی۔ اِدھر تو یہ ورد تھا۔ ؎

مرا عہدیست با جاناں کہ تا جاں در بدن دارم
ہوا دارِ کویش را چو جانِ خویشتن دارم

(اپنے محبوب کے ساتھ میرا ایسا عہد ہے۔ کہ جب تک میرے بدن میں جان ہے۔ اس کے کوچہ کی محبّت اپنی جان کی طرح رکھوں گا)

معراج ستائیسویں رجب ۱۲ھ نبوی کی رات گزرنے کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا۔ کہ گذشتہ رات کو میں حرم کعبہ میں سویا ہوا تھا۔ کہ جبرائیل علیہ السلام ایک تیز رفتار جانور جو چھوٹے گھوڑے کے مشابہ تھا اور جسے وہ براق کہتے تھے لے کر آئے۔ اور مجھے سوار کرا کر پہلے بیت المقدس لے گئے۔ اور پھر آسمانوں پر چڑھا لے گئے۔ وہاں جا کر اکثر انبیا سے ملاقات اور بات چیت کی۔ دوزخ اور بہشت کی کیفیت کا ملاحظہ کیا۔ اور باری تعالےٰ سے کلام کیا۔ اس واقعہ کو معراج کہتے ہیں۔ معراج کے معنے عروج یا سیڑھی کے ہیں۔ اور کنایہ اس نام میں آسمان پر چڑھنے سے ہے۔ اکثر علما اسے جسمانی معراج بیان کرتے ہیں۔ مگر بعض نے اسے روحانی لکھا ہے۔ چنانچہ بخاری میں ابن عباسؓ اور انس کی روائت اور تفسیر کبیر میں حذیفہ کی روائت سے اس واقعہ کو خواب لکھا ہے۔

مدینہ کے چند آدمیوں کا مسلمان ہونا مدینہ کے چند آدمی جن کی تعداد چھ بیان کی گئی ہے۔ مکہ میں آئے ہوئے تھے۔ کہ اُنہیں

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وعظ سننے کا اتفاق ہو گیا۔ وہ آپ کے وعظ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ کی رسالت پر ایمان لے آئے۔ اپنے شہر میں جا کر انہوں نے یہ ماجرا بیان کیا۔ اور دوسرے سال چند اور آدمیوں کو وہ اپنے ساتھ لاتے۔ اُنہوں نے بھی جب وعظ سنا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے خدا اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کا عہد کیا۔ اور اُن کی واپسی پر مدینہ میں اسلام پھیلنا شروع ہو گیا۔

بڑی ہجرت اور آپ کا غار میں پناہ لینا

اِس کے بعد مدینہ کے تہتّر اشخاص مکّہ میں آئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ مدینہ تشریف لے چلیں۔ آپ نے اس درخواست کو منظور فرمالیا۔ اور مکّہ کے مسلمانوں سے کہا کہ وہ تھوڑے تھوڑے کر کے مدینہ چلے جائیں۔ چنانچہ سوائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ حضرت ابو بکر۔ حضرت علی اور ان کے متعلقین کے سب لوگ چلے گئے۔ اور مکّہ اجڑا ہؤا سا شہر نظر آنے لگا۔ اِس پر مخالفین کے غصّے اور غضب کی آگ اور بھی بھڑکی۔ اور انہوں نے ایک دن اکٹھے ہو کر مشورہ کیا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جس وقت صبح گھر سے نکلیں۔ قتل کر کے اس جھگڑے ہی کو مٹا دیا جائے۔ گھر کے اندر گھس کر کسی کو قتل کرنا عرب کے دستور کے خلاف تھا۔ اِس لئے گھر کا محاصرہ کیا گیا۔ ابوجہل جو آپ کا جانی دشمن تھا۔ اور مکّہ کا ایک رئیس تھا۔ اس سازش میں بڑا بھاری حصّہ لیا۔ آپ کو اس منصوبے کی خبر پہنچ گئی تھی۔ حضرت علی کو اپنے بستر پر سلا دیا۔ کہ صبح اُٹھ کر وہ سب امانتیں واپس کر دیں۔ جو اس وقت تک بھی آپ کے پاس جمع تھیں۔ اور آپ پہرہ داروں کو بے خبر پاکر گھر کی پچھلی جانب سے نکل اور حضرت ابو بکر کو اُن کے گھر سے ساتھ لے شہر سے باہر جا کر ثور پہاڑ کے ایک غار میں چھپ گئے۔ صبح کے وقت جب معلوم ہؤا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کچھ پتہ نہیں لگتا۔ تو قریش کے غصے کی کیا انتہا تھی اعلان کر دیا۔ کہ جو شخص آپ کا سر کاٹ کر لائے گا۔ اُسے ایک سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔ تلاش شروع ہو گئی۔ غار تک بھی دشمن پہنچ گئے۔ اُن کے پاؤں کی آہٹ سن کر حضرت ابو بکر بہت ڈرے۔ اور کہا کہ ہم صرف دو ہیں۔ اب ہمارا بچنا دشوار ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو نہیں ہم تین ہیں "تیسرا خدا ہے" وہ خدا جس کی طاقت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور جس کی حکمت سے کوئی واقف نہیں۔ لکھا ہے۔ کہ کارساز حقیقی کی قدرت کاملہ سے وہاں ایک مکڑی نے جالا تن دیا۔ اور ایک کبوتری نے انڈے بھی دے دیئے۔ اِس واسطے دشمنوں نے غار کے اندر جانے کی ضرورت نہ سمجھی۔ خدا کی طاقت اور حکمت غالب آگئی۔ اور سارے شہر کے لوگ مل کر بھی ایک جان

کو نہ مار سکے۔ جس کا حمایتی بھی ایک ہی متنفس تھا۔ ؎

ہزار دشمنم ار میکنند قصدِ ہلاک | گرم تو دوستی از دشمناں ندارم باک

(ہزار دشمن اگر میرے مار ڈالنے کا قصد کریں۔ اگر (اے خدا) تو میرا دوست ہے تو دشمنوں سے مجھے کچھ ڈر نہیں)

مدینہ میں پہنچنا | شام کے بعد حضرت ابوبکر کا غلام بکریاں لاتا اور دودھ پلا جاتا۔ جب قریش کا جوش فرو ہو گیا تو تین دن کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غار سے نکلے اور آپ اور حضرت ابوبکر دونو اونٹوں پر سوار ہو کر مدینہ کو روانہ ہوئے۔ جو مکہ سے شمال کی طرف دو سو ستر میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ موضع قبا میں جو مدینہ کے پاس ہے۔ حضرت علی بھی گرتے پڑتے وہاں پہنچ کر آپ کے ساتھ مل گئے۔ ۱۲۔ ربیع الاول ۱؁ نبوی کو جب مدینے پہنچے۔ تو وہاں کے لوگوں نے بڑی خوشی اور دھوم دھام سے استقبال کیا۔ ہر شخص یہی چاہتا تھا۔ کہ مجھے ہی اس بات کا فخر حاصل ہو۔ کہ سب سے پہلے میرے گھر میں قدوم میمنت لزوم کا ورود ہو۔ ادھر سے ایک کہتا تھا۔ ؎

گر بر سر و چشم من نشینی | نازت بکشم کہ نازنینی

(اگر تو میرے سر اور آنکھوں پر بیٹھے۔ تو میں تیرا ناز اٹھاؤں گا کہ تو نازنین ہے) اُدھر سے دوسرا کہتا تھا۔ ؎

رواقِ منظرِ چشمِ من آشیانۂ تست | کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

(میری آنکھ ہر وقت تیری طرف لگی ہوئی ہے۔ مہربانی کر اور اُتر آ کہ یہ گھر تیرا ہی گھر ہے) اس موقعہ پر جو فیصلہ آپ نے فرمایا۔ وہ آپ ہی کا حق تھا۔ فرمایا جہاں سواری کی اونٹنی اپنے آپ بیٹھ جائے گی۔ وہیں قیام ہو گا۔ آخر وہ ابو ایوب نام ایک شخص کے گھر کے پاس بیٹھ گئی۔ اور آپ وہاں ہی فروکش ہوئے۔ کیڑی کے گھر نارائن آیا۔ ابو ایوب جامے میں پھولے نہیں سماتے تھے۔ کبھی سعدی کی روح ترنم زن ہوتی۔ ایک ہی دن کی پیدائش ہیں، انہیں آ کر کہتی تھی۔ کہ کہو ؎

ز قدر و شوکتِ سلطاں نہ گشت چیزے کم | ز التفات بمہماں سرائے دہقانے
کلاہِ گوشۂ دہقاں بآفتاب رسید | کہ سایہ بر سرش انداخت چوں تو سلطانے

(بادشاہ کی قدر اور دبدبے میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔ جب کہ وہ ایک دہقان کے گھر میں مہمان ہوا۔ کسان کی کلاہ کا گوشہ آفتاب تک پہنچ گیا۔ جب تیرے جیسے بادشاہ نے اُس کے سر پر سایہ ڈالا۔)

کبھی حافظ کی روح آ کر کہتی تھی کہ میرا گیت سناؤ:۔ ؎

تعالی اللہ چہ دولت دارم امشب | کہ آمد ناگہاں دلدارم امشب
نہالِ عیشم از وصلش برآورد | ز بختِ خویش برخوردارم امشب

برات لیلۃ القدرے بدستم ۔ رسید از طالع بیدارم امشب

(سبحان اللہ آج کی رات مجھے کیسی دولت نصیب ہوئی ہے کہ یکایک میرا دلدار آج کی رات میرے پاس آ گیا۔ اس کے وصل سے میرے عیش کا درخت پھل لایا۔ اپنے طالع سے آج کی رات پھل کھا رہا ہوں۔ آج کی رات اپنے بیدار طالع سے ایک شب برات کا حصہ مجھے مل گیا ہے)

مہاجر اور انصار | رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں قیام فرمانے کے بعد سب سے پہلے یہ کام کیا۔ کہ مکہ سے ہجرت کر کے آنے والوں اور مدینہ کے رہنے والے لوگوں میں آپس میں برادری قائم کی اوّل الذکر مہاجر اور مؤخر الذکر انصار یعنے مدد دینے والے کے لقب سے ممتاز ہوئے +

مسجد نبوی | بعد اُس کے اُسی جگہ پر جہاں پہلے دن اونٹنی آ کر بیٹھی تھی۔ ایک مسجد بنائی۔ اس وقت کچی اینٹوں گارے اور کھجور کے پتوں کے سوائے اور کیا مصالح میسّر آ سکتا تھا۔ مگر اُسی مقام پر اب بڑی عالی شان عمارت مسجد نبوی کے نام سے کھڑی ہے +

حضرت عائشہ کا نکاح | حضرت خدیجہ کی زندگی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی اور نکاح نہیں کیا ان کی وفات کے کچھ عرصے بعد حضرت عائشہ کی آپ سے نسبت ہوگئی۔ اب شادی ہو گئی۔ اس وقت حضرت خدیجہ کی وفات کو تین سال ہو گئے تھے۔ مگر اس نکاح سے پہلے حضرت سودہ سے نکاح ہوگیا تھا۔ آگے چل کر ان نکاحوں پر کسی قدر تفصیل سے لکھا جائے گا۔ اِن دونوں بیبیوں کو آپ نے مسجد کے پاس الگ الگ مکان بنا دیئے +

حضرت فاطمہ کا نکاح | آپ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ کا بھی جو اُس وقت پندرہ سال کی ہوگئی تھیں حضرت علی سے نکاح کر دیا۔ دو پاجامے۔ ایک بستر۔ ایک چکّی۔ مٹی کے دو گھڑے اور ایک لوٹا جہیز میں دیئے +

معاہدہ بین الاقوام | رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کو قرآن جوں جوں نازل ہوتا سناتے اور نکوکاری اور معاملات میں راستی کی نصیحت فرماتے۔ اور اُن کے دلوں میں آپ کی اس قدر عزت و منزلت ہوگئی۔ کہ وہ آپ کو نہ فقط دینی بلکہ دُنیوی پیشوا بھی سمجھنے لگے۔ پس آپ نے مختلف اقوام میں آپس میں امن و امان سے رہنے کا ایک معاہدہ کرایا +

بدر کی لڑائی | رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین مدینہ میں آ کر امن و امان سے رہنے لگے اور خدائے واحد کی پرستش آزادی سے کرنے لگے۔ مگر مکہ کے قریش کو یہ کب بھاتا تھا۔ کہ مسلمان آرام سے بیٹھیں۔ مدینہ میں ایک شخص عبد اللہ نام بہت اقتدار رکھتا تھا۔ وہ ایسی تجویزیں سوچ

رہا تھا۔ جن سے کسی وقت وہ مدینہ کا بادشاہ بن جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے اُس کے ارادے خاک میں مل گئے۔ اور رنج اور حسد نے اُسے گھیر لیا۔ ابوجہل نے اُسے لکھا کہ تم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو مدینہ سے نکال دو۔ اُس وقت تو اُس کا کچھ بس نہ چلا۔ مگر منافقانہ رویّہ اختیار کیا۔ اور اندر اندر اپنی جماعت کے ساتھ مل کر سازشیں کرتا رہا۔ آخر مکّہ کے قریش کو اپنے منصوبوں کی اطلاع دیکر انہیں لڑائی کے واسطے آمادہ کیا۔ اِدھر قریش چھیڑ چھاڑ کر رہے تھے۔ چنانچہ اُن کا ایک سردار کرز فہری مدینہ میں آکر چراگاہ سے مویشی اور اونٹ چرا کر لے گیا۔

چودہ سال تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت صبر اور تحمل سے کفار کے ظلم وستم اور بے رحمی اور خون ریزی کی برداشت کی۔ مگر آخر صبر اور تحمل کی بھی کوئی حد ہے اب ارشادِ الٰہی ہوگیا کہ مسلمانوں کو اپنا بچاؤ اپنے زورِ بازو سے کرنا چاہیئے اور حملہ کرنے والے کو حملہ سے ہٹا دینا چاہیئے۔ چنانچہ آنحضرت نے کفار کی حرکات اور سکنات دریافت کرنے کو جاسوس بھیجنے شروع کیئے۔ ایک جاسوس عبداللہ بن جحش نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی منشا کے خلاف ابن حضری مکّہ کے ایک قریش تاجر کو قتل کر دیا۔ گو ایسے قتل پہلے بھی ہوجایا کرتے تھے۔ اور ان کا تصفیہ باہمی مصالحت سے ہوجایا کرتا تھا۔ مگر اس وقت قریش لڑائی کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ چنانچہ اِس قتل کو اُنہوں نے لڑائی کا موجب قرار دے کر چڑھائی کی تیاری شروع کردی۔

انہی دنوں قریش کا ایک قافلہ شام سے آرہا تھا۔ آنحضرت نے اس کا حال دریافت کرنے کو جاسوس روانہ کیئے۔ جو ضروری حالت معلوم کرکے واپس مدینہ آگئے۔ ابوسفیان میرِ قافلہ کو جب جاسوسوں کی گشت کی خبر ملی۔ تو بہت ڈرا۔ اور کمک کے واسطے مکّہ قاصد روانہ کیا۔ قریش پہلے ہی چڑھائی کرنے کو تیار تھے۔ فوراً مکّہ سے چل پڑے۔ مگر قافلہ ان کے پہنچنے سے پیشتر کسی دوسرے رستے مکّہ چلا گیا۔ اور وہاں جاکر کمک کی فوج کو پیغام بھیجا کہ واپس آجائے۔ مگر وہ نہ آئی۔ ابوجہل اس فوج کا افسر تھا۔ اُس نے کہا کہ میں محمد کا نام و نشان مٹا کر واپس آؤں گا۔ ابوسفیان بھی اپنے آدمی ہمراہ لے کر لشکر کے ساتھ مل گیا سات سو اونٹ تین سو گھوڑے اور ایک ہزار سے کچھ اوپر آدمی تھے۔ جو سب کے سب مسلح تھے۔ اِدھر مسلمانوں کے پاس ساٹھ اونٹ تین گھوڑے اور تین سو تیرہ آدمی تھے۔ اور چھ زرہ اور آٹھ تلواریں ہتھیاروں کا کل اثاثہ تھا۔ آخر لڑائی ہوئی

قریش نے شکست کھائی۔ اور ابوجہل مارا گیا۔ اسیران جنگ کے ساتھ اس قدر نیک سلوک ہوا کہ ان کا اپنا بیان ہے۔ کہ ہمیں گیہوں کی روٹی اور سواری دی گئی۔ اور فاتح لوگوں نے آپ کھجوریں کھا کر گذارہ کیا۔ اور پیدل چلے۔ یہ واقعہ ۲ ہجری میں بدر نامی کنوئیں پر ہوا۔ جو بہ نسبت مدینہ کے مکہ سے دور ہے ٭

اُحد کی لڑائی اگلے ہی سال، قریش مکہ آتش انتقام سے بھڑک کر تین ہزار سوار اور پیادوں کا لشکر لے کر چڑھ آئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تھا۔ کہ مدینہ میں ہی محصور رہیں۔ مگر جوان آدمیوں نے مشورہ دیا۔ کہ شہر سے باہر نکل کر لڑنا چاہیئے۔ چنانچہ تین میل مدینہ سے باہر اُحد نام پہاڑ پر ڈیرہ ڈال دیا۔ کل سپاہ سات سو نفر تھی۔ جس کے پاس صرف دو گھوڑے تھے۔ لڑائی شروع ہوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ شہید ہوئے۔ اور آپ کے اپنے منہ پر زخم آیا۔ ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے آپ کے چچا کی لاش کی بڑی بے حرمتی کی۔ ٹکڑے ٹکڑے کر کے ناک کان کاٹ ڈالے اور کلیجہ نکال کر دانتوں سے چبایا۔ اور دوسرے شہیدوں کی ناک اور کان کاٹ کر ہار بنا کر گلے میں پہنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حالت دیکھ کر بہت رنج ہوا۔ اور آپ نے چاہا کہ ایسا ہی حال کفار کی لاشوں کا کیا جائے۔ مگر آپ نے درگذر فرمائی اور صبر اختیار کیا ٭

مدینہ کے یہودیوں کا منصوبہ مدینہ کے یہودی بھی برسر فساد رہتے تھے۔ چنانچہ ایک دن ان کے ایک قبیلہ نے آپ پر اور آپ کے اصحاب پر ایک دیوار گرا کر مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ اور دعوت کے بہانہ سے بلایا مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر راز کھل گیا۔ اور بچاؤ ہو گیا۔ پر جب اُن کی اپنی باری آئی تو وہ شام کے ملک اور خیبر کے قلعہ کی طرف بھاگ گئے۔ اس سے باقی یہودی زیادہ دشمن ہو گئے ٭

حارث کے ساتھ لڑائی حارث ایک متصلہ علاقہ کے سردار نے مدینہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس خبر کی تصدیق کر کے اس کے مدینہ پہنچنے سے پیشتر ہی اُس پر چڑھائی کا حکم دیا۔ حارث بھاگ گیا۔ مال غنیمت میں حارث کی بیٹی جویریہ بھی تھی جو بیوہ تھی اور ثابت ابن قیس ایک معمولی حیثیت کے شخص کے حصہ میں بطور کنیز آئی۔ اس ابتدائی زمانے میں جب کہ پولیس چوکیاں جیل اور دار اور سرکاری مکان نہ تھے۔ لڑائی کے قیدی فاتح لشکر میں تقسیم کر دیئے جاتے تھے شاہزادی نے اپنے لئے یہ بڑی ذلت سمجھی۔ اور زر کثیر ثابت کو دیکر کے آزادی حاصل کرنی چاہی مگر حالت اسیری میں روپیہ کہاں سے مل سکتا تھا۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

حاضر ہو کر عرض حال کیا۔ آپ نے ثابت سے تو کچھ نہ کہا۔ کیونکہ ایسا کرنا خلاف مصلحت تھا۔ اپنے پاس سے رقم ادا کر کے جویریہ کو آزاد کرا دیا۔ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ حارث بہت سا مال و متاع لے کر آ پہنچا۔ کہ بیٹی کو چھڑا لے جائے۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جویریہ کی رہائی کا فیصلہ اُسی پر چھوڑ دیا۔ جویریہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنا پسند کیا۔ اور آپ نے اُس سے نکاح کر لیا۔ ایک روائت میں ہے کہ حارث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے متاثر ہو کر معہ اپنے دو بیٹوں کے آپ کی رسالت پر ایمان لایا۔ اور اُس نے خود درخواست کی۔ کہ اُس کی بیٹی کو اپنی کنیزی میں قبول فرمائیں۔ غرض اس نکاح کا فیض یہ ہوا۔ کہ جتنے اسیر اس خاندان کے لوگ غلامی میں تھے جن کی تعداد سینکڑوں تک تھی۔ وہ سب پاس ادب کے لحاظ سے سپاہ نے رہا کر دیئے ✣

خندق کی لڑائی جنگ احد کے بعد ابو سفیان نے صرف ایک سال کے واسطے صلح کی تھی۔ جوں ہی یہ میعاد گزر گئی۔ باوجودیکہ وہ لڑائی جیت کر گیا تھا۔ فوراً دس ہزار سپاہ لے کر مدینہ پر چڑھ آیا۔ ادھر تین ہزار[۳] مسلمان رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ اور وہ بھی بے سروسامان۔ شہر کے گرد ایک خندق کھودی گئی۔ آنحضرت خود بنفس نفیس مزدوروں کی طرح خندق کھودتے رہے۔ آخر قریش کا لشکر آ پہنچا۔ مدینہ میں سے یہودیوں کا ایک قبیلہ بنی قریظہ نام جس کے ساتھ صلح کا معاہدہ تھا۔ قریش سے جا ملا۔ تھوڑی تھوڑی لڑائی ہوتی رہی۔ آخر مسلمانوں کی حکمت عملی سے قریش کو اس بات کا یقین ہو گیا۔ کہ بنی قریظہ اُنہیں دھوکا دینے آئے ہیں۔ اور بنی قریظہ کو بھی قریش پر اعتبار نہ رہا لڑائی رک گئی۔ اتنے میں آندھی اور بارش بہت زور سے آئی۔ قریش کے خیمے گر گئے۔ اور بہت سا سامان پانی بہا لے گیا۔ اور اُن میں یہ مشہور ہو گیا۔ کہ محمدؐ کے سحر سے یہ آفت آئی ہے۔ ابو سفیان اور اس کی فوج بھاگ گئی۔ اب بنی قریظہ کی باری آئی۔ قبیلہ بنی اوس کے سردار سعد ابن معاذ کو انہوں نے ثالث مقرر کیا۔ اور سعد نے اُنہیں غدار قرار دے کر بہت سخت سزا کا حکم دیا ✣

حج کا ارادہ اور صلح حدیبیہ حج کعبہ کی رسم کی بنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ڈالی ہوئی نہیں ہے۔ بلکہ بہت پہلے سے چلی آتی ہے۔ جب سنہ ۶ ہجری میں حج کا موقعہ آیا۔ تو کچھ حج کی نیت سے کچھ وطن اور خویش و اقارب کو دیکھنے کی غرض سے چودہ سو مہاجر اور انصار مکہ جانے کے واسطے تیار ہو گئے قریش کو جب یہ حال معلوم ہوا۔ تو ایک بڑی بھاری فوج لے کر رستے میں آ جمے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کی زبانی پیغام بھیجا۔ کہ ہم لڑنے کے واسطے نہیں آئے۔ صرف حج کے لئے آئے

ہیں۔ مگر وہ کب مانتے تھے۔ معزز ایلچی کو قید کر لیا۔ اور کہا۔ کہ جو آگے آئے گا۔ اُس کا سر کاٹ دیا جائے گا۔ اور یہ بھی مشہور ہو گیا۔ کہ حضرت عثمان شہید کئے گئے۔ اِس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہمراہیوں سے مرنے مارنے کا عہد لیا۔ جب قریش کو اس عہد کی خبر پہنچی۔ تو صلح کا پیغام بھیجا۔ اور آخر ان شرائط پر صلح ہوئی۔

۱۔ دس سال تک کوئی لڑائی نہ ہو۔

۲۔ اگر قریش کا کوئی مسلمان یا مشرک مسلمانوں کے پاس چلا جائے۔ تو واپس کیا جائے۔

۳۔ اگر کوئی مسلمان قریش کے پاس چلا جائے۔ تو وہ واپس نہ کیا جائے۔

۴۔ ہر ایک قبیلہ عرب کو اختیار ہے۔ کہ چاہے قریش چاہے مسلمانوں سے عہد و پیمان کرے۔

۵۔ مسلمان جو صرف ایک منزل مکّہ سے اس طرف مقام حدیبیہ پر تھے۔ اب واپس چلے جائیں۔ اگلے سال آئیں۔ مگر تلوار کے سوا اور کوئی ہتھیار نہ لائیں۔ اور صرف تین دن مکّہ میں ٹھیریں۔

[۱۳] اس صلح نامے کے بعد مسلمان طوعًا و کرہًا مدینہ واپس ہو گئے۔

خیبر کی لڑائی

مدینہ سے شمال مشرق کی طرف دو سو میل کے فاصلے پر ایک علاقہ خیبر کے نام سے مشہور تھا۔ جس میں یہودی لوگ آباد تھے۔ اور وہاں انہوں نے اپنی حفاظت کے لئے بہت سے قلعے بنا رکھے تھے۔ یہودی پہلے ہی مسلمانوں کے مخالف تھے۔ مگر چونکہ مدینہ کے یہودی بنی نضیر اور اور یہودی وہاں پناہ لینے کی غرض سے چلے گئے تھے۔ اس سے وہ اور بھی زیادہ دشمن ہو گئے۔ انہوں نے چاہا کہ مسلمانوں کو تباہ اور برباد کر دیا جائے۔ اور اس سازش میں عرب کے کئی قبیلے بھی ان کے ساتھ شریک ہو گئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے حملے سے پیشتر خود اُن پر ۷ھ ہجری میں چڑھائی کر کے انہیں شکست دی۔ یہودیوں نے بڑے عجز سے صلح کی درخواست کی۔ اور آپ نے بغیر ان کے ملک پر قبضہ کرنے اور اُن کے مذہب میں مداخلت کرنے کے اُن کی درخواست منظور فرمائی ؎

توحید الٰہی

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا لقب رحمۃ للعالمین بھی ہے یعنے (دنیا جہان کے واسطے رحمت) اور امر واقعہ بھی یہی ہے۔ کیونکہ جب آپ کی بعثت ہوئی تو ساری خدائی اپنے خدا سے دور پڑی تھی۔ دنیا بھر کی زمین میں ایک بالشت بھر ٹکڑا نہ تھا۔ جہاں توحید الٰہی کی تعلیم اور تلقین ہوتی ہو۔ آپ کی تعلیم نے دنیا میں نور پھیلا دیا۔ بندوں کا تعلق جو اس وقت اپنے خدا سے تھا۔ اور اُس کے متعلق جو ہدایت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ اُسے خواجہ حالی نے اس طرح منظوم فرمایا ہے :۔ ۵

۱۳ [illegible]

کسی کو ازل کا نہ تھا یاد پیماں — بھلائے تھے بندوں نے مالک کے فرماں
زمانہ میں تھا دور صہبائے بطلاں — مئے حق سے محروم تھی بزمِ دوراں
اچھوتا تھا توحید کا جام اب تک — خمِ معرفت کا تھا منہ خام اب تک
نہ واقف تھے انساں قضا اور جزا سے — نہ آگاہ تھے مبدا و منتہا سے
لگائی تھی ایک اک نے لَو ماسوا سے — پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے
یہ سنتے ہی تھرا گیا گلّہ سارا — یہ راعی نے للکار کر جب پکارا
کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق — زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اُسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق — اُسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ — جھکاؤ تو سر اُس کے آگے جھکاؤ
اُسی پر ہمیشہ بھروسا کرو تم — اُسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اُسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم — اُسی کی طلب میں مرو جب مرو تم
مبرّا ہے شرکت سے اُسکی خدائی — نہیں اُسکے آگے کسی کو بڑائی
خرد اور ادراک رنجور ہیں واں — مہ و مہر ادنےٰ سے مزدور ہیں واں
جہاندار مغلوب و مقہور ہیں واں — نبی اور صدّیق مجبور ہیں واں
نہ پرسش ہے رہبان و احبار کی واں — نہ پروا ہے ابرار و احرار کی واں

غیر ملکوں کے سلاطین کو اسلام کی دعوت سنہ ۷ ہجری میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مختلف ممالک کے سلاطین کے نام اسلام کی دعوت کے خط بھیجے۔ اِس سال آپ مکّہ میں تشریف لے گئے۔ اور حسب قرارداد صلح نامہ تین دن رہ کر واپس چلے آئے ؛

فتح مکّہ سنہ ۸ ہجری میں قبیلہ بنی بکر نے قریش کی امداد سے قبیلہ بنی خزیمہ پر جو مسلمانوں کی حفاظت میں تھا۔ حملہ کیا۔ قریش لڑائی کے وقت حرم کعبہ میں بھی گھس گئے۔ اور حالانکہ اس کی پناہ رکھے جانے کے وقت سے وہاں لڑنا منع چلا آتا تھا۔ بنی خزیمہ کو جو امن کے واسطے وہاں چلے گئے تھے قتل کر ڈالا۔ بنی خزیمہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فریاد کی۔ قریش نے چونکہ اس لڑائی میں صلح نامہ حدیبیہ کی شرائط کو توڑ دیا تھا۔ وہ فسخ ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار جرّار فوج لے کر مکّہ کی طرف روانہ ہوئے۔ قریش کا سردار ابوسفیان اس لشکر کی خبر سن کر سراسیمہ پھرنے لگا۔ اور رات کے وقت لشکر کو دیکھنے آیا۔ وہ سپاہ کی کثرت دیکھ کر ایسا گھبرایا

کہ سوائے اِس کے اُسے کچھ نہ سوجھا کہ سیدھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلا جائے چنانچہ اس نے یہی کیا۔ اور وہاں جا کر مسلمان ہو گیا۔ صبح کے وقت لشکر اسلام نے کوچ کیا۔ حضرت ابوسفیان اجازت لے کر آگے چلے گئے۔ کہ لوگوں کو سمجھائیں۔ کہ وہ مقابلہ نہ کریں۔ مگر عکرمہ بن ابوجہل نے شرارت کی۔ سپاہ کے ایک حصّہ پر حملہ کر دیا۔ دو مسلمان مارے گئے۔ مگر ساتھ ہی اس کے اٹھائیس آدمی قریش کے ڈھیر ہو گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے کعبہ کا طواف کیا۔ اور اس پاک گھر کو بتوں سے خالی کر دیا۔ اس وقت مکّہ میں ایک عجیب نظارہ تھا۔ وہ شخص جسے گھر سے باہر نکلنا نہ ملتا تھا۔ اگر نکلے تو پتھر برسا کر زخمی کر دیا جاتا تھا جس کے رفیقوں کو اُس کے سامنے انواع واقسام کے اِس قدر عذاب دیئے جاتے تھے۔ کہ اسے یا بھی رفاقت سے محروم ہو کر انہیں وطن مالوف کے چھوڑنے پر مجبور کرنا پڑا۔ اور پھر خود بھی راتوں رات اپنی جان بچا کر اُن کے پیچھے دوڑنے کے سوا چارہ نہ رہا۔ جس کے قتل کے انعام کا اعلان تھا۔ آج وہ نہ صرف اپنے شہر بلکہ اپنے ملک کا حاکم اور بادشاہ بن کر ایک جرار لشکر کے آگے آگے فاتحانہ تزک وشان سے اپنے شہر میں داخل ہوتا ہے۔ قریش زن و مرد کانپ رہے تھے۔ کہ ابھی کیا حکم ہوتا ہے۔ کس کا سر کٹتا۔ کس کا گھر لٹتا ہے بعض نے بھاگنے کا عزم کیا۔ مگر فاتح کوئی ملک گیر بادشاہ نہ تھا۔ وہ نور رسول اللہ تھا۔ جسے نہ پہلے دکھ کا ذاتی رنج تھا۔ نہ اِس سکھ کی ذاتی خوشی تھی۔ ہر حالت میں صرف کلمۃ اللہ (اللہ کی کلام) کی اشاعت مقصود تھی۔ اعلان کر دیا گیا۔ کہ کوئی ہتھیار نہ اٹھائے۔ کوئی شہر چھوڑ کر نہ جائے۔ کسی سے انتقام نہیں لیا جائے گا۔ ہر کسی کے ساتھ مروّت اور مہربانی ہوگی۔ بڑے بڑے بھاری مجرم جنہوں نے مسلمانوں کے بڑے متقدر سردار مرد اور عورتوں کو جان سے مار ڈالا تھا۔ یا سخت ایذا دی تھی۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بےادبی کی تھی۔ پیش ہوئے۔ اور سب کو بلا استثنا معافی دی گئی۔

اِس فتح سے توحید الٰہی کا دنیا جہان میں ڈنکا بج گیا۔ اور توریت مقدس کی ذیل کی پیشینگوئی جو اس وقت تک ناتمام تھی مکمل ہو گئی "خداوند سینا سے آیا۔ اور سعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران کی چوٹیوں سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اُس کے داہنے ہاتھ ایک روشن شریعت اُن کے لئے تھی" (کتاب استثنا باب تثنیس۔) سینا اور سعیر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ذریعہ خداوند کا طلوع ہو چکا تھا۔ اب اُس کا فاران مکّہ کے پہاڑ کی چوٹیوں پر جلوہ گر ہونا باقی تھا۔ سو وہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہو گیا۔ جو دس ہزار قدوسی ہمراہ لے کر آئے ۔

حنین کی لڑائی ۸ھ ہجری میں مقام حنین پر بنی ہوازن اور ثقیف دونوں نے مل کر مسلمانوں سے لڑائی کی۔ پہلے تو مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی۔ مگر پھر سنبھل گئے۔ بنی ثقیف تو اپنے شہر طائف کو بھاگ گئے۔ مگر بنی ہوازن کے مرد اور عورت گرفتار ہو گئے۔ اور حسب دستور غلام بنائے گئے۔ پھر اُن کے عجز و انکسار پر سب کو بلامعاوضہ رہائی دی گئی۔

روایت ہے۔ کہ ام سلیم نے جو اس لڑائی میں موجود تھیں۔ کہا۔ یا رسول اللہ ان آزاد کئے ہوئے (نومسلم) لوگوں کو جو ہمارے پیچھے تھے۔ اور جو ہزیمت دلانے کا موجب ہوئے مار ڈالئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم۔ اللہ نے ہمارا مطلب پورا کر دیا اور اچھا کر دیا۔ انہیں کیوں مارا جائے۔

بنی ثقیف جس طائف کو بھاگ گئے۔ یہ وہی طائف ہے۔ جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے پتھر مار مار کر زخمی کر کے نکال دیا تھا۔ ایک دفعہ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ قوم ثقیف کے تیروں نے ہمارے دل کو چھلنی کر دیا ہے۔ ان کے واسطے (بد) دعا کیجئے آپ نے فرمایا۔ کہ اے خدا قوم ثقیف کو ہدایت دے۔ آخر ثقیف نے اس شرط پر اطاعت قبول کی کہ نہ ہم زکوٰۃ دیں گے اور نہ جہاد میں شریک ہوں گے۔ جب ایلچی معاہدہ کے واسطے آئے۔ تو انہیں اترنے کو مسجد میں جگہ دی۔ بعد میں وہ لوگ خود ہی مسلمان ہو گئے۔

قوم طے کی لڑائی اس کے بعد آپ مدینہ تشریف لے گئے۔ ایک لڑائی قوم طے کے ساتھ ہوئی۔ انہیں شکست ہوئی۔ اسیرانِ جنگ میں حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسے آزاد فرما دیا۔ وہ حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا۔ کہ اگر باقی اسیر غلام بنائے جائیں گے۔ تو مجھے بھی اُن کے ساتھ غلامی میں رکھا جائے۔ اور اگر انہیں قتل کرنا ہے تو مجھے پہلے قتل کیا جائے۔ میری آزادی یا جان پر۔ اپنے برادران وطن کی غلامی یا موت کے مقابلے میں حیف ہے۔ آپ نے سب اسیروں کو رہا فرما دیا۔ اور اس مروت کا اُن پر ایسا اثر پڑا۔ کہ وہ سب مسلمان ہو گئے۔

سال وفود ۹ھ ہجری میں جب مکہ کے سب لوگوں نے دین اسلام اختیار کر لیا۔ تو پھر گرد و نواح ہر طرف سے لوگ بڑی بڑی بھاری جماعتوں میں مذہب اسلام کو قبول کرنے کے واسطے آنے لگے۔ اور اس قدر ایلچی آئے۔ کہ یہ سال ہی سال وفود کے نام سے مشہور ہے۔ اگلے سال آپ نے حضرت علی کو یمن میں تبلیغ اسلام کے واسطے روانہ فرمایا۔ اور یمن کے ہزاروں آدمی مشرف باسلام ہوئے۔ غرض اس طرح کل ملک عرب میں خدا کا دین پھیل گیا۔ اور کفر اور بت پرستی نیست و نابود ہو گئی۔

آخری حج | سنہ ۱۰ ہجری میں جب دین اسلام کی اشاعت ہوگئی۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سمجھا۔ کہ وہ فرض جو میرے ذمہ تھا۔ اب ادا ہوچکا۔ آپ نے اپنے آخری حج کی تیاری کی۔ اور اذن عام دیا۔ کہ جو شخص جانا چاہے جاسکتا ہے۔ چنانچہ ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمان آپ کے ہمراہ ہوئے۔ یہ لکھنا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اتنا بڑا ہجوم پہلے کبھی کعبہ میں نہیں ہوا تھا۔ آپ نے عرفات کے پہاڑ پر کھڑے ہو کر آخری خطبہ سنایا۔ اور یہ کہہ کر کہ شائد اگلے حج کے موقعہ پر میں تمہارے درمیان نہ ہوں گا۔ وعظ ونصیحت فرمائی جس کا خلاصہ یہ تھا۔ قرآن کے احکام کی پوری تعمیل کرنا۔ اپنے ہر فعل کے واسطے اپنے آپ کو خدا کے سامنے ذمہ وار سمجھنا۔ ناحق خون نہ کرنا۔ بیگانہ حق زائل نہ کرنا۔ آپس میں مہر ومحبت کے ساتھ رہنا۔ عورتوں کے حقوق کی نگہداشت کرنا۔ اور غلاموں سے نیک سلوک کرنا۔

وفات | سنہ ۱۱ ہجری کے دوسرے مہینے صفر کے آخری دنوں میں چار شنبہ کے دن آپ کو بخار ہوگیا۔ اور تکلیف دن بدن زیادہ ہوتی گئی۔ وفات سے چار پانچ دن پیشتر سہارا لے کر آپ باہر تشریف لائے حضرت ابوبکر حسب فرمان نماز پڑھا رہے تھے۔ اُن کے ساتھ نماز پڑھی۔ یہ مسجد میں آخری نماز تھی اور حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ اگر میں نے کسی کو کوئی تکلیف دی ہے۔ تو وہ جس طرح چاہے اس کی تلافی کرلے۔ اور اگر کسی کا قرض میرے ذمہ ہے۔ تو وصول کرلے۔ میں اس سے ناراض نہیں ہوں گا۔ ایک شخص نے تین درہم کا مطالبہ کیا۔ جو اُسے دیئے گئے۔ اس کے بعد وعظ ونصیحت فرما کر اندر تشریف لے گئے۔ اور آخر پیر کے دن اسی تاریخ کو جو پیدائش کی مشہور ہے۔ یعنی ۱۲۔ ماہ ربیع الاوّل۔ مطابق ۸۔ جون ۶۳۲ء کو۔ اور بعض کے نزدیک پہلی یا دوسری تاریخ ربیع الاوّل کو تیرہ دن بیمار رہ کر اللھم الرفیق الاعلیٰ (اے اللہ رفیق اعلےٰ سے ملنا چاہتا ہوں) منہ سے آہستہ آہستہ کہتے ہوئے۔ تریسٹھ سال کی عمر میں جان بحق تسلیم کی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

لڑائیاں کیوں ہوئیں | رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مدینہ میں قیام کا زمانہ جنگ وجدل میں ہی گذرا۔ مگر ناظرین نے یہ دیکھ لیا ہے۔ کہ مکہ کے مخالفین مشرکین آپ کو اس قدر ایذا دیتے تھے۔ کہ آپ کو وطن چھوڑ کر مدینہ میں جانا پڑا۔ اور مدینہ میں بھی انہوں نے چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ کبھی دائیں سے کبھی بائیں سے آ پڑتے۔ روز جنگ روز جنگ۔ چنانچہ یہ واضح ہوچکا ہے۔ کہ کوئی لڑائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بخود مخالف حریف کی ایذا دہی کے لئے نہیں کی۔ بلکہ جو لڑائی کی وہ اپنے بچاؤ کے لئے کی۔ اور پھر مفتوح ومغلوب فریق اور اسیروں سے وہ برتاؤ نہیں کیا جو فاتح لوگ

کرتے ہیں۔ یا مخالف کرتے تھے۔ بلکہ بہت فیاضانہ اور کریمانہ سلوک کیا +

مومنوں کی مائیں یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں

پہلے ذکر آچکا ہے۔ کہ حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت سودہ اور حضرت عائشہ سے نکاح کیا۔ اور پھر حضرت جویریہ سے۔اس کے بعد سات اور عورتوں سے نکاح ہوا۔ جن میں سے ایک حضرت زینب بنت خزیمہ نے نکاح کے بعد دو تین مہینے ہی زندہ رہ کر آپ کی زندگی میں انتقال کیا۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ حضرت زینب کا یہ پانچواں نکاح تھا۔ جب اس بات پر غور کی جائے۔ کہ پہلا ہی نکاح اُس عورت سے ہوا۔ جو دو دفعہ بیوہ ہو چکی تھی۔ جس کے تین بچے دو لڑکے اور ایک لڑکی زندہ تھی۔ اور وہ چالیس سالہ عمر کی تھی۔ اور ادھر پچیس سال کے خوب صورت صالح اور اعلےٰ خاندان کے کنوارے جوان۔ اور پھر پچیس سال تک جب کہ بیوی کی عمر پینسٹھ سال کی ہو گئی تھی۔ دوسرا نکاح نہ کیا۔ اور جو نکاح بعد میں ہوئے۔ وہ کسی نہ کسی مصلحت پر مبنی تھے۔ تو صاف طور پر واضح ہو جائے گا۔ کہ آپ کو نکاح کرنے سے نفسانی اغراض کا پورا کرنا مطلوب نہ تھا۔ بلکہ بیکس بیوگان کی امداد تالیف قلوب بہتری جماعت اور اشاعت دین مدِّ نظر تھی۔ کیوں کہ عورتوں کے ذریعے عورتوں کو آسانی سے ہدایت ہو سکتی ہے۔ اِن نکاحوں کے وقت آپ کی عمر پچاس سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ یہ ہی ایک واقعہ اس دعوے کے ثبوت کے لئے کافی دلیل ہے +

حضرت سودہ جن کے ساتھ حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد نکاح ہوا۔ حبش سے واپس آئے ہوئے مہاجرین میں سے ایک پچاس سال کی بڈھی اور بیکس بیوہ تھیں۔ اور انہوں نے ایک موقع پر خود ہی کہہ دیا تھا۔ کہ میری عمر نکاح کے لائق نہیں۔ مگر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حرم سرائے میں رہنے کی عزت چاہتی ہوں۔ حضرت عائشہ کا جب نکاح ہوا۔ تو وہ گو کنواری مگر ابھی خوردسال تھیں۔ اور یہ نکاح صرف حضرت ابوبکر کی رضامندی کی خاطر کیا گیا تھا۔ باقی بیویوں میں سے کوئی ایسی نہیں تھی۔ کہ جس کا ایک یا زیادہ دفعہ پہلے نکاح نہ ہو چکا ہو +

حضرت حفصہ حضرت عمر کی بیٹی تھیں۔ اور حضرت عثمان اور ابوبکر ہر دو نے ان کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور حضرت عمر جیسے جلیل القدر صحابی کی دلجوئی اسی طرح ہو سکتی تھی۔ کہ آپ خود ان سے نکاح کر لیں۔ حضرت ام سلمہ۔ حضرت ام حبیبہ۔ حضرت سودہ کی طرح حبش کے مہاجرین میں سے تھیں۔ اور وہاں ہی بیوہ ہو گئی تھیں۔ پہلی کے چار بچے بھی تھے۔ وہ رشتہ دار بھی تھیں۔ ان کی نگہداشت بھی ضروری تھی۔ دوسری جیسے اُن کے نام سے ظاہر ہے ایک لڑکی کی ماں

ابوسفیان کی بیٹی اور اس لئے وہ بھی رشتہ دار - نیز ابوسفیان جیسے دشمن اور مخالف کے ساتھ مروّت سے پیش آنا - اسے رام کرکے اپنے گروہ کو تقویت بخشنا تھا -

حضرت زینب کا نکاح آزاد کئے ہوئے غلام زید سے کیا گیا تھا - مگر میاں بیوی کی آپس میں ناموافقت رہی - آخر طلاق تک نوبت پہنچی - اور وہ بہت دل شکستہ ہوئیں - پھوپھی کی بیٹی تھیں اُن کی دلجوئی بہت ضروری تھی - گو اُن کی عمر اڑتیس سال ہو گئی تھی - اُنہیں حرم سرائے میں داخل فرما لیا - جس سے وہ بھی خوش ہو گئیں - اور مثال قایم کرکے اعلان کر دیا - کہ مطلقہ عورت سے نکاح کرنے میں کوئی عار نہیں ہے -

اسی طرح سے باقی دو بیویاں حضرت میمونہ اور حضرت صفیہ بھی آپ کی خدمت میں آنے سے پہلے دو دو نکاح کر چکیں تھیں +

حضرت خدیجہ کے بطن سے جو اولاد ہوئی - اُس کا مجمل ذکر اوپر کیا گیا ہے - باقی سب بیویوں کے ہاں آپ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی - سوائے اِس کے کہ ایک کے ہاں ایک لڑکا ہوا - جو بچپن میں فوت ہو گیا - باوجود مذکورہ بالا حالات کے آپ اپنے برتاؤ میں کسی بیوی کے ساتھ کوئی تفریق نہ فرماتے - چنانچہ حضرت عائشہ جو عمر میں سب سے چھوٹی اور کنواری بیاہی گئی تھیں - روایت کرتی ہیں - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے پاس رہنے کا وقت تقسیم کرتے یعنی باری ٹھیراتے (اس باری کی پابندی مرض الموت میں بھی رہی - یہاں تک کہ ضعف سے چلنا بند ہو گیا) - اور انصاف کرتے - اور کہتے یا اللہ یہ میری تقسیم ہے - جو میرے اختیار میں ہے - پس مجھے ملامت نہ کیجو - اُس چیز کی بابت جو تیرے اختیار میں ہے - اور میرے بس کی نہیں - جیسے کوئی تندرست ہے - کوئی علیل - کسی کی اولاد ہے - کسی کی نہیں +

طریق معاش آپ باوجود اِس قدر اختیار قدرت شوکت اور سلطنت رکھنے کے نہایت سادہ اور فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے - چنانچہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں - کہ کوئی مہینہ ایسا آتا - کہ ہم اس میں کبھی آگ نہ جلاتے - اور صرف پھل اور پانی پر ہی گذارہ کرتے - البتہ کبھی کے ہاں سے گوشت آ جاتا - تو وہ پکا لیتے +

ایک روایت میں ہے - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آل نے اُن کی زندگی میں تین دن تک متواتر کبھی گیہوں کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی - اور ایک دوسری روایت ہے کہ آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر ایک دن میں دو لقمے طعام کھایا - تو اُس میں ایک لقمہ کھجور کا تھا - پھر ایک اور

روائت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے عیال کئی راتیں متواتر بھوکے گزارتے کہ رات کا کھانا میسر نہ آتا تھا۔ اور اکثر اوقات ان کے کھانے کی روٹی جو کی ہوتی ؛

حضرت عمر روائت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ دن بھر بھوک کی وجہ سے بیقراری میں گزارتے۔ اور خراب قسم کی کھجوریں بھی میسر نہ آتیں ۔ کہ اُن سے پیٹ بھرتے ؛

حلیہ | رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت خوب۔ قد میانہ۔ رنگ گندمی۔ رخسارے لمبے۔ آنکھیں سیاہ۔ پیشانی گول۔ اور سر بڑا تھا۔ بال گھونگروالے اور سیدھے کے بین بین۔ آپ نے نہ سفید بال اکھڑوائے نہ خضاب کیا۔ رفتار تیز اور خوشنما تھی۔ صورت بارعب مگر طبیعت نرم تھی۔ اور دل سخی فراخ اور قوی تھا ؛

عادات | آپ شیریں کلام تھے۔ اور بے فائدہ بات نہ کرتے۔ مگر سامعین کے ذہن نشین کرنے کے واسطے ٹھیر ٹھیر کر بات کرتے۔ اور بوقت ضرورت دہراتے۔ جب بھیڑ ہوتی۔ مثلاً حج یا کسی اور موقعہ پر تو آپ اپنے آگے سے لوگوں کا ہٹایا جانا بُرا سمجھتے۔ اور کسی آنے والے کو مارنے کی اجازت نہ تھی۔ اپنی ذات کے واسطے انتقام نہ لیتے۔ ایک دفعہ ایک گنوار سائل نے آپ کا کپڑا اِس قدر کھینچا۔ کہ گردن پر نشان پڑ گیا۔ آپ ہنسے اور اُسے کچھ دینے کا حکم دیا۔ ایک دفعہ اسی آدمی کوہ تنعیم سے صبح کے وقت قتل کے ارادے سے آپ کے پاس پہنچے۔ سب کے سب گرفتار کر لئے گئے۔ مگر آپ نے سب کو رہا کر دیا۔ اخلاق کی بہت زیادہ تفصیل کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ اِس کتاب کا مطالعہ جس میں آپکے اقوال اور افعال کے بیان مندرج ہیں۔ آپ کے اخلاق کی وسعت کا ناظرین کو خود بخود اندازہ لگانے کے قابل بنا دے گا۔ مشک آنست کہ خود ببوید۔ نہ کہ عطار بگوید (مشک وہ ہے۔ جو اپنے آپ خوشبو دے۔ نہ کہ عطار کہے۔ کہ یہ خوشبو دیتا ہے)

قرآن

قرآن کے معنے پڑھنے کے لائق (کتاب) کے ہیں۔ اصطلاح میں اس کتاب کا نام ہے۔ جس میں وہ جملہ احکام اور حالات جو بذریعہ وحی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتے درج ہیں۔ یہ ساری کتاب ایک ہی دفعہ نازل نہیں ہوئی۔ بلکہ تھوڑی تھوڑی وقتاً فوقتاً رسالت کے سارے

زمانہ میں اُترتی رہی ہے۔ ایک جملہ کو آیت کہتے ہیں۔ جوں جوں آیتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترتی تھیں۔ آپ انہیں لکھوا کر حضرت حفصہ کے پاس رکھواتے جاتے تھے۔ اور لوگوں کو سناتے رہتے تھے۔ وہ حفظ کرتے جاتے تھے۔ یا کاغذ۔ پتوں اور سلیٹوں پر لکھتے جاتے تھے۔ مگر زیادہ تر حصر حافظہ پر ہی تھا۔

ایسے حافظ بھی تھے۔ جنہیں سارا قرآن یاد تھا۔ اور ان کی اسلامی دنیا میں آج بھی کوئی کمی نہیں مگر زیادہ تر اُس وقت وہ لوگ تھے۔ جن میں سے کوئی حصہ ایک کو۔ کوئی دوسرے کو حفظ تھا۔ کچھ ایک کے پاس لکھا ہوا تھا۔ کچھ دوسرے کے پاس۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند مہینے بعد جنگ یمامہ میں جب بہت سے لوگ جنہیں قرآن حفظ تھا۔ شہید ہو گئے۔ تو حضرت عمر نے حضرت ابوبکر خلیفہ وقت سے کہا۔ کہ کشت و خون کا سلسلہ اگر اسی طرح جاری رہا۔ تو قرآن کا بہت سا حصہ جاتا رہے گا۔ مناسب یہ ہے۔ کہ آپ قرآن کو ایک جگہ جمع کر کے تحریر کروالیں حضرت ابوبکر نے پہلے تو یہ کہکر کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا۔ تو میں کیوں کروں۔ انکار کیا۔ مگر سمجھانے سے بات اُن کی سمجھ میں آگئی۔ اور زید بن ثابت کو بلوایا۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی وحی لکھا کرتے تھے۔ اور انہیں سارا قرآن ایک جگہ لکھنے کا حکم دیا۔ پہلے تو زید نے بھی اسے نئی بات قرار دے کر حیل و حجت کی۔ مگر پھر اُن کی سمجھ میں بھی بات آگئی۔ زید کہتے ہیں۔ کہ اگر مجھے یہ حکم ہوتا۔ کہ ایک پہاڑ کو اپنی جگہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ رکھدو۔ تو وہ حکم مجھ پر ایسا گراں نہ گزرتا۔ جیسی اس حکم کی تعمیل کی ذمہ واری مجھے دشوار اور گراں معلوم ہوئی +

غرض زید نے لکھنا شروع کیا۔ اور بڑی محنت جانکاہی اور تجسس کے بعد مذکورہ بالا نوشتوں اور حافظوں کی مدد سے سارا قرآن ایک جگہ لکھ لیا۔ یہ نسخہ حضرت ابوبکر کی تفویض میں رہا۔ اُن کی وفات پر حضرت عمر کے سپرد ہوا۔ اور اُن کے بعد اُن کی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ کے حوالے ہوا۔ حافظوں کے ذریعہ قرآن کی اس قدر صحیح تلاوت اور اشاعت ہو رہی تھی۔ کہ نہ خلیفہ اول اور نہ خلیفہ دوم کے وقت میں اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ زید کے لکھے ہوئے نسخہ کی نقلیں کروا کے شائع کی جائیں۔ مگر حضرت عثمان خلیفہ ثالث کے زمانے میں جب سلطنت کو وسعت ہوئی۔ اور شکایت پہنچی کہ ملک روم میں بعض لوگ قرآن پڑھنے میں غلطیاں کرتے ہیں۔ تو آپ نے اُن ہی زید کے ساتھ تین اور کاتب ملا دیئے۔ اور حضرت حفصہ سے قرآن منگا کر اُس کی چند نقلیں کروالیں۔ اور مختلف

ممالک میں بھجوادیں۔ اور جتنے نوشتے کسی کے پاس تھے۔ سب اکٹھے کرکے جلادیئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمان کو جامع القرآن کہتے ہیں۔ اگرچہ حقیقت میں جامع القرآن حضرت ابوبکر ہیں۔ اور انہوں نے بھی اتنا کیا۔ کہ ایک جگہ جمع کرکے لکھوادیا۔ ورنہ سورتوں میں آیتوں کی ترتیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کی ہوئی ہے۔ اور چونکہ آئتیں وقتاً فوقتاً نازل ہوتی رہتی تھیں۔ آپ فرمادیتے تھے کہ اسے فلاں سورت میں فلاں آئت کے آگے درج کرلو۔ اور اس طرح نزول قرآن یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے زمانہ میں مکمل قرآن نہیں لکھا جاسکتا تھا۔

حدیث

حدیث کے اقسام

حدیث عربی لفظ ہے۔ جس کے معنے بات کے ہیں۔ مگر شرعی اصطلاح میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے (۱) قول (۲) اور فعل کے بیان (۳) اور کسی قول اور فعل کے بیان کو جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سنا یا دیکھا۔ اور آپ نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ حدیث کہتے ہیں۔ پہلی کو حدیث قولی۔ دوسری کو فعلی اور تیسری کو تقریری کہتے ہیں۔ جس قدر حدیث کی کتابیں ہیں۔ ان میں ان سب قسموں کی حدیثیں پائی جاتی ہیں۔ اور سب ہی واجب التعمیل سمجھی جاتی ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت صورت اور آپ کی زندگی کے واقعات کے بیان کو بھی حدیث کہتے ہیں۔ اور بعض کے نزدیک صحابہ اور اُن کے شاگردوں کے قول اور فعل کے بیان اور تقریر کو بھی حدیث کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے جیسے آگے چل کر ناظرین دیکھیں گے۔ کہ حدیث کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی۔ علاوہ اس کے محدثین نے خدا کی اُن پر رحمت ہو۔ حدیث کا ذخیرہ جمع کرنے کے وقت اس خیال سے کہ کوئی بات رہ نہ جائے۔ جو کچھ بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی نسبت سنا اُسے لکھ لیا۔ اور بعد میں کتاب کی ترتیب کے وقت جس حدیث کو صحیح اور مفید دیکھا درج کرلیا۔ اس طرح حدیث کی تعداد گو لاکھوں تک نہ رہی۔ مگر ہزاروں تک پھر بھی رہ گئی۔ جو حدیثیں کہ ترک کی گئیں۔ اُن کا تو اب کیا ذکر ہے۔ مگر جو انتخاب کی گئیں۔ اُن میں بھی کچھ ایسی ہیں۔ جن کے مطالعہ سے پایا جائے گا۔ کہ محدثین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے اقوال اور افعال کا حال جمع کرنے میں کس قدر کوشش کی۔ اور کس طرح اِس وجہ سے حدیثوں کی تعداد میں زیادتی ہوگئی۔ اِن حدیثوں میں سے جن کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے۔ چند نیچے لکھی جاتی ہیں :۔

۱۳ [illegible]

بخاری میں لکھا ہے۔ کہ سہل بن سعد روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گھوڑا تھا۔ جو ہمارے باغ میں (چرا کرتا) تھا۔ اور اُسے لحیف کہتے تھے +

ابو داؤد لکھتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے بیوت سقیا سے پانی منگایا جاتا تھا۔ قتیبہ کہتے ہیں۔ کہ یہ ایک چشمہ ہے۔ جو مدینہ سے دو منزل ہے +

مسلم کے سوائے پانچوں صحاح میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے میں دو تسمے تھے۔

ابو داؤد اور نسائی لکھتے ہیں۔ کہ جابر روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنے بائیں پہلو پر تکیہ لگائے ہوئے تھے +

علم حدیث کے ماہر کو محدث کہتے ہیں۔ محدثوں نے جب کوئی حدیث بیان کی ہے۔ تو اُس کا سلسلہ کلام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا ہے۔ یعنے محدث نے زید سے۔ اُس نے عمر سے اور اُس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی۔ اگر کسی حدیث میں بیان کرنے والوں کا سلسلہ ٹوٹ گیا ہے۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچا۔ یا کسی راوی (بیان کرنے والے) کی بلوغت۔ ثقاہت۔ دیانت۔ ذہانت۔ سمجھ اور سنجیدگی میں شک ہوا ہے تو اسے صحیح نہیں سمجھا گیا۔ اور شاہ عبد العزیز صاحب نے تو بے سند حدیث کو بازاری گپ سے بھی بدتر قرار دیا ہے +

صحت کے لحاظ سے حدیث کے جو اقسام مقرر کئے گئے ہیں۔ اُن کے شاخ در شاخ اِس قدر نام ہیں کہ ان سب کا اس جگہ درج کرنا ضروری معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ ایک قسم کا نام لکھنا ضروری ہے۔ اور وہ نام صحیح ہے۔ ایک نام اور بھی ہے۔ جس کا ذکر نہ کرنا فروگذاشت ہوگی۔ وہ وضعی (بناوٹی) ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد ہی فریق بندی ہو گئی۔ جو بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ اہل بیت کی شہادت تک نوبت پہنچ گئی۔ چونکہ حدیث کا علم ابھی تک صرف سینہ بسینہ ہی تھا۔ اور دھڑا بندی میں جیتنے کی ہوس اس قدر غالب ہوتی ہے۔ کہ ایمان تک کی پروا نہیں کی جاتی۔ لوگ اپنے اپنے مفید مطلب حدیثیں گھڑنے لگے۔ مگر خدا تعالے جزائے خیر دے محدثین کو جن کی مساعی جمیلہ سے حدیث کے پرکھنے کے اصول مقرر ہوئے۔ اور وضعی حدیثیں پہچانی گئیں +

حدیث کے الفاظ

فعلی اور تقریری حدیثوں کے الفاظ تو ظاہر ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہیں۔ مگر قولی حدیث کے الفاظ کی بابت رائے کا اختلاف ہے۔ ایک گروہ کے نزدیک وہ ان ہی الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ جو حضور کی زبان مبارک سے نکلے۔ اور ایک گروہ کی رائے ہے۔ کہ الفاظ تو ہو بہو وہ نہیں ہیں مگر مطلب اور مضمون وہی ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا - چنانچہ امام مالک - ترمذی اور ابن ماجہ کا اِسی رائے پر اتفاق ہے - اور آگے چل کر معلوم ہو جائے گا - کہ امام مالک کی رائے اِس معاملہ میں اوروں کی رائے پر کیا فوقیت رکھتی ہے

حدیث کا علم اور اُس کی حفاظت

قرآن مجید کی طرح حدیث بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جمع کر کے ایک جگہ نہیں لکھی گئی - بلکہ اُس کی طرف سے تو اِس قدر تساہل رہا - کہ پہلے چاروں خلفا بلکہ بہت عرصہ ان کے بعد کے زمانہ میں بھی کسی نے اُسے فراہم کر کے ایک کتاب میں مرتب کرنے کی کوشش نہ کی - صحابہ کرام خاص کر حضرت عمر کی بابت تو لکھا ہے - کہ وہ حدیثوں کے جمع کرنے کے مخالف تھے - خیر یہ کام بھی کچھ آسان نہ تھا - حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسے ایک برگزیدہ پیشوا کے تیئیس ۲۳ سال کے جملہ اقوال و افعال کا بیان اور آپ کے گرد و پیش رہنے والے اصحاب کے اقوال و افعال کا بیان جنہیں آپ نے روا رکھا قلمبند کرنا ایک مہم تھی - جس کا سر کرنا کسی ایک بشر کا کام نہ تھا +

علاوہ اس کے ان دنوں لکھنے پڑھنے کا سامان بھی اس کثرت سے نہ تھا - اور جس قدر کہ تھا - اُس کا میسر آنا دشوار تھا - اِسی وجہ سے لوگوں کو تحریر کی عادت بھی نہ تھی - قدرت کا قاعدہ ہے کہ وہ وقت کی ضرورت کے مطابق مصالحہ بہم پہنچاتی رہتی ہے - اُس زمانہ میں لوگوں کے حافظے ایسے قوی تھے - کہ اُن کے حالات جو واقعی صحیح اور اصلی ہیں - آج جب سنے جاتے ہیں - تو اُن کی صحت باور کرنے میں تامل ہو جاتا ہے +

اس زمانہ میں تحریر کے فن میں اِس قدر ترقی ہو گئی ہے - کہ کہیں پتھر کا کہیں لوہے کا چھاپا ہے کہیں ٹائپ رائٹر ہے - کہیں کاپنگ پنسل ہے - کہیں فونٹین قلم ہے - کہیں مختصر نویسی ہے وغیرہ وغیرہ نتیجہ اِس کا یہ ہے کہ حافظہ کا یہ حال ہے - کہ ایک گھنٹہ میں جتنے خطوط ایک انگریزی خوان جنٹلمین ایک جگہ بیٹھ کر پے درپے لکھے اتنی ہی دفعہ اُسے پاس بیٹھنے والے سے تاریخ پوچھنی پڑتی ہے - اور اکثر نے تو بار بار پوچھنے کا جھگڑا ہی نہیں رکھا - اور میز پر یا سامنے کی دیوار پر جنتری لٹکا رکھی ہے +

حافظے کی قوت کی بنا پر لوگ سمجھتے تھے - کہ کسی چیز کے لکھنے کی کیا ضرورت ہے - جیسا ہمیں ہمارے بڑوں نے سکھایا ویسا ہی ہم بھی اپنے چھوٹوں کو سکھا دیں گے - اور اِسی طرح سینہ بسینہ علم جاری رہیگا - قرآن مجید کا ہونا بھی لوگوں کو حدیث کی فراہمی سے قدرے مستغنی رکھتا تھا - وہ سمجھتے تھے کہ دینی امور کے لئے وہی کافی ہے - اور یہ ہی وجہ صحابہ کرام کی طرف سے مخالفت کی ہو سکتی ہے +

حدیث کا تحریر میں آنا | بعض لوگوں کے پاس بیشک کچھ حدیثیں لکھی ہوئی تھیں۔ مگر تھوڑی تھوڑی۔ اور وہ بھی کتاب کی ترتیب میں نہ تھیں۔ کہتے ہیں۔ کہ جب مختلف زبانوں سے حدیث کے بیان کرنے میں اور جس مسئلہ کیلیے حدیث نہ ملتی۔ اُس کے متعلق اجتہاد میں اختلاف ظاہر ہونے لگا۔ تو خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ کے حاکم کے نام حکم بھیجا۔ کہ جس قدر حدیثیں مل سکیں۔ انہیں جمع کر کے لکھا جائے +

محدثین

امام مالک | اوّل اوّل جن قلیل التعداد بزرگوں نے اپنے اپنے طور پر حدیث کو جمع کر کے تحریر میں لانے کی کوشش کی۔ اُن میں سے جن کی مساعی بہت مقبول اور مشکور ہوئیں۔ وہ بزرگ وہ ہیں۔ جو امام مالک کے نام سے اسلامی دنیا میں مشہور و معروف ہیں۔ ان کے پڑدادا ابو عامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے تھے۔ اور ایک روائت میں ہے۔ کہ صحابی بھی تھے۔ یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محفل میں حاضری بات چیت اور شناخت کی عزت سے باریاب ہوئے تھے۔ امام مالک ۹۳ھ ہجری میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ سترہ سال کی عمر میں آپ نے حدیث کا درس دینا شروع کیا۔ یہ درس اسی قسم کا ہوتا تھا۔ جیسے آج کل یونیورسٹیوں میں متبحر عالم منتہی طلبا کو لکچر دیتے ہیں۔ اگر اُس عمر میں ہی امام صاحب نے حدیث کا لکھنا شروع کر دیا ہو تو اُس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کو ایک سو سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ خیر امام صاحب نے کتاب تیار کی۔ کثیر التعداد علما نے اُسے پسند کیا۔ اور اُس کا نام موطا (آراستہ کیا ہوا) رکھا گیا۔ اِس کتاب نے بہت شہرت اور عزت حاصل کی +

خلیفۃ المسلمین ہارون رشید جس کا پایہ تخت بغداد تھا۔ دنیا کا ایک عظیم الشان بادشاہ تھا جب اُس نے حج بیت اللہ کیا۔ اور روضۂ اقدس کی زیارت کے واسطے مدینہ منورہ میں گیا۔ تو امام صاحب کی کتاب سن کر بہت خوش ہوا۔ اور اُن کی خدمت میں زر کثیر بطور انعام پیش کر کے بہت التجا سے درخواست کی کہ میرے ہمراہ بغداد تشریف لے چلیئے۔ اور وہاں اپنی کتاب کی اشاعت فرمایئے یعنے اس کے مضامین وعظ اور تقریر کے ذریعے سے لوگوں کو سنائیں۔ کیوں کہ اس زمانہ میں چھاپہ نہ تھا۔ مگر امام صاحب نے جانے سے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ صرف میں ہی تو حدیث پر حاوی نہیں ہوں ہر ملک میں حدیث کے جاننے والے موجود ہیں (کیوں کہ صحابہ مختلف اطراف ممالک اسلامی میں پھیل گئے

تھے -) اور جہاں بہاں کوئی ہے - وہاں وہی کافی ہے +

امام صاحب کے پاس بچپن میں کوئی سرمایہ نہ تھا - چنانچہ انہوں نے کتابیں خریدنے کے واسطے اپنے گھر کی چھت کی کڑیاں بھی اکھاڑ کر بیچ ڈالیں - آپ کا حافظہ بہت قوی تھا - جس بات کو ایک دفعہ ذہن نشین کر لیتے - پھر وہ کبھی نہ بھولتے - امام صاحب کی کتاب میں ایک ہزار ستائیس حدیثیں درج ہیں - آپ اپنے علم و فضل کی وجہ سے مرجع خاص و عام تھے - آپ کی بڑی توقیر اور تعظیم تھی - اور اسی واسطے امام کے لقب سے ملقب ہوئے - حدیث و فقہ کے علم نے آپ کی ذات سے بڑی اشاعت پائی - اور بہت بڑے مقتدر فقیہ آپ کے شاگرد تھے - امام صاحب پچاسی سال سے کچھ اوپر کی عمر میں سنہ ۱۷۹ ہجری میں راہی دار البقا ہوئے - موطا کی تالیف کے بعد اور کتابیں بھی لکھی گئیں - جن میں تین بڑی معتبر ہیں - مگر انہیں وہ منزلت حاصل نہیں ہوئی جو موطا کو ہوئی - گو ان میں سے دو کے لکھنے والے امام شافعی اور امام احمد حنبل دنیائے اسلام میں ایسے ہی ممتاز ہیں - جیسے امام مالک - تیسری کتاب ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن سمرقندی کی تصنیف ہے - جو دارمی نام سے مشہور ہے - اور اس نام میں مصنف کی قوم کی طرف نسبت ہے - امام بخاری سے تیرہ سال بڑے تھے - اور ایک سال پہلے فوت ہوئے - غالباً ان کی کتاب پہلے لکھی گئی ہوگی - پھر ان کے بعد چھ اور کتابیں تیار ہوئیں - اور وہ سوائے ایک کے موطا پر بھی فوق لے گئیں - ان سب کا ذکر نیچے کیا جاتا ہے +

امام بخاری

ابو عبداللہ محمد بن اسمعیل جو امام بخاری کے نام سے مشہور ہیں - پندرہ سال امام مالک کی وفات کے بعد سنہ ۱۹۴ ہجری میں بمقام بخارا پیدا ہوئے - دس برس کی عمر میں حدیث کے درس میں شریک ہوئے - سولہ برس کے سن میں حج کیا - اور اس کے بعد کچھ عرصہ حجاز میں تحصیل علم کی غرض سے قیام رکھا - امام احمد بن حنبل سے بھی آپ نے علم حاصل کیا - اٹھارہ سال کی عمر میں تصنیف شروع کی - آپ کا حافظہ بہت ہی تیز تھا - حامد بن اسماعیل محدّث آپ کے ہم سبق تھے - حکایت ہے کہ ایک دن انہوں نے امام صاحب سے کہا - کہ آپ کے پاس نہ قلم ہے نہ دوات - حدیث کے علم کو جو سیکھتے ہو - کس طرح محفوظ رکھو گے ؟ امام صاحب نے سولہ دن کے بعد پندرہ ہزار حدیثیں ایسی صحت کے ساتھ زبانی سنا دیں کہ حامد بن اسماعیل نے انہیں سن کر اپنی لکھی ہوئی یادداشت کی غلطیاں درست کیں +

لکھا ہے - کہ ایک دن ایک عالم وقت کی مجلس میں ذکر ہو رہا تھا - کہ کیا اچھا ہو کہ صحیح حدیثیں

جمع کرکے ایک کتاب کی صورت میں لکھی جائیں۔ تاکہ لوگوں کو ان کے علم اور ان پر عمل میں سہولت ہو۔ محمد بن اسماعیل کے دل میں یہ بات گھر کر گئی۔ اور انہوں نے صحیح حدیثوں کو انتخاب کرکے انہیں لکھنا شروع کر دیا۔ اُس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کو دوسو سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔ چنانچہ سولہ سال کی محنت سے چھ لاکھ حدیثیں جمع کیں۔ اور ان میں سے سات ہزار دوسو پچھتر صحیح حدیثیں چن کر ایک کتاب تیار کی۔ بعض حدیثیں مکرر لکھی گئی ہیں۔ جو مشترک مضمون کی وجہ سے متعدد مختلف ابواب میں آگئی ہیں۔ پس اگر مکررات کو شمار نہ کیا جائے تو چار ہزار حدیثیں رہ جاتی ہیں۔

نقل ہے۔ کہ خالد بن احمد حاکم بخارا نے امام صاحب سے کہا۔ کہ میرے بیٹوں کو میرے گھر آکر حدیث اور تاریخ پڑھایا کرو۔ آپ نے فرمایا۔ انہیں مدرسہ میں بھیج دیا کرو۔ اس پر حاکم نے کہا۔ کہ اچھا جس وقت میرے لڑکے سبق پڑھیں۔ اُس وقت اور کوئی طالب علم مدرسہ میں نہ ہو۔ میں پیشہ ور عوام کے ساتھ اپنے لڑکوں کو بٹھانا پسند نہیں کرتا۔ امام صاحب نے فرمایا۔ کہ حدیث کا علم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے۔ میں اس کی اشاعت میں کوئی تخصیص کرنی نہیں چاہتا۔ حاکم ناراض ہوگیا۔ حسد کی جو انسان کو میراث میں حاصل ہوا ہے۔ علمائے کرام میں قرون اولے میں بھی کمی نہیں پائی گئی۔ چنانچہ ایک عالم سے جس نے کہ آپ کے اجتہاد میں نقص نکالا تھا۔ فتوےٰ لکھواکر امام صاحب کو شہر بدر کر دیا گیا۔ امام صاحب نیشاپور چلے گئے۔ وہاں کے حاکم کی طرف سے بھی مخالفت ہوئی۔ پھر سمرقند کے قریب ایک موضع خرتنگ نامی میں قیام فرمایا۔ اور وہاں ہی باسٹھ[۶۲] برس کی عمر میں ۲۵۶ھ ہجری میں وفات پائی۔

امام صاحب کی تصنیف سے اور کتابیں بھی ہیں۔ مگر حدیث کی کتاب جو مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں ختم ہوئی۔ نہایت مقبول ہوئی۔ اور صحیح بخاری کے نام سے دنیا میں مشہور ہے قرآن مجید کے بعد دوسرا درجہ اسی کتاب کا ہے۔ اور جیسے کسی مشکل وقت میں قرآن مجید کا ختم کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی اس کتاب کو بھی پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ شرف کسی اور کتاب کو حاصل نہیں۔

امام مسلم ابو الحسین مسلم بن حجاج معروف بہ امام مسلم نیشاپور کے مقام پر ۲۰۴ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۲۶۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ منجملہ اور تصانیف کے ایک حدیث کی کتاب آپ نے بھی لکھی ہے۔ جو صحیح مسلم کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب میں بارہ ہزار حدیثیں ہیں۔ اور یہ بھی بخاری کی طرح تین لاکھ حدیثوں سے انتخاب کرکے لکھی گئی تھیں۔ بخاری سے اتر کر پھر اس کتاب کا درجہ ہے۔ اور جو حدیث ان دونوں کتابوں میں پائی جائے۔ وہ نہایت ہی صحیح سمجھی جاتی ہے۔

اِن دونوں کتابوں کو صحیحین یعنی دو صحیح (کتابیں) کہتے ہیں +

علامہ ابو داؤد ابو داؤد سلیمان بن اشعث ۲۰۲ھ ہجری میں علاقہ سیستان (بلوچستان) میں پیدا ہوئے۔ اور ۲۷۵ھ ہجری میں قضا کی علم حاصل کرنے کے شوق میں۔ خراسان۔ روم۔ عرب اور مصر میں سیاحت کی۔ آپ بھی امام احمد بن حنبل کے شاگرد تھے۔ آپ نے پانچ لاکھ حدیثوں سے انتخاب کرکے چار ہزار آٹھ سو حدیثوں کی ایک کتاب شہر بغداد میں مرتب کی۔ جو سُنن ابو داؤد کے نام سے مشہور ہے۔ صحیح مسلم کے بعد پھر اس کتاب کا درجہ ہے۔ مگر بعض نے ترمذی کو اس پر فوق دیا ہے +

علامہ ترمذی ابو عیسٰے محمد بن عیسٰے مقام ترمذ میں جو دریائے جیحون کی طرف واقعہ ہے۔ ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۲۷۹ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ امام بخاری کے شاگرد تھے۔ اُن کی کتاب جامع ترمذی کے نام سے مشہور ہے۔ علمائے خراسان۔ عرب اور روم نے اِس کتاب کو پسند کیا۔ اِس میں مکررات بہت کم ہیں۔ اِس کتاب سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت لکھنے کے واسطے بہت سے معلومات حاصل ہوتے ہیں +

علامہ نسائی ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب خراسان واقعہ ایران کے ایک نساء نام شہر میں ۲۱۴ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور ۳۰۳ھ ہجری میں مکہ شریف میں انتقال کیا۔ تحصیل علم کے واسطے خراسان روم۔ عرب اور مصر میں بہت سیاحت کی۔ اکثر روزہ رکھتے۔ سُنن ابو عبدالرحمٰن نسائی۔ اِن کی کتاب مجموعۂ احادیث کا نام ہے +

علامہ ابن ماجہ ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ شہر قزوین علاقہ عراق عجم یعنی موجودہ ایران میں ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے۔ علم کی طلب میں بہت سیاحت کی۔ ان کی کتاب حدیث میں چار ہزار حدیثیں ہیں ۲۷۳ھ ہجری میں فوت ہوئے +

صحاح ستہ علمائے اسلام نے ان ساتوں کتابوں کی بہت قدر کی۔ اور انہیں صحیح قرار دیا۔ کیونکہ جیسے کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ بخاری اور مسلم کی حدیثیں تو صحیح ہی سمجھی جاتی ہیں۔ دوسری کتابوں میں جو حدیثیں درج ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی مؤلف نے وضاحت کردی ہے۔ کہ وہ کس قسم کی ہے یعنے صحیح ہے یا کیا۔ سوائے مؤطا کے کہ اس میں یہ وضاحت نہیں ہے۔ علماء نے مؤطا اور ابن ماجہ کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض ایک کو بعض دوسری کو صحیح مانتے ہیں۔ پس یہ ساتوں کتابیں ان دو میں سے ایک کو نکال کر صحاح ستہ کے نام سے مشہور ہیں۔ یعنی چھ صحیح کتابیں۔ اِن میں سے اکثر کتابوں میں بعض حدیثیں مختلف ابواب میں آکر مکرر لکھی گئی ہیں۔ مگر چونکہ ہر ایک محدث

نے حدیث جمع کرنے کی بجائے خود کوشش کی ہے۔ اور ساری کتابیں موطا کے سوائے قریبًا ایک ہی زمانہ میں تیار ہوئی ہیں۔ اور مصنفوں کو ایک دوسرے کی کتاب کے دیکھنے کا موقعہ بھی نہیں مل سکا اِس لیئے بہت حدیثیں ہیں۔ جو سب میں پائی جاتی ہیں۔ پھر ایسی بھی ہیں۔ کہ پانچ میں یا چار میں یا تین میں یا دو میں یا ایک ہی میں ملتی ہیں۔ پس جو شخص یہ چاہے۔ کہ صحاح ستہ کا عبور کرے۔ اُس کے لیئے بغیر اِس کے چارہ نہ تھا۔ کہ وہ چھیوں کتابوں کو ایک ایک کرکے پڑھے۔ اور یہ بڑی محنت کا کام تھا۔ نیز اُن میں تکرارات کی وجہ سے کہ ایک ہی حدیث پہلے ایک کتاب میں ایک یا زیادہ بار پھر وہی اور کتابوں میں کئی دفعہ پڑھنے میں بہت بڑا وقت صرف ہوتا تھا +

صحاح ستہ کا اختصار

علامہ رزین کی کتاب | اوّل اوّل علّامہ ابوالحسن رزین بن معاویہ قریشی نے جو ۵۲۰ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ صحاح ستہ کی حدیثوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ اور اختصار کے واسطے ہر ایک حدیث کے ساتھ جو طویل سلسلہ اسناد کا تھا۔ اسے چھوڑ دیا +

جامع الاصول وتجرید الاصول | علامہ الکبیر مجد الدین ابو السعادات ابن اثیر جرزی ثم الموصلی نے جو ۶۰۶ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ علامہ رزین کی کتاب کو از سر نو مرتب کیا۔ اور اُس کا نام جامع الاصول رکھا۔ اِس کتاب میں بھی بہت سی حدیثیں ایک ہی مضمون کی مختلف ابواب میں درج تھیں پس قاضی القضاۃ شرف الدین ابن بارزی نے اِنہیں حذف کیا۔ اور کتاب کا نام تجرید الاصول رکھا +

تیسیر الوصول | علامہ محدث عبدالرحمٰن بن علی المعروف بابن الدیبع الشیبانی الزبیدی الشافعی نے جو ۹۴۴ھ میں فوت ہوئے۔ ۹۱۷ھ ہجری میں تجرید الاصول کو ترمیم کرکے اُس کا نام تیسیر الوصول الی جامع الاصول من احادیث الرسول رکھا۔ اِس میں آپ نے کچھ اضافہ کیا۔ یعنے مشکل الفاظ کے معنے بیان کر دیئے۔ کچھ حذف کیا۔ اور شائقین علم حدیث کے واسطے کتاب کو سہل کر دیا۔ اب بھی بعض مضامین کی احادیث مکرر ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ چار سو سال میں کسی بزرگ کی توجہ اِدھر منعطف نہیں ہوئی۔ کہ مزید تلخیص کرتے۔ اِس کتاب تیسیر الوصول میں صحاح ستہ میں ابن ماجہ کی بجائے موطا کو قرار دیا ہے۔ پس ابن ماجہ کا کوئی حوالہ اِس میں نہیں ہے۔ اور مخرج ہر حدیث کا اِس طرح ظاہر کیا ہے +

۱ — اخرجہ الستۃ اس حدیث کے اخیر پر لکھا ہے۔ جو چھیوں کتابوں میں درج ہے +

٢ - اخرجه الخمسة اس حدیث کے اخیر پر لکھا ہے۔ جو سوائے امام مالک کی کتاب کے باقی پانچوں میں درج ہے

٣ - اخرجه الخمسة الّا فلاناً " " جو سوائے مؤطا اور کسی اور کتاب موسومہ کے باقی میں درج ہے

٤ - اخرجه الشیخان " " جو بخاری اور مسلم دونوں میں درج ہے۔

٥ - اخرجه الثلاثة " " جو شیخان کی کتابوں اور مؤطا میں درج ہے۔

٦ - اخرجه الشیخان وفلانٌ " " جو شیخان اور کسی اور کتاب موسومہ میں درج ہے۔

٧ - اخرجه الاربعة " " جو شیخان کے سوائے باقی چاروں کتابوں میں درج ہے

٨ - اخرجه الاربعة الّا فلاناً " " جو شیخان اور کسی اور موسومہ الّا مالکؒ کے سوائے باقی میں درج ہے

اِس منتخب میں اختصار کے واسطے اخرجه کا لفظ حذف کر دیا ہے ۔

تیسیر الوصول فارسی خط میں مطبع نول کشور میں چھپی ہوئی اور عربی خط میں مصر کی چھپی ہوئی بازار میں ملتی ہے۔

تلخیص الصحاح | ١٣٢٣ھ ہجری میں منشی عالم مولوی فاضل سید ابوالحسن محمد محی الدین خان صاحب نے جو اُس وقت حیدر آباد دکن میں ہائی کورٹ کے جسٹس تھے۔ تیسیر الوصول کا اردو میں بہت اچھا با محاورہ ترجمہ کیا۔ اور اُس کا نام تلخیص الصحاح یعنے صحاح کا خلاصہ رکھا۔ جو بہت ہی موزون ہے۔ علم حدیث کے اردو خوان شائقین پر مترجم نے اپنی محنت اور سعی بلیغ سے بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اُن کا نام نامی بھی ان ہی محدثوں کی فہرست میں درج رہے گا۔ جنہوں نے بڑی جانفشانی سے تیسیر الوصول کو اُس کی موجودہ صورت میں درجہ بدرجہ مرتب کیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ کتاب تلخیص ایک ہی دفعہ چھپی۔ اور اب بازار میں دستیاب نہیں ہوتی۔ اِس منتخب میں جو حدیثیں درج کی گئی ہیں۔ اُن کا ترجمہ کرنے میں اِس کتاب سے بہت مدد ملی ہے۔ اور اس کے لئے اُن کا مزید احسان ہے ۔

مصابیح ومشکوٰۃ المصابیح | اس موقعہ پر ایک اور کتاب منتخبات احادیث کا ذکر بھی کر دیا جاتا ہے۔ گو اِس تالیف کو اُس سے کچھ تعلق نہیں۔ محی السنہ ابو محمد حسین ابن مسعود بغشور متصل ہرات کے رہنے والے نے صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث سے انتخاب کر کے چار ہزار چار سو چونتیس حدیثیں جمع کر کے ایک کتاب لکھی۔ جس کا نام مصابیح (چراغ) رکھا۔ اور پھر ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی نے اس میں ایک ہزار پانچ سو گیارہ حدیثیں زیادہ کر کے مع اور ضروری ترمیمات کے ایک کتاب تیار کی۔ اور اُس کا نام مشکوٰۃ المصابیح یعنے چراغ طاقچہ میں رکھا۔ یہ کتاب مشکوٰۃ جامع الاصول کی تیاری کے بعد ٧٣٧ھ ہجری میں لکھی گئی تھی۔ اس کو اسلامی دنیا میں بہت شہرت اور قبولیت حاصل ہوئی ہے اور اگر کہا جائے۔ کہ یہی ایک کتاب ہے۔ جس پر حدیث کی اشاعت کا خاص کر حنفی جماعت میں بڑا دارومدار ہے۔

تو بجا ہے ؎

مظاہر حق پہلے مولانا حاجی محمد اسحاق صاحب نے مشکوٰۃ کا اُردو میں بین السطور ترجمہ کیا۔ بعد اس کے مولانا محمد قطب الدین صاحب دہلوی نے اِس میں بصورت حواشی کچھ اضافہ کیا۔ اور اُس کا نام مظاہر حق رکھ کر آج سے ستّاسی برس پیشتر ۱۲۵۴ھ ہجری میں اُسے شائع کیا۔ اِس کتاب کی ہندوستان میں بہت قدر و منزلت ہے۔ اور مشکوٰۃ کی اشاعت کا ایک بڑا موجب یہ کتاب بھی ہے۔ مشکوٰۃ کے ترجمہ کرنے والے اصحاب بھی ہمیشہ کے لئے محدثوں کی صف میں شمار ہوں گے ؎

ارادہ تھا کہ مشکوٰۃ سے ہی حدیثیں انتخاب کی جائیں۔ مگر چونکہ اس میں سوائے صحاح ستہ کی حدیثوں کے اور حدیثیں بھی تھیں۔ اِس واسطے اِس ارادے کو ترک کر دیا۔ اور تیسیر الوصول سے منتخب تیار کیا۔ بلکہ تیسیر الوصول میں بعض حدیثیں ایسی ہیں۔ جن کا مخرج صحاح ستہ نہیں۔ کہ وہ علامہ رزین نے اپنے تیار کئے ہوئے مجموعہ میں اور کتابوں سے لے کر درج کر دیں۔ اور بعد میں ترمیم کرنے والوں نے انہیں اخرجہ الرزین کہکر رہنے دیا۔ وہ حدیثیں بھی نہیں لی گئیں۔ گو اُن میں سے بعض میں بہت مفید مضامین تھے۔ ایسا بھی اتفاق ہوا ہے۔ کہ ایک حدیث میں دو مضمون ہیں۔ جن میں سے ایک کسی اور موقعہ پر آیا ہے۔ اِس لئے بغرض اختصار اسے اس منتخب میں اس حدیث سے حذف کر دیا ہے۔ کہیں کہیں حدیث کا ٹکڑا یعنے پہلا یا پچھلا یا بیچ کا حصہ لیا گیا ہے۔ اور باقی حصّہ حذف کیا گیا ہے۔ کہ اس میں بعض فرائض یا عقائد وغیرہ کے متعلق تفصیلی امور تھے۔ اور ایسا کرنے کی وجہ پہلے لکھی جا چکی ہے خود تیسیر الوصول کے مؤلف نے حدیثوں کے ٹکڑے صحاح سے لئے ہیں ؎

علما اور مشائخ کرام جن کے اقتباس جو انہوں نے حدیث سے کئے۔ اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں۔

شیخ عطار محمد فرید الدین عطار ۵۱۶ھ ہجری میں بمقام نیشاپور پیدا ہوئے۔ آپ نے عرب۔ روم۔ مصر اور ہندوستان کی سیاحت کی۔ اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ ایک لاکھ سے زیادہ اشعار آپ کی مختلف تصانیف میں پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں ایک چھوٹی سی کتاب بنام پندنامہ مشہور ہے۔ جو مکتب مرحوم میں پڑھائی جاتی تھی۔ آپ بہت بڑے پایہ کے صوفی تھے۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ ۶۲۷ھ ہجری میں ایک سو گیارہ سال کی عمر میں منگولوں کے تاخت و تاراج کے وقت شہید ہوئے ؎

مولانا رومی | محمد جلال الدین معروف بہ مولانا روم بن بہاؤ الدین ولد سنہ ۶۰۴ ہجری میں بمقام بلخ واقعہ خراسان پیدا ہوئے - علامہ بہاؤ الدین ولد ایک متبحر عالم تھے - اور لوگ ان کے بہت معتقد تھے - امام فخر الدین رازی ان سے اس وجہ سے ناراض ہو گئے تھے - کہ علامہ ممدوح یونانی فلسفہ کو نہیں مانتے جسے علماء نے قرآن مجید کی تفسیر میں بھر رکھا ہے - ایک دن محمد خوارزم شاہ مع امام رازی علامہ بہاؤ الدین ولد کی مجلس وعظ میں شریک ہوئے - سامعین اور معتقدین کا اس قدر ہجوم تھا - کہ سلطان محمد خوارزم شاہ دیکھکر حیران رہ گیا - امام رازی نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا - اور سلطان کو آگاہ کیا - کہ علامہ کے گرد اس قدر انبوہ کا جمع ہونا خطرناک ہے - سلطان نے گھر جا کر خزانہ اور شاہی محل کی کنجیاں علامہ کے پاس بھیجدیں اور کہلا بھیجا - کہ میرے پاس تو اب سلطنت کا ہی نشان باقی ہے - اسے بھی سنبھال لو - اس پر علامہ بہاؤ الدین ولد نے اپنے عیال و اطفال کو ساتھ لے کر حج کے عزم سے بلخ کو خیرباد کہا - اثناء سفر میں نیشاپور مقام کیا - وہاں شیخ عطار نے علامہ سے ملاقات کی - اور مولانا جلال الدین کو جو اُس وقت سات سالہ بچے تھے - اپنی تصنیف کی ہوئی ایک کتاب موسوم بہ اسرار نامہ عطا کی - اور دعا دی - اور فرمایا - کہ یہ لڑکا ایک دن عاشقان الٰہی کے دل میں آگ لگائے گا - بغداد سے ہوتے ہوئے علامہ مکہ میں پہنچے - اور پھر روم میں واپس آکر بمقام قونیہ سکونت اختیار کی - مولانا روم نے اپنے باپ سے علم کی تحصیل کی - اور پھر اور علماء سے اس کی تکمیل کی - آپ نے حلب اور دمشق کی بھی سیاحت کی - آخر عمر میں شمس تبریزی کی صحبت سے بھی مستفیض ہوئے +

آپ کی تصانیف میں سے مثنوی بہت بڑی ضخیم کتاب مشہور و معروف ہے - اور واعظوں کا تعویذ جان ہے - سنہ ۶۷۲ ہجری میں اُنہتر سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا +

شیخ سعدی | شرف الدین سعدی ملقب بہ مصلح شہر شیراز میں سنہ ۵۸۹ ہجری میں پیدا ہوئے - لڑکپن میں باپ کا انتقال ہو گیا - سعد زنگی فرمانروائے وقت نے نظامیہ کالج بغداد میں تعلیم حاصل کرنے کے واسطے بھیجدیا - برّ اعظم ایشیا کی سیاحت کی - ہندوستان بھی دیکھا - سنہ ۶۵۳ ہجری میں وطن واپس ہوئے - گلستان و بوستان اور کریما خاص کر اوّل الذکر آپ کی بے نظیر اور مشہور کتابیں ہیں - ایک سو سال کی عمر میں سنہ ۶۹۱ ہجری میں فوت ہوئے - مولانا روم آپ سے عمر میں چھوٹے تھے - اور فوت بھی پہلے ہی ہو گئے - معلوم ہوتا ہے - کہ آپس میں ملاقات نہیں ہوئی - اور نہ ایک کو دوسرے کی تصنیف دیکھنے کا موقع ملا +

حافظ | خواجہ محمد شمس الدین حافظ شیرازی سنہ ۷۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے - اور سنہ ۷۹۲ ہجری میں

انتقال کیا - ان کی تصنیف دیوان حافظ سے جسے لسان الغیب کہتے ہیں - سب فارسی خوان واقف ہیں کتاب کے شعر کہنے کو تو شعر ہیں - مگر تاثیر میں سحر ؛

شعرائے ہند

خان صاحب پیرزادہ مولوی محمد حسین صاحب عارف پنشنر سشن جج رئیس مہم - ضلع رہتک نے مثنوی کی چند چیدہ حکایتوں کا اردو نظم بنام عقد گوہر ترجمہ کیا ہے - جو بہت دلچسپ ہے ؛

شمس العلماء مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی مصنف مدوجزر اسلام وغیرہ جنہوں نے مردہ قوم میں روح پھونکی - اور دیگر شعرائے اردو کو جن کے اشعار نقل کئے گئے ہیں - سب اردو خوان اصحاب جانتے ہیں ؛

حدیثوں کا اردو میں ترجمہ

(۱) ایمان۔اسلام۔اعتصام (مضبوط پکڑنا) اقتصاد (میانہ روی) امانت۔امر معروف (نیک کام) اسما۔امید۔اجل وغیرہ

۱ ـ وہ شخص جس کے دل میں ذرّہ بھر ایمان ہوگا۔ دوزخ سے نکالا جائے گا +

۲ ـ ایمان دار آدمی کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ کہ اس کا ہر ایک کام اس کے لئے اچھا ہے۔ اور یہ بات سوائے ایمان دار آدمی کے اور کسی کو میسّر نہیں۔ اُسے جب خوشی حاصل ہوتی ہے۔ تو وہ شکر کرتا ہے اور شکر کرنا اچھا ہے۔ اگر اُسے دکھ پہنچتا ہے۔ تو صبر کرتا ہے۔ اور یہ بھی اچھا ہے + ع

شکر در نعما و صبر اندر بلا　　　میدہد آئینۂ دل را جلا　(عطار)

(نعمت کا شکر اور مصیبت میں صبر　　　دل کے آئینے کو صاف کر دیتا ہے)

۳ ـ تیری دو خصلتیں ہیں۔ جنہیں اللہ تعالےٰ پسند کرتا ہے۔ ایک حلم اور دوسرا وقار (یعنے جلد باز نہ ہونا۔ اور آہستگی اختیار کرنا) +

(ف) خدا جن خصلتوں کو پسند کرے وہ عموماً ایمان دار آدمیوں میں ہوتی ہیں۔ پس حلم اور وقار گویا ایمان دار کی علامتیں ہیں۔

۴ ـ تین کام ایسے ہیں۔ کہ جس نے وہ کئے اُس نے ضرور ایمان کا مزہ چکھا (۱) صرف خدا ہی کی عبادت کی۔ (۲) خدا کے سوا کسی کو معبود نہ سمجھا (۳) اور ہر سال اپنے مال کی مقررہ زکوٰۃ رضا و رغبت سے ادا کی۔ اور بوڑھا۔ بیمار۔ نکمّا یا چھوٹا جانور (اپنے ریوڑ یا گلے میں سے) نہیں بلکہ اوسط درجے کا مال زکوٰۃ میں دیا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ یہ نہیں چاہتا۔ کہ تم اپنا اچھا مال دے ڈالو۔ مگر ناقص کے دینے کا بھی حکم نہیں دیتا۔ ع

شرک مت کر رکھ خدا پر اعتبار　　　دیکھ تو پھر فضل کی اس کے بہار

تیرے بندہ ہونے میں ہوگا کلام　　　ورنہ بندہ پروری ہے اُس کا کام　(عارف)

۵ ـ ایمان کی ستر اور کئی شاخیں ہیں۔ اور حیا ان میں سے ایک ہے +

۶ ـ سفیان بن عبداللہ ثقفی روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ اسلام (یعنی مسلمان ہونے) کی بابت مجھے ایسی بات بتلا دیجئے۔ کہ اُس کے

متعلق پھر آپ کے بعد کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے - آپ نے فرمایا - کہو میں خدا پر ایمان لایا - اور پھر اُسی پر قائم رہو ❊

۷ – تم میں سے کوئی شخص ایمان دار نہیں ہو سکتا - جب تک میں اُسے باپ بیٹے اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں ❊
نسائی سے دوسری روائت میں مذکور ہے - کہ مال اور عیال سے زیادہ محبوب نہ ہوں ❊

(**ف**) بادی النظر میں اس حدیث کا مضمون دل میں گہرا اثر پیدا نہیں کرتا - چنانچہ پہلے یہ حدیث مسودہ میں درج نہ کی گئی - ابتدائے کام تھا - تھوڑا ہی لکھ کر مسودے کا اصل کتاب سے دوبارہ مقابلہ کرنا پڑا - پہلی دفعہ پھر بھی اس حدیث کو نقل نہ کیا - مگر دوسری دفعہ اسے نہائت بیش قیمت سمجھا - اور حاشئے پہ جیبی لگا کر لکھا - مضمون نہائت پر معنی ہے - اور اس کی تعمیل بہت ہی ضروری ہے - کیونکہ سب جانتے ہیں - کہ کوئی قوم مذہب میں - خواہ سیاست میں ترقی استحکام اور کامیابی - اور کوئی فوج جنگ میں فتح و نصرت قطعاً حاصل نہیں کر سکتی جب تک وہ اپنے پیشوا کے احکام کی پیروی کرنے میں جان تک فدا کرنے کو تیار نہ ہو - مختلف اوقات میں دنیا کے مختلف حصوں میں جو بعض پیشواؤں کو اپنے مقاصد کے حاصل کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی - اس کی وجہ یہی ہے - کہ اُن کے پیرو دنیا کے برگزیدہ پیشوا کے اس ارشاد کی تعمیل میں قاصر رہے -

در رہِ منزلِ لیلےٰ کہ خطرہاست بجاں　　　شرطِ اول قدم آں است کہ مجنوں باشی

(لیلےٰ کے گھر کے رستے میں کہ جان تک کے خطرے ہیں - پہلا قدم اٹھانے کے لئے یہ شرط ہے کہ تو مجنوں ہو)

آج کل کے مسلمانوں کے اعتقاد کے نمونہ کا تو اوپر کنایتاً ذکر ہو چکا ہے - یعنے راقم پر جو اس حدیث کے لکھنے میں کیفیت گذری - مگر تاریخ شاہد ہے - کہ اسلام کے ابتدائی زمانے کے لوگوں نے اس حدیث پر ایسا عمل کیا - کہ دنیا جہان دیکھ و سن کر حیران رہ گئی - اور اس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ کامیابی پا بوس ہو کر استقبال کرتی رہی - ہجرت کی رات کے موقعہ پر حضرت علی اور حضرت ابوبکر صدیق نے جو جان نثاری دکھائی - وہ محتاج بیان نہیں ہے - اس ہجرت سے پہلے ایک چھوٹی جماعت کا جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی اُن کے شوہر حضرت عثمان اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی جعفر طیار تھے - مخالفین سے تنگ آ کر اپنے وطن مال و ملک اور خویش و اقارب کو چھوڑ کر سمندر پار حبش کو چلے جانا - اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے پہلے ایک کثیر جماعت کا مکہ چھوڑ کر مدینے جا بسنا - بڑے بھاری ایثار ہیں - اور تکلیف ایذا اور عذاب کے ستم جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فدائیوں پہ ڈہائے جاتے تھے - وہ

ان کے لئے کچھ کم آزمائش نہ تھے۔ حضرت بلال حبشی مؤذن اوّل کو اس قدر عقوبت دی جاتی تھی۔ کہ اُس کے بیان کرنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ جب مخالفین سنگ دل انہیں طرح طرح کے عذاب دیتے۔ تو اثنائے عذاب میں چھیڑتے اور پوچھتے۔ کہ کہو کیا حال ہے۔ وہ جواب دیتے۔ ؎

در بیاباں گر بشوقِ کعبہ خواہی زد قدم | سرزنش ہا گر کند خارِ مغیلاں غم مخور

(اگر کعبہ (کی زیارت) کے شوق میں تو جنگل میں سفر اختیار کرے۔ پھر کیکروں کے کانٹے اگر چبھیں تو پرواہ نہ کر) اس پر وہ ظالم۔ اور برافروختہ ہوتے۔ اور مزید عذاب انواع و اقسام کا دیتے۔ حضرت بلال بڑے صبر سے اُس کی برداشت کرتے۔ نہ ہائے کرتے نہ وائے۔ اور اگر بولتے تو یہ بولتے ؎

جانتا ہے اب نہیں کوئی کہ مجنوں ہے کہاں | شور تھا اُس کا تیرے شوریدہ سر سے بیشتر

۸۔ کوئی شخص تم میں سے ایمان والا نہیں ہوسکتا۔ جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے۔ جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے +

سعدی نے اِس مضمون کو برعکس صورت میں ادا کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے "ہر چہ برخود نہ پسندی بر دیگراں مپسند" (جو چیز تو اپنے لئے پسند نہیں کرتا دوسروں کے واسطے (بھی) پسند نہ کر)

۹۔ جس شخص نے کسی سے دوستی یا دشمنی پیدا کرنے۔ یا اپنے مال کے خرچ کرنے یا نہ کرنے میں رضاء الٰہی ہی کو مدنظر رکھا۔ اُس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا + ؎

ہر کہ کارش آں برائے حق بود | کار او پیوستہ با رونق بود (عطار)

(جو شخص کوئی کام خدا کی خاطر کرتا ہے۔ | اس کا کام ہمیشہ رونق والا ہوتا ہے)

حَسْبَۃً لِلّٰہ ہو جس کی دوستی | موت میں جانے رضا اللہ کی
جینا ہو تو ہو خدا کے واسطے | کینہ ہو تو ہو خدا کے واسطے
آدمی ایسا اگر ہو بے ریا | کیوں جہاں تابع نہ ہو اس کا بھلا (عارف)

۱۰۔ مسلمان وہ شخص ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ اور ایمان دار وہ ہے جس سے لوگ اپنے مال اور جان محفوظ سمجھیں۔ مہاجر یعنے (وطن کو) ترک کرنے والا وہ ہے جس نے ممنوعات الٰہی کو ترک کیا۔ (یعنے اصلی ترک یہی ہے) +

۱۱۔ جب تم کسی شخص کو مسجد میں پابندی سے جانے کا عادی دیکھو۔ تو اُس کے ایمان کی گواہی دو۔ کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ مسجدوں کو وہی شخص آباد کرتا ہے۔ جو اللہ اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے +

۱۲ - ایمان دار آدمی کی مثال کھڑی کھیتی کی ہے - جو ہوا سے جھکتی رہتی ہے - اور ایمان دار آدمی پر بھی مصیبتیں آتی رہتی ہیں - اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی ہے - کہ ہلتا جلتا نہیں - حتے کہ کاٹ لیا جاتا ہے +

۱۳ - ایمان دار آدمی کی مثال اُس سبز درخت کی ہے - جس کے پتے نہیں گرتے - اور سایہ نہیں ہٹتا - پھر فرمایا - یہ کھجور کا درخت ہے +

۱۴ - چند لوگوں نے آپ سے دریافت کیا - کہ ہم اپنے دلوں میں (ایسے برے خیالات) پاتے ہیں کہ اُن کا زبان پر لانا بڑی (معیوب) بات ہے - فرمایا کیا یہ تحقیق ہے - کہ تمہارے دلوں میں ایسا آتا ہے ؟ کہا ہاں - فرمایا یہ عین ایمان ہے +

۱۵ - ایک صحابی کہتے ہیں - کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں بیٹھے تھے - آپ نے فرمایا - کیا تم مجھ سے اس بات پر بیعت (یعنے تابعداری کا عہد) کرتے ہو - کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروگے - چوری نہ کروگے - زنا نہ کروگے - اور کسی ایسی جان کو جس کا قتل خدا نے حرام کیا ہے - ناحق قتل نہ کروگے ؟ دوسری روائت میں ہے - اپنی اولاد کو قتل نہ کروگے) اور کسی پر تہمت نہ لگاؤ گے - جس کا مخرج وہ شے ہے - جو تمہارے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان ہے یعنے دل - اور اچھی بات میں میری نافرمانی نہ کروگے ؟ پس تم میں سے جس شخص نے اس عہد کو پورا کیا - اُس کا اجر خدا کے پاس ہے - اور جو شخص شرک کے سوائے ان میں سے کسی فعل کا مرتکب ہوا - اور اللہ نے اُس کا پردہ رکھا - تو اُس کا فیصلہ اللہ پر ہے - چاہے اسے معاف کرے چاہے اُسے سزا دے - پس ہم نے اس عہد پر بیعت کی +

ایک دوسری حدیث میں راوی کہتا ہے - کہ ہم نے اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی - کہ ہم (جو ارشاد ہوگا) سنیں گے - اور اس کی تعمیل کریں گے - خواہ تنگی ہو خواہ فراخی - خواہ راحت ہو - خواہ رنج - اور خواہ اس کا برا اثر ہم پر پڑے - اور ہم ایسے شخص کے سردار ہونے میں جو اس کے لائق ہو نہیں جھگڑیں گے - ہر حالت میں سچ کہیں گے - خدا کی راہ میں کسی کی ملامت سے نہیں ڈریں گے - اور دوسری روائت میں ہے - کہ ایسے شخص کے خلیفہ ہونے میں جو اس کے لائق ہو نہیں جھگڑیں گے - مگر اُس وقت کہ صریحاً کفر دیکھنے میں آئے - یعنے اس میں تاویل کی گنجائش نہ ہو +

۱۶ - ابن عمر سے روائت ہے - کہ جب ہم محمد رسول اللہ سے سماعت اور اطاعت پر

بیعت کرتے - تو آپ فرماتے اُس حد تک کہ تمہارے احاطۂ قدرت میں ہے +

۱۷ - عورتوں نے بیعت کے وقت مصافحہ (یعنے ہاتھ ملانے) کی درخواست کی تو فرمایا میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا - میرا قول سو عورتوں سے ایسا ہی ہے - جیسا ایک سے +

(ف) بیعت کے معنے بکنے کے ہیں - یعنے زر خرید یا فرمان بردار ہونا - جب کوئی شخص کسی پیر کا مرید ہوتا ہے - تو وہ پیر کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اپنے گذشتہ گناہوں سے توبہ اور آئندہ کے واسطے اُن سے بچنے کا وعدہ اور اقرار کرتا ہے - اس فعل کا نام بیعت ہے - چند عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی - اور ضروری قول اور اقرار کے بعد ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کی خواستگار ہوئیں - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا - میرا سب کے سامنے نصیحت کی بات ایک دفعہ کہنا ایسا ہے - گویا ایک ایک کو کہنا - پس ہاتھ ملانے کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے +

۱۸ - جو شخص جماعت سے ایک بالشت جدا ہو جاتے - سمجھو کہ (اخوت) اسلام کی رسی اُس کے گلے سے نکل گئی +

۱۹ - جو لوگ کاروبار دنیا چھوڑ کر زہد و عبادت میں اپنا تمام یا بہت سا وقت صرف کرنا بہتر سمجھتے - اُن کی ہدایت کے لئے فرمایا - کہ میں سوتا بھی ہوں - اور نماز بھی پڑھتا ہوں - روزہ بھی رکھتا ہوں - اور کھاتا بھی ہوں - اور عورتوں سے خانہ داری کے تعلقات بھی رکھتا ہوں - پس اے عثمان (جس کی طرف خطاب تھا) اللہ سے ڈرو - تمہارے اہل و عیال کا تم پر حق ہے - تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے اور تمہارے اپنے نفس کا بھی تم پر حق ہے - پس روزہ بھی رکھو - مگر کھانا بھی کھاؤ - نماز پڑھو - مگر سوؤ بھی (اور کاروبار میں وقت صرف کرو - کماؤ - آپ کھاؤ - اور اوروں کو کھلاؤ) +

۲۰ - ہر ایک چیز کے واسطے ایک جوش کا زمانہ ہے - اور ہر ایک جوش کے ساتھ اس کا فرو ہونا ہے پس جو شخص میانہ روی اختیار کرے - اس کی (کامیابی کی) امید رکھو - اور اگر (جوشیلے شخص کی طرف) لوگ انگلیوں سے اشارے کرنے لگیں - تو اُس کا کچھ خیال مت کرو - (کہ یہ شہرت اُس کی عارضی ہے) +

۲۱ - اے لوگو وہی کام کرو - جن کی تمہیں طاقت ہو - کیونکہ اللہ تعالےٰ تو نیک اجر دینے سے تنگ نہیں ہوتا - تم خود خواہ نیک عمل کرتے کرتے تنگ آ جاؤ - اور خدا کو وہی کام زیادہ پسند ہے - جو ہمیشہ ہوتا رہے - خواہ کتنا ہی قلیل ہو +

۲۲ - جو شخص تمہیں امین خیال کر کے تمہارے پاس امانت رکھتا ہے - اس کی امانت ادا کر دو - اور اگر کوئی شخص تمہاری خیانت کرے - تو تم اُس کی خیانت مت کرو +

۲۳ - اگر کوئی شخص کسی ممنوع کام کا عمل میں آنا دیکھے تو اُسے چاہیئے - کہ اُسے ہاتھ سے بدل دے - یعنے روک دے - اگر یہ ممکن نہ ہو تو زبان سے اُس کی بُرائی ظاہر کر کے اُسے بند کرا دے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اسے دل سے بُرا سمجھے - مگر یہ آخری صورت بہت ضعیف ایمان کی نشانی ہے +

۲۴ - لوگ جب ظالم کو دیکھیں - اور اُسے ظلم کرنے سے باز نہ رکھ سکیں - تو جلدی خدا ان سب پر عذاب نازل کرے گا - اگر کسی قوم میں کثرت سے گناہ ہوتے ہوں - اور بعض لوگ یہ قدرت رکھتے ہوں - کہ انہیں گناہ کرنے سے باز رکھ سکیں - مگر ایسا نہ کریں تو جلد خدا اُن سب کو مبتلائے عذاب کریگا +

۲۵ - قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (یہ قسمیہ جملہ عرب کے محاورے میں تاکید کے موقعہ پر بولا جاتا ہے) لوگو نیک کاموں کے کرنے کا حکم دیا کرو - اور بُرے کاموں سے منع کرتے رہو - ورنہ جلدی ہی خدا تم پر عذاب نازل کرے گا - پھر اگر دوہائی دو گے - تو شنوائی نہیں ہو گی +

۲۶ - جب کسی مقام پر کوئی فعل ممنوع یعنے (گناہ) کیا جائے - اور حاضرین میں سے کوئی اُسے برا خیال کرے - تو وہ بمنزلہ غیر حاضر کے سمجھا جائے گا - اور جو غیر حاضر شخص سن کر خوش ہو - وہ بمنزلہ حاضر کے سمجھا جائے گا +

۲۷ - بہت بڑا جہاد یہ ہے - کہ انصاف کی بات ظالم بادشاہ کے مُنہ پر کہہ دی جائے +

۲۸ - حضرت صفیہ سے روایت ہے - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (مسجد میں) معتکف تھے - کہ ایک رات میں انہیں دیکھنے گئی - چند باتیں کر کے میں اٹھی - کہ گھر جاؤں - تو آپ بھی کھڑے ہو گئے - اور میرے ساتھ مسجد کے دروازے تک تشریف لائے - اُس وقت دو شخص انصاری ادھر سے گذرے جب اُنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا - تو قدم تیز کر دیئے - آپ نے فرمایا کہ یہیں ٹھیر جاؤ - دیکھو یہ صفیہ بنت حُیّی (یعنے میری بیوی) ہے - انہوں نے کہا سبحان اللہ - یا رسول اللہ (یعنے یہاں کیا کسی شبہ کی گنجائش ہے) آپ نے فرمایا - شیطان کا گزر بنی آدم کے خون کی گزرگاہوں تک ہے - مجھے اندیشہ ہوا - کہ تمہارے دلوں میں کوئی بری بات نہ ڈال دے +

(**ف**) یہ بات اب عام طور پر معلوم ہے - کہ جس زمانہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اُس وقت عرب میں زنا کاری - شراب خوری وغیرہ کا بڑا زور تھا - چنانچہ مولانا حالی فرماتے ہیں - ؎

جُوا اُن کی دن رات کی دل لگی تھی ‏ ‏ شراب اُن کی گھٹی میں گویا پڑی تھی
تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی ‏ ‏ غرض ہر طرح اُن کی حالت بُری تھی

آپ نے اپنے اِس عمل سے لوگوں کو ہدایت فرما دی - کہ جہاں شبہ کی گنجائش ہو - وہاں قبل اس کے

کہ کوئی مُنہ کھولے - خود اپنی بریت کا اظہار کر دینا چاہیئے ✦

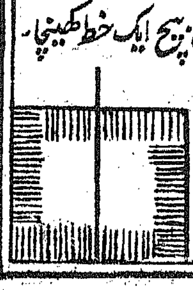
۲۹ - جو شخص کسی ایسی زمین کو آباد کرے - جس کا کوئی مالک نہ ہو - تو وہی شخص اُس کا زیادہ حق دار ہے ✦

۳۰ - ایک دودھ والی اونٹنی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا - کہ اسے کون دوہے گا ؟ ایک شخص کھڑا ہوگیا - پوچھا تیرا کیا نام ہے ؟ اُس نے کہا مُرہ یعنی کڑوا - فرمایا بیٹھ جا - پھر اور ایک شخص کھڑا ہوا - جب اُس کا نام پوچھا گیا - تو اُس نے حرب یعنے جنگ بتلایا - اُسے بھی بیٹھ جانے کا حکم ہوا - پھر ایک شخص اور کھڑا ہوا - جب اُس سے بھی نام دریافت کیا گیا - تو اُس نے کہا یعیش یعنے خوش گزران - فرمایا تو دودھ نکال ✦

(**ف**) یہ وہی نام ہیں - جو ہمارے ملک میں بھی مروج ہیں - مثلاً کوڑے خان - کوڑا مل - گھسیٹا - جنگ بہادر - جنگی رام - خوش دل - خوشی محمد - خوشی رام - یہ حدیث ایک نہایت قیمتی سبق سکھاتی ہے - ایسا اتفاق اکثر ہوتا ہے - کہ والدین نے بے علمی کی وجہ سے - یا کمی اولاد کے سبب سے بے معنی یا حقارت آمیز الفاظ میں بچے کا نام رکھ دیا - کہ کڑوا - کوڑا ہی بن کر گھسٹتا چلا جاتے - بچے کے بخت نے یاوری کی - وہ شیر بن دہن خوش پوش اور کرسی نشین ہوگیا - اب وہ سر دھنتا ہے - کہ والدین نے کیا نام رکھ دیا کہ میرے لئے ہمیشہ ندامت کا موجب ہے - اور اپنی بے علمی کا آپ اشتہار دیا - بیچارہ عمر بھر کُڑھتا رہتا ہے - مگر بے سود - والدین کو چاہیئے - کہ سوچ سمجھ کر اور اگر بے علم ہوں تو کسی اہل علم سے مشورہ کرکے ایسا نام رکھیں - کہ اُس کے معنے اور تلفظ خوش آئند ہوں - کیونکہ پختہ عمر میں نام بدلنا مشکل ہے - خاص کر جب طالب علمی یا ملازمت کی حالت میں سرکاری کاغذات میں آجائے ✦

۳۱ - دریافت کرنے پر ایک شخص نے کہا - میرا نام اصرم (کاٹنے والا) ہے - فرمایا نہیں تو زُرعَۃ (کھیتی کرنے والا) ہے - (اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی کا خراب نام سنتے تو بدل دیتے) ✦

۳۲ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مربع شکل کھینچی - اور اُس کے بیچوں بیچ ایک خط کھینچا - اور اُس کو باہر کی طرف بڑھا دیا - اور بیچ میں چھوٹے چھوٹے خطوط وسطی خط کی طرف رخ کرتے ہوئے کھینچے - اور فرمایا - کہ یہ وسطی خط انسان ہے - جسے مربع کے خطوط کی طرح چاروں طرف سے موت نے گھیرا ہوا ہے - اور یہ خارجی خط امید ہے -



(جو اس کے مدّنظر ہے) ۔ اور یہ چھوٹے خط عوارض ہیں ۔ اگر ایک کا وار خطا ہوا تو دوسرے کا کارگر ہو جائے گا ؛

(ف) انسان کی زندگی کی رسّی کے ہر وقت اور ہر طرف سے موت کی تیغ سے کٹ جانے کا اندیشہ ہے ۔ موت کی مثال مربع جس نے چاروں طرف گھیرا ڈالا ہوا ہے ۔ نہایت موزون ہے انسان ہمیشہ چاہتا ہے ۔ کہ موت سے بچے اور اپنی امیدوں میں کامیاب ہو ۔ جو دور ہیں ۔ اور موت کے حدود سے باہر ہیں ۔ یعنی زندگی میں پوری نہیں ہوتیں ۔ مگر موت اپنے احاطہ سے کب باہر نکلنے دیتی ہے ؛

(ب) بِرّ یعنی نیکی ماں باپ اولاد اقارب اور یتیموں کے ساتھ نیک سلوک و متفرق

۳۳ ۔ ایک شخص نے دریافت کیا ۔ کون شخص میرے حسن سلوک کا زیادہ حق دار ہے ؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ تیری ماں ۔ مکرر بلکہ سہ کرر فرمایا تیری ماں ۔ پھر تیرا باپ ۔ پھر تیرا قریبی رشتہ دار ۔ اور پھر اس سے کم قریبی (رشتہ دار) ؛

۳۴ ۔ ایک شخص نے عرض کیا ۔ یا رسول اللہ میں مال دار بھی ہوں اور صاحب اولاد بھی اور میرے باپ کا یہ حال ہے کہ میری مدد بغیر گذارہ نہیں ۔ فرمایا تم خود اور تمہاری دولت تمہارے باپ کا مال ہے ۔ تمہاری اولاد تمہاری بہت اچھی کمائی ہے ۔ پس (بے تکلف) اس کی کمائی کھاؤ ؛

۳۵ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا ۔ کہ اس شخص کی ناک پر خاک پڑے ۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ کس کی ناک پر ؟ فرمایا ۔ اُس شخص کی جس کے والدین یا اُن میں سے کوئی ایک بوڑھا ہو ۔ اور وہ (اُس کی خدمت کرکے) اپنے آپ کو جنت کا مستحق نہ بنائے ؛

فرض حق اول بجا آوردن است   والدین از خویش راضی کردن است   (عطار)

(خدا کا فرض جو پہلے بجالانا چاہیئے ۔ وہ یہ ہے ۔ کہ ماں باپ کو اپنے سے راضی کیا جائے)

۳۶ ۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی ۔ کہ میں ہجرت اور جہاد کے واسطے آپ کے حکم کا طلبگار ہوں ۔ تاکہ خدا سے اس کا اجر پاؤں ۔ فرمایا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے ؟ کہا دونوں زندہ ہیں ۔ فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ کار خیر کرکے خدا سے اُس کا اجر پاؤ ؟ کہا ہاں ۔ فرمایا تم اپنے ماں باپ کے پاس چلے جاؤ ۔ اور اُن کی خوب خدمت کرو ؛

۳۷ ۔ ابو داؤد اور نسائی نے ایک روایت میں اس طرح بیان کیا ہے ۔ کہ ایک شخص رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ کہ حاضر رہ کر جو خدمت ہو سکے بجالائے۔ اثنائے گفتگو میں اُس نے کہا کہ میں والدین کو روتا چھوڑ آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا اُن کے پاس چلے جاؤ۔ اور انہیں اسی قدر ہنساؤ جس قدر کہ رلایا ہے۔ (یعنے خدمت۔ تواضع سے خوش کرو) +

۳۸ - ابو داؤد سے ایک اور روایت ہے۔ کہ یمن کا ایک باشندہ ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگیا۔ آپ نے پوچھا۔ کیا وطن میں تمہارا کوئی پیچھے ہے؟ کہا میرے والدین ہیں۔ پوچھا کیا تمہیں انہوں نے ہجرت کی اجازت دی؟ کہا نہیں۔ فرمایا اُن کے پاس واپس چلے جاؤ اور اجازت طلب کرو۔ اگر وہ اجازت دیں تو جہاد کرو۔ ورنہ انہیں کی خدمت کرتے رہو +

۳۹ - ایک شخص نے آکر کہا میرا ارادہ ہے۔ کہ جہاد کروں۔ حضور کا مشورہ چاہتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کیا تیری ماں ہے؟ کہا ہاں۔ فرمایا اس کی خدمت میں حاضر رہو کہ جنت اسی کے قدموں کے پاس ہے +

۴۰ - باپ جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے۔ یہ تمہاری مرضی ہے۔ کہ (باپ کی نافرمانی کر کے) اُس دروازے کو ڈھا دو (یا تابعداری کر کے) اسے محفوظ رکھو +

(۴۱) اسماء بنت ابوبکر بیان کرتی ہیں۔ کہ میری ماں مشرکہ تھیں۔ وہ میرے پاس آئیں۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جا کر دریافت کیا۔ کہ میری ماں میرے پاس آئی ہیں۔ وہ اسلام کی طرف راغب بھی ہیں۔ اجازت ہو تو اُن سے ملوں؟ فرمایا ضرور اپنی ماں کے ساتھ میل ملاپ رکھو +

۴۲ - ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ مجھ سے ایک بڑا گناہ ہو گیا ہے کیا میرے لئے کوئی توبہ کی صورت ہے؟ پوچھا کیا تیری ماں ہے؟ کہا نہیں۔ فرمایا کیا خالہ ہے؟ کہا ہاں ہے۔ فرمایا اُس سے حسن سلوک سے پیش آیا کر +

۴۳ - روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ والدین کی خدمت میں سے کوئی خدمت ایسی باقی ہے۔ جسے میں اُن کی وفات کے بعد بجالا سکوں؟ فرمایا کیوں نہیں اُن کے لئے دعا۔ اور استغفار پڑھو۔ اُن کے عہد و پیمان کو پورا کرو۔ اور اُس رشتے کو جوڑو جس کے موجب وہی تھے۔ اور اُن کے دوست کی خاطر تواضع کرو +

۴۴ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے۔ کہ آپ کے رضاعی باپ (یعنے جن کی بیوی آپ کی انا تھی) آگئے۔ آپ نے اُن کے لئے اپنے کپڑے کا ایک کونہ بچھا دیا۔ اور وہ اس پر بیٹھ گئے پھر آپ کی انا تشریف لے آئیں۔ آپ نے کپڑے کا دوسرا کونہ اُن کے واسطے بچھا دیا۔ اور وہ

اس پر بیٹھ گئیں - بعد اس کے آپ کے کو کا آ گئے - آپ کھڑے ہو گئے - اور انہیں اپنے آگے بٹھا لیا۔
۴۵ - جو شخص لڑکیوں کی پرورش کرے - یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں - (ہاتھ کی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) میں اور وہ اس طرح اکٹھے جنت میں داخل ہوں گے۔
۴۶ - جس شخص نے تین بیٹیوں یا تین بہنوں یا دو بہنوں یا دو بیٹیوں کی پرورش کی - انہیں پڑھایا (سلیقہ سکھایا) - اُن کے ساتھ نیک سلوک کیا - اور پھر ان کی شادی کر دی - وہ جنتی ہو گیا۔
۴۷ - اگر کسی شخص کے ہاں لڑکی ہو - اور وہ اُسے زندہ نہ گاڑے - نہ اُسے ذلیل خیال کرے - اور نہ اولاد نرینہ سے حقیر جانے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔
(ف) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب میں دختر کشی کا عام رواج تھا - مولانا حالی صاحب نے اسے اس طرح بیان فرمایا ہے - ؎

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر — تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور — کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اُس کو جا کر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی — جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

اِس میں کچھ کلام نہیں کہ جسمانی بناوٹ اور طاقت کے لحاظ سے مرد کو عورت پر ترجیح ہے - مگر مرد اور عورت کا جوڑا ایسا ہے - کہ یہ نہیں کہا جا سکتا - کہ اِن دونوں میں سے کون سا فائق ہے - کیونکہ مرد کے بغیر عورت اپنی پیدائش کی غرض پوری نہیں کر سکتی - اور عورت کے بغیر مرد اپنے وجود کا جوہر ظاہر نہیں کر سکتا - بیٹی بے شک بیگانہ دھن ہے - پر نیک بخت لڑکی اگر اپنے گھر میں خوشحال ہو - تو والدین کی خوشی کا کیا اندازہ ہے - جو لوگ خود کو خسر اور کسی کو اپنا داماد کہلانا پسند نہیں کرتے - آخر اُن کا بھی تو کوئی خسر ہے - اور وہ بھی تو کسی کے داماد ہیں - جیسے اُن کی خواہش ہے اُس کے مطابق اگر لڑکی پیدا ہی نہ ہوتی تو انہیں کس طرح زندگی کے آرام میسر ہوتے۔

اکثر لوگ اولاد نرینہ کے اس واسطے خواہشمند ہوتے ہیں - کہ بڑھاپے میں اُن کے کام آئے - مگر ایسا اتفاق کم نہیں ہوتا - کہ بیٹا نالائق نکلتا ہے - ماں باپ کا سامنا کرتا ہے - اور ان کے حق ادا کرنے تو در کنار الٹا انہیں ناراض رکھتا ہے - اور باپ کو اسے اس طرح خطاب کرنا پڑتا ہے۔

باپ کا تم کو ادب اصلا نہیں — ماں کی خدمت کی تمہیں پروا نہیں
لوگ شاکی ہیں تمہارے جا بجا — خود بُرا کہہ کہہ کے سنتے ہو بُرا
ہیں تمہارے سارے اوباشوں کے ڈھنگ — تم سے خوردوں اور بزرگوں کو ہے ننگ

ہم پہ سب ہنستے ہیں اشراف اور رذیل — کر دیا تم نے تو ہم کو بھی ذلیل
ہم رہے جیتے فدا تم پر مدام — تم بڑھاپے میں ہمارے آتے کام
ہم رہے اب تک تمہارے سربراہ — اب ہمارے بنتے تم پشت و پناہ
ہم غرض سکھ پاتے کچھ اولاد کا — نام چلتا دیکھتے ..... اجداد کا
پر خدا کو تھا یہی ..... منظور آہ — ہوتے وارث کے ہو گھر اپنا تباہ (حالی)

ایسی نرینہ اولاد کا کیا سکھ۔ ؎

زنانِ باردار اے مردِ ہوشیار — اگر وقتِ ولادت مار زائند
ازاں بہتر بنزدیک خردمند — کہ فرزندانِ ناہنجار زائند (سعدی)

(اے ہوشیار آدمی حاملہ عورتیں۔ اگر پیدائش کے وقت سانپ جنیں تو اُس سے بہتر ہے کہ بے ادب بیٹے جنیں)

چونکہ ہندوستان میں اکثر اقوام میں بیٹی ماں باپ کے املاک کی وارث نہیں ہوتی۔ اِس واسطے بھی بعض لوگ نرینہ اولاد کی خواہش کرتے ہیں۔ کہ بھرا گھر سونا چھوڑنے کی حسرت مرتے وقت نہ لے جائیں۔ اُن کے لئے پچھلے اشعار کا آخری شعر کہ ؎ پر خدا کو تھا یہی منظور آہ۔ ہوتے وارث کے ہو گھر اپنا تباہ ایک عبرت ناک سبق ہے۔ شرع محمدیؐ میں لڑکی کو ماں باپ کے املاک کا بھائیوں کی موجودگی میں بھی حصہ دار قرار دیا گیا ہے۔ اور اولاد کا مال کھانا والدین کے لئے جائز رکھا گیا ہے۔ پس اگر لڑکا نہ ہو تو مرتے وقت حسرت لے جانے کا کوئی موجب نہیں۔ اور بڑھاپے میں والدین کی اگر بشرط ضرورت مرفع الحال بیٹی مدد کرے تو مضائقہ نہیں۔ بیٹی بیٹا سب خدا کی دین ہیں۔ ان کی پرورش میں کوئی فرق رکھنا نہیں چاہیے۔ سیانی لڑکیاں تو ماؤں بہنوں اور اَور عورتوں کی روزمرہ کی باتیں سن کر سمجھنے لگ جاتی ہیں۔ کہ ان کی کیوں قدر نہیں ہوتی۔ مگر چھوٹی بچیوں کے ننھے دلوں میں کیا گزرتا ہوگا۔ جب ان کے بھائیوں کے مقابلے میں ان کی بے وقری ہوتی ہے۔ اور بعض گھروں میں انہیں ہر وقت دور۔ دفع۔ مر۔ ہٹ۔ وغیرہ کہا جاتا ہے۔ وہ بیچاری سوچتی ہوں گی۔ کہ ہمیں کیوں ہر وقت کوسا جاتا ہے۔ اور یہ رنج وہ خیال اُن کے دل پر بُرا اثر پیدا کرکے کس قدر اُسے پست کرتا ہوگا۔ پس جو پدرانہ اور مادرانہ شفقت بیٹے کے ساتھ کی جاتی ہے۔ ویسی ہی بیچاری بیٹی کے ساتھ بھی ملحوظ رکھنی چاہیے۔ بڑی بات جو قابل لحاظ ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہر دو کی تعلیم اور تربیت میں حتے الوسع کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی جائے۔ اور ساری کوشش کے بعد کارساز حقیقی سے دعا کی جائے۔ کہ انہیں کامیاب کرے اور اپنے نونہالوں کو سرسبز دیکھ کر والدین کے دل خوش اور آنکھیں ٹھنڈی رہیں ؁

۴۸ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اور وہ عورت جس کے رخسار سے سیاہ پڑگئے ہوں روز جزا ایسے نزدیک ہوں گے۔ جیسے بقول راوی انگوٹھے کے پاس کی دو انگلیاں۔ سیاہ رخسار عورت سے وہ عورت مراد ہے۔ جس کا شوہر مرگیا ہو۔ معزز اور خوب رو ہو۔ مگر اپنے یتیم بچوں کی خاطر نفس کشی کرے اور نکاح نہ کرے۔ رخساروں پر سیاہ داغ پڑجائیں۔ بناؤ سنگار چھوڑ دے یہاں تک کہ بچے جوان ہو کر اُس سے مستغنی ہو جائیں۔ یا انتقال کر جائیں +

۴۹ - باپ کا کوئی عطیہ بیٹے کے لئے اس عطیے سے بڑھ کر نہیں۔ کہ اُس کی تعلیم و تربیت اچھی کرے۔ ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ بیٹے کی تعلیم صدقہ اور خیرات سے بہتر ہے +

(ف) بعض لوگ اِس خیال سے کہ ہماری جائداد اور اندوختہ ہماری اولاد کے گزارے کے لئے کافی ہے۔ اپنے لڑکوں کو تعلیم نہیں دلاتے ہے

پر نکلتی ہے وہ اولاد ایسی بد	باپ کی امیدیں سب ہوتی ہیں رد
قدر زر کرتے نہیں وہ ذرّہ بھر	قدر جانیں خود کمایا ہو اگر
ضائع کر دیتے ہیں جلدی مال سب	عیش میں رہتے ہیں غافل روز و شب
اُس سے تو بہتر ہے اے نیکو سیر	اُن کی تو تعلیم پر کر خرچ زر
تاکہ وہ پیدا کریں کوئی کمال	مال پر ہوتا ہے بے شک لازوال
ہے عدو بیٹے کا تو اے ناشناس	چھوڑتا ہے مال جو جاہل کے پاس (عارف)

۵۰ - میں اور یتیم کا خبر گیر جنت میں ایسے قریب ہوں گے۔ جیسے انگوٹھے کے پاس کی انگلی۔ اور ذرا سی تفاوت کے ساتھ اُس کے پاس والی ہے

خاطر ایتام را دریاب نیز | تا ترا پیوستہ حق دارد عزیز (عطار)

(یتیموں کی دل جوئی کر ——— کہ تجھے خدا ہمیشہ عزیز رکھے)

۵۱ - جو شخص مسلمانوں میں سے کسی یتیم کو کھلانے پلانے کے واسطے اپنے گھر لے جائے۔ خدا اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ سوائے اس صورت کے کہ اُس نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو۔ جو معاف نہیں ہو سکتا +

(ف) اِس حدیث کا یہ مطلب ہے۔ کہ ایک کارِ خیر کر کے جس میں جنت کا وعدہ ہو۔ ایسا نڈر نہیں ہو جانا چاہیئے۔ کہ ممنوعات کا خیال نہ کیا جائے +

۵۲ - میری امت کے اچھے بُرے دو نو قسم کے اعمال مجھے دکھلائے گئے۔ دکھ دینے والی چیز کو رستے سے ہٹا دینا۔ میں نے اچھے اعمال میں پایا۔ اور بُرے عملوں میں اس ناک کی غلاظت کو بھی پایا۔

جو مسجد میں پھینک دی جائے - اور پھر اُس جگہ کو صاف نہ کیا جائے +

(ف) جو لوگ اپنی حیثیت کا خیال کر کے کہ اتنے بڑے آدمی ہو کر ہم رستے سے کانٹے اُٹھائیں - یا سہل انگاری سے اینٹ پتھر وغیرہ رستے سے نہیں اٹھاتے - اور جو لوگ نہ جا دیکھتے ہیں نہ بے جا جب چاہا ناک صاف کر دی یا تھوک ڈالا - اُن کے لیئے یہ حدیث بہت عبرت آموز ہے +

۵۳ - بیوہ عورت اور مسکین کی مدد کرنے والے کی مثال اُس شخص کی ہے - جو خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہے - یا دن بھر روزہ رکھتا ہے - یا رات بھر عبادت کرتا ہے +

۵۴ - ہر ایک مسلمان کے لئے صدقہ دینا لازمی ہے - لوگوں نے عرض کیا - اگر کسی کے پاس ہی کچھ نہ ہو؟ فرمایا ہاتھ سے محنت کر کے آپ بھی فائدہ اُٹھائے اور صدقہ بھی دے - انہوں نے کہا - اگر محنت کرنے کی طاقت نہ ہو؟ فرمایا محتاج مظلوم کی مدد کرے - اس پر سوال ہوا - اگر ایسا کرنے کے قابل بھی نہ ہو؟ آپ نے فرمایا اچھے کام کرنے کی لوگوں کو ہدایت کرے - کسی نے کہا اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ فرمایا شرارت سے باز رہے - کہ یہ بھی صدقہ ہی ہے +

۵۵ - دو شخصوں کے درمیان صلح کرا دینا صدقہ ہے - اور کسی کو سہارا دے کر اُس کی سواری پر سوار کرا دینا یا اُس کا سامان لدوا دینا بھی صدقہ ہے - اور اچھا قول بھی صدقہ ہے - اور ہر قدم جو نماز کے واسطے اٹھایا جائے صدقہ ہے - اور راستے سے اذیت دینے والی چیز کو ہٹا دینا بھی صدقہ ہے +

بیع - راستی - امانت - سہولت - اوزان - حرام چیز کا بیچنا - دھوکا - شفعہ وغیرہ

۵۶ - امین اور راست باز تاجر نبیوں - صدیقوں - شہیدوں اور صالحین کی صف میں ہو گا +

۵۷ - قسم سے خرید و فروخت میں زیادتی ہو سکتی ہے - مگر کمائی گھٹ جاتی ہے +

(ف) قسم کی عادت سے جھوٹی قسم کھانے کا بھی احتمال ہے - جو آخر کار کساد بازاری کا موجب ہوتا ہے +

۵۸ - بائع (بیچنے والے) اور خریدار کو اُس وقت تک سودے پر اختیار ہے - جب تک کہ وہ جدا نہ ہو جائیں پس اگر ہر دو نے سچ کہا - اور مال متعلقہ کی بابت سب کچھ بیان کر دیا - تو دونوں کے لیئے برکت کا موجب ہے اور اگر جھوٹ کہا - اور مال کے عیب چھپا رکھے - ممکن ہے کہ سر دست کچھ نفع ہو - مگر اس سودے میں برکت نہیں ہو گی +

(ف) برکت نہ ہونے سے مراد ہے - کہ وہ روپیہ چوری بدکاری یا فضول خرچی میں ضائع ہو جائے گا - یا کوئی ایسا مصرف پیش آجائے گا - جس پر اُس کو خرچ کرنا پڑے گا - گو ناگوار ہی ہو - مثلاً عدالت میں مقدمہ - بیماری وغیرہ +

۵۹ - خدا اس شخص پر مہربانی کرتا ہے جو خرید و فروخت اور قیمت وصول کرنے کے تقاضے میں سہولت اور نرمی اختیار کرتا ہے +

۶۰ - ماپنے اور تولنے والوں کو فرمایا - تمہاری سپرد وہ کام ہیں - جنہیں (ٹھیک طور پر نہ) کرنے سے تم سے پہلے بعض لوگ ہلاک ہو چکے ہیں +

(**ف**) کنایہ مدین کے لوگوں سے ہے - جو ماپ تول کم کرتے تھے - اور باوجود شعیب علیہ السلام کے سمجھانے کے باز نہ آئے - پھر زلزلہ سے اپنے گھروں میں ہلاک کیئے گئے - اور ایسے غارت ہوئے - گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے - ملوک الکلام میں اُجڑی ہوئی بستی کا ایسا خاکہ اتارا ہے - کہ یہاں دکھانے سے رہا نہیں جاسکتا - ناظرین بھی امید ہے - ضرور متاثر ہوں گے - اور حدیث کا مفہوم خوب ذہن نشین ہو جائے گا - **ظ**

جہاں ویرانہ ہے پہلے کبھی آباد گھر یاں تھے ۔۔۔ شغال اب ہیں جہاں رہتے - کبھی بستے بشر یاں تھے

جہاں چٹیل ہے میداں اور سراسر ایک خارستاں ۔۔۔ کبھی یاں قصر و ایواں تھے - چمن تھے اور شجر یاں تھے

جہاں ہیں سنگ ریزے تھے یہاں یاقوت کے تودے ۔۔۔ جہاں کنکر پڑے ہیں اب - کبھی رُلتے گہر یاں تھے

جہاں سنسان جنگل ہے جہاں ہے شہر خاموشاں ۔۔۔ کبھی کیا کیا تھے ہنگامے یہاں اور شور و شر یاں تھے

جہاں اب خاک پر ہیں نقش ہائے آہوئے صحرا ۔۔۔ کبھی محو تماشا دیدۂ اہلِ نظر یاں تھے

ظفر احوالِ عالم کا کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے ۔۔۔ کہ کیا کیا رنگ اب ہیں - اور کیا کیا پیشتر یاں تھے

۶۱ - جب تو کوئی چیز فروخت کرے تو اُسے ماپ کر دے - اور جب خریدے تو ماپ کرلے +

۶۲ - ایک شخص تحفے کے طور پر ایک شراب کا مشکیزہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں - کہ اللہ تعالے نے شراب حرام کر دی ہے ؟ اُس نے کہا نہیں - اور (راتنے میں) اپنے پاس والے آدمی کے کان میں کچھ کہدیا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اس کے کان میں تم نے کیا کہا ؟ اُس نے کہا - میں نے کہا ہے - کہ اسے بیچ ڈال - فرمایا - جس نے اس کا پینا حرام کر دیا ہے - اُس نے اس کا بیچنا بھی حرام کر دیا ہے - اس شخص نے اِس مشکیزے کا و نیز دوسرے کا جو اُس کے پاس تھا - منہ کھول دیا - اور جو کچھ ان میں تھا سب بہ گیا +

۶۳ - ابوطلحہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا - کہ اُس شراب کو کیا کیا جائے - جو بعض یتیموں کو وراثت میں ملی ہے - فرمایا پھینک دو - ابوطلحہ نے کہا - کہ کیا اُس کا سرکہ نہ بنالوں ؟ آپ نے فرمایا نہیں +

۶۴ - جو غلّہ خریدے اُسے اُس کا فروخت کرنا اُس وقت تک جائز نہیں - جب تک کہ وہ ماپا تولا نہ جائے - اور دوسری روایت میں ہے - کہ جب تک قبضہ میں نہ لایا جائے - اور آگے چل کر راوی بیان کرتا ہے - کہ ہم (بیوپاریوں سے) جو سوار ہو کر آیا کرتے تھے - غلہ خریدتے - مگر بغیر ٹھیک طور پر ماپ تول کئے اس کی مقدار کا اندازہ لگا لیتے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اُس کو مت بیچو - جب تک دوسری جگہ نہ لے جاؤ

(ف) اس سے مراد ممانعت اس قسم کے سودے اور بیوپار کی ہے - جو آج کل سٹّے کے نام سے مشہور ہے کہ غلہ ابھی کھیتوں میں ہی ہوتا ہے - نہ غلّے کی اصلی صورت میں بلکہ پودوں کے خوشوں میں اور سودے ہو جاتے ہیں - پھر جب وہ کھیتوں سے منڈیوں میں آتا ہے - تو بسا اوقات اس کے ایک ہی جگہ پڑے پڑے ایک دن یا ایک ہی ہفتے میں کئی شخص بغیر دیکھے - اس کے مالک یا خریدار بن کر بڑا بھاری نفع یا نقصان اٹھاتے ہیں - یہی ممنوع تجارت ہے - جس کے سبب سے ملک میں باوجود جنس کے افراط سے موجود ہونے کے قحط و گرانی رہتی ہے - اور یہ نافرمانی کی سزا ہے +

۶۵ - حکیم بن حزام روایت کرتے ہیں - کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میرے پاس لوگ آتے ہیں - اور بعض چیزیں خریدنا چاہتے ہیں - جو میرے پاس نہیں ہوتیں - کیا میں ان کے ساتھ سودا کر لیا کروں اور پھر بازار سے مطلوبہ شئے خرید کر انہیں دے دیا کروں؟ فرمایا ایسی چیز کے بیچنے کا سودا مت کیا کرو - جو تمہارے پاس نہیں ہے +

(ف) یہ اسی قسم کی تجارت ہے - جو آج کل کمیشن ایجنسی کے نام سے معروف ہے - اس کی قباحت صریح ہے - اور محتاج بیان نہیں - جو فائدہ کہ فروشندہ یا خریدار کو ہونا چاہیئے - جس کے وہ ہر دو مستحق ہیں - ایک تیسرا شخص جس کی نہ ہلدی لگے نہ پھٹکڑی اڑا لے جاتا ہے - کمیشن ایجنسی تو پھر بھی کچھ ہے - کہ مالک اور گاہک ہر دو کو اس کا علم ہوتا ہے - اور اس وجہ سے وہ نا روا بھی نہیں ہو سکتی - مگر نا جائز اور ممنوع اور غارت کرنے والا طریق وہ ہے - جو آج کل بڑے بڑے شہروں میں بعض لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے - کہ اُن کے پاس نہ کوئی دُکان ہے - نہ سامان - انگریزی ابجد کے چند حروف کو جوڑ کے اپنی فرضی دکان یا کمپنی کا نام رکھ کر چیزوں کی ایک فہرست چھاپ لیتے ہیں - اور جھوٹی قسموں اور اشتہار بازی سے سے بیچارے سادہ لوح اور کم علم لوگوں کو لوٹ لوٹ کر مزے اڑاتے ہیں +

۶۶ - کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے - کہ وہ کوئی ایسی چیز بیچے جس میں کسی نقص کے ہونے کا اُسے علم ہو - ہاں اگر خریدار کو نقص سے مطلع کر دے - (تو کوئی مضائقہ نہیں)

۶۷ - جو شخص ایسے جانوروں کو خریدے جس کے تھنوں میں دودھ روکا گیا ہو - اُسے اُس کی واپی

کا تین دن تک اختیار ہے۔ مگر اسے دودھ کا معاوضہ اُس کے برابر یا اُس سے دوچند غلے یا آٹے سے ادا کرنا چاہیئے +

(ف) اگر اس معاہدے پر بیع ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر جو لوگ ایسے معاہدے کے لئے تیار ہوں انہیں تھنوں میں دودھ رکھ کر دھوکا دینے کی ضرورت نہیں۔ پس اُن لوگوں کو جو اس قسم کا دھوکا کرتے ہیں خدا سے ڈرنا چاہیئے +

۶۸ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نرخ بڑھانے سے منع فرمایا۔ امام مالک سے روائت ہے۔ کہ نرخ بڑھانے سے یہ مراد ہے۔ کہ کوئی شخص کسی چیز کے خریدنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ مگر اُس کی قیمت بڑھاتا جائے اس غرض سے کہ اسے دیکھ دیکھ کر لوگ بھی قیمت بڑھاتے جائیں +

(ف) آج کل دھوکے کے نیلاموں میں بھی ہوتا ہے۔ کہ چند آدمی مل کر ناواقف خریداروں کو پھنساتے ہیں۔ اور چیزوں کو اُن کی اصلی قیمت سے بہت زیادہ قیمت پر بیچ کر انہیں نقصان پہنچاتے ہیں +

۶۹ ۔ (شہر سے باہر نکل کر) آگے جاکر بیوپاری سے مت ملو۔ اور اُسے بازار میں آنے دو۔ (یعنے اُس کی نرخ بازار سے ناواقفی سے فائدہ مت اٹھاؤ۔ جو ناجائز ہے) چنانچہ ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ کہ جب باہر سودا ہو۔ اور بیچنے والے کو بازار میں آکر معلوم ہو۔ کہ اُسے نقصان ہوا ہے۔ تو اُسے سودے کے فسخ کرنے کا اختیار ہے +

۷۰ ۔ ایک چیز کی دو قیمتیں مت رکھو۔ (کہ نقد کم اور ادھار زیادہ)

۷۱ ۔ جب کسی چیز کا سودا ایک شخص کے ساتھ ہو جائے۔ تو پھر دوسرے شخص کے واسطے پہلے مالک سے اس چیز کا سودا کرنا منع ہے +

۷۲ ۔ حضرت علی سے روائت ہے۔ کہ اُن کے ایک سودے کی وجہ سے) ایک ماں اور اُس کے بیٹے میں نا اتفاقی ہو گئی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ اور سودے کو منسوخ کر دیا +

۷۳ ۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ بیچنے والا اور خریدنے والا۔ جب تک جدا نہ ہو جائیں (سودے کے فسخ کا) اختیار رکھتے ہیں۔ یا ایک اُن میں سے دوسرے کو کہدے (کہ اس سودے کو) اختیار کرلے۔ یا بیع اختیاری ہو (تو اور بات ہے)

۷۴ ۔ جب بیچنے والے اور گاہک کے درمیان اختلاف ہو جائے۔ تو بیچنے والے کی بات معتبر سمجھنی چاہیئے اور گاہک کو اختیار ہے خواہ خریدے خواہ نہ خریدے +

۷۵ ۔ جو شخص اس غرض سے غلہ جمع کرکے روک لے۔ کہ نرخ بڑھنے پر بیچے۔ تو وہ خطاکار ہے +

۷۶ ۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ نرخ مقرر فرما دیجیئے (کہ غلہ گران ہے) فرمایا میں دعا کرتا ہوں

(کہ نرخ سستا ہو جائے) پھر ایک اور شخص آیا۔ اور وہی درخواست کی۔ فرمایا خدا ہی نرخ کو گھٹاتا ہے۔ اور بڑھاتا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ اس کی بارگاہ میں ایسی حالت میں حاضر ہوں کہ کسی پر ظلم کرنے کا مطالبہ مجھ سے نہ کیا جائے ؛

درخت کا پھل

۷۷ ۔ درخت کا پھل مت بیچا کرو۔ جب تک کہ اس میں صلاحیت ظاہر نہ ہو جائے (یعنے اس کا نشو ونما۔ اس درجہ تک پہنچ جائے۔ کہ اس کے پک جانے کی امید بندھ جائے) ؛

(ف) بہت لوگ ابھی پھول ہی درخت پر آتے ہیں۔ تو اس کا پھل بیچ دیتے ہیں۔ اور بسا اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے۔ کہ وہ پھول آندھی اور بارش سے جھڑ جاتے ہیں۔ اور خریدار کو بہت نقصان ہوتا ہے۔ اور یہ اُسے نافرمانی کی سزا ہے ؛

۷۸ ۔ ایک شخص نے ایک باغ کا پھل خریدا۔ اپنی طرف سے اس نے اس کی غور پرداخت کی۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ سودے میں نقصان ہو گا۔ اس نے باغ کے مالک سے کہا۔ کہ یا تو قیمت میں سے کچھ چھوڑ دے یا سودا فسخ کر دے۔ اس نے ایسا کرنے سے انکار کیا۔ اور (انکار میں) قسم بھی کھالی مشتری کی ماں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی۔ اور یہ حال بیان کیا۔ فرمایا اس نے قسم کھائی ہے۔ کہ کوئی نیکی کا کام نہیں کرے گا۔ باغ کے مالک نے یہ سن لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ اُسے (خریدار کو) اختیار ہے (خواہ قیمت میں تخفیف۔ خواہ سودے کی تنسیخ کر دے)

۷۹ ۔ ایک شخص نے کچھ درختوں کا پھل خریدا۔ میوے پر آفت آگئی۔ (اس وجہ سے) اُس پر بہت سا قرضہ ہو گیا۔ اور وہ مفلس ہو گیا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے صدقہ (حسب توفیق چندہ) دے دو لوگوں نے چندہ دیا۔ مگر اس کی مقدار قرضہ کی رقم سے کم رہی۔ آپ نے قرض خواہوں کو فرمایا۔ جو کچھ ملتا ہے (غنیمت سمجھ کر) لے لو۔ کیونکہ اس سے زیادہ تو تمہیں (کسی طرح) وصول ہی نہیں ہو سکتا ؛

۸۰ ۔ اگر تم نے کسی درخت کا پھل اپنے بھائی کے ہاتھ بیچا ہے۔ اور اُس پر کوئی آفت آئی ہے۔ تو تمہارے لئے جائز نہیں۔ کہ اپنے بھائی سے کچھ وصول کرو۔ کیوں کہ ایسا کرنے میں تم بالکل ناحق پر ہو گے۔ اور ایک روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آفت سے جو نقصان ہو۔ وہ اصل قیمت میں سے وضع کر لیا جائے ؛

بخل

۸۱ ۔ ابوذر بیان کرتے ہیں۔ کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ آپ کعبہ کے سائے میں

بیٹھے ہوئے تھے۔ جب مجھے دیکھا فرمایا۔ قسم ہے کعبہ کے رب کی۔ وہ لوگ بہت نقصان میں ہیں۔ میں نے کہا یارسول اللہ میرے ماں اور باپ آپ کے قربان ہوں۔ وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا۔ وہ لوگ جو کثرت سے روپیہ جمع کرتے ہیں۔ سوائے ایسے اشخاص کے (کہ وہ نقصان میں نہیں ہیں) جو آگے پیچھے دائیں بائیں اپنے مال کو (کارِ خیر پر) صرف کرتے ہیں +

دنیا کا زر و مال کیا جمع تو کیا ذوق ۔۔۔ کچھ فائدہ بے دستِ کرم اٹھ نہیں سکتا

۸۲ - دو خصلتیں کسی ایمان دار آدمی میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ ایک بخل دوسری بد خلقی (دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ جس شخص میں یہ دونو خصلتیں پائی جائیں۔ وہ ایمان دار نہیں ہے) +

۸۳ - آدمی کہتا ہے یہ میرا مال ہے۔ میرا مال ہے۔ مگر اے بنی آدم تیرا کوئی مال نہیں۔ سوائے اس کے جو تو نے کھا کر فنا کر دیا۔ یا پہن کر گھسا دیا۔ یا کارِ خیر پر صرف کر کے اُسے جاری (یعنی ہمیشہ کے لئے قائم) رکھا +

۸۴ - بندۂ دینار و درہم۔ ملعون ہے +

(ف) وہ لوگ جو فناہ فے المال ہیں۔ اور اپنا تمام وقت روپیہ جمع کرنے میں صرف کرتے ہیں۔ اور اس میں سے کچھ بھی کارِ خیر پر خرچ نہیں کرتے۔ وہ راندۂ درگاہ ایزد متعال ہیں +

۸۵ - تم میں سے ایسا کون شخص ہے جو اپنے وارث کے مال کو اپنے مال سے زیادہ عزیز سمجھتا ہے؟ مخاطبین نے کہا۔ یارسول اللہ ہم میں تو کوئی ایسا شخص نہیں ہے۔ جو اپنے وارث کے مال کو اپنے مال سے زیادہ عزیز سمجھتا ہو۔ فرمایا۔ یاد رکھو۔ انسان کا مال وہی ہے۔ جو اُس کے آگے نکل گیا۔ (یعنے اُس کے ہاتھ سے کارِ خیر پر خرچ ہوا) اور جو اُس کے پیچھے رہا۔ وہ اُس کے وارث کا ہے +

(ف) جو آدمی اپنی کمائی اپنی آسائش اور دیگر امورِ خیر پر صرف نہیں کرتا۔ گویا وہ اپنے وارث کے مال کی حفاظت کرتا ہے۔ جو اُس کی مرگ کے بعد اس کا مالک اور قابض ہو جائے گا۔ سعدی نے جو اس حدیث کی شرح کی ہے۔ وہ دیکھنے کے قابل ہے۔ اور یہ ہے۔

عمِ خویش در زندگی خور کہ خویش ۔۔۔ بمردہ نہ پردازد از حرص خویش

زر و نعمت اکنوں بدہ کانِ تست ۔۔۔ کہ بعد از تو بیروں ز فرمان تست

پریشاں کن امروز گنجینہ تست ۔۔۔ کہ فردا کلیدش نہ در دست تست

تو با خود ببر توشۂ خویشتن ۔۔۔ کہ شفقت نیاید ز فرزند و زن

بدستم بیفتاد ۔۔۔۔ مالِ پدر ۔۔۔ کہ بعد از من افتد بدستِ پسر

ہماں بہ کہ امروز مردم خورند ۔۔۔ کہ فردا پس از من بہ یغما برند

خور و پوش بخشا و راحت رساں — نگاہ مے چہ داری زبہر کساں
نکوئی کن امسال چوں دہ تراست — کہ سالِ دگر دیگرے دہ خداست

(اپنا[1] غم اپنی زندگی میں کھا۔ کہ وارث اپنی حرص کی وجہ سے مُردے کی طرف مائل نہیں ہو سکتا۔ روپیہ[2] اور نعمت اب (خدا کے رستے میں) دے ڈال۔ کہ وہ تیرے ہیں۔ کہ تیرے (مرنے کے) پیچھے وہ تیرے حکم سے باہر ہوں گے۔ آج[3] خزانے کو جلد صرف کر لے۔ کہ کل اس کی کنجی تیرے ہاتھ میں نہیں ہوگی۔ اپنا[4] زادِ سفر اپنے ساتھ لے جا۔ کہ بیٹے اور بیوی سے تو کوئی شفقت نہیں ہو سکے گی۔ میرے[5] ہاتھ میرے باپ کا مال لگ گیا۔ جو میرے پیچھے میرے بیٹے کے ہاتھ لگے گا۔ یہی[6] بہتر ہے۔ کہ آج اُسے لوگ کھائیں کہ کل میرے پیچھے لوٹ مچ جائے گی۔ کھا[7] پہن اور بخشش کر (خلق کو) آسائش پہنچا۔ کیوں لوگوں کے واسطے سنبھال کر رکھ رہا ہے؟ اِس[8] سال جب کہ تو گاؤں کا مالک ہے۔ نیکی کر لے۔ کہ دوسرے سال دوسرا شخص گاؤں کا مالک ہو جائے گا

(ت) تفسیر اور متفرق

۸۶ — جب تک تمہیں یقین نہ ہو۔ کسی حدیث کو میری طرف منسوب کرنے سے بہت پرہیز کیا کرو۔ اور جو شخص جان بوجھ کر دروغ گوئی کر کے کسی قول کو میرے ذمے لگائے گا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے گا

۸۷ — قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر کرتے وقت فرمایا۔ کہ بنی آدم (کے دل) میں ایک میلان شیطانی ہے۔ اور ایک ملکی شیطانی میلان تو بدی کرنے اور حق کو جھٹلانے کے لئے آمادہ کرتا ہے۔ مگر ملکی میلان نیکی کرنے اور حق کی تصدیق کے لئے آمادہ کرتا ہے۔ پس جب کوئی شخص اپنے دل میں یہ (ملکی) کیفیت دیکھے۔ تو اُسے سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے (عنایت) ہے۔ اور اُس کا شکر کرے۔ اور اگر دوسری کیفیت دیکھے۔ تو اُسے شیطان کے شر سے بچنے کے لئے خدا سے دعا کرنی چاہیئے

کام اچھا گر کوئی تجھ سے بنے — مت سمجھ تو اُس کو اپنی عقل سے
فضل ربّ کو جان رہبر عقل کا — عقل اُس کا فضل ہے سب سے بڑا (عارف)

۸۸ — زر و سیم جمع کرنے اور اسے کارِ خیر پر صرف نہ کرنے کی بُرائی کے تذکرے میں بعض اصحاب کہہ رہے تھے۔ کہ کاش ہمیں یہ معلوم ہو جاتا کہ کونسا مال اچھا ہے۔ کہ ہم اسے حاصل کرتے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے اچھا مال یہ ہے۔ کہ زبان خدا کا ذکر کرنے والی ہو۔ دل خدا کا

شکر گزار ہو۔ اور بیوی نیک ہو۔ جو مومن کی اس کا ایمان (قائم) رکھنے میں اعانت کرے۔ ؎

زنِ خوب زمان بر پارسا　　کند مردِ درویش را پارسا　(سعدی)

(اچھی تابعدار اور پرہیز گار عورت۔ درویش آدمی کو پرہیز گار بنا دیتی ہے)۔ (اور اس طرح اس کا ایمان قائم رکھتی ہے)

۸۹۔ قرآن کی ایک آیت کی تفسیر کرتے وقت فرمایا۔ کسی کے غضب پر صبر کرنا۔ اور دکھ دینے والے سے درگذر کرنا۔ جب اس رویّہ کو لوگ اختیار کریں گے۔ تو خدا انہیں محفوظ رکھے گا۔ اور اُن کے مخالف اُن سے عاجزی کریں گے +

بدی را بدی سہل باشد جزا　　اگر مردی اَحْسِنْ اِلیٰ مَنْ اَسَا　(سعدی)

(بدی کے بدلے بدی کرنا سہل بات ہے۔ اگر تو مرد ہے۔ تو اُس شخص کے ساتھ جس نے بدی کی ہے نیک سلوک کر)

۹۰۔ جب انسان کوئی خطا کرتا ہے۔ تو اُس کے دل پر ایک دھبہ پڑ جاتا ہے۔ پھر جب وہ اُس سے باز آ جاتا ہے۔ معافی مانگتا اور توبہ کرتا ہے۔ تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ اور اگر پھر خطا کرتا ہے تو اُس دھبے میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا سارا دل گھر جاتا ہے۔ اور یہی پردہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالےٰ نے کیا ہے۔ ؎

خانۂ دل ہے سفید اُس کی سیاہی دور کر　　کیا سفیدی سے عمل کرتا ہے تو اپنا سفید　(ظفر)

۹۱۔ کیوں تم میں سے کوئی اپنی عورت کو لونڈی کی طرح کوڑے مارے۔ اس لئے کہ شائد اُسی دن پچھلے پہر وہ اسے اپنے بستر پر سلائے۔

پھر کسی کے پیٹ سے آواز کے ساتھ ہوا نکلنے پر ہنسنے سے منع کیا۔ اور فرمایا۔ کہ کوئی شخص اس کام پر کیوں ہنسے جسے وہ خود کرتا ہو +

۹۲۔ ایمان دار بندہ اپنے گناہ کو اس طرح محسوس کرتا ہے۔ گویا وہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے جو اس پر گرتا معلوم ہوتا ہے۔ اور بدکار شخص اپنے گناہ کو اس طرح سمجھتا ہے۔ جیسے ایک مکھی اُس کی ناک پر بیٹھی۔ اور ہاتھ ہلانے سے اُڑ گئی +

(ف) ایمان دار آدمی جب گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ تو اُس کے دل پر ایک بڑا بھاری صدمہ ہوتا ہے۔ اور اس لئے وہ اُس کی تلافی کی کوشش کرتا ہے۔ اور آئندہ اس سے باز رہتا ہے۔ مگر گنہگار کا دل بُرے عمل کی کثرت سے اس کا عادی ہو جاتا ہے۔ اسے اس کا احساس بہت کم ہوتا

ہے۔ اور اس لئے بلا روک بد عمل کئے جاتا ہے +

۹۳ - کسی تکلیف کی وجہ سے کوئی شخص ہرگز موت کی خواہش نہ کرے۔ اور اگر کوئی ایسا کرنے سے باز نہیں آسکتا۔ تو اُسے یہ دعا کرنی چاہیئے۔ کہ اے خدا مجھے اس وقت تک زندہ رکھ۔ جب تک میری حیات میرے لئے مفید ہو۔ اور مجھے موت دے جب میرے لئے موت بہتر ہو +

۹۴ - جس شخص نے دکھاوے کے واسطے ایسی وضع بنائی۔ جو اُس کی اصلی نہیں ہے۔ (یعنے حاجیوں یا علما کا لباس پہن لیا۔ حالانکہ نہ وہ حاجی ہے۔ نہ عالم) تو گویا اُس نے فریب کے دو کپڑے پہن لئے +

سعدی نے ایسے شخص کو یہ جامہ پہنایا ہے۔ ؎

اے بناموس جامہ کردہ سپید ۔ بہر پندار خلق و نامہ سیاہ
دست کوتاہ باید از دُنیا ۔ آستیں چہ درازد چہ کوتاہ

(اے وہ شخص جس نے عزت حاصل کرنے کی غرض سے لوگوں کو دکھانے کے لئے سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور اعمال نامہ سیاہ ہے۔ دنیا سے ہاتھ چھوٹا کرنا چاہیئے۔ آستین لمبی ہو تو کیا۔ اور اگر چھوٹی ہو تو کیا۔)

اردو کے ایک استاد نے جو ایسی پوشاک کی تعریف کی ہے۔ وہ بھی دیکھنے کے لائق ہے۔ ؎

عیب ذاتی کو کوئی کھوتا ہے حُسن عارضی؟ ۔ زیب بد اندام کو ہو ذوق کیا پوشاک سے

اب شاگرد کی بھی سُن لیجئے + ؎

چاہیئے دل سے فقیری اس پہ کیا موقوف ہے ۔ اے ظفر رنگین ہویا ہو جامہء انساں سفید
جو کہ ہیں باتیں فقیروں کی ظفر وہ چاہئیں ۔ اِس سے کیا حاصل اگر پہنا فقیرانہ لباس

۹۵ - فالتو پانی کو (جو تمہاری ضرورت سے زیادہ ہے) مت روکو۔ کہ ایسا کرنے سے تم گھاس اگا اُگنا روکتے ہو۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ کہ کوئیں سے مستفید ہونے سے کسی کو نہ روکا جائے +

۹۶ - بہیمہ فزار یہ بیان کرتی ہیں۔ کہ میرے باپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ کونسی ایسی چیز ہے۔ جس کا روکنا جائز نہیں؟ فرمایا نمک۔ پوچھا اور کیا؟ فرمایا آگ۔ پھر پوچھا۔ اور بھی کوئی چیز ہے۔ جس کا بند کرنا روا نہیں؟ فرمایا (نیک کام کرنا بند مت کرو کہ) جتنی نیکی کرو گے۔ اسی قدر تمہارے لئے بہتر ہے۔ ؎

گر ہمے خواہی کہ باشی در اماں ۔ رونکوئی کن تو با خلق جہاں (عطار)
(اگر تو امن میں رہنا چاہتا ہے۔ ۔ تو جا خلقت کے ساتھ نیکی کر تا رہ)

۹۷ - ہر ایک ایسی چیز پر جو مشترکہ ہو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شفعہ ہے۔ پھر جب مکان

تقسیم ہو کر حدود قائم کی جائیں ۔ اور رستے نکالے جائیں ۔ تو شفعہ کا حق نہیں رہتا ۔ اور مسلم نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے ۔ کہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں ۔ کہ وہ اپنے شریک کی اجازت کے بغیر کوئی مکان بیچے ۔ (اطلاع پانے کے بعد) شریک کو اختیار رہے ۔ کہ خریدے یا نہ خریدے ۔ اور اگر اُس سے بیع کی اجازت نہیں لی گئی ۔ تو وہ اس کے خریدنے کا زیادہ حقدار ہے ۔ اور دوسری روایت میں ابوداؤد اور ترمذی نے بیان کیا ہے ۔ کہ گھر کا ہمسایہ اُس گھر اور زمین کا زیادہ مستحق ہے +

۹۸ ۔ جب تمہارا کسی رستے (کے عرض) میں اختلاف ہو ۔ تو اُسے سات ہاتھ رکھ لو +

۹۹ ۔ خدا کے نزدیک پسندیدہ تر مقام مسجدیں ہیں ۔ اور بدتر مقام بازار ۔ ؎

دیر رو بازار بیروں آئی زود ۔۔۔ زانکہ از رفتن نیابی ہیچ سود (عطار)

(بازار میں عرصے کے بعد جا ۔ اور جلدی واپس چلا آ ۔ اس لئے کہ وہاں جانے سے کوئی نفع نہیں ملے گا)

۱۰۰ ۔ سن رکھو ۔ جو قصور کرے گا ۔ اُس سے اُس کا مواخذہ کیا جائے گا ۔ اور باپ سے بیٹے (کے قصور) کا مواخذہ نہیں ہو گا ۔ اور نہ ہی بیٹے سے باپ (کے قصور) کا +

سعدی نے اس حدیث کی تعمیل نہ ہوتے دیکھ کر یہ شعر کہا تھا ۔ ؎

گناہ بود مرد ستمگارہ را ۔۔۔ چہ تاواں زن و طفل بیچارہ را

(ظالم مرد کا گناہ تھا بیچاری عورت اور بچے پر کیوں تاوان لگایا)

(ث) ۔ ثنا ۔ تعریف اور شکر ۔)

۱۰۱ ۔ اگر کسی شخص کے ساتھ کوئی مروّت کی جائے ۔ اور وہ اپنے محسن کو کہے ۔ جزاک اللہ خیراً ۔ (خدا تمہیں اچھا بدلہ دے) تو اُس نے اس کی تعریف میں کوئی کسر نہیں رکھی +

۱۰۲ ۔ جس شخص کے ساتھ کوئی احسان کیا جائے ۔ اُسے لازم ہے ۔ کہ اگر مقدرت رکھتا ہو تو اپنے محسن کا بدلہ ادا کر دے ۔ اگر وہ اس قابل نہیں ۔ تو اُس کی ثنا ہی کر دے ۔ کیونکہ جس نے اپنے محسن کی ثنا کی ۔ گویا اُس نے اُس کا شکریہ ادا کیا ۔ اور جس نے اُس کے احسان کو چھپا رکھا ۔ تو اُس نے اُس کی ناشکری کی ۔ جو شخص بندوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا ۔ وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا + ؎

شکر ناکردن زوال نعمت ست ۔۔۔ بہرۂ شاکر کمال نعمت است (عطار)

(شکر نہ کرنے سے نعمت گھٹ جاتی ہے ۔ مگر شکر کرنے سے نعمت بڑھ جاتی ہے)

ج - جہاد

۱۰۳ - خدا کی راہ میں ایک دن پہرہ دینا اور جگہوں کے ہزار دن (کے پہرے) سے بہتر ہے +

۱۰۴ - مجاہد (یعنے جہاد کرنے والا) وہ ہے - جو اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرے - (کہ شر آمیز خواہشوں کے پورا کرنے سے باز رہے - اور اس طرح نفس پر غالب آکر اُسے مار ڈالے) ~~~

ہر کہ اورا نفس توسن رام شد — از خردمندانِ نیکو نام شد (عطار)

(جس شخص نے اپنے سرکش نفس کو تابع کر لیا - وہ نیک نام عقلمندوں میں شمار ہوا)

اُردو شاعری کے ایک استاد اس طرح فرماتے ہیں - ~~~

بڑے موذی کو مارا نفس امّارہ کو گر مارا — نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

۱۰۵ - قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے - میں چاہتا ہوں - کہ خدا کی راہ میں لڑوں اور قتل کیا جاؤں - پھر لڑوں - پھر قتل کیا جاؤں - اور پھر لڑوں - اور پھر قتل کیا جاؤں +

۱۰۶ - لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ - کون سب سے اچھا شخص ہے - ؟ فرمایا وہ ایمان دار آدمی جو اپنے مال اور جان سے خدا کی راہ میں جہاد کرے - پوچھا پھر کون ؟ فرمایا وہ شخص جو پہاڑ کے کسی درے (یعنے گوشہ تنہائی) میں رہتا ہو - خدا ترس ہو - اور خلقت کو اُس سے کوئی دکھ نہ پہنچتا ہو + ~~~

ہر کہ خواہد تا سلامت ماند او — از جمیع خلق رُو گرداند او (عطار)

(جو چاہے کہ سلامت رہے — وہ ساری خلقت سے الگ ہو جائے) ~~~

ہے اگر چھٹنا زبان کو بند کر — کر عمل تو مصطفےٰ کے قول پر

امن کے گنبد میں جو داخل ہوا — ناجیوں[۱] میں آکے وہ شامل ہوا (عارف)

(ف) جہاد کے معنی اصطلاح میں مذہبی لڑائی کے ہیں - مگر نہ وہ لڑائی جو مذہب کے پھیلانے کی خاطر کی جائے - اور جس میں منکروں کو تلوار کے زور سے مسلمان کیا جائے - بلکہ وہ لڑائی جو مسلمانوں کے امن اور مذہب میں خلل واقع ہونے کے دفعیہ کے واسطے کی جائے - ایسی لڑائی میں لڑنا خدا کی راہ میں لڑنا ہے - چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری میں ذکر ہو چکا ہے - کہ آپ کی سب لڑائیاں مسلمانوں کا مال و جان اور مذہب بچانے کی خاطر کی گئی تھیں - اور مشرکوں کے ساتھ جب عہد و پیمان ہو چکتے تو انہیں کوئی تکلیف نہ دی جاتی -

---

[۱] ناجی نجات پانے والا -

تاریخ شاہد ہے۔ کہ کبھی مسلمانوں نے صرف مذہب کی اشاعت کی غرض سے کوئی لڑائی نہیں کی۔ یہ جو محمود غزنوی۔ محمد غوری۔ نادرشاہ وغیرہ کے ہندوستان پر حملوں کا شور مچایا جاتا ہے۔ ان کی یہ کیفیت ہے۔ کہ اب یہ بات نئی نہیں رہی۔ کہ محمود غزنوی کا حملہ تو انتقامی تھا۔ یعنے لاہور کے پال راجہ کی سرزنش کے واسطے تھا۔ جس نے بلا وجہ افغانستان پر حملہ کیا تھا۔ رہے محمد غوری نادرشاہ وغیرہ وہ مسلمان بیشک تھے۔ مگر اُن کے حملے اسلام کی اشاعت کی غرض سے نہیں کئے گئے تھے۔ وہ تو ملک گیری کی ہوس سے ہوئے تھے۔ جیسے کہ دارا سکندر کے تھے۔ اور حال میں بھی قیصر ولیم نے کئے۔ یہاں تک کہ کل دنیا کو حیران اور ویران کر دیا۔ خود ہندو لوگ جو مسلمانوں کے حملوں کے شاکی ہیں۔ ذرہ اپنے بزرگوں کے کارناموں پر غور کریں۔ کہ وہ ہندوستان میں کس طرح آئے۔ اور اُس کے اصلی باشندوں سے کیا سلوک کیا +

لاٹھی کے آگے بھینس کا دستور ابتدائے آفرینش سے چلا آتا ہے اور جاری رہے گا۔ کوئی تعلیم یا تہذیب اِسے ہٹا نہیں سکتی۔ اربعہ عناصر جب تک قائم ہیں۔ پانی کے دریا زمین پر بہتے رہیں گے ان میں چھوٹی بڑی دونو قسم کی مچھلیاں رہیں گی۔ مگر قابو لگنے پر بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو نگلتی ہی رہیں گی +

۱۰۷ - میں تمہیں بتلاتا ہوں۔ کہ بہت اچھے اور بہت بُرے لوگ کون ہیں۔ بہت اچھے لوگوں میں سے وہ شخص ہے۔ جو اپنے گھوڑے یا اونٹ پر سوار ہو کر یا اپنے پاؤں پر چل کر خدا کی راہ میں کوئی کام کرتا رہے۔ یہاں تک کہ اُس کی موت آ جائے۔ اور بُرے لوگوں میں سے وہ شخص ہے۔ جو خدا کی کتاب پڑھے۔ مگر اُس پر اُس کا کچھ اثر نہ ہو +

ہر کہ علمے دارد و نبود بر آں ۔۔۔ از طریق عقل باشد بر کراں (عطار)

(جو شخص علم رکھتا ہو۔ اور اُس پر عمل نہ کرے۔ وہ عقل کے رستے سے کنارہ کش ہو جاتا ہے)

۱۰۸ - میں تمہیں بتلاتا ہوں۔ کہ لوگوں میں بہت اچھا شخص وہ ہے۔ جو خدا کی راہ میں اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے ہے (کہ جدھر ضرورت ہو چلا جائے) اور میں تمہیں وہ شخص بھی بتلاتا ہوں۔ جو اُس سے درجہ میں قریب ہے۔ وہ شخص وہ ہے۔ جو اپنی بکریاں لے کر الگ جا بیٹھتا ہے۔ اور اللہ کا حق ادا کرتا رہتا ہے۔ (کہ صدقہ اور زکوٰۃ دیتا رہتا ہے) اور میں تمہیں بتلاتا ہوں۔ کہ سب سے بُرا شخص وہ ہے جس سے خدا کے نام پر مانگا جائے اور وہ نہ دے +

۱۰۹ - میری امت کی سیاحت خدا کے رستے میں جہاد ہے +

(ف) جب کوئی مومن شخص ملک میں پھرے چلے - اور احکام الٰہی کی تعلیم اور تعمیل سے خلقت کو مستفیض کرے - تو اس کا یہ فعل بمنزلہ جہاد ہے -

۱۱۰ - جو شخص خدا کے خوف سے رویا ہو - اُسے دوزخ میں نہیں دھکیلا جائے گا - یہ ایسی یقینی بات ہے جیسی یہ کہ دوہا ہوا دُودھ تھنوں میں واپس نہیں جاسکتا - اور کسی بندے پر اُس راہ کا غبار جمع نہیں ہوگا - جو اُس نے خدا کے واسطے طے کی ہو - اور نہ ہی اُسے دوزخ کا دھواں لگے گا +

(ف) جو شخص کوئی کام فی سبیل اللہ کرتا ہے - اُس کی راحت اور فرحت اُس کے دل میں اس قدر ہوتی ہے - کہ کسی تھکاوٹ اور تکلیف کا جو اُس کے کرنے میں اُس نے اٹھائی ہو اُسے احساس نہیں ہوتا +

۱۱۱ - دو آنکھوں کو آگ نہ چھوئے گی - ایک وہ جو خدا کے خوف سے پرنم ہوئی - اور دوسری وہ جو خدا کی راہ میں نگاہبانی کے لئے کھلی رہی + ؎

گر رہے گا روز و شب تو اشکبار — رحم فرمائے گا تجھ پہ کردگار
ڈول کی مانند چشم تر سے رو — صحن جاں میں اپنے گل رحمت کے بو
کر تو زاری تجھ پہ حق ہو مہرباں — ہو جہاں آبِ رواں سبزہ ہے واں (عارف)

۱۱۲ - جس شخص نے خدا کی راہ میں کسی غازی کو سامان بہم پہنچایا - یا اُس کے پیچھے اُس کے متعلقین کی اچھی طرح خبرگیری کی - اُس نے بھی گویا جہاد کیا +

۱۱۳ - کوئی شخص جنت میں داخل ہو کر دنیا میں واپس ہونا پسند نہیں کرے گا - خواہ اُسے روئے زمین کی تمام چیزیں دی جائیں - سوائے شہید کے کہ شہادت کا مرتبہ دیکھ کر وہ دنیا میں واپس جانے کی خواہش کرے گا - کہ دس دفعہ پھر شہید ہو +

(ف) اس حدیث کے پہلے حصّے کے مضمون کو جس میں مر کر دنیا میں واپس نہ آنے کا ذکر ہے اردو شاعری کے استاد ذوقؔ نے اِس طرح ادا کیا ہے - ؎

ہستی سے زیادہ ہے کچھ آرام عدم میں — جو جاتا ہے یاں سے وہ دوبارہ نہیں آتا

اور دوسرے حصّے یعنے شہید کی آرزو کو اس طرح بیان کیا ہے - ؎

لے جائیں تیرے کشتے کو جنت میں بھی اگر — پھر پھر کے تیرے گھر کی طرف دیکھتا چلے

اُن کے شاگرد کے دیوان میں بھی دو شعر ہیں - جن میں یہ مضمون ہو بہو تو مذکور نہیں - مگر اُس کا پرتو ان پر ضرور پڑتا ہے - ؎

آرام زیر خاک ہے معلوم کر یہی — پہلو میں آہ اپنے دل بے قرار ہے

تو پیاس تشنگانِ شہادت کی دے بجھا   تا جانے وہ کہ تیغ تیری آبدار ہے

۱۱۴ — ہم میں سے جو قتل ہوا - وہ جنت میں پہنچ گیا +

۱۱۵ — مجھے گاؤں اور شہر میں رہنے سے خدا کی راہ میں مارا جانا زیادہ پسند ہے +

۱۱۶ — ایک شخص نے کہا - یا رسول اللہ اگر میں خدا کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے ؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - ہاں بشرطیکہ تم صبر کی حالت میں مارے جاؤ - لوگوں کو برے کاموں سے روکتے رہو - دشمن کے مقابل رہو - اور اس سے پیٹھ نہ موڑو - پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سائل کو فرمایا - پھر کہو - جو تم نے پوچھا تھا - اس نے اپنا سوال دھرایا - فرمایا ہاں (گناہ معاف ہو جائیں گے) سوائے قرض کے (جو اس کے ذمے کسی کا ہو - وہ معاف نہیں ہوگا) اور یہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے بتلایا ہے +

۱۱۷ — شہید کو اپنے قتل کے وقت ایسی ہی تکلیف ہوتی ہے - جیسے کسی کو چٹکی لینے سے +

۱۱۸ — ہمارا خدا تعالےٰ اُس شخص پر تعجب کرتا ہے - جو اس کی راہ میں لڑائی کرے - اُس کے ساتھی بھاگ جائیں - اور وہ اپنے فرض کو ادا کرنے کے واسطے بھاگنے سے باز رہے - یہاں تک کہ اُس کا خون بہ جائے - پس خدا تعالےٰ اپنے فرشتوں کو کہتا ہے - کہ میرے بندے کی طرف دیکھو - کہ میری محبت کی خاطر قائم رہا - یہاں تک کہ اپنا خون بہا دیا - گواہ رہو - کہ میں نے اُسے بخش دیا +

۱۱۹ — فتح (مکّہ) کے دن فرمایا - کہ فتح کے بعد ہجرت نہیں (رہوگی) مگر جہاد اور نیت (باقی) ہے پس جب تمہیں (جہاد کے واسطے) بلایا جائے تو فوراً چلے آؤ +

۱۲۰ — جہاد دو طرح کے ہیں - ایک وہ جو خدا کی رضامندی کے واسطے کیا جائے - اور اس میں امام (یعنے حاکم) کی متابعت کی جائے - اچھی چیز صرف کی جائے - اور ہمراہی سے ملاطفت کی جائے - اور فساد سے پرہیز کیا جائے - اس میں سونے جاگنے اور ہر فعل کا اجر (نیک) ہے اور جو جہاد فخر ریا اور شرارت کی خاطر کیا جائے - اور اُس میں امام کی نافرمانی کی جائے - اور ملک میں فساد کیا جائے - اس میں بجائے ثواب کے گناہ کا حاصل کرنا ہے +

۱۲۱ — ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا - کہ ایک شخص خدا کی راہ میں جہاد کرنا چاہتا ہے - مگر اُس کے ذریعے سے دنیاوی مفاد کا بھی خواہشمند ہے - فرمایا اُسے کچھ ثواب نہیں ہوگا - مگر رکیکہ سہ کر سوال دھرایا گیا - اور یہی جواب ملا - کہ کوئی ثواب نہیں ہوگا +

کام ہے کرنا اگر کچھ قوم کا   فائدہ تو بیچ میں اپنا نہ لا

آدمی بھی ہے فرشتہ بیگماں ہو نہ جب تک اس کا مطلب ورمیاں (عارف)

۱۲۲ - ابن عمر بیان کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی لڑائی میں ہیں نے دیکھا - کہ مقتولین میں ایک عورت بھی ہے - پس آپ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے منع فرما دیا +

۱۲۳ - ام عطیہ رض روایت کرتی ہیں - کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات لڑائیوں میں رہی - اُن کے پیچھے ڈیرے میں رہتی تھی - اُن کے لئے کھانا تیار کرتی - زخمیوں کی دوا دارو اور بیماروں کی تیمار داری کرتی +

۱۲۴ - جب تم میں سے کوئی لڑے - تو اُسے چاہیئے - کہ چہرے (پر ضرب لگانے) سے پرہیز کرے (تاکہ حریف ہمیشہ کے واسطے بدنما اور ناقص نہ ہو جائے) +

۱۲۵ - ابو یعلی بیان کرتے ہیں - کہ میں ایک لڑائی میں عبد الرحمن بن خالد بن ولید کے ساتھ شریک تھا - دشمن کے چار کس اجنبی گرفتاری کی حالت میں اُن کے سامنے پیش ہوئے - ان کے حکم سے ان چاروں کو باندھ کر تیروں سے مار ڈالا گیا - جب ابو ایوب انصاری کو یہ خبر پہنچی - تو اُس نے کہا - میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا - کہ آپ باندھ کر مارنے سے منع فرماتے تھے - قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے - کہ اگر مرغی بھی ہوتی - تو میں اُسے اس طرح نہ مارتا - جب عبد الرحمن نے یہ بات سنی تو اُس نے چار غلام آزاد کئے +

(ف) عبد الرحمن نے چار غلام آزاد کئے - کہ یہ صدقہ اُس کے گناہ کا کفارہ ہو - آج اس واقعہ سے تیرہ سو سال کے بعد جب کہ علم و تہذیب اپنے کمال پہ پہنچ گئے ہیں - اور سلاطین سلف کو وحشی اور جابر کہہ کر متہم اور مطعون کیا جاتا ہے - جو عذاب شایستہ حکومتوں کی طرف سے بنی آدم پر عمداً و اراداتاً روا رکھے جاتے ہیں - ان کا عبد الرحمن کے عمل سے مقابلہ کرنا عبرت سے خالی نہیں ہے +

۱۲۶ - ابن عباس رض روایت کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اور مسلمان معاملہ داری میں مشرکوں کی دو قسمیں بنا لیتے تھے - ایک وہ جن کے ساتھ لڑائی ہوتی - انہیں وہ (موقعہ پاکر) مار ڈالتے - اور وہ مشرک بھی ایسا ہی کرتے - یعنے مسلمانوں کو قتل کر ڈالتے - دوسرے وہ مشرک جن سے عہد و پیمان ہو چکے تھے - انہیں نہ مسلمان مارتے - نہ وہ مسلمانوں کو مارتے - اگر کوئی عورت لڑائی والے گروہ سے ہجرت کرکے آجاتی - تو جب تک وہ (ایک دفعہ) ایام ماہواری سے فارغ ہو کر پاک اور صاف نہ ہو جاتی - اُسے نکاح کا پیغام نہ دیا جاتا - اور جب وہ پاک ہو جاتی اسے نکاح کی اجازت دی جاتی - اور اگر نکاح سے پیشتر اُس کا خاوند بھی ہجرت کر آتا - تو اس کے حوالے کی جاتی - اگر

کوئی غلام یا لونڈی ہجرت کر کے آجاتا تو اُسے آزاد کر دیا جاتا - اور اُس کے ساتھ وہی سلوک ہوتا - جو اور مہاجروں کے ساتھ ہوتا تھا +

۱۲۷ - امام یعنے حاکم ڈھال ہے - اُس کے سہارے کے ذریعے لڑائی کی جاتی ہے +

۱۲۸ - سمرہ بن جندب ایک صحابی روایت کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے گروہ کا نام اللہ کا گروہ رکھا - اور جب ہمیں کوئی گھبراہٹ پیش آتی - تو آپ مجمع کرنے کو فرماتے - اور جب ہم لڑائی کرتے - تو آپ صبر اور تحمل کی ہدایت فرماتے +

(ف) مجمع سے آج کل کی کانفرنس مراد ہے - کہ اس میں امر متعلقہ پر خوب بحث کر کے فیصلہ کیا جائے +

قولِ پیغمبر پہ ہو تو کاربند　　　بھائیوں سے لے صلاح اے عقلمند (عارف)

۱۲۹ - جو شخص کسی معاہد پر (یعنے اُس پر جس کے ساتھ صلح کا عہد و پیمان ہو چکا ہے) ظلم کرے - یا اُسے نقصان پہنچائے - یا تکلیف دے - جسے وہ برداشت نہ کر سکے - یا اس کی رضامندی کے بغیر اس سے کوئی چیز لے لے - تو قیامت کے دن میں اس (معاہد) کی طرف سے دلیل دعوے پیش کروں گا +

۱۳۰ - جس شخص نے ایسے غیر مسلم کو جس کے ساتھ معاہدہ ہو چکا ہے - عمداً بلا وجہ کافی قتل کر دیا - خدا تعالے نے جنت اُس پر حرام کر دی +

۱۳۱ - اُم ہانی رضہ روایت کرتی ہیں - کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے اپنے خاوند کے قرابتیوں میں سے دو شخصوں کو (جو مشرک تھے) پناہ دی ہے - حضرت نے فرمایا - میں نے بھی انہیں پناہ دی جنہیں تم نے پناہ دی +

(ف) جو لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ظلم اور تعدی کے بہتان باندھتے ہیں - جب وہ مخالفوں اور معاہدوں کے ساتھ آپ کے سلوک کا اُس حشر سے مقابلہ کریں گے - جو آج اس چودھویں صدی میں عہد ناموں کا ہوتا ہے تو امید ہے - کہ اُن کے دلوں پر نیک اور مفید اثر پڑے گا +

۱۳۲ - جب کوئی قوم عہد شکنی کرتی ہے - تو خدا اُس پر دشمن کو مسلط کر دیتا ہے -

۱۳۳ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص خیبر کی لڑائی کے دن مر گیا - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے خبر کی - آپ نے فرمایا اپنے ساتھی کی نماز جنازہ (آپ ہی) پڑھ لو - یہ سن کر ان کے چہروں کا رنگ بدل گیا - حضرت نے فرمایا - تمہارے ساتھی نے خدا کے مال غنیمت میں سے چوری کی ہے - تب اُس کے سامان کی تلاشی لی گئی - اور یہودیوں کا ایک نگینہ برآمد ہوا - جس کی قیمت دو درم بھی نہ تھی +

۱۳۴ - ایک انصاری بیان کرتا ہے - کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوئے - لوگوں کو رستے میں (بھوک سے) بہت سخت تکلیف ہوئی (اتفاق سے رہگزر و) بکریاں مل گئیں - اور

انہوں نے انہیں لوٹ لیا - گوشت کی ہانڈیاں ابل رہی تھیں - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمان ٹیکتے تشریف لائے - آپ نے کمان سے ہانڈیاں الٹ دیں - پھر بوٹیوں کو مٹی سے لتھڑ دیا - اور فرمایا لوٹ کا مال مردار سے بہتر نہیں ہے ٭

۱۳۵ - جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں مارا جائے - وہ شہید ہے - جو اپنی جان کی حفاظت میں مارا جائے وہ بھی شہید ہے - جو اپنے دین کی حفاظت میں مارا جائے - وہ بھی شہید ہے - جو اپنے عیال کی حفاظت میں مارا جائے وہ بھی شہید ہے ٭

جدال (بحث)

۱۳۶ - ہدایت پانے کے بعد کوئی قوم گمراہ نہیں ہوتی - جب تک وہ جھگڑا جھمیلا نہیں کرتی ٭

۱۳۷ - جس شخص نے بحث اور جھگڑا چھوڑ دیا - جب کہ وہ ناحق پر تھا - اُس کے لئے جنت کے اطراف میں - اور جو ایسا شخص بحث اور جھگڑا چھوڑ دے - جو حق پر تھا - اُس کے واسطے جنت کے وسط میں - اور جس شخص کے اخلاق اچھے ہوں گے - اُس کے واسطے جنت کے اعلےٰ طبقہ میں مکان بنایا جائے گا ٭

۱۳۸ - خدا کے نزدیک سب سے زیادہ کینہ اس شخص کے دل میں ہے - جو بہت جھگڑے بکھیڑے اور مباحثے کرتا رہتا ہے ٭

۱۳۹ - ابن مسیب بیان کرتے ہیں - کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس جمی ہوئی تھی - کہ ایک شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کرکے آیا - اور (درشت کلامی) سے انہیں اذیت پہنچائی مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش رہے - اُس نے دوبارہ اذیت دی - تب بھی وہ چپکے رہے اُس نے تیسری بار دکھ دیا - تب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا - پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے - حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی - یا رسول اللہ کیا آپ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں ؟ فرمایا نہیں - مگر ایک فرشتہ آسمان سے اُترا تھا - وہ تمہارے حملہ آور کی بات کو جھٹلا رہا تھا - جب تم نے جواب دیا - وہ فرشتہ چلا گیا - اور شیطان آ کر بیٹھ گیا - اور جہاں شیطان بیٹھ جائے - میں وہاں نہیں بیٹھ سکتا ٭

حلم کی تلوار کرتی ہے وہ کام	چھوڑتی ہرگز نہیں دشمن کا نام
تیغ آہن ایک کو زخمی کرے	سینکڑوں کو تیغ حلم آگے دھرے
تیزی اور سختی سے اکثر نوجواں	اپنے ہاتھوں اپنا کرتے ہیں زیاں (عارف)

ح۔ حج

۱۴۰ ۔ حضرت عایشہ نے عرض کیا ۔ یارسول اللہ ہم جہاد کو سب سے بہتر عمل سمجھتے ہیں ۔ کیا ہم جہاد نہ کریں ؟ آپ نے فرمایا جہاد سے حج بہتر ہے اور خوب تر ہے ۔ اگر اس میں کوئی گناہ نہ کیا جائے ۔ پھر گھر میں بیٹھے رہنا چاہیئے ۔ ایک دوسری حدیث میں ہے ۔ کہ بچے بوڑھے کمزور آدمی اور عورت کے واسطے حج ہی جہاد ہے +

(ف) پہلے ذکر آچکا ہے ۔ کہ حج کی رسم بہت پرانی ہے ۔ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسے مفید دیکھ کر جاری رکھا ۔ اور بہت ترقی اور رونق بخشی +

اکثر لوگوں پر وطن اور لواحقین سے جدا ہونا بڑا شاق گزرتا ہے ۔ اور سفر کی تکالیف اُن کے علاوہ اس لئے وہ اُن علمی اور مالی فوائد سے محروم رہتے ہیں ۔ جو سفر اختیار کرنے سے حاصل ہوسکتے ہیں +

"تا اید کان خانہ در گروی ۔ ہرگز اے خام آدمی نشوی ۔ (جب تک تو اپنے گھر کی دیواروں میں بند ہے اے کچے تو ہرگز آدمی نہیں بنے گا ۔) ایسے لوگوں کے لئے حج رستہ کھول دیتا ہے ۔ اور لوگ اپنے ذاتی تجربہ سے مستفید ہو کر یا دیکھا دیکھی سفر کرنے لگ جاتے ہیں +

حج پر روپیہ صرف کرنے سے نیک کاموں میں روپیہ خرچ کرنے اور حصہ لینے کی عادت ہوجاتی ہے +

حج کے موقعہ پر سب لوگ ایک ہی قسم کا نہائت سادہ لباس پہن کر شاہ وگدا دوش بدوش کھڑے ہوتے ہیں ۔ اور اس سے نخوت اور غرور جو بہت بری عادتیں ہیں ۔ دور ہوتی ہیں +

حج کے زمانہ میں امن کا ہونا نہائت ضروری ہے ۔ اس واسطے حرم کعبہ میں لڑنا بھڑنا منع ہے ۔ اس سے اور بھی تزکیہ نفس ہوتا ہے ۔ جو حج کی ایک بڑی بھاری غرض ہے +

مختلف ممالک سے سازوسامان لاکر دنیا کے اس سب سے بڑے مجمع میں تجارت کو بڑی ترقی دی جاسکتی ہے ۔ ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک کے لوگوں سے مل کر تبادلہ خیالات سے فائدہ اُٹھاتے ہیں ۔ آپس میں محبّت ہوتی ہے ۔ اور اتحاد قومی میں بڑی ترقی ہوتی ہے +

قاضی اپنے خطبہ میں جو وہ پہاڑی پر چڑھ کر پڑھتا ہے ساروئے زمین کے مسلمانوں کو مفید مشورہ اور پیغام دے سکتا ہے +

مگر افسوس ہے ۔ ان فیوض کے حاصل ہونے کے واسطے آج کل بہت کم توجّہ ہوتی ہے +

حج کرنا بشرطیکہ رستے میں امن ہو ۔ اُس شخص کے لئے لازمی ہے ۔ وہ بھی زندگی میں ایک دفعہ ۔

جو اپنے آنے جانے کا خرچ بہم پہنچا سکے۔ اپنی غیر حاضری میں اپنے متعلقین کے گزارے کا بھی انتظام کر سکے۔ اور اس قدر مال فالتو رکھتا ہو۔ کہ گھر سے باہر رہنے کے سبب اس کی وجہ معاش میں اگر ہرج واقعہ ہو جائے۔ تو اس کی تلافی ہو سکے۔ مثلاً وہ زمیندار ہے۔ اس کی غیر حاضری میں زمین کی کاشت کا کوئی انتظام نہیں ہو سکا۔ اور کاشت کا وقت بھی جاتا رہا۔ دوسری فصل کی پیداوار گھر میں آنے تک اس کے پاس خرچ ہونا چاہیئے۔

مذکورہ بالا شرائط سے ظاہر ہے۔ کہ وہ لوگ جو بالکل خالی ہاتھ گھر سے نکل کر اپنے زعم میں توکل علی اللہ۔ مگر فی الواقعہ گداگری کے بھروسے پر حج کو روانہ ہو جاتے ہیں۔ وہ کس قدر غلطی پر ہیں۔ خود بھی تکلیف اُٹھاتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی بھیک مانگ کر تکلیف دیتے ہیں۔ ایسا حج ثواب کا کام نہیں بلکہ عذاب کا موجب ہے۔ بڑے بڑے جلسوں۔ مجمعوں اور کانفرنسوں میں جو کار خیر کے لئے منعقد کی جائیں۔ حج کے فیوض کا عکس پڑتا ہے۔

حج کے متعلق قربانی کرنا بھی ہے۔ اس اصول کے لحاظ سے جو اس کتاب کی تالیف میں مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر چونکہ مذہب اسلام میں وہ ایک ضروری مسئلہ ہے۔ اس سے لوگوں کو واقفیت ہو جائے۔ تو بہتر ہوگا۔ اس لئے وہ نیچے لکھا جاتا ہے۔ ہر ایک حاجی تو ایک قربانی کرتا ہی ہے۔ مگر وہ لوگ جو حج کو نہیں جاتے۔ مفلس اور مقروض نہیں۔ اور آسودہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اُن کے واسطے بھی قربانی کرنا لازمی ہے۔ مگر صرف ایک جانور ایک گھر کے واسطے خاندان کے سرپرست کی طرف سے کافی ہے۔

ایک گائے اور ایک اونٹ کی قربانی میں جو بڑے قد کے اور گران قیمت جانور ہیں۔ سات سات شخص حصہ دار ہو سکتے ہیں۔ اور اونٹ میں تو ایک روائت کے رُو سے دس شخص بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ بھیڑ بکری اور مینڈھا جو چھوٹے اور نسبتاً سستے جانور ہیں۔ اُن میں شراکت نہیں ہو سکتی۔

قربانی دینے کا اس قدر رواج ہو گیا ہے۔ کہ یہ ایک فخر کی رسم سمجھی جاتی ہے۔ اور مقروض لوگ بھی اس کی ادائیگی میں پیچھے رہنا پسند نہیں کرتے۔ حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ منشا نہ تھا۔ چنانچہ ابوداؤد اور نسائی سے روائت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اضحےٰ کا دن خدا نے میری اُمت کے لئے عید کا دن بنایا ہے۔ (یہ سن کر) ایک شخص نے عرض کی۔ یارسول اللہ اگر میرے پاس ایک ہی دُودھ دینے والا پوری عمر کا جانور ہو تو کیا میں اُس کی قربانی کردوں؟ فرمایا نہیں مگر تم حظ بنواؤ (بنوٹھنو) خدا کے نزدیک بھی تمہاری عید ہے۔

آسودہ حال لوگوں کا تو کیا ذکر ہے۔ اُن کے ہاں زیادہ بھی اور کم سے کم دو بھیڑ بکریاں تو عموماً ہر گھر سے ایک صاحب خانہ اور ایک اُسکی بیوی کی طرف سے قربانی کی جاتی ہیں:-

امام مالک اور ترمذی نے لکھا ہے۔ کہ ابو ایوبؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم ایک ہی بکری کی قربانی کیا کرتے تھے۔ جو ایک شخص اور اُس کے اہل خانہ کی طرف سے ہوتی تھی۔ پھر۔ لوگ فخر کرنے لگ گئے۔ اور (رفتہ رفتہ قربانی کرنا) فخر کی بات بن گئی۔ (یعنے ایک گھر کے لوگ ایک سے زیادہ جانور قربانی کرنے لگ گئے) اِن سے زیادہ صریح اور بیّن الفاظ ایک گھر سے ایک سے زیادہ قربانی کو لازمی نہ قرار دینے کے واسطے نہیں ہو سکتے +

ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جس کے باشندوں کا گذارہ کھیتی باڑی پر ہے۔ اور زیادہ تر حصہ ملک میں اس کام کا سارا دار و مدار گائے پر ہے۔ وہ خود دودھ دیتی ہے۔ جس سے ملائی۔ ربڑی۔ دھی مکھن اور بہتیری کھانے کی اور لذیذ چیزیں بنتی ہیں۔ اور اُس کا بچہ (بیل) پہلے کھیتوں میں ہل کھینچتا ہے۔ پھر چرسے یا راہٹ سے انہیں پانی دیتا ہے۔ اور کئی اور عمل کرکے اخیر میں کھیتوں کی پیداوار یعنے غلہ پیٹھ پر یا چھکڑوں میں رکھوا کر کسان کے گھر یا بازار لاتا ہے۔ جہاں سے لے کر سب لوگ کیا کاشتکار کیا غیر کاشتکار وہ غلہ کھاتے ہیں۔ گویا بیل کے ذریعہ سے سارے ملک کو روٹی ملتی ہے۔ چنانچہ مثل مشہور ہے "دھن گائے کا جایا۔ جس نے سارا ملک بسایا"۔ اِنہی وجوہ سے ہندوستان کے اصلی۔ اصلی تو وہ بھی نہیں۔ مگر مسلمانوں سے پُرانے باشندے یعنی ہمسایہ قوم ہندو صاحبان گائے کی بہت تعظیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ اور مذہبوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ کہ بعض مذہبی امور جو کسی مصلحت پر مبنی ہوتے ہیں۔ مرور زمانہ سے اُن کی تعمیل ایسی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ کہ سارا زور مذہب کا ہی ہو جاتا ہے۔ اور مصلحت کا خواب و خیال تک نہیں رہتا اِسی طرح ہندوستان میں گائے کی تعظیم پرستش سے بدل گئی ہے۔ یہ اپنا خیال ہے۔ ممکن ہے۔ کہ شاستروں میں گائے کی تقدیس کا ذکر بلا لحاظ اس کے کارآمد ہونے کے ہو۔ اگر ایسا ہے تو یہاں اپنے خیال کو بطور دلیل پیش کرنے پر کوئی اصرار نہیں۔ کیونکہ مسئلہ اس وقت وصل کا در پیش ہے۔ نہ فصل کا +

ہمسایہ کے حقوق اس کتاب میں اپنے موقع پر درج کئے گئے ہیں۔ یہاں ان کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اِتنا لکھا جاتا ہے۔ کہ وہ بہت اہم ہیں۔ پس مسلمان اگر ہندو برادران وطن کی تالیف قلوب کے لئے گائے ایسے کارآمد جانور کی قربانی نہ کریں۔ تو عین مناسب ہے۔ ایک بزرگ نے کہا ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است　　　از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

(دل ہاتھ میں لا کہ حج اکبر ہے ——— ہزاروں کعبہ سے ایک دل بہتر ہے)

جائے غور ہے۔ کہ ہزار حج صرف ایک دل پر قربان کردیئے ہیں۔ اور قربانی تو خود قربانی ہے۔ اور وہ بھی حج کا ایک فروع۔ اور مقابلے پر نہ صرف ایک دل بلکہ ساری قوم کے دل ہیں +

قربانی کے لئے بھیڑ بکری اور مینڈھے بھتیرے ہیں۔ ترمذیؒ و ابوداؤد میں درج ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قربانی کے لئے سب سے بہتر مینڈھا ہے۔ پس اگر مینڈھا قربانی کیا جائے تو ہمسائے بھی خوش رہیں گے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر بھی عمل ہو جائے گا۔ ع۔ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار (ایک پنتھ دو کاج)

مگر شرط یہ ہے کہ برادران وطن اس معاملہ میں جبر اختیار نہ کریں۔ جیسا کہ وہ آج کل قانونی کونسلوں اور میونی سیپل کمیٹیوں میں گائے ذبح کرنیکی ممانعت کیو اسطے ریز ولیوشن پیش اور پاس کروا رہے ہیں۔ یہ معاملہ مذہب کا ہے۔ اس طرح کرنے سے ضد پیدا ہو جائے گی۔ اور جیسا کہ انسانی طبع کا خاصہ ہے۔ نتیجہ ایسا ہوگا کہ مخالفت کے حامیوں کو پچھتانا پڑے گا۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ عید کے دن گائے کا ذبح کرنا روکنے سے ہندو صاحبان کی کیا غرض ہے۔ جبکہ تمام چھاونیوں اور چھوٹے بڑے شہروں کے بوچڑ خانوں میں گائے بیلوں کی اَن گنت تعداد ہر روز بلاناغہ ذبح کی جاتی ہے۔ اور کوئی اُف تک نہیں کرتا۔ خیر ان کی خواہ کچھ ہی غرض ہو۔ اپنی غرض تو صلح کا مسلک بتلانا ہے +

۱۴۱ ۔ محرم کو چاہیئے۔ کہ نہ اپنا نکاح کرے۔ نہ کسی کا کرائے نہ نکاح کا پیغام بھیجے +

(ف) حاجی لوگ کعبہ کے نزدیک پہنچتے ہیں۔ تو مختلف اطراف کے لوگ اپنے اپنے مقامات میں جو اُن کے واسطے مقرر ہیں۔ حج کی نیت کر کے حج کا مقررہ لباس پہن لیتے ہیں۔ اِس کو احرام باندھنا کہتے ہیں۔ اور جو احرام باندھتا ہے اسے محرم کہتے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ یہ کوئی موقعہ نکاح کا نہیں ہے۔ اس وقت تو ہمہ تن دنیا کی اس بڑی بھاری کانفرنس سے ہی مستفیض ہونے میں مصروف ہونا چاہیے۔ نکاح کرنے کرانے سے توجہ منتشر ہو جائے گی۔ اور حج کا لطف جاتا رہے گا۔ اِسی واسطے اگلی حدیث میں حاجی کی ظاہری حالت کو جس میں بناؤ سنگار نہ ہو پسند فرمایا۔ تاکہ نفسانی خواہش کے پیدا ہونے میں جو نکاح کا موجب ہوتی ہے۔ امداد نہ ملے +

۱۴۲ ۔ حاجی کی بابت دریافت کیا گیا (کہ اس کی کونسی ظاہری حالت بہتر ہے؟) فرمایا بکھرے بال اور خوشبو کا نہ لگانا +

حد (سزا)

۱۴۳ ۔ تین شخص مرفوع القلم ہیں (یعنے جن سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جاتا) لڑکا جب تک بالغ نہ ہو۔

سویا ہُوا شخص جب تک بیدار نہ ہو۔ اور دیوانہ جب تک تندرست نہ ہو۔ اور ایک روائت میں اتنا زیادہ کیا گیا ہے۔ کہ وہ بڈھا بھی جس کی عقل زیادتی عمر کی وجہ سے زائل ہو گئی ہو۔ مرفوع القلم ہے +

۱۴۴۔ لوگوں نے اس پھل کی نسبت پوچھا۔ جو درخت سے لٹک رہا ہو۔ (بظاہر کسی کی حفاظت میں نہ ہو۔ گو ملکیت میں ہو) آپ نے فرمایا۔ اگر کوئی حاجتمند (یعنے بھوکا) توڑ کر کھالے۔ اور جھولی میں ڈال کر گھر نہ لے جائے۔ تو اُس سے مواخذہ نہ کیا جائے +

۱۴۵۔ جس شخص کی سفارش حدود الٰہی میں سے کسی حد (یعنے سزا) میں حائل ہو۔ اُس نے گویا اللہ تعالیٰ سے ضد کی۔ اور جو دیدہ دانستہ ناحق بات پر لڑتا جھگڑتا ہے۔ وہ خدا کے غضب میں گرفتار رہے گا۔ جب تک کہ باز نہ آئے۔ اور جو شخص کسی مومن کی بابت ایسی (بری) بات کہے جو اس میں نہیں ہے۔ تو ایسے شخص کو دوزخیوں کے پیپ کی کیچڑ میں جب تک کہ وہ اپنے کئے کی سزا نہ بھگت لے رہنے کو جگہ ملے گی۔ اور جس کسی نے کسی ظالم کی مدد کی۔ اُس نے گویا غضب الٰہی خود اپنے سر پر لے لیا +

۱۴۶۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں خون کا بدلہ لینے شعر پڑھنے اور سزائیں دینے سے منع فرمایا +

(ف) جان سے مارنے اور بدنی سزائیں دینے میں بہت شور اور غوغا ہوتا ہے۔ اور خون پول وغیرہ فرش پر گرتا ہے۔ یا اُس کے گرنے کا احتمال ہوتا ہے۔ اور اشعار میں اکثر مبالغہ آمیز اور لغو مضامین بھی ہوتے ہیں۔ اِس لئے مسجد جیسے پاک مکان کے ساتھ اُن کا کچھ تعلق نہیں ہونا چاہیئے +

۱۴۷۔ جو شخص اجازت کے بغیر اپنے بھائی کے خط کو دیکھے گا۔ وہ آگ کو دیکھے گا +

حضانۃ ۔ یعنی بچّوں کی پرورش

۱۴۸۔ ایک عورت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ یہ میرا بیٹا ہے میرا پیٹ اس کے لئے غلاف تھا۔ اور میری چھاتی اس کے پینے کا برتن ہے۔ اور میری گود اُس کے رہنے کی جگہ ہے۔ اسکے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے۔ اور مجھ سے اِس کو چھیننا چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا تو اس کی زیادہ حق دار ہے۔ جب تک کہ تو دوسرا نکاح نہ کرے +

(ف) یہ حکم عین دانش اور دور اندیشی پر مبنی ہے۔ بیشک اولاد کا مالک باپ ہے۔ مگر جب بچہ شیر خوار ہو تو اُس کا ماں سے اگرچہ وہ اُس کے باپ سے قطع تعلق ہی کر چکی ہو۔ کوئی زیادہ رفیق نہیں ہے۔ اگر ایسے وقت میں بچہ باپ کے سپرد کر دیا جائے۔ تو اُس کی صحت بلکہ زندگی معرض خطر میں پڑ جاتی ہے اگر عورت نکاح کرلے۔ تو اُس وقت اُس کے خیالات اور جذبات میں جو تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اُس

سے مادرانہ محبت میں کمی ہو جاتی ہے۔ نیز اُس کے نئے خاوند کو جس کے ذمے بچے کا خرچ پڑتا ہے۔ بچے سے کوئی انس نہیں ہوتا۔ پس اس صورت میں اس کا بہتر خبر گیر اس کا باپ ہی ہے ٭

۱۴۹۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو اختیار دے دیا۔ کہ خواہ وہ اپنے باپ کے پاس رہے۔ خواہ ماں کے (جن میں مفارقت ہو گئی تھی) اس نے اپنی ماں کے پاس رہنا پسند کیا۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور وہ اسے لے کر روانہ ہو گئی ٭

حسد

۱۵۰۔ کسی انسان کے دل میں ایمان اور حسد دونوں اکٹھے نہیں ہو سکتے ؛۔

ظاہر ہے کہ حسد کی عادت بے ایمانی کا ثبوت ہے۔ خداوند کریم محفوظ رکھے :۔ ؎

از حسد اول تو دل را پاک دار ۔۔۔ خویشتن را بعد ازاں مومن شمار
ہر کہ بر مال کساں دارد حسد ۔۔۔ بوئے رحمت بر دماغش کے رسد (عطار)

(دل کو پہلے تو حسد سے پاک رکھ ——— اُس کے بعد اپنے آپ کو ایماندار شمار کر)
(جو شخص لوگوں کے مال کا حسد کرتا ہے ——— رحمت کی بو اُس کے دماغ تک کب پہنچ سکتی ہے)

۱۵۱۔ دو صورتوں کے سوا حسد (یعنے حسرت کھانا۔ کہ فلاں شخص کے پاس یہ چیز ہے۔ اور مجھے میسر کیوں نہیں) جائز نہیں ہے۔ ایک یہ کہ کسی شخص کو اللہ تعالےٰ نے دانائی عطا فرمائی۔ اور وہ اُسے عمل میں لاتا ہے۔ اور لوگوں کو اس سے مستفیض کرتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے۔ کہ ایک شخص کو خدا تعالےٰ نے مال عطا فرمایا ہے۔ اور وہ اُسے کار خیر میں صرف کرتا ہے۔ ؎

جاہ و عزت دوسرے کی دیکھ کر ۔۔۔ دل میں آئے کچھ تیرے غیرت اگر
تو بھی اُس کو دیکھ کر کوشش کرے ۔۔۔ تاکہ اس سا صاحب عزت بنے
رشک ہے یہ۔ یہ نہیں عادت بُری ۔۔۔ رشک کرنے میں نہ کر ہرگز کمی
گر تو چاہے اُس کی نعمت کا زوال ۔۔۔ یہ حسد ہے اُس کو تو دل سے نکال
یہ بُری عادت ہے اس کو ترک کر ۔۔۔ کر دیئے برباد اُس نے گھر کے گھر (عارف)

۱۵۲۔ حسد سے پرہیز کرتے رہو۔ کہ وہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑی یا گھاس کو کھا جاتی ہے (حسد کے معنے کسی کی نعمت کو دیکھ کر دل کا جلنا اور اس کے زوال کی خواہش کرنا ہے)

۱۵۳۔ تم لوگوں میں پہلی امتوں کا مرض حسد اور بغض پھیل گیا ہے۔ اور یہ مرض مونڈ ڈالتا ہے۔ یہ

نہیں۔ کہ بال مونڈتا ہے۔ بلکہ دین کو مونڈ ڈالتا ہے۔ اور قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم جنت میں داخل نہیں ہو گے۔ جب تک ایمان نہ لاؤ گے۔ اور ایمان نہیں لاؤ گے۔ جب تک (آپس میں) محبت نہ کرو گے۔ میں تمہیں ایک ایسی بات بتلاتا ہوں جس سے تم (آپس میں) محبت کرنے لگو گے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ آپس میں سلام کا عام رواج کرو (یعنے میل ملاپ کثرت سے کرو) +

حرص

۱۵۴ - انسان جب بڈھا ہو جاتا ہے۔ تو اُس میں دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں۔ ایک مال کی حرص۔ دوسری عمر کی + ع مرد چوں پیر شود حرص جواں گردد۔ (آدمی جب بڈھا ہو جاتا ہے۔ تو حرص جوان ہو جاتی ہے) اسی حدیث کا خلاصہ ہے +

۱۵۵ - دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں میں چھوڑ دیئے جائیں۔ وہ اس قدر فساد برپا نہیں کرتے۔ جس قدر کہ انسان کی دولت اور مرتبہ کی حرص اُس کے دین میں فساد ڈالتی ہے +

۱۵۶ - اگر انسان کے پاس دو وادیاں دولت سے بھری ہوئی ہوں۔ تو وہ اُن کے ساتھ تیسری ملانے کی تجویز و فکر کرے گا۔ اور انسان کے پیٹ کو مٹی کے سوا اور کوئی چیز بھر نہیں سکتی اور جو شخص (حرص سے) توبہ کرے۔ خدا اُس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ (اور اُس کے دل میں قناعت ڈال دیتا ہے)

سعدی نے اس حدیث سے اِس طرح اقتباس کیا ہے۔ ؎

ہفت اقلیم ار بگیرد بادشاہ ہم چناں در بند اقلیم دگر

(دیگر) گفت چشم تنگ دنیادار را یا قناعت پر کند یا خاکِ گور

(اگر کوئی بادشاہ ساتوں ولایتوں پر قابض ہو جائے۔ پھر بھی ایک اور ولائت حاصل کرنے کی فکر میں رہے گا۔ (حالانکہ اور کوئی ہے نہیں) ۲- دنیادار کی تنگ آنکھ کو یا قناعت بھرے یا قبر کی مٹی)۔

حیا

۱۵۷ - ابن مسعود روائت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو خدا سے پوری پوری حیا کرو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو خدا سے حیا کرتے ہیں الحمد للہ (یعنے تمام تعریف خدا کے لئے ہے) آپ نے فرمایا اس طرح نہیں (جیسے تم کرتے ہو۔) حیا کرو جیسے حیا کرنے کا حق ہے۔ یعنے سر کو اور اُس کے اُن اجزا (کان۔ آنکھ۔ اور زبان) کو جو اس میں ہیں محفوظ رکھو۔ اور پیٹ

اور ان چیزوں (قسم خوراک حلال حرام) کا جو اس میں پڑتی ہیں۔ دھیان رکھو۔ اور موت اور بلا کو یاد رکھا کرو۔ اور جو شخص آخرت کا خیال رکھتا ہے۔ وہ دنیا کی زندگی کی زینت کی پروا نہیں کرتا۔ اور آخرت پر اُسے مقدم سمجھتا ہے۔ پس جس نے ایسا کیا اُس نے خدا سے پوری حیا کی +

۱۵۸۔ ہر ایک دین کے واسطے ایک خلق ہے۔ اور اسلام کا خلق حیا ہے (یعنے ہر مسلمان کو حیا والا ہونا چاہیے)

۱۵۹۔ جس چیز میں فحش ہوگا۔ اُس کا انجام سوائے اس کے نہیں۔ کہ تباہی ہو۔ اور جس میں حیا ہے اُس کا انجام اس کی زینت ہے +

خ۔ (خُلق)

۱۶۰۔ لوگوں سے خوش خلقی سے پیش آیا کرو +

۱۶۱۔ ایمان کے لحاظ سے وہی شخص بہت پکا مومن ہے۔ جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ اور بہت اچھا تم میں سے وہ شخص ہے جس کا برتاؤ اپنے متعلقین سے اچھا ہے +

۱۶۲۔ قیامت کے دن مومن کے اعمال کے ترازو میں کوئی چیز خوش خلقی سے زیادہ وزنی نہیں ہوگی۔ اور اللہ تعالےٰ بدگو بدزبان کو بہت برا سمجھتا ہے +

۱۶۳۔ قیامت کے دن میرے بہت پیارے۔ اور بہت نزدیک بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے۔ جن کے اخلاق اچھے ہوں گے۔ اور بہت زیادہ قابل نفرت اور مجھ سے بہت دور بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے ۔ جو بہت بکواسی چکنی چپڑی باتیں کرنے والے ۔ اور متکبرانہ اور مبالغہ آمیز گفتگو کرنے والے ہوں گے +

۱۶۴۔ بھلائی اور بُرائی کی کیفیت کی دریافت پر فرمایا۔ بھلائی خوش خلقی ہے۔ اور برائی وہ ہے۔ جس کا عمل تمہارے دل میں کھٹکے۔ اور تمہیں اُس کا لوگوں پر ظاہر ہونا بُرا لگے +

۱۶۵۔ حضرت عائشہ رضہ روایت کرتی ہیں۔ کہ کبھی میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔ کہ ایسا اتفاق ہوا ہو۔ کہ آپ مُنہ کھول کر ہنسے ہوں۔ کہ آپ کے حلق کا کوا دکھائی دیا ہو۔ البتہ آپ مسکراتے تھے +

خوف

۱۶۶۔ جس شخص نے خوف (خدا) کیا۔ اُس نے اوّل ہی رات سے سفر شروع کر دیا۔ اور جس نے اوّل رات سے سفر شروع کر دیا۔ وہ منزل پر پہنچ گیا +

(ف) جو شخص خدا سے ڈرتا ہے۔ اور امر و نہی کی تعمیل کرتا ہے۔ اُس کی مثال اُس شخص کی سی ہے۔ جو

ہر چیز اپنے وقت پر کرتا ہے - اور کامیاب رہتا ہے +

۱۶۷ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک جوان کے پاس تشریف لے گئے - جو نزع کی حالت میں تھا - آپ نے فرمایا - کیا حال ہے ؟ اُس نے کہا خدا سے (مغفرت کی) امید رکھتا ہوں - اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں - آپ نے فرمایا - کہ جب کسی بندے کے دل میں اس قسم کی دونوں باتیں جمع ہو جاتی ہیں - جیسے اس شخص کے دل ہیں - تو اللہ تعالےٰ اُسے وہ چیز عطا فرما دیتا ہے - جس کی وہ آرزو رکھتا ہے - اور جس چیز سے وہ ڈرتا ہے - اُس سے اُسے امن دے دیتا ہے +

خلافت اور امارت

۱۶۸ - خلافت کے لئے بہتر اور قابل تر وہ شخص ہے جو اس عہدے کو بہت برا سمجھے - مگر پھر بھی اُسی کا تقرر ہو +

(ف) برا سمجھنے سے مراد یہ ہے - کہ وہ اس عہدہ کی ذمہ واریوں کے بوجھ کا احساس کر کے اُس سے اس قدر کنارہ کش ہو کہ نفرت تک نوبت پہنچ جائے - مگر خلقت اسی کو اُس کے قابل سمجھتی ہو - اور مصر ہو کر اُسے منظور کرنے پر مجبور کر دے - ظاہر ہے - کہ وہی شخص قابل ترین ہے +

۱۶۹ - جب تم سب کے سب ایک شخص کے زیر حکم ہو - پھر جو شخص تمہارے پاس آئے - اور یہ چاہے - کہ تمہاری (لاٹھی یعنی) طاقت کو توڑ ڈالے - یا تمہاری جماعت میں پھوٹ ڈالے تو اُسے قتل کر دو + ؎

ہر کہ او یاغی شود از پادشاہ   روز او چوں تیرہ شب گردد سیاہ

ہر کہ او استیزہ با سلطاں کند   کار خود را سر بسر ویراں کند   (عطار)

(جو بادشاہ سے باغی ہو جاتا ہے - اُس کا دن اندھیری رات کی طرح سیاہ ہو جاتا ہے + جو بادشاہ کے ساتھ لڑائی کرتا ہے - اپنے کام کو بالکل ویران کر لیتا ہے +)

(ف) جب حاکم اور محکوم آپس میں اتفاق اور محبت سے رہتے ہوں - اور ایک شخص نفاق ڈال کر امن اور آرام میں خلل ڈال دے تو اس ایک جان کا مار ڈالنا عین مصلحت ہے - ورنہ سینکڑوں ہزاروں یا لاکھوں جانیں ضائع ہو جائیں گی +

۱۷۰ - اللہ تعالےٰ جس شخص کو مسلمانوں کے بعض کاموں کا مہتمم کرے - اور وہ اُن کی ضرورتوں افلاس اور فقر سے چشم پوشی کرے - تو قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اُس کی ضرورتوں افلاس اور فقر سے چشم پوشی کریگا +

۱۷۱ - تم سب راعی یعنی حاکم یا منتظم ہو - ہر ایک سے اُس کی رعیت یا مفوضہ چیز کی بابت دریافت کیا جائے گا - حاکم راعی ہے - اور اُس سے اُس کی رعیت کے (حقوق) ادا کرنے کی بابت پوچھا جائے گا - اور ہر

مرد اپنے عیال میں راعی ہے اُس سے اُس کی رعیّت کی بابت دریافت کیا جائے گا۔ اور ہر عورت اپنے خاوند کے گھر کی منتظمہ ہے۔ اُس سے اُس کے مفوضہ فرائض کی بابت پوچھا جائے گا۔ اور خدمت گار اپنے آقا کے مال اور اسباب کا راعی ہے اُس سے اُس کی بابت پوچھا جائے گا۔

اپنے گھر والوں کو اپنے نفس کو — نارِ دوزخ سے بچاؤ دوستو
یعنی یہ کافی نہیں نزدِ خدا — تم کرو صرف اپنے دم سے اتقا
بیوی اور اولاد کے ہو ذمہ وار — تا گناہوں سے رہیں وہ پرحذر (عارف)

۱۷۲ - جو لوگ عدل کرتے ہیں۔ حشر کے دن نور کے منبروں پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک داہنے طرف (بیٹھے ہوئے) ہوں گے۔ اور اُس کے دونو ہاتھ داہنے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو اپنے حکم میں عیال (کے معاملات) میں اور جو کام اُن کے سپرد ہو۔ اُس میں عدل کرتے ہیں۔

خدا را بر آں بندہ بخشائش است — کہ خلق از وجودش در آسائش است (سعدی)
(خدا کی اس بندے پر بخشش ہے —— کہ خلقت کو اُس کے وجود سے آسائش ہو)

۱۷۳ - جس شخص کو اللہ تعالیٰ صاحبِ رعیّت یعنی فرمان روا بنائے۔ اور وہ مرتے دم تک رعایا کے حقوق ادا کرنے سے غافل رہے۔ اللہ تعالیٰ جنّت اُس پر حرام کر دے گا۔

۱۷۴ - قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا بہت پیارا بندہ اور اُس سے بہت نزدیک بیٹھنے والا عادل بادشاہ ہوگا۔ اور بہت دھتکارا ہوا۔ اور بہت دور بیٹھنے والا ظالم بادشاہ ہوگا۔

۱۷۵ - مقدام بن معدی کرب روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھوں پر (ہاتھ) مارا۔ اور فرمایا اے مقدام اگر تو مرتے وقت تک حاکم یا منشی یا کاردار نہ ہوا۔ تو سمجھو کہ مزے میں رہا اور بچ گیا۔

۱۷۶ - ابوذر سے روایت ہے۔ کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ مجھے کوئی ملازمت کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے میرے کندھے پر ہاتھ مارا۔ اور فرمایا۔ اے ابوذر تم کمزور ہو۔ اور یہ امانت (کا کام بھاری) ہے۔ اور قیامت کے دن (نتیجہ) اُس سے پشیمانی اور ندامت ہے۔ سوائے اُس شخص کے کہ جس نے اُسے پورے طور پر نبھایا۔ اور اُس کے سارے حقوق ادا کئے۔ اور ابوداؤد کی ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ فرمایا۔ اے ابوذر میں تجھے کمزور پاتا ہوں۔ اور میں تیرے واسطے وہی (بات) پسند کرتا ہوں۔ جو اپنے واسطے پسند کرتا ہوں۔ دو آدمیوں پر (بھی) حکم مت کرو۔ اور یتیم کے مال کا متولّی مت بنو۔ اور اُس کی ایک اور روایت میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کارداری ایک ضروری شے ہے۔ اور لوگوں کا اس بن گذارہ نہیں ہوسکتا۔ مگر کاردار (عموماً) دوزخ میں ہونگے*

(ف) اِس حدیث کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ تینوں کام بہت ذمہ واری کے ہیں۔ اور ان پر مامور ہونے سے ایمان میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے۔ پس لوگوں کو ان کے اختیار کرنے میں بہت تامل اور احتیاط چاہیئے۔ خصوصاً کمزور جسم اور کمزور دل کے آدمیوں کو تو یہ بوجھ اپنے اوپر لینا ہی نہیں چاہیئے*

۱۷۷- اے عبدالرحمٰن حکومت طلب مت کرو۔ کیونکہ اگر وہ تجھے مانگے ملی۔ تو اس کا سب بوجھ تجھ پر پڑجائے گا۔ اور اگر بن مانگے ملی۔ تو تیری ہر طرح امداد ہوگی*

۱۷۸- ابو موسیٰ روایت کرتے ہیں۔ کہ میں اور میرے دو چچیرے بھائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُن میں سے ایک نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ جو (علاقے) اللہ نے آپ کے سپرد کئے ہیں۔ اُن میں سے کسی پر ہمیں حاکم مقرر فرمائیے۔ اور دوسرے نے بھی ایسا ہی کہا۔ فرمایا واللہ یہ کام ہم اُس شخص کو نہیں دیتے۔ جو اس کے واسطے درخواست کرے۔ یا حرص کرے*

۱۷۹- اگر حبشی غلام بھی جس کا سر سوکھے انگور کی طرح ہو۔ تمہارا حاکم مقرر کیا جائے۔ تو اُس کی بات کو توجہ سے سنو۔ اور اُس کی تابعداری کرو۔ مگر اُس وقت تک کہ وہ اللہ کی کتاب کو تمہارے درمیان جاری رکھے*

(ف) خشک انگور سیاہ ہوتا ہے۔ اور اُس پر جھریاں ہوتی ہیں۔ حبشی کا سر بھی سیاہ ہوتا ہے۔ اور بال گھنگرو والے۔ اِس واسطے اُس کے ساتھ مشابہت دی۔ حبشی غلام اُس زمانے میں بہت حقیر سمجھا جاتا تھا اور اب بھی چودہ سو سال کے بعد اُن قوموں میں جو مہذب ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں۔ اُس کی عزت اور وقعت اُس سے بھی بدتر ہے۔ امن اور انتظام قائم رکھنے کو حبشی غلام کی تابعداری کے واسطے بھی تاکید فرمائی۔ مگر اُسی وقت جب تک کہ وہ عدل انصاف اور ایمان میں خلل انداز نہ ہو*

۱۸۰- جس نے میری متابعت کی۔ اُس نے اللہ تعالےٰ کی متابعت کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے امیر کی متابعت کی۔ اُس نے میری متابعت کی۔ اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی*

۱۸۱- مسلم شخص کے لئے حکم کا سننا اور بجالانا ضروری ہے۔ خواہ اُسے پسند ہو یا ناگوار۔ مگر جب اُسے گناہ کرنے کا حکم دیا جائے۔ تو نہ سننا ضروری ہے۔ نہ بجالانا*

۱۸۲- کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں۔ کہ تمہارے کون سے امیر یعنے فرمانروا اچھے ہیں۔ اور کون سے بُرے۔ اچھے تو وہ ہیں۔ جن سے تم محبت کرتے ہو۔ اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ اور جن کے واسطے تم (نیک)

دعا کرتے ہو۔ اور وہ تمہارے واسطے (نیک) دعا کرتے ہیں۔ اور بُرے وہ ہیں۔ کہ تم اُن سے کینہ رکھتے ہو اور وہ تم سے کینہ رکھتے ہیں۔ اور تم اُن پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہیں۔

۱۸۳۔ جو شخص (امام کی) اطاعت چھوڑ دے۔ اور جماعت سے الگ ہو جائے۔ اور (اسی حالت میں) مر جائے۔ تو وہ کافر کی موت مرا۔ اور جو شخص کسی نامعلوم جھنڈے کے نیچے لڑے۔ جو تعصب کے سبب سے کینہ رکھتا ہو۔ یا اپنی قوم کی طرف بلاتا ہو۔ یا اپنی قوم کی مدد کرتا ہو۔ پھر وہ شخص (اس لڑائی میں) مارا جائے۔ تو وہ منکر کی موت مرا۔ اور جو کوئی میری اُمت پر چڑھائی کرے۔ اور بُرے بھلے کو (بلاتمیز) مارتا جائے۔ اور ایماندار کو نہ بچائے۔ اور جس کے ساتھ (سلامتی کا) عہد ہو چکا ہے۔ اُس کے عہد کو پورا نہ کرے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور نہ میں اُس سے (تعلق رکھتا) ہوں۔

ڈرایا تعصب سے ان کو یہ کہہ کر — کہ زندہ رہا اور مرا جو اسی پر
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر — وہ ساتھی ہمارا نہ ہم اُس کے یاور
نہیں حق سے کچھ اُس محبت کو بہرہ — کہ جو تم کو اندھا کرے اور بہرہ (حالی)

۱۸۴۔ جو شخص دنیا میں اللہ تعالٰے کے (مقرر کئے ہوئے) بادشاہ کی توہین کرے گا۔ اللہ تعالٰے اُس کی توہین کرے گا۔

۱۸۵۔ جب خدا کسی امیر کی بھلائی چاہتا ہے۔ تو اُسے راست باز وزیر عطا کرتا ہے۔ کہ اگر بادشاہ بھول جائے تو وہ یاد دلا دیتا ہے۔ اگر (نہ بھولے اور) یاد رکھے۔ تو وہ تائید کرتا ہے۔ اور اگر خدا کی مرضی ایسی نہ ہو۔ تو وہ اُسے بُرا وزیر دیتا ہے۔ کہ اگر بادشاہ بھول جائے۔ تو وہ اُسے یاد بھی نہیں دلاتا۔ اور اگر وہ یاد رکھے۔ تو وہ تائید نہیں کرتا۔

چوں شود غافل وزیرے بے خبر — ملک شہ از وے بود زیر و زبر (عطار)
(جب بے خبر وزیر غافل ہوتا ہے۔ تو بادشاہ کا ملک اُس (کی وجہ) سے اُلٹ پلٹ ہو جاتا ہے)

۱۸۶۔ خدا نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا۔ اور کسی بادشاہ کو سلطنت نہیں بخشی۔ جس میں مخفی قوتیں نہ ہوں۔ ایک قوت وہ ہے۔ جو اُسے اچھے کام کرنے کو کہتی ہے۔ اور اُن کی طرف مائل کرتی ہے۔ دوسری وہ جو بُرے کام کرنے کو کہتی ہے۔ اور اُن کی طرف مائل کرتی ہے۔ اور معصوم وہی ہے۔ جسے خدا گناہ کرنے سے محفوظ رکھے۔

۱۸۷۔ اے کعب بن عجرہ اُن امیروں سے جو میرے بعد ہوں گے میں تمہارے لئے خدا کی پناہ کا خواستگار ہوں۔ جو شخص اُن کے دروازے پر گرے گا۔ اُن کے جھوٹ

کی تصدیق کرے گا۔ اور اُن کے ظلم کی تائید کرے گا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور نہ میں اُس سے (تعلق رکھتا) ہوں۔ اور وہ حوض کوثر پر نہیں آنے پائے گا۔ جو شخص اُن کے دروازوں پر نہیں جائے گا۔ نہ اُن کے جھوٹ کی تصدیق کرے گا۔ نہ اُن کے ظلم کی تائید کرے گا۔ وہ میری جماعت میں سے ہے۔ اور میں اُس سے تعلق رکھتا ہوں۔ اور وہ حوض کوثر پر بھی آئے گا۔ اے کعب بن عجرہ نماز اسلام کی سند ہے (گناہ سے بچنے کی۔) روزہ مضبوط ڈھال ہے۔ اور صدقہ گناہوں کو ایسے دھو دیتا ہے۔ جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اور اے کعب بن عجرہ جو گوشت حرام کی کمائی کھانے سے پیدا ہو۔ اُس کا آگ میں جلنا بہتر ہے +

۱۸۸۔ جو بادشاہ رعایا کے لوگوں پر تہمت لگانے کے درپے ہو جائے وہ اُنہیں تباہ کر دے گا +

(ف) حکومت کے متعلق جو حدیثیں اوپر لکھی گئی ہیں۔ نہایت بیش قیمت ہیں۔ ایسے پر معنی اور اعلےٰ مضامین اُسی دل سے نکل سکتے ہیں۔ جو نبوت کے نور سے منور ہو۔ امن اور انتظام کو ہر جائز صورت میں قائم رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اور اُس کی خاطر بہت بڑا ایثار و نثار روا رکھا گیا ہے ظالم کو عقوبت اور عادل کو انعام کی بشارت دی گئی ہے۔ چونکہ حکومت کی ذمہ واری بہت بھاری ہے اور بہت کم لوگ اُسے کماحقہ بجا لاتے ہیں۔ اِس واسطے اس کی مذمت کی گئی ہے۔ اور اُس سے عوام کو محترز رہنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ خاص کر کمزور طبیعت کے لوگوں کو۔ وہ لوگ جو حکومت کے خواہاں ہیں۔ اُنہیں اس کے قابل نہیں سمجھا گیا۔ کیونکہ روزمرہ کا مشاہدہ بتلاتا ہے۔ کہ ایسے اشخاص اپنے فرائض کے ادا کرنے میں بہت قاصر رہتے ہیں +

د (دُعا)

۱۸۹۔ کیا میں تمہارا سب سے بہتر عمل نہ تمہیں بتلا دوں۔ جس سے تمہارے مرتبے بہت بلند ہو جائیں وہ تمہارے مالک کے نزدیک بہت پاکیزہ چیز ہے۔ سونے چاندی کی خیرات سے (بھی) بہتر ہے۔ اور اِس سے بھی بہتر ہے۔ کہ اگر دشمن سے تمہارا مقابلہ ہو جائے۔ اور تم اُن کی گردن مارو۔ اور وہ تمہاری گردن ماریں ہم لوگوں نے کہا ہاں فرمائیے۔ یا رسول اللہ۔ فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے +

۱۹۰۔ اللہ تعالیٰ (حشر کے دن) فرمائے گا اس شخص کو جس نے ایک دن بھی میرا ذکر کیا ہو۔ یا کسی موقعہ پر میرا خوف کیا ہو۔ (دوزخ کی) آگ سے نکال دو +

۱۹۱۔ تین دعائیں مستجاب ہیں۔ کہ ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہے۔ مظلوم کی دعا۔ مسافر کی دعا

اور باپ کی دعا - اپنی اولاد کے حق میں - ایک اور حدیث میں ہے - کہ مظلوم کی دعا سے ڈرو - کیونکہ اُس کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہ

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن اجابت از درِ حق بہرِ استقبال مے آید (سعدی)

(مظلوموں کی آہ سے ڈر - کہ ان کی دُعا کرنے کے وقت خدا کے دروازوں سے قبولیت پیشوائی کے واسطے آتی ہے)

۱۹۲ - کوئی دعا ایسی جلد تر قبول نہیں ہوتی - جیسے غیر حاضر شخص کی غیر حاضر شخص کے واسطے ہ

(ف) جب دعا کرنے والا - اور جس کے حق میں دعا کی گئی - دونوں ایک دوسرے کے سامنے نہ ہوں - تو ایسی دعا اخلاص اور نیک نیتی پر مبنی ہے - اِس لئے اُس کی اجابت کی جلد تر امید ہوتی ہے ہ

۱۹۳ - تمہارا پروردگار حیا والا - اور بخشش والا ہے - اور اپنے بندے سے جب وہ اس کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے - اُسے شرم آتی ہے - کہ اُسے خالی ہاتھ پھیرے ہ

۱۹۴ - اللہ تعالےٰ سے اُس حالت میں دعا کرو - کہ جب تمہیں یقین ہو - کہ تمہاری دعا قبول ہو جائے گی - اور یہ سمجھ رکھو - کہ اللہ تعالےٰ اُس شخص کی دعا قبول نہیں کرتا - جس کا دل اُس سے غافل ہو ہ

۱۹۵ - جب تم میں سے کوئی دعا کرے - تو یہ مت کہے - کہ اے خُدا اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے - اور اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کر - بلکہ قطعی اور یقینی درخواست کرنی چاہیئے - کیونکہ اللہ پر کوئی روک ڈالنے والا نہیں ہے ہ

۱۹۶ - لوگ اونچی آواز سے تکبیر پڑھ رہے تھے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُدھر سے گذرے - سُنا اور فرمایا - آہستہ بولو - کیونکہ تم کسی بہرے یا غیر حاضر شخص کو نہیں پکار رہے - تم تو اس کو پکار رہے ہو - جو سنتا ہے - اور دیکھتا ہے - اور وہ تمہارے ساتھ ہے - اور تم سے تمہاری سواری کے اونٹ کی گردن سے بھی زیادہ نزدیک ہے ہ

۱۹۷ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے - آپ نے سنا - کہ لوگ اونچی آواز سے قرآن پڑھ رہے ہیں - آپ نے پردہ اٹھایا - اور فرمایا دیکھو تم سب خدا کی درگاہ میں دعا کرتے ہو - پس ایک دوسرے کو ایذا نہ دیا کرو - اور نہ قرآن پڑھنے میں یا نماز پڑھنے میں ایک دوسرے کی نسبت بلند آواز میں بولا کرو ہ

(ف) جو لوگ اونچی آواز سے قرآن مجید اور دیگر ورد وظائف پڑھنے کے عادی ہیں - اُنہیں ان حدیثوں سے سبق سیکھنا چاہیئے - قرآن مجید کو اونچی آواز سے پڑھنے میں ایک تو ریا کا شائبہ ہوتا ہے دوسرے دماغ کی قوت ناحق صرف ہوتی ہے - ایک فائدہ بھی ہے کہ لوگ سن کر مستفیض ہوتے ہیں - مگر وہ تو اسی

صورت میں ہے۔ جب سامعین کی اپنی خواہش ہو۔ ان کی مرضی کے بغیر سنانا جب کہ وہ آرام میں ہوں یا کسی اور کام میں مصروف ہوں۔ اُن کا حرج کرنا ہے۔ اور ایک طرح اذیت دینا ہے۔ گو بعض لوگ اس تکلیف کا اظہار نہیں کرتے۔ مگر محسوس بہت کرتے ہیں۔ یاد پڑتا ہے۔ کہ ایک دفعہ اخبار میں دیکھا تھا۔ کہ بعض پنجابی لوگ امریکہ میں رہتے تھے۔ اور اُن کو بہت اونچی آواز سے مذہبی گیت گایا کرتے تھے۔ ہمسایوں نے اس کو بہت تکلیف کا باعث سمجھا۔ اور اُنہیں منع کیا۔ مگر وہ مذہب کے جوش کی وجہ سے بند نہ ہوئے۔ اور آخر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اُس ملک کے لوگوں نے اُن پردیسیوں کے مکان کو جس میں وہ پڑھا کرتے تھے۔ آگ لگا دی۔ پس آہستہ آواز سے دعا شنا کرنا چاہیے۔ اور معلوم تو یہ ہوتا ہے۔ کہ جس قدر حضوریٔ قلب خاموشی میں ہوتی ہے۔ وہ شور و غل میں نہیں ہوتی + ؎

سینکڑوں آہیں کریں پر دخل کیا آواز کا ۔ تیر جو دیوے صدا ہے نقص تیر انداز کا (ناسخ)

۱۹۸ - تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی جلدی کر کے یہ نہ کہے۔ کہ میں نے خدا سے دعا کی۔ مگر قبول نہ ہوئی۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ کہ بندہ کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اِلّا اُس صورت میں کہ مقصد) گناہ کی بات ہو۔ یا رشتے کا توڑنا ہو (کہ اُس وقت قبول نہیں ہوتی)۔

کیوں نہیں ہوتی دعا میری قبول ۔ ہے تیرا یہ اعتراض از بس فضول

بخشتا ہے شے وہی جو ہو مفید ۔ چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو اپنی امید (عارف)

حافظ نے اس مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے + ؎

ہاں مشو نومید چوں واقف نۂ از سرِّ غیب ۔ باشد اندر پردہ بازی ہائے پنہاں غم مخور

(جب تو غیب کے بھید سے واقف نہیں ہے۔ تو نا امید مت ہو۔ کئی بازیاں پردے میں چھپی ہونگی غم مت کر)

۱۹۹ - اپنی جانوں اپنی اولاد اپنے خدام اور اپنے مال کے حق میں بددعا نہ کیا کرو۔ ایسا اتفاق نہ ہو جائے۔ کہ وہ گھڑی اجابت کی بخشش کی ہو۔ اور تمہاری بددعا قبول ہو جائے +

۲۰۰ - جس شخص نے اپنے ظلم کرنے والے کے واسطے (بد) دعا کی اُس نے ضرور اپنا بدلہ لے لیا +

(**ف**) منہ سے بددعا کہنا تنگ دلی ظاہر کرتا ہے۔ پس اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اور زبان کو قابو میں رکھنا چاہیئے۔ کہ اخلاق پر برا اثر نہ پڑے۔ دردمند کے دل کا دھواں اور آہ جو کسی صورت میں اُس کے قابو میں نہیں رہ سکتی۔ اُس کا انتقام لینے کے لیئے بہت کافی ہیں + ؎

آتشِ سوزاں نہ کند با سپند ۔ آں چہ کند دود دلِ دردمند (سعدی)

(آگ پر کالہ دانہ اس طرح نہیں دُھکتا۔ جس طرح کہ دردمند کا دل دُھکتا ہے)

۲۰۱ ـ اللہ تعالےٰ سے اس کا فضل طلب کیا کرو۔ کیوں کہ اللہ تعالےٰ کو یہ پسند ہے۔ کہ (اُسی سے) مانگا جائے۔ اور غم کے دور ہونے اور آسائش کے حاصل ہونے کا انتظار کرنا بہت اچھی عبادت ہے ✣

۲۰۲ ـ تم میں سے ہر ایک کو اپنی ساری حاجتیں اپنے رب سے مانگنی چاہئیں۔ یہاں تک کہ چپلی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اُسی سے مانگنا چاہیئے ✣ ے

فرض ہے اپنا اُسی سے مانگنا — چاہے دے چاہے نہ دے اُس کی رضا (عارف)

از خدا خواہ آں چہ خواہی اے پسر — نیست در دستِ خلائق خیر و شر (عطار)

(اے عزیز جو مانگنا ہے خدا سے مانگ۔ خلقت کے ہاتھ میں نہ نیکی ہے نہ برائی)

۱۰۳ ـ جو خدا سے نہیں مانگتا۔ خدا اُس پر غضب نازل کرتا ہے ✣

۱۰۴ ـ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ رات کو جب بستر پر آتے۔ تو فرماتے۔ شکر ہے۔ اللہ کا جس نے ہمیں کھانے کو دیا۔ پینے کو دیا۔ اور ہماری سب ضرورتیں پوری کیں اور ہمیں ٹھکانا دیا۔ بہتیرے ایسے ہیں۔ جن کی نہ ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ نہ کوئی اُن کے لئے ٹھکانا ہے ✣ ایک دوسری حدیث میں ہے۔ کہ آپ سونے کے وقت یہ دعا کرتے۔ یا خدا میں تیرے ہی نام سے جیتا ہوں۔ اور مرتا ہوں اور صبح بستر پر سے اُٹھتے تو یہ دعا کرتے۔ اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا۔ اور اُسی کی طرف (پھر بھی) جانا ہے۔ اور بھی کئی دعائیں کتاب میں لکھ رکھی ہیں ✣

۲۰۵ ـ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر نکلتے تو یہ دعا پڑھتے۔ شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے۔ اللہ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ یا اللہ تجھ سے ہی ہم پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ میرا پاؤں پھسل جائے۔ یا میں گمراہ ہو جاؤں۔ یا میں کسی پر ظلم کروں۔ یا مجھ پر کوئی ظلم کرے۔ یا میں کسی سے جہالت سے پیش آؤں۔ یا کوئی میرے ساتھ جہالت سے پیش آئے ✣

۲۰۶ ـ جب گھر سے کوئی نکلے۔ تو یہ دعا پڑھے۔ شروع کرتا ہوں۔ اللہ کے نام سے اللہ پر ہی بھروسہ کرتا ہوں۔ اور اللہ کے سوا کسی میں طاقت اور قوت (میرے نیک و بدکی) نہیں ہے ✣

۲۰۷ ـ جب کوئی آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو اُسے یہ کہنا چاہیئے۔ یا اللہ میں تجھ سے ہی اندر آنے اور باہر جانے میں بھلائی مانگتا ہوں۔ اللہ کے نام سے ہی ہم اندر آتے ہیں۔ اور اللہ کے نام سے ہی ہم باہر جاتے ہیں۔ اللہ پر جو ہمارا پروردگار ہے۔ ہم بھروسہ کرتے ہیں۔ پھر اپنے گھر والوں کو سلام کرے ✣

۲۰۸ ـ ابن عمر روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کبھی کسی مجلس سے اٹھنے لگتے تو یہ دعا پڑھتے۔ یا اللہ اپنا خوف ہمارے (دلوں) میں اتنا ڈال دے کہ وہ ہم میں اور ہمارے گناہوں

میں حائل ہوجائے۔ اور اپنی فرمان برداری اتنی دے کہ وہ ہمیں جنت میں پہنچا دے۔ اور اتنا یقین عطا کر۔ کہ ہماری دنیاوی مصیبتیں اُس سے آسان ہوجائیں۔ اے خدا ہمارے کانوں آنکھوں اور قوت سے اُس وقت تک ہمیں بہرہ مند رکھ۔ جب تک کہ ہم جیتے رہیں۔ اور ہم میں سے ہمارے وارث بنا۔ اور ہمارا انتقام اس شخص سے لے جو ہم پر ظلم کرے۔ اور اس شخص کے مقابلہ میں جو ہم پر زیادتی کرے ہماری مدد کر۔ اور ہمارے دین میں مصیبت نہ پڑنے دے۔ اور دنیا کو نہ ہمارا بڑا مقصود۔ اور نہ ہمارے علم کی انتہا بنا۔ اور ہمارے اوپر ایسے شخص کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے ⁂

۲۰۹ ۔ سفر شروع کرنے کے وقت آپ یہ دعا پڑھتے۔ شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے اے خدا تو ہی سفر میں ساتھی ہے۔ اور (میری غیر حاضری میں) عیال میں میرا قائم مقام۔ اے خدا زمین کو ہمارے واسطے لپیٹ دے (یعنے مسافت کم معلوم ہو) اور سفر کو ہمارے واسطے آسان کر دے۔ اے خدا سفر کی تکلیفوں رنج دینے والی واپسی اور (اپنے) مال اور عیال میں بُری نظر پڑنے سے ہم تیری پناہ مانگتے ہیں ⁂

۲۱۰ ۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مجھے کوئی وصیت فرمایئے فرمایا اللہ سے ڈرتے رہنا۔ اور ہر اونچی جگہ پر تکبیر (اللہ اکبر) پڑھا کرنا۔ جب وہ چلا گیا۔ فرمایا اے خدا اُس کی مسافت کو کم کر دے۔ اور سفر اُس پر آسان کر دے ⁂

۲۱۱ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی سفر کرنے والے کو جب رخصت کرتے تو یہ دُعا فرماتے۔ میں تمہارا دین تمہاری امانت اور تمہارے اعمال کا انجام خدا کے سپرد کرتا ہوں ⁂

(ف) مسافرت اور بے وطنی میں دین میں ناموافق محفل اور مجلس کی وجہ سے گمراہی یا کم سے کم کوتاہی کا اندیشہ ہے۔ اوائل ایام میں جب لوگ لمبے سفروں پر جاتے۔ تو اپنا مال کسی کے پاس امانت رکھ جاتے۔ اِس واسطے ان دونوں امور کے لئے دعا فرمائی۔ اور اعمال کا انجام بخیر ہونا ایک دعا ہے۔ جس کا ہر شخص ہر وقت محتاج ہے ⁂

۲۱۲ ۔ اللہ تعالےٰ اُس بندے سے خوش ہوتا ہے جو کھائے تو اللہ کا شکر کرے اور پیئے تو اللہ کا شکر کرے ⁂

۲۱۳ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے ہاں کھانا کھایا۔ اور بعد میں اُس کے حق میں اس طرح دعا کی۔ تیرے گھر روزہ دار روزہ کھولیں۔ اور نیک بخت لوگ کھانا کھائیں۔ اور فرشتے تیرے واسطے رحمت کی دعا کریں ⁂ اور ایک دوسری روائت میں ہے۔ کہ ایک صحابی کے ہاں مع چند رفیقوں کے کھانا کھا کر فرمایا۔ اپنے بھائی کو بدلا دو۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کہ ہم کس طرح بدلہ دیں۔ فرمایا جب کوئی شخص کسی کے گھر جائے۔ اور وہاں کھائے پیئے اور اُس کے لئے دُعا کرے۔ یہی اُس کا بدلہ ہے ⁂

۲۱۴ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے - یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں - ایسے دل سے جس میں عاجزی نہ ہو - ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے - ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو - اور ایسے علم سے جس سے نفع نہ ہو - ان چاروں سے مجھے بچائے رکھ +

۲۱۵ - خدا کی پناہ مانگو کسی بلا (میں مبتلا ہونے) کی تکلیف سے - بدبختی کی گرفت سے - بری تقدیر سے - اور دشمنوں کی ہنسی سے +

(ف) ان حدیثوں سے ظاہر ہے - کہ دعا کا تعلق بہت کچھ نہیں - بلکہ بالکل دل کے ساتھ ہے - پس جب اپنے دل میں ہی نہ یقین ہو نہ قرار - نہ اعتقاد تو صرف منہ سے بڑبڑ کرکے دعا کرنا - اور پھر یہ کہنا کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوتی - ایک بے جا شکایت ہے - سب حاجتوں کے پورا ہونے کے واسطے خواہ کوئی کیسی ہی خفیف ہو - اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کرنی چاہیئے - اور اس سے ہی اپنے مدعا اور مقاصد مانگنے چاہیئیں - ایسا کرنا طبیعت میں عجز و انکسار پیدا کرتا ہے - جو ابنائے جنس کے ساتھ معاملات میں کامیابی حاصل کرنے کے ضروری سامان ہیں - دعا نہ کرنا طبیعت میں غرور اور تکبر پیدا کرتا ہے - اور یہ عادت معاملات میں ناکامیابی کا پیش خیمہ ہے - دعا سے دل کو اطمینان حاصل ہوتا ہے - اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے اور نیک اعمال کی عادت پیدا ہوتی ہے - اور ارادوں میں اگر وہ نیک ہوں تو کامیابی ہوتی ہے - یعنے دعا قبول ہو جاتی ہے +

دَین - یعنی قرض اور اُس کی ادائیگی

۲۱۶ - کبیرہ گناہوں کے بعد جن کی خدا نے ممانعت فرمائی ہے - سب سے بڑا گناہ حساب کے وقت خدا کے نزدیک انسان کا یہ ہوگا - کہ وہ (اس حالت میں) مر جائے - کہ اس کے ذمے اس قدر قرض ہو - کہ اُس کی ادائیگی کے لئے وہ (جائیداد) نہ چھوڑ مرا ہو +

۲۱۷ - جو شخص لوگوں سے اس نیت سے مال (قرض) لے - کہ وہ اُسے ادا کر دے گا - تو اللہ اُس سے ادا کرا دے گا - اور جو اس نیت سے لے - کہ وہ خورد برد کر لے - تو اللہ اُسے بھی برد کر دے گا +

۲۱۸ - دولت مند کا (قرض کے ادا کرنے میں) التوا کرنا ظلم ہے - جب کسی (قرض خواہ) کا قرضہ کسی مال دار آدمی کے ذمہ ڈالا جائے تو اُسے مان لینا چاہیئے +

۲۱۹ - صاحب توفیق کا (قرض کی ادائیگی میں) توقف کرنا (اس امر کو) جائز کر دیتا ہے - کہ اُس کی عزت میں فرق آئے - اور اُسے تنگ کیا جائے - ابن مبارک نے کہا - کہ یہ بھی جائز ہے - کہ اُس پر سختی کی جائے -

اور اُسے قید کیا جائے +

۲۲۰ - جو شخص یہ چاہے کہ قیامت کے دن کی سختیوں سے بچا رہے - اُسے چاہیئے - کہ تنگ دست کو (قرض ادا کرنے میں) مہلت دے - یا (قرض) معاف کر دے +

۲۲۱ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذمے ایک آدمی کا اونٹ تھا - اُس نے آکر تقاضا کیا - اور سخت کلامی کی - یہاں تک کہ بعض لوگوں نے (اُس کو سرزنش کرنے کا) قصد کیا - آپ نے فرمایا اسے کچھ نہ کہو - کہ تقاضا کرنا لینے والے کا کام ہے - پھر فرمایا اسے (اس کی چیز) دے دو - تلاش کی گئی - مگر اس کا سا (اونٹ نہ ملا - البتہ ایک اونٹ اُس سے (قدر سے) بڑا مل گیا - آپ نے فرمایا یہی دے دو - اُس نے کہا - تو نے مجھے پورا (قرضہ) دے دیا - خدا تجھے بھرا پُرا رکھے" - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ تم میں سے بہتر وہی شخص ہے (جو اپنے ذمے کی چیز) اچھی طرح ادا کرے - +

۲۲۲ - ابو قتادہ بیان کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی (کی میت) لائے - کہ آپ اُس کی نماز جنازہ پڑھیں - آپ نے فرمایا - کہ اپنے ساتھی کی نماز جنازہ آپ ہی پڑھ لو - کیوں کہ اُس کے ذمے قرض ہے - میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ میں نے اپنے ذمے لے لیا - آپ نے فرمایا - سارے کا سارا؟ میں نے عرض کیا (ہاں) سارے کا سارا - پھر آپ نے نماز پڑھی +

ذ - (ذکر)

۲۲۳ - جب لوگ بیٹھ کر اللہ کی یاد کرتے ہیں - تو فرشتے ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں - اُن پر رحمت چھا جاتی ہے - اور اُن کے دلوں میں تسلی اور اطمینان ہو جاتا ہے - اور اللہ اپنے پاس والوں سے اُن کا ذکر کرتا ہے +

۲۲۴ - اُس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر کیا جائے - اور اُس گھر کی جس میں اللہ کا ذکر نہ کیا جائے - زندہ اور مُردہ کی سی ہے - اور ایک روائت میں ہے - کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - کہ میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں - اور میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں - جب وہ مجھے یاد کرتا ہے - اور جب وہ میری یاد دل میں کرتا ہے - میں بھی اُس کی یاد دل میں کرتا ہوں - اور جب وہ میری یاد جماعت میں کرتا ہے - تو میں بھی اُس کی یاد جماعت میں کرتا ہوں - جو اس سے بہتر ہے - اور اگر وہ میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے - تو میں اُس کی طرف ہاتھ بھر بڑھتا ہوں - اور اگر وہ ہاتھ بھر آئے - تو میں دو ہاتھ اُس کی طرف جاتا ہوں - اور اگر وہ چل کر آئے - تو میں دوڑ کر اُس کے پاس جاتا ہوں +

۲۲۵ - جب کوئی شخص اپنے بستر پہ پاک اور صاف ہو کر لیٹے۔ اور پھر خدا کی یاد شروع کرے۔ اور یاد کرتا کرتا سو جائے۔ تو رات کو جب کروٹ بدلے گا۔ اس وقت جو بہتری دنیا اور آخرت کی اپنے لئے مانگے گا۔ خدا اسے عطا فرمائے گا ٭

۲۲۶ - اللہ کے عذاب سے بچانے والا خدا کے ذکر سے بڑھ کر اور کوئی عمل نہیں ہے ٭

ذم (یعنی مذمّت دنیا)

۲۲۷ - دنیا کی محبت سب گناہوں کی سردار ہے۔ اور ایک (یہی) چیز کی محبّت تمہیں اندھا اور گونگا کر دیتی ہے ٭ ؎ دنیائے دوں کی دے نہ محبّت خدا ظفر انساں کو پھینک دے ہے یہ ایمان و دیں سے دور

۲۲۸ - ابن مسعود روایت کرتے ہیں۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ آپ کھجوروں کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ اور بدن پر چٹائی کے نشان پڑے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم آپ کے لئے ایک بچھونا بنا لیتے ہیں۔ جو چٹائی پر ڈالا جائے۔ تاکہ آپ کے بدن پر نشان نہ پڑیں۔ آپ نے فرمایا مجھے دنیا (کی آسائش) سے کیا (غرض) میری اور دنیا کی مثال ایک سوار کی ہے۔ کہ اس نے ایک درخت کے سائے میں آرام کیا۔ اور اسے چھوڑا (اور چلتا ہوا) ؎

دنیا ہے سرائے اس میں تو بیٹھا مسافر ہے اور جانتا ہے یہاں سے جانا تجھے آخر ہے (ظفر)

شاگرد کی صدا تو سن لی۔ اب استاد کی پکار سن لیجئے ٭ ؎

نہیں ہے خانہ بدوشوں کو حاجت ساماں اساسہ چاہیئے کیا خانہ کمان کے لئے

مصلیٰ کی گلگشت کرنے والا اس طرح فریاد کرتا ہے ٭ ؎

مرا در منزلِ جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم جرس فریاد مے دارد کہ بربندید محمل ہا

(پیارے کے ڈیرے میں مجھے کیسے امن اور عیش میسّر ہو۔ جب گھڑیال ہر وقت دہائی دیتا رہتا ہے۔ کہ کجاوے باندھ لو۔)

عطار اپنی سادہ زبان میں ؟ سادگی کی اس طرح ہدایت فرماتے ہیں ٭ ؎

بے تکلف باش و آرائش مجو ترک راحت گیر و آسائش مجو

(بے تکلف ہو۔ اور آرائش نہ ڈھونڈھ۔ راحت چھوڑ دے۔ اور آسائش نہ ڈھونڈھ)

۲۲۹ - جب اللہ کسی بندے سے محبّت کرتا ہے۔ تو اُسے دنیا سے اس طرح روکتا ہے۔ جیسے تم میں سے کوئی اپنے بیمار کو پانی سے روکتا ہے (جب کہ اُس کا پینا اس کے لئے مضر ہوتا ہے)۔

۱۷ - (رحمت)

۲۳۰ - رحم کرنے والوں پر اللہ رحم کرتا ہے - تم زمین والوں پر رحم کرو - تم پر آسمان والا رحم کرے گا - رحم (خونی رشتہ) رحمٰن سے پیوستہ ہے - پس جو اُسے جوڑے گا - اللہ اُسے جوڑے گا - جو اُسے قطع کرے گا - اللہ اُسے قطع کرے گا +

۲۳۱ - جو شخص بندوں پر رحم نہیں کرتا - اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا - اور ایک روائت میں ہے - کہ بدبخت (کے دل) سے رحم نکال لیا جاتا ہے +

حالی نے اِن حدیثوں کے مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے + ؎

خدا رحم کرتا نہیں اُس بشر پر ۔ نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کسی کے گر آفت گذر جائے سر پر ۔ پڑے غم کا سایہ نہ اُس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر ۔ خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

۲۳۲ - جب خدا نے خلقت کو پیدا کیا - تو ایک کتاب میں جو اُس کے پاس عرش کے اوپر ہے لکھا - کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے +

۲۳۳ - اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سَو حصے کئے - ننانویں حصّے تو اپنے پاس رکھّے - اور صرف ایک حصّہ زمین پر اُتارا - اُس سے مستفیض ہو کر مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے - یہاں تک کہ ایک چوپایہ بھی اپنے بچے کو ضرر پہنچنے کے اندیشے سے اپنا سُم اُس پر سے اٹھا لیتا ہے +

۲۳۴ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک حکائت بیان فرمائی - کہ ایک مسافر کو بہت سخت پیاس لگی - وہ ایک کنوئیں پر پہنچا - اور اُس میں اُتر کر اُس نے پانی پیا - جب باہر آیا تو دیکھا - کہ ایک کتا مارے پیاس کے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے - اُس شخص نے خیال کیا - کہ جیسے پیاس سے مجھے تکلیف تھی - ایسے ہی اسے بھی ہو گی - وہ پھر کنوئیں میں اترا - اور اپنے موزے میں پانی لا کر اُس کتے کو پلا دیا - پھر آپ نے اِس شخص کی سعی کی مشکوری اور مقبولیت کا ذکر فرمایا - اِس پر لوگوں نے پوچھا - یا رسول اللہ کیا ہمارے حیوانوں (سے نیک سلوک کرنے) کا بھی اجر ہے؟ فرمایا - ہر ایک جاندار (سے نیک سلوک کرنے) کا اجر ہے +

سعدی نے اِس حدیث کے مضمون کو اس طرح منظوم کیا ہے + ؎

یکے در بیاباں سگے تشنہ یافت ۔ بروں از رمق در حیاتش نیافت
کلاہ دلو کرد آں پسندیدہ کیش ۔ چو حبل اندر آں بست دستارِ خویش
بخدمت میاں بست و بازو کشاد ۔ سگِ ناتواں را دمے آب داد

خبر داد پیغمبر از حال مرد | کہ داور گناہان او عفو کرد
کسے باسگے نیکوئی گم نہ کرد | کجا گم شود خیر با نیک مرد
کرم کن بر آن کت بر آید ز دست | جہانباں در خیر بر کس نہ بست
گر از پا در آید نماند اسیر | کہ افتادگاں را بود دستگیر

(ایک شخص نے جنگل میں ایک پیاسا کتا دیکھا — کہ اس کی زندگی میں کوئی دم ہی باقی تھا۔)
(اس نیک بخت نے اپنی کلاہ کا ڈول بنایا — اور رسی کی جگہ اس میں اپنی پگڑی باندھی۔)
(خدمت کے واسطے کمر باندھی اور تیار ہوا — اور بے تاب کتے کو ایک گھونٹ پانی کا پلایا۔)
(پیغمبر نے اس کے حال سے خبر دی — کہ خدا تعالیٰ نے اس کے گناہ معاف کر دیئے)
(اگر کسی نے کتے کے ساتھ نیکی کرنے کا پھل پالیا — تو آدمی کے ساتھ نیکی کی ہوئی کب ضائع ہوتی ہے)
(بخشش کر جس قدر کہ تیرے مقدور میں ہے — کیونکہ خدا نے نیکی کا دروازہ کسی پر بند نہیں کیا)
(جو شخص گرے ہوئے لوگوں کی مدد کرتا ہے — اگر وہ خود گر جائے تو دیر تک لاچاری کی حالت میں نہیں رہتا)

۲۲۵ - عبدالرحمٰن بن عبداللہ روایت کرتے ہیں - کہ ان کے والد نے بیان کیا - کہ میں اور چند اور شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں ہمراہ تھے - ہم نے ایک پرند جسے لال کہتے ہیں دیکھا اس کے ساتھ دو بچے تھے - جو ہم نے پکڑ لئے - وہ پرند بے تاب ہو کر تڑپنے لگا - اتنے میں آپ تشریف لے آئے - فرمایا - کس نے اس کے بچے پکڑ کر اسے تکلیف دی ہے؟ اس کے بچے چھوڑ دو - اور ایک چیونٹیوں کا بل دیکھا - جسے ہم نے آگ لگا دی تھی - فرمایا یہ کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا - کہ ہم نے ایسا کیا ہے - فرمایا کہ یہ شایاں نہیں - کہ آگ کے مالک (یعنے خدا) کے سوا کوئی کسی کو آگ سے عذاب دے +

ع میازار مورے کہ دانہ کش است | کہ جاں دارد و جان شیریں خوش است (فردوسی)

(اس کیڑے کو جو دانہ لئے جاتا ہے - مت دکھ دے - کہ اس میں بھی جان ہے - اور جان ہر ایک کو پیاری ہے)

سعدی نے اور پہلو لیا ہے - ع

زیر پائت گر بدانی حال مور | ہم چو حال تست زیر پائے پیل

(اپنے پاؤں کے نیچے اگر تو کیڑے کا حال قیاس کرے - تو یہی حال تیرا ہاتھی کے پاؤں کے نیچے ہے)

رفق - (یعنی نرمی)

۲۲۶ - نرمی جس میں ہو - اسے زینت دیتی ہے - اور جس میں نہ ہو - اس کی شان گھٹاتی ہے +

(ف) نرم مزاجی کا اثر لوگوں کے دلوں پر پڑتا ہے۔ اور حلیم طبع شخص کی لوگ تعریف اور عزت کرتے ہیں۔ اور یہ اُس کی زینت ہے۔ برخلاف اِس کے جس کے مزاج میں نرمی نہ ہو۔ لوگ اُس سے نفرت کرتے ہیں۔ اور اس سے اُس کی شان گھٹتی ہے۔ ؎

اے برادر گر خبرداری تمام — نرم و شیریں گوئی با مردم کلام
ہر کہ باشد تلخ گوئے و ترش رو — دوستاں از وے بگرداند روے (عطار)

(اے بھائی اگر تمہیں پوری خبر ہے۔ تو لوگوں کے ساتھ نرمی سے میٹھی بات کیا کر)
(جو کڑوا بولتا ہے۔ اور ماتھے پر بل رکھتا ہے۔ دوست اس سے مُنہ پھیر لیتے ہیں۔)

سعدی نے اس حدیث کے پہلے حصے کو اس طرح بیان کیا ہے۔ ؎

دریں حضرت آناں گرفتند صدر — کہ خود را فروتر نہادند قدر

(اس درگاہ میں اُنہوں نے صدارت حاصل کی ہے۔ جنہوں نے اپنے آپ کو قدر سے بہت دور رکھا)

۲۳۷۔ جو نرمی سے محروم ہوا۔ وہ نیکی سے بالکل محروم رہا۔

۲۳۸۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو کسی کام پر (متعین کرکے) بھیجتے تو فرماتے۔ اچھی اچھی باتیں سنایا کرنا۔ اور بُری باتیں نہ بتایا کرنا۔ اور آسانی سکھاؤ۔ مشکل میں مت ڈالو۔ ؎

بلبلا مژدہ بہار بیار — خبر بد بہ بوم شوم گذار۔ (سعدی)

(اے بلبل موسم بہار کی خوش خبری لا۔ بُری خبر بدبخت کے واسطے رہنے دے)

حدیث کے باقی مضمون کو حالی نے اس طرح منظوم کیا ہے۔ ؎

شریعت کے احکام تھے وہ گوارا — کہ شیدا تھے ان پر یہود و نصاریٰ
گواہ اُس کی نرمی کا قرآں ہے سارا — خود الدّینُ یسرٌ نبی نے پکارا[1]

ریا (یعنی دکھاوا)

۲۳۹۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک حکایت بیان فرمائی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ دکھاوے کے واسطے قرآن پڑھنے والا۔ کہ لوگوں میں قاری کے لقب سے مشہور ہو۔ مجاہد مقتول جو بہادری کا طلبگار ہو۔ اور مال دار آدمی نام کے لئے سخاوت کرنے والا۔ تینوں سب سے پہلے دوزخ میں جائیں گے۔

اِس حدیث کے پہلے حصہ پر حافظ کا یہ مصرعہ یاد آتا ہے (دام تزویر مکن چوں دگراں قرآں را)

[1] دین آسان ہے۔

(اوروں کی طرح قرآن کو فریب کا جال مت بنا)

اور تیسرے حصّہ سے عطار نے اِس طرح اقتباس کیا ہے۔

صدقہ کالودہ گردد باریا   کے بود آں خیر مقبولِ خدا

(وہ صدقہ جس میں دکھاوے کی آلائش ہو۔ کب خدا کے نزدیک مقبول ہو سکتا ہے)

۲۴۰ - جو شخص اِس واسطے علم حاصل کرے۔ کہ علما سے مقابلہ کرے۔ اور نادانوں سے جھگڑا کرے تاکہ اِس طرح خلقت کو اپنی طرف متوجہ کرے۔ وہ جہنم میں جائے گا ❊

۲۴۱ - قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بہت بُرے لوگوں میں تم اُن کو پاؤ گے۔ جو دو رخے ہوں یہاں اِس کی اور وہاں اِس کی بات کر دی ❊

ز (زکوٰۃ)

۲۴۲ - گھوڑے اور غلام میں نے تمہیں معاف کر دیئے ہیں (کہ اُن پر زکوٰۃ مت دیا کرو) مگر ہر چالیس مضروب (چاندی کے) درموں پر ایک درم صدقہ دیا کرو۔ پر ایک سو نوّے درموں تک کچھ زکوٰۃ نہیں۔ البتہ جب دو سو درم ہو جائیں۔ تو اُن پر پانچ درہم ہیں ❊

(ف) زکوٰۃ کا نصاب چاندی سونے زمین کی پیداوار اور مویشی کے واسطے الگ الگ ہے۔ باون روپے یا اِس قدر مالیت کی چاندی اگر سال بھر کسی کے پاس جمع رہی ہو تو اُس کا چالیسواں حصّہ یعنے اڑھائی روپیہ سیکڑہ کے حساب اُسے سال کے بعد زکوٰۃ کا دینا آتا ہے۔ باون سے اگر رقم کم ہو تو اُس پر زکوٰۃ نہیں۔ اِسی طرح باون سے اگر رقم زیادہ ہو۔ مگر دوسرے باون یعنے ایک سو چار سے کم ہو تو زائد رقم پر زکوٰۃ لازم نہیں ❊

سونا اگر ساڑھے سات تولہ سال بھر جمع رہے تو اُس کا پینتالیسواں حصّہ ۳ ماشہ یا اُس کی قیمت زکوٰۃ ہوگی ❊

زیور کی زکوٰۃ کے متعلق حدیثوں میں اختلاف ہے ❊

زمین کی پیداوار پر دسواں حصّہ۔ اور اگر زمین چاہی ہو۔ جس پر کہ خرچ زیادہ آتا ہے۔ تو اُس کا آدھا یعنے بیسواں حصّہ زکوٰۃ ہے۔ اکثر اقسام غلہ یا پھل کا نصاب بیس من انگریزی ہے ❊

مکان سامان اور جانوروں پر جو استعمال میں آتے ہیں۔ زکوٰۃ نہیں ہے ❊

مثل ہے۔ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد (یعنے خدا نے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں ایک ہی طرح

کی نہیں بنائیں -) کوئی چھوٹی ہے - کوئی بڑی - اور یہ فرق بے معنی نہیں ہے - کیونکہ ہاتھ کے سپرد جو کام ہے - اُس کا سرانجام بغیر اس چھوٹائی بڑائی انگلیوں کے ہو ہی نہیں سکتا - اِسی طرح انسانوں کا حال ہے - کہ کوئی اُن میں چھوٹا یعنے غریب اور کوئی بڑا یعنے امیر آدمی ہے - اور جب تک یہ فرق نہ ہو - دنیا کا انتظام چل نہیں سکتا - کسی اور موقعہ پر بیان ہوا ہے - کہ امیر کس قدر غریبوں کے محتاج ہیں - پس امن اور انتظام قائم رکھنے کے لیئے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ لوگ جن کے پاس اس قدر مال ہے - کہ ان کی روزمرہ کی ضروریات پوری کر کے بچ رہتا ہے غریبوں کی مدد کریں - جو بوجہ بیماری یا کمزوری اپنی روزی کمانے سے معذور ہیں - یا باوجود محنت کرنے کے اپنا گذارہ نہیں کر سکتے - ظاہر ہے - کہ یہ صدقہ اگر دینے والے کی مرضی پر چھوڑا جاتا - تو زرمے طلبی سخن دریں است (روپیہ مانگتے ہو - بات اس میں ہے) کا معاملہ پیش آتا - اور بہت لوگ نہ دیتے - اِس واسطے زکوٰۃ کا ادا کرنا لازمی قرار دیا گیا - (گو افسوس ہے - کہ بہت سے لوگ اب بھی ادا نہیں کرتے) امورِ خیر کے اخراجات کو پیش نظر رکھ کر اور لوگوں کو اس ضروری صدقہ کے ادا کرنے کے واسطے عادی بنانے کی غرض سے اسلام کی تاریخ کے ابتدائی زمانے میں زکوٰۃ سرکاری طور پر وصول ہوتی رہی - اور اس کے واسطے ایک عملہ تحصیل مقرر کیا گیا - مگر جب سلطنت نے وسعت پکڑ لی - تو اس صیغہ کو توڑ دیا گیا - کاش مسلمان اپنے طور پر انجمنوں کی معرفت اس صیغہ کو پھر جاری کریں اور لاکھوں روپیہ جس میں سے ایک معقول حصہ صدقہ دینے والوں کی ناواقفیت سے اپنے اصلی مصرف پر صرف نہیں ہوتا - وصول کر کے قوم کی ضروریات پر خرچ کریں +

۲۴۳ - آگاہ رہو - کہ جو شخص کسی مالدار یتیم کا ولی ہو - اُسے چاہیئے - کہ اُس کے مال کو تجارت میں لگائے - ایسا نہ ہو - کہ اسے کسی کام پر نہ لگایا جائے - اور اُسے زکوٰۃ ہی کھا جائے +

(ف) اپنے مال پر آدمی کا کلی اختیار رہوتا ہے - اِس واسطے اسے وہ کاروبار پر جس طرح مناسب سمجھتا ہے لگا دیتا ہے - مگر یتیم کا ولی یہ سمجھکر - کہ یتیم کا مال اُس کے پاس بطور امانت سپرد ہے اُسے کسی صورت میں بھی صرف نہیں کرنا چاہیئے - یا یہ اندیشہ کر کے کہ شائد تجارت میں نقصان ہو مال کو تجارت پر خرچ نہ کرے - تو یہ درست نہیں ہے - نیک نیتی سے تجارت پر مال لگانا چاہیئے - اور خدا سے منفعت کی امید رکھنی چاہیئے +

۲۴۴ - صدقہ میں حد سے زیادتی کرنے والا ویسا ہی ہے - جیسا کہ اُس کے روکنے والا +

(ف) صدقہ روکنے والا یعنے نہ دینے والا تو گناہگار رہتے ہی - مگر جو حد سے زیادہ صدقہ دے - وہ

چند دنوں میں اپنا سرمایہ صرف کر کے مفلس اور قلاش ہو جائے گا۔ اور اپنے اور اپنے متعلقین پر افلاس کے مصائب لا کر گناہ کا مرتکب ہوگا۔ پس میانہ روی ہمیشہ پسندیدہ فعل ہے۔

وگر ہر چہ داری بکف برنہی — کفت وقت حاجت بماند تہی (سعدی)

(اگر جو کچھ تیرے پاس ہے۔ ہاتھ پر رکھ کر خرچ کر دے۔ تو تیرا ہاتھ حاجت کے وقت خالی ہوگا۔)

۲۴۵۔ حسن رضا ابن علی رض۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے نے صدقہ کی آئی ہوئی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھائی۔ اور منہ میں ڈال لی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چھی چھی پھینک دو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں۔ کہ ہم خیرات نہیں کھاتے؟ یعنے ہمارے واسطے خیرات حلال نہیں +

(**ف**) وہ کھجور ناپاک نہیں تھی۔ کہ اُسے منہ سے نکلوایا گیا۔ غرض یہ تھی۔ کہ جس چیز کا کھانا جائز نہیں وہ کیوں کھائی جائے۔ نیز اس واقعہ سے یہ حکم ان سب لوگوں کے ذہن نشین ہو جائے۔ جن کے واسطے وہ مفہوم تھا۔ خیرات کے مال کی ذات میں نقد ہو۔ یا جنس۔ کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی۔ جو ناپاک مضر صحت یا فاسد خیالات پیدا کرنے والی ہو۔ البتہ جس شخص کو وہ مال بیٹھے بٹھائے بغیر مشقت ملتا رہے وہ ناکارہ ہو جاتا ہے۔ محتاجوں کی مدد کرنا تو درکنار اپنے واسطے بھی ہاتھ نہیں ہلاتا۔ کیوں کہ ایسا کرنے کی اُسے ضرورت نہیں پڑتی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس قسم کا مال کھانے والے نہ صرف سوسائٹی پر ایک بار گراں ہوتے ہیں۔ بلکہ اُن کے لئے مار آستین بن جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اپنی اولاد کے لئے خیرات کا کھانا ناروا کر دیا۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ خیرات کا مال کسی کو کھانا ہی نہیں چاہیئے۔ نہیں وہ جو محتاج اور مجبور ہیں۔ یعنے محنت کرتے ہیں۔ پھر بھی گذارہ نہیں چلتا یا بوڑھے ہیں یا بیمار ہیں۔ وہ اپنی معذوری کے زمانہ میں اسے کھا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ خیرات حاصل کرنے کو پیشہ بنانا اُن کی نیت نہ ہو +

۲۴۶۔ صدقہ غنی کے واسطے حلال نہیں ہے۔ سوائے پانچ (شخصوں) کے (۱) غازی (۲) صدقہ وصول کرنے والا ملازم (۳) قرض دار (۴) وہ شخص جس نے صدقہ کا مال خرید لیا ہو (۵) وہ شخص جسے کسی مسکین ہمسائے نے صدقہ کا مال (جو اُسے کہیں سے ملا) بطور تحفہ دیا ہو +

(**ف**) ان پانچ شخصوں میں سے اگر کوئی غنی بھی ہو تو بھی اُس کے واسطے صدقہ حلال ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ صدقہ کے مال کی ذات میں کوئی خرابی نہیں ہے +

۲۴۷۔ صدقہ غنی پر حلال نہیں ہے۔ اور نہ ہی تندرست اور توانا آدمی پر +

زہد اور فقر

۲۴۸ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضہ (اپنی بیوی) سے فرمایا کہ اگر تمہیں میرے ساتھ تعلق رکھنا پسند ہے - تو دنیا (کے اس قدر سامان ہی) پر گذارہ کرو - جس قدر کہ سوار کے پاس زادِراہ ہوتا ہے - دولت مند لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرو - اور کسی کپڑے کو پرانا سمجھ کر مت اتار پھینکو جب تک اسے پیوند نہ لگالو +

(ف) سوار اپنے پاس تھوڑا ہی زاد راہ رکھ سکتا ہے - ورنہ بوجھ زیادہ ہو جاتا ہے - اس سے مراد اختصار پسندی اور قناعت ہے - دولت مندوں کی صحبت سے غریب کے دل میں مایوسی حسرت اور آخرکار حسد پیدا ہو جاتا ہے - اِس لئے اِس سے منع فرمایا گیا - نیز جو ملاقات برابر کی نہ ہو - وہ انجام کار کمزور کے لئے خرابی کا موجب ہوتی ہے - اگر مستعمل کپڑا کسی محتاج کو دینا ہو - تو جس قدر وہ کم پھٹنے میں آیا ہے - اُسی قدر اُس غرض کے لئے اچھا ہے - اگر یہ نیت نہ ہو تو جب تک اُس کی حالت پیوند لگانے کی نوبت تک نہ پہنچ جائے - اُس کا چھوڑ دینا اسراف میں داخل ہے - اور اسی واسطے اپنے گھر میں اس کی ممانعت بھی فرمائی +

۲۴۹ - اے خدا محمد کی (یعنے میری) اولاد کو بقدر قیام زندگی رزق دے (دوسری روائت میں ہے - بقدر ضرورت رزق دے)

۲۵۰ - میں جنّت کے دروازے پر کھڑا ہوا - بہت لوگ جو اس میں داخل ہوئے وہ مسکین تھے - اور امیر لوگ روکے گئے - (کہ حساب دیں) اور دوزخیوں کو دوزخ کو جانے کا حکم ہو گیا - پھر میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا - تو دیکھا کہ بہت اشخاص جو اس میں داخل ہوئے وہ عورتیں تھیں +

(ف) مثل ہے - کہ ننگا کیا نہائے گا - اور کیا نچوڑے گا - مسکین اپنی روزی کی فکر میں رہتا ہے اور ہر وقت خدا کو یاد کرتا رہتا ہے - فسق و فجور عموماً اُن لوگوں سے سرزد ہوتے ہیں - جنہیں معاش کی تلاش میں حیران ہونا نہیں پڑتا - اور بے مشقت پیٹ بھر کر کھانا ملتا رہتا ہے - عورتوں میں سے بڑی بھاری تعداد بے علم ہے - پھر خانہ داری کے امور میں گھر میں مقید رہنے کی وجہ سے اُن کے معلومات اور تجربہ بہت کم ہوتے ہیں - اور اس طرح وہ اور بھی جاہل رہتی ہیں - اور یہ جہالت اُن کی ذلت کا موجب ہے +

۲۵۱ - مجھے غریبوں میں تلاش کرو - کیونکہ غریبوں کے ذریعے ہی تمہیں مدد اور روزی ملتی ہے +

(ف) امیر اور غنی کے سارے کام مثلاً مکان سامان اور کھانے پہننے کے متعلق غریب لوگ ہی کرتے

ہیں۔ جب تک غریب ہاتھ نہ ہلائے۔ امیر کے منہ میں کھانا نہیں پڑتا۔ یہ جو فرمایا مجھے غریبوں میں ڈھونڈھو۔ اِس سے یہ مراد ہے۔ کہ غریب لوگ سوسائیٹی کا ایک نہایت کارآمد جزو ہیں۔ انہیں حقیر سمجھ کر ان سے پرے مت رہو۔ مجھے تو ان کے مفید ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ اِس قدر محبّت ہے۔ کہ میں ان میں رہنا پسند کرتا ہوں۔ ان ہی وجوہ کو مدنظر رکھ کر دانایانِ سلف نے خدمت گار لوگوں کو مہتر۔ راجہ۔ اور خلیفہ جیسے معزز خطاب دیئے۔ کہ وہ خوشی خوشی اپنا کام کرتے رہیں۔ اور دل شکستہ ہو کر چھوڑ نہ دیں۔ اور سوسائیٹی کا انتظام درہم برہم نہ ہو جائے۔ آج بیسویں صدی عیسوی میں لوگ ان زریں اصولوں کی پروا نہیں کرتے۔ اور نتیجہ اس کا مخنتی اور مزدوروں کی آئے دن کی ہڑتالیں ہیں +

۲۵۲ ۔ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرا۔ آپ نے اپنے پاس بیٹھنے والے سے پوچھا۔ کہ اس شخص کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے ؟ اُس نے عرض کیا۔ یہ ایک شریف آدمی ہے۔ اور واللہ اس قابل ہے۔ کہ اگر نکاح کا پیغام بھیجے تو مان لیا جائے۔ اور اگر کوئی سفارش کرے تو وہ بھی مان لی جائے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ پھر ایک اور شخص کا گذر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اِسے کیسا سمجھتے ہو ؟ اُس نے عرض کیا۔ یہ ایک مسلمان فقیر ہے۔ اور واللہ اس لائق ہے۔ کہ اگر نکاح کا پیغام بھیجے تو منظور نہ کیا جائے۔ اور اگر سفارش کرے تو وہ بھی قبول نہ کی جائے۔ اور اگر کچھ کہے۔ تو اُس کی بات نہ سنی جائے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر پہلے شخص جیسے لوگوں سے زمین بھر جائے تو یہ بہت اچھّا ہے +

(**ف**) ترمذی کی ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ زہد اس کو نہیں کہتے کہ حلال چیز کو حرام کر دیا جائے۔ یعنی ان نعمتوں کو جو خدا نے انسان کے واسطے پیدا کی ہیں ترک کر دیا جائے۔ جیسے بعض لوگ بعض لذیذ چیزوں کا نفس کشی کے عذر سے کھانا چھوڑ دیتے ہیں۔ یا مال کو جو اللہ نے دے رکھا ہے۔ اُس سے مستفید نہ ہوں اور اِس طرح اسے ضائع کیا جائے۔ توجہ کریں وہ لوگ جو کہا کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیاوی وجاہت سے رغبت نہ تھی۔ اور فقر کو پسند فرماتے تھے الفقر فخری والفقر منی (فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے) ایک مشہور حدیث ہے۔ مگر نہ مشکوٰۃ المصابیح میں نہ تیسیر الوصول میں درج ہے۔ اور اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ یہ صحاح ستہ کی حدیث نہیں ہے۔ بلکہ اس کے مضمون کے برخلاف یہ حدیث بیان کی جاتی ہے الفقر سواد الوجہ فی الدارین (فقر دونوں جہان میں منہ کالا ہے) یہ حدیث بھی تیسیر الوصول میں نہیں ہے۔ خیر اگر پہلی حدیث کو جس کی صحت قابل اعتبار نہیں اور وضعی کہی جاتی ہے۔

بفرضِ محال مان بھی لیا جائے۔ تو فقر سے اس کے اصطلاحی معنے تزکیۂ نفس اور رضا بقضا مراد ہیں۔ نہ لفظی معنے گداگری اور خرقہ پوشی + ذوق نے کہا ہے + ؎

اے ہما پیشِ فقیری سلطنت کیا مال ہے   بادشاہ آتے ہیں پابوسِ گدا کے واسطے

یہ صرف شاعری خیال نہیں۔ بلکہ اصلی واقعہ ہے۔ لکھا ہے کہ سکندر اعظم جو قریباً تو سو برس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر ہوا ہے۔ اپنے وقت کے ایک مشہور فقیر دیوجانس کلبی نام کے سلام کو گیا۔ جاڑے کا موسم تھا۔ اور فقیر دھوپ تاپ رہا تھا۔ شاہنشاہ پاس جاکر سورج کی طرف پیٹھ کرکے کھڑا ہو گیا۔ اور اُس کے سایہ سے فقیر کی دھوپ رک گئی۔ رخصت کے وقت سکندر نے کہا۔ کوئی خدمت فرمائیے۔ فقیر نے جو سکندر کے کھڑے رہنے کے وقت تک بالکل مستغنی رہا۔ کہا ذرا میری دھوپ چھوڑ دو اور بس۔ بادشاہ کی طبیعت پر ایک حیرت سی طاری ہو گئی۔ اور بولا اگر میں سکندر نہ ہوتا۔ تو ضرور دیوجانس ہوتا۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ کہ سلاطین یورپ پوپ اعظم کے دست نگر تھے +

اورنگ زیب عالمگیر نے جو ایک بڑا متشرع اور بیدار مغز بادشاہ تھا۔ اپنے رقعات میں لکھا ہے۔ کہ اُن کا والد شاہنشاہ ہند شاہ جہاں۔ ایک دفعہ شاہ عبداللطیف صاحب بری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ درویشاں اور زائراں کے اخراجات کے واسطے کوئی گاؤں شاہ صاحب کو بطور جاگیر دیا جائے۔ شاہ صاحب نے نہایت استغنا سے فرمایا۔ ؎

شاہِ ما رادِہ دہد منّت نہد   رازقِ ما رزق بے منّت دہد

(بادشاہ اگر ہمیں گاؤں دے گا تو احسان کرے گا۔ ہمارا رازق بغیر احسان کرنے کے ہمیں رزق دیئے جاتا ہے۔) روحانی تعلیم کا آغاز پیغمبروں سے ہوا ہے۔ اب بھی جو ان کے قدم بقدم چلتے ہیں۔ اس سے مستفیض ہوتے ہیں۔ اور یہی فقیر ہیں۔ جن کی پابوسی کے واسطے بادشاہ آتے ہیں افسوس ہے۔ یورپ کی تعلیم مادہ پرستی اس روحانی تعلیم کا ناس کر رہی ہے +

۲۵۳ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو دنیا کا ذکر ہوا۔ فرمایا۔ کیا تم سنتے نہیں کہ سادگی ایمان (کی علامت) ہے ؟ +

۲۵۴ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک شخص کی عبادت۔ اور ایک شخص کی پرہیزگاری کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ پرہیزگاری کے برابر کوئی چیز نہیں ہے + ؎

بچا یا برائی سے اُن کو یہ کہہ کر   کہ طاعت سے ترکِ معاصی ہے بہتر
تورّع کا ہے ذات میں جن کی جوہر   نہ ہوں گے کبھی عابد اُن کے برابر

کرو ذکر اہلِ ورع کا جہاں تم   نہ لو عابدوں کا کبھی نام واں تم   (حالی)

(ف) عبادت کا تعلق صرف اپنے نفس کے ساتھ ہے۔ مگر پرہیزگاری کا اثر دوسروں پر پڑتا ہے۔ مثلاً پرہیزگار۔ لوگوں کے حقوق تلف نہیں کرتا۔ بیگانہ مال نہیں کھاتا۔ اور کسی کو نہیں ستاتا اس واسطے اسے عابدوں پر ترجیح دی ٭

۲۵۵۔ انسان پرہیزگاری کی حقیقت کو نہیں پہنچتا۔ جب تک وہ اشیٰ کو نہ چھوڑ دے۔ جس میں کوئی شبہ نہ ہو۔ اس خیال سے کہ مشتبہ چیز سے بچ جائے ٭

(ف) بعض امیر اور فقیر کسی قسم کا تحفہ قبول نہیں کرتے۔ بعض ان میں سے خفیف چیزیں قبول کر لیتے ہیں۔ اور پھر اسی طرح ان کی عادت بڑھتے بڑھتے نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے۔ کہ جو آئے ہڑپ۔ حلال ہو۔ یا حرام۔ اگر بے عیب چیز سے بھی پرہیز رہیگا۔ تو مشتبہ شے کے استعمال کا امکان ہی نہیں ہوگا ٭ ۵

چیست تقویٰ ترک شبہات و حرام   از لباس و از شراب و از طعام   (عطار)

(مشتبہ اور حرام چیز کا چھوڑنا پرہیزگاری ہے۔ خواہ پہننے کی ہو۔ خواہ کھانے پینے کی۔

زینت

۲۵۶۔ انسؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک خط لکھا (مجلس میں سے کسی نے) عرض کیا۔ کہ وہ لوگ (مکتوب الیہ) اس خط کو نہیں پڑھتے جس پر مُہر نہ ہو۔ پس آپ نے ایک انگوٹھی چاندی کی لی۔ اس پر کلمہ کے الفاظ (محمد رسول اللہ) کندہ کروائے اور لوگوں کو فرمایا۔ کہ میں نے چاندی کی انگوٹھی لی ہے۔ اور اس میں محمد رسول اللہ کندہ کروایا ہے۔ کوئی شخص یہ کندہ (اپنی انگوٹھی پر) نہ کروائے ٭

اور ایک روایت میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنی اُس کا نگینہ عقیق کا تھا۔ اور نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے ٭

۲۵۷۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی۔ لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ یہ دیکھ کر آپ زیب فرمائے منبر ہوئے۔ انگوٹھی اُتار کر فرمایا۔ واللہ میں پھر کبھی نہیں پہنوں گا۔ اس پر سب لوگوں نے اپنی اپنی انگوٹھیاں اتار دیں ٭

(ف) سونا عام مروّجہ دھاتوں میں سے بہت ہی قیمتی دھات ہے۔ اس کی انگوٹھی بنا کر اسے

بیکار کر دینا - اور نفع سے محروم رہنا - ایک ایسا فعل ہے - جو سوسائٹی کے لئے غیر مفید ہے - آپ نے اس سے بچنے کی ایک نہائت مؤثر طریق سے تعلیم فرما دی - اور چونکہ آپ کو ایک انگوٹھی کا مُہر کے واسطے رکھنا ضروری تھا - وہ چاندی کی بنوالی +

۲۵۸ - حضرت عائشہ سے روائت ہے - کہ عتبہ کی بیٹی ہندہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی - کہ مجھ سے بیعت لیجئے - فرمایا - میں تم سے بیعت نہیں لوں گا - جب تک تم اپنے ہاتھوں (کے مہندی کے رنگ) کو نہ بدلو گی وہ تو اس وقت ایسے ہیں - گویا درندے کے ہاتھ ہیں +

۲۵۹ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خلوق (ایک رنگ دار خوشبو) لگائے دیکھا - فرمایا جا اسے دھوڈال - اور پھر دھوڈال - اور پھر کبھی ایسا مت کر +

۲۶۰ - عبداللہ بن جعفر روائت کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (ان کے والد) جعفر کی اولاد کو (ان کی وفات پر) تین دن کے (ماتم کے واسطے) مہلت دی - پھر ان کے پاس تشریف لائے - اور فرمایا - آج سے میرے بھائی کا ماتم مت کرو - پھر فرمایا - میرے بھتیجوں کو میرے پاس بلاؤ - ہم آئے گویا ہم چوزے سے تھے - فرمایا حجام کو بلاؤ - (وہ حاضر ہوا) اسے حکم دیا - اور اس نے ہمارے سر مونڈ دیئے +

(**ف**) چوزے سے مراد چھوٹا پن - بے کسی اور کس مپرسی کی حالت ہے - اور بال منڈوا دیئے - کہ اس پژمردگی اور رنج وغم کی حالت میں کون ان کو سنوارے بنائے گا - دنیا میں سب سے بڑا بھاری حادثہ انسان کی موت ہے - اِس لئے قدرتاً اس پر بہت رنج وغم اور رونا پیٹنا ہوتا ہے - مگر یہ سب رنج وغم اور رونا اپنے دکھوں کا ہوتا ہے - کہ مرنے والے سے جو مدد اور فائدے پہنچتے تھے - اس سے محروم ہو گئے - ماتم والے گھر کے لوگ کاروبار چھوڑ دیتے ہیں - اور ہر وقت اپنے متوفی کی یاد کر کے رنج وغم میں رہنے اور کھانا نہ کھانے یا بے وقت کھانے سے بیمار اور کمزور ہو جاتے ہیں - بعض دفعہ تو بعض پس ماندہ لوگ اپنی جان تک کھو بیٹھتے ہیں - ایک تو گھر کا ایک آدمی کم ہو گیا - جو کم وبیش کارآمد تھا - دوم پس ماندے ماتم کے سبب بے کار اور بیمار ہو گئے - اِس لئے ماتم کا تین دن سے زیادہ کرنا منع فرمایا کہ زندگی کے کاروبار - اور آسائش میں ہرج واقعہ نہ ہو +

۲۶۱ - موچھیں کاٹ ڈالو - اور ڈاڑھی کو مت چھیڑو - دوسری روائت میں ہے - یہ لازم بات ہے - کہ ناف کے نیچے کے بال مونڈے جائیں - ناخن لئے جائیں اور موچھیں کتری جائیں +

(ف) کھانے کے وقت مونچھیں ہارج ہوتی ہیں۔ خاص کر پانی میں تو ڈوب جاتی ہیں۔ اور اسے غیر مصفا کر دیتی ہیں۔ اس لیئے ان کے کاٹنے کا حکم فرمایا +

۲۶۲۔ خوشبو اور عورت کے واسطے میرے دل میں محبت پیدا کی گئی ہے۔ اور نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک رکھی گئی ہے +

(ف) نماز سے دل کو اطمینان ہوتا ہے۔ جس سے مراد آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ خوشبو سے دل کو فرحت ہوتی ہے۔ اور پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ عورت کی محبت پر نظام عالم کا انحصار ہے۔ اور مرد کو اس کی ایسی ضرورت ہے۔ کہ خالق نے جب پہلا مرد (آدم) پیدا کیا۔ تو سب سے پہلی چیز جو اس کی آسائش کے لیئے بہم پہنچائی گئی وہ عورت تھی۔ اگر ایسا ممکن ہو کہ کسی وقت دنیا سے عورت کی محبت معدوم ہو جائے۔ تو اُسی وقت نظام عالم کا کل کارخانہ اس طرح بند ہو جائے۔ جیسے چلتی چلتی گھڑی اس کے سپرنگ ٹوٹ جانے سے یک لخت بند ہو جاتی ہے۔ متاہل یعنے عیال دار ہو کر زہد و تقوے کرنا اور بنی نوع کی فلاح میں وقت صرف کرنا اور ساعی رہنا اعلےٰ ترین اوصاف انسانی میں سے ہے +

جو متاہل نہیں وہ قانون قدرت کے خلاف چلتا ہے۔ اور قدرت کے قانون کے برخلاف چلنے میں کوئی خیر و خوبی نہیں + ؎

چیست دنیا از خدا غافل بُدن ۔۔۔ نے قماش و نقرہ و فرزند و زن (مثنوی)

(خدا سے غافل ہونے کا نام دنیا ہے۔ نہ ساز و سامان۔ زر۔ بال بچوں اور بیوی کا)

۲۶۳۔ جس شخص کے سامنے خوشبو پیش کی جائے (مثلاً عطر کا پھویا یا پھول) تو اسے چاہیئے کہ واپس نہ کرے۔ کیونکہ اس کی بو اچھی ہے۔ اور بوجھ کچھ نہیں +

۲۶۴۔ جس عورت نے خوشبو کی دھونی لی ہوئی ہو۔ وہ ہمارے ساتھ رات کی آخری نماز (عشا) میں شریک نہ ہو +

(ف) اِس حکم سے جو غرض ہے۔ وہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ مقابلہ کیا جائے اس سج دھج اور بناؤ سنگار سے جس سے مزّین ہو کر عورتیں آج کل مردوں کی مجلس میں دن ہو یا رات بلا تامل جاتی ہیں ؎ بہ بین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔ (راہ کا فرق دیکھو کہ کہاں سے کہاں تک ہے) پھر انجام جو ہے سو ہے +

۲۶۵۔ لعنت کی گئی ہے۔ اس عورت پر جو بغیر عذر کے بالوں میں جوڑ لگائے یا لگوائے۔

ابرو کے بال چنے یا چنوائے۔ اور چہرے پر تل گودے یا گدوائے +

(ف) یہ آرائشیں اس قسم کی ہیں۔ کہ فطرت میں مداخلت کرتی ہیں۔ اور تکلیف دیتی ہیں۔ اس واسطے ممنوع قرار دی گئیں +

۲۶۶ ۔ براء سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں (کے استعمال) سے منع فرمایا۔ (وہ یہ ہیں) (۱) سونے کی انگوٹھی (۲) سونے چاندی کے برتن۔ (۳) سرخ زین پوش (۴) قسی (۵) استبرق (۶) دیباج (۷) اور حریر +

(ف) پچھلے چاروں ریشمی کپڑے ہیں۔ یہ سب چیزیں فضول خرچی میں داخل ہیں۔ اس واسطے ان کا برتنا منع کیا گیا۔ ریشمی کپڑے کے متعلق کسی اور مقام پر زیادہ وضاحت سے لکھا جائے گا +

سونے چاندی کے برتنوں پر بہت خرچ آتا ہے۔ اگرچہ فی زمانہ دولت کی افراط کے سبب لوگ ایسے اخراجات کی کم پرواکرتے ہیں۔ مگر زیادہ دولت ہونے کی یہ غرض نہیں ہونی چاہیئے کہ وہ بیجا طور پر صرف کی جائے۔ جو روپیہ برتنوں پر خرچ کرکے بیکار کر دیا جاتا ہے۔ وہ کسی کار خیر پر صرف ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی عوام کے لئے کار خیر پر نہ صرف کرے۔ تو اپنے کاروبار پر ہی خرچ کرلے۔ دونوں حالتوں میں وہ نفع دے گا +

روپیہ اور زیور کی ہمیشہ بہت حفاظت کی جاتی ہے۔ مگر برتنوں کی خواہ وہ سونے چاندی کے ہوں۔ اس قدر حفاظت نہیں کی جاتی اور نہ ہو سکتی ہے۔ کیونکہ بسا اوقات ان کے استعمال کی ضرورت رہتی ہے وہ اس لئے مقفل نہیں رکھے جا سکتے۔ اور اس طرح آسانی سے ان کی چوری ہو جاتی ہے۔ اور زر کا نقصان ہو جاتا ہے۔ پھر کثرت استعمال سے وہ ٹوٹ بھی جاتے ہیں۔ اور اس وقت اونے پونے داموں بکتے ہیں۔ اگر سستی چیز کے برتن ہوں تو نہ ان کی چوری کا زیادہ اندیشہ نہ ان کے ٹوٹنے سے اتنا نقصان۔ کیا خوب کہا ہے:۔ ؎

ساغر جم سے میرا جام سفال اچھا ہے (غالبؔ)
اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا

۲۶۷ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا۔ جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ فرمایا۔ کیا اسے کوئی چیز نہیں ملتی۔ جس سے اپنے بال سنوارے۔ اور ایک اور شخص کو دیکھا۔ کہ اس کے کپڑے میلے تھے۔ فرمایا کیا اسے پانی نہیں ملتا۔ کہ اپنے کپڑے دھوئے

س (سخاوت اور کرم)

۲۶۸ - سخی اللہ سے قریب ہے۔ لوگوں سے قریب ہے۔ جنت سے قریب ہے۔ آگ سے دور ہے۔ اور بخیل اللہ سے دور ہے۔ لوگوں سے دور ہے۔ جنت سے دور ہے۔ اور (دوزخ کی) آگ سے نزدیک ہے۔ اور جاہل سخی اللہ کو عابد بخیل سے زیادہ بھاتا ہے ؎

(ف) سخی اپنی دولت کو خدا کی دین سمجھتا ہے۔ ہمیشہ اس کے دل میں خدا کی یاد رہتی ہے اس نعمت کے شکریہ میں لوگوں کی روپیہ پیسہ اور دیگر کام آنے والی اشیاء سے امداد کرتا رہتا ہے وہ اس کے پاس بلا خوف آتے جاتے ہیں۔ اور اس کے ممنون ہو کر اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اور اگر اتفاق سے اسے بھی کبھی ان کی مدد کی ضرورت پڑ جائے تو وہ دل وجان سے تیار ہوتے ہیں۔ اور ایسے شخص کا انجام کار روحانی خوشی ہے۔ احسان کا اثر حقیر ترین جانور کے دل پر بھی ہو جاتا ہے۔ انسان تو انسان ہی ہے۔ احسان مند چوہیا کی کہانی مشہور ہے۔ کہ اس نے وقت پڑے پر شیر کی جان بچا دی تھی۔ کہ اس کا جال کتر کر اسے رہائی و مدد دی تھی۔ برخلاف اس کے بخیل نہ خدا کا دھیان رکھتا ہے نہ کسی سے ملتا ہے۔ نہ کوئی اس کے پاس آتا ہے نہ اس کے مال سے کسی کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اس لئے نہ کوئی اس سے محبت رکھتا ہے اور نہ ضرورت کے وقت اس کی خوشی سے مدد کرتا ہے۔ اور انجام کار اس کا روحانی عذاب ہے ۔ ۔ ؎

بخیل ار بود زاہد بحر و بر ۔۔۔ بہشتی نباشد بحکم خبر (سعدی)

(بخیل اگرچہ بڑا بھاری عبادت کرنے والا ہو۔ وہ حدیث کے رو سے بہشتی نہیں ہے)

از سخاوت مرد یابد سروری ۔۔۔ شکر نعمت را دہد افزوں تری (عطار)

(سخاوت سے آدمی سرداری حاصل کر لیتا ہے۔ نعمت کا شکر (یعنے سخاوت کرنا اس میں) بیشی کرتا ہے)

دیگر ؎ ۔۔۔ در رخ مرد سخی نور و صفا است ۔۔۔ زانکہ در جنت قرین مصطفےٰ ہست

حق تعالےٰ بر در جنت نوشت ۔۔۔ اینکہ جائے اسخیا باشد بہشت

(سخی مرد کے منہ پر نور اور صفائی ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جنت میں مصطفےٰ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہمسایہ ہے) (خدا تعالےٰ نے جنت کے دروازے پر لکھا ہے۔ کہ سخیوں کا ٹھکانا (یہ) بہشت ہے)

۲۶۹ - خیرات کیا کرو۔ کہ تم (عورتوں) میں سے اکثر جہنم کا ایندھن ہیں (اس پر) عورتوں میں سے ایک متوسط حیثیت کی سیاہ رخساروں والی عورت کھڑی ہو گئی اور پوچھا یا رسول اللہ عورتیں کیوں

جہنم کا ایندھن ہیں؟ فرمایا۔ اِس واسطے کہ تم شکوہ شکایت بہت کرتی ہو۔ اور خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو۔

سفر اور اس کے آداب

۲۷۰ - یا خدا میری امّت کے لئے دن کے پہلے حصے میں برکت دے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سپاہ کو روانہ فرماتے۔ تو دن کے پہلے حصے میں ہی روانہ فرماتے۔

(ف) صبح کے وقت انسان تازہ ہوتا ہے۔ جو کام جسمانی یا دماغی قوّت کا ہو۔ اس وقت اچھی طرح سرانجام پاتا ہے۔ سفر کے واسطے تو صبح کا وقت خاص کر بہت موزون ہے۔ تاکہ دھوپ سے بچ کر پہلے حصّہ دن میں منزل طے کر کے دوسرے حصے میں فراغت سے آرام اور اپنا کام کاج کریں۔

۲۷۱ - لوگ اگر تنہائی (کی کیفیت) سے (ایسے) واقف ہوتے جیسے میں ہوں تو (کوئی) سوار رات کو اکیلا نہ چلتا۔ ؎

اے پسر ہرگز مرو تنہا سفر　　باشدت رفتن سفر تنہا خطر (عطار)

(اے لڑکے اکیلا ہرگز سفر نہ کر۔ اکیلے سفر کرنے میں تجھے خطرہ ہے۔)

۲۷۲ - شیطان ایک یا دو (مسافروں کو اذیت پہنچانے) کا قصد رکھتا ہے۔ مگر جب تین ہو جائیں (تو اذیت پہنچانے کا) قصد نہیں کرتا۔ یعنے ان کی طاقت اور جمعیت اس قدر ہو جاتی ہے۔ کہ کسی شیطان کو اذیت پہنچانے کی رغبت اور جرأت نہیں رہتی۔

۲۷۳ - جب تین شخص (مل کر) سفر کو جائیں۔ تو ایک کو اپنا سردار بنالیں۔

(ف) یہ وہی جمہوری آئین کا ایک اصول ہے۔ جس کی پابندی مغربی قومیں آج کل بات بات میں کر کے اپنے اغراض میں کامیابی حاصل کرتی ہیں۔ اور بڑے فخر سے اسے اپنی اختراع سمجھتی ہیں۔ ایک آدمی کو سردار مقرر کرنے سے انتظام قائم ہو جاتا ہے۔ اور کاروبار آسانی سے اور خاطر خواہ طور پر ہو جاتے ہیں۔

۲۷۴ - لوگ جب کسی منزل پر ڈیرہ ڈالتے تو پہاڑوں کے دروں اور وادیوں میں منتشر ہو جاتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تمہارا یہ منتشر ہو جانا شیطانی حرکت ہے۔ اس کے بعد ڈیرہ ڈالنے کے وقت وہ ایک دوسرے سے اس قدر قریب ہوتے۔ کہ اگر ان پر ایک کپڑا ڈالا جاتا۔ تو وہ انہیں ڈھانپ لیتا۔

(ف) حفاظت کا خیال اس حکم میں مدنظر تھا - کہ زیادہ جمعیت کو لوٹنے مارنے کے واسطے چور اور رہزن وغیرہ کو جرأت نہیں ہوتی ٭

۲۷۵ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سفر میں سب سے پیچھے رہتے۔ ناتوان کو اٹھا کر اپنے پیچھے بٹھا لیتے - اور اس کے واسطے دعا کرتے ٭

۲۷۶ - اُس عورت کے لیئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے - جائز نہیں - کہ ایک دن اور رات کی مسافت کا سفر کرے - اِلّا اس صورت میں کہ اُس کے ہمراہ اس کا خاوند ہو - یا کوئی رشتہ دار جس کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے - مثلاً باپ - بھائی - بیٹا - بھانجا وغیرہ ٭

(ف) یہ ظاہر ہے - کہ سفر سے پیدل یا پیٹھ سواری کا سفر مراد ہے - کہ اس میں اکیلی عورت کی عفت میں دست اندازی کا احتمال ہے - مگر آج کل تو ریل کے سفر بھی خطرناک ہو گئے ہیں - گو پہلے ایسے نہیں تھے ٭

۲۷۷ - کوئی مرد تنہائی میں کسی عورت کے پاس نہ رہے - سوائے اس کے کہ اس کا خاوند یا کوئی اور رشتہ دار جس کے ساتھ نکاح جائز نہ ہو اس کے پاس ہو - یہ سن کر ایک آدمی کھڑا ہو گیا - اور عرض کیا - یارسول اللہ میری عورت حج کو چلی ہے - اور میرے نام فلاں فلاں مہم میں (شریک ہونے کا) حکم ہوا ہے - فرمایا (مہم کو) چھوڑ دو - اور اپنی عورت کے ساتھ حج کو جاؤ ٭

۲۷۸ - سفر عذاب کی ایک چیز ہے - کہ ہر ایک کو کھانے پینے اور سونے سے روکتا ہے - پس جب کسی کا مطلب پورا ہو جائے - یعنے کام ہو جائے - تو فوراً اپنے گھر آجائے ٭

۲۷۹ - سفر سے واپس آنے والوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس غرض سے کہ اپنی عورتوں کی خیانت دیکھیں اور ان پر تہمت لگائیں راتوں رات (بلا اطلاع) ان کے پاس آنے سے منع فرماتے تھے ٭

ایک اور روائت میں ہے - کہ جن عورتوں کے خاوند گھر میں نہیں اور پردیس میں ہیں - ان کے پاس مت جاؤ - کیوں کہ شیطان ہر ایک انسان کے خون کے دور میں رواں ہے ٭

دوسری روائت میں ہے - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب جنگ یا سفر سے رات کو واپس تشریف لاتے تو (گھر میں) نہ داخل ہوتے - جب تک صبح نہ ہو جاتی - اور فرماتے (عورتوں کو) مہلت دو کہ (بالوں کو) کنگھی کر لیں - اور خوشبو لگا لیں - اور زیر ناف کے بال لے لیں ٭

(ف) رات کو بلا اطلاع گھر میں آنے سے اگر مرد کی یہ نیت ہو - کہ وہ اپنی بیوی کی وفا کا امتحان کرے تو بھی معیوب ہے - کہ ایمان دار آدمی کا گمان نیک ہونا چاہیئے - اور اگر یہ نیت نہ بھی ہو تو

ممکن ہے کہ بیوی کے دل میں یہ خیال گذرے کہ میرا خاوند میرا امتحان کرتا ہے۔ اور اس سے فساد کی جڑ گھر میں قائم ہو جائے۔ پھر عموماً نیک بخت عورتیں اپنے خاوند کی عدم موجودگی میں اپنے بناؤ سنگار کی طرف کچھ توجہ نہیں کرتیں۔ اور بعض اوقات بعض عورتیں تو اپنے شوہر کی محبت میں محو ہو کر اور اس خیال سے کہ کسے دکھانا ہے۔ اپنا روزمرہ کا لباس بھی اس قدر معمولی رکھتی ہیں کہ ان کی حیثیت سے بہت کم۔ ایسی صورت میں اگر خاوند بلا اطلاع گھر میں آجائے۔ تو بیوی کو ایسی ردی حالت میں دیکھ کر اندیشہ ہے۔ کہ اس کا دل نفرت کر جائے۔ پس ان ہی وجوہ سے بلا اطلاع گھر میں جانے کو منع فرمایا +

سبق - یعنی گھوڑ دوڑ

۲۸۰ - گھوڑوں میں سے وہ گھوڑا رکھو جو کمیت پنج کلیان یا سرنگ پنج کلیان یا مشکی پنج کلیان ہو۔ یا مشکی ہو +

(ف) ان رنگوں کے گھوڑے جو اوپر مذکور ہوئے۔ بہت خوب صورت اور مضبوط ہوتے ہیں۔ اس واسطے انہیں ترجیح دی۔ ورنہ اور رنگوں کے گھوڑے رکھنے کی ممانعت نہیں ہے +

۲۸۱ - گھوڑے کی پیشانی کے بال مت کترو۔ کیوں کہ ان کے ساتھ نیکی بندھی ہوتی ہے۔ نہ ہی ایال کہ وہ اسے سردی سے بچاتے ہیں۔ اور دُم کے بال بھی نہ کترو۔ کہ وہ اسے چوری کا کام دیتے ہیں +

(ف) پیشانی کے بال رکھنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے۔ کہ بھاگا ہوا گھوڑا جب پکڑا جاتا ہے۔ اور رسا پاس نہیں ہوتا۔ تو مالک ان پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر گھوڑے کو اپنے تھان پر لے آتا ہے۔ اور یہ بھی ایک نیکی ان بالوں کی ہے۔ کہ ان کی بدولت گھوڑا قابو میں آجاتا ہے۔ ایال کا فائدہ تو خود حدیث کے لفظوں میں درج ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے۔ کہ جب گھوڑا خودسر ہو جائے۔ اور لگام ٹوٹ جائے۔ تو ایال کو ہاتھ ڈال کر سوار اپنے آپ کو تھام لیتا ہے +

۲۸۲ - سوال :- مسلمانوں میں سب سے بڑا گنا ہگار وہ ہے۔ جو کسی شئے کی بابت سوال کرے۔ جو حرام نہ تھی۔ اور اس کے پوچھنے کی وجہ سے حرام ہو گئی +

(ف) اس حدیث میں تعلیم ہے اس بات کی۔ کہ آدمی کو چیستی ہونے اور خواہ نخواہ حجت کرنے کی عادت نہیں چاہیئے +

۲۸۳ - سحر :- جس شخص نے (دھاگے میں) گرہ لگائی اور پھر اس پر دم کیا۔ یعنے پھونک ماری

اس نے جادو کیا۔ اور جس نے جادو کیا۔ اُس نے خدا کے ساتھ شریک ٹھہرایا۔ اور جو (گلے یا کسی اور مقام میں) کوئی چیز لٹکائے۔ وہ اُس کے حوالے کیا جائے گا ٭

(ف) حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ جو کہ بڑے پایہ کے صحابی تھے۔ حسب روایت ابو داؤد اپنے سیانے بچوں کو بلیات سے بچانے کے لئے دعائیں سکھایا کرتے تھے۔ اور نادانوں کے گلوں میں وہ دعائیں لکھ کر ڈال دیتے۔ اِس سے علما استنباط کرتے ہیں۔ کہ اسماءِ الٰہی کا گلے میں لٹکانا منع نہیں ہے۔ اور جاہلیت کے زمانہ کی مروجہ چیزیں جو اپنی ذات میں دافع بلا سمجھی جاتی ہیں۔ مثلاً منکا۔ شیر کا ناخن وغیرہ وہ ممنوع ہیں ٭

ش۔ شراب (یعنی پینا)

۲۸۴۔ اونٹ کی طرح ایک ہی سانس میں (پانی) مت پیو۔ بلکہ دو اور تین دفعہ (دم لے کر) پیو۔ اور جب پینے لگو تو اللہ کا نام لو۔ اور جب پی چکو تو اللہ کی تعریف کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (پانی) پیتے وقت تین سانس لیتے اور فرماتے اس طرح پینا زیادہ تسکین دینے والا زیادہ زود ہضم اور زیادہ صحت بخش ہوتا ہے ٭

(ف) بعض لوگ بھرا پیالہ پانی کا ایک دم ایسا چڑھا جاتے ہیں۔ کہ گویا اُسے اُنڈیل لیتے ہیں۔ اِس طرح معدہ کی حرارت بھڑک اٹھتی ہے۔ اور پیاس نہیں بجھتی۔ اِسی واسطے فرمایا کہ ٹھیر ٹھیر کر پانی پیو۔ کہ اس سے تسکین زیادہ ہوتی ہے۔ جو لوگ ایسا کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ وہ اس ہدایت کو آزما کر دیکھ لیں۔ اپنی تو آزمائی ہوئی ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ ریل گاڑی میں جو اِس طرح پانی پیا۔ تو ایک غیر مسلم نے جو ہم سفر تھے اس طریق کو بہت پسند کیا ٭

۲۸۵۔ جب تم پانی پیو تو برتن میں سانس مت لو ٭

(ف) بعض لوگ طب کو مدنظر نہ رکھ کر شرعی حکم سمجھ کر اس کی تعمیل اس طرح کرتے ہیں۔ کہ گلاس منہ کے ساتھ ہی لگا رہتا ہے اور ذرا سی سانس لے لیتے ہیں۔ اس طرح اندر کی گندی ہوا پانی میں داخل ہو کر اُسے ناقص کر دیتی ہے۔ پس چاہیئے کہ گلاس منہ سے دور ہٹا کر اچھی طرح سانس لیں ٭

۲۸۶۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پینے والی چیز کے برتن میں پھونک مارنے سے منع فرماتے ٭

(ف) پہلے اوپر کی حدیث کا فائدہ دیکھو۔ اکثر مسجدوں کے دروازوں پر لوگ کسی گلاس یا کٹورے میں پانی لے کر صبح شام کھڑے ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک نمازی سے جو باہر نکلتا ہے پانی میں پھونک مارنے کی

درخواست کرتے ہیں۔ اور پھر وہ پانی اپنے بیمار کو پلاتے ہیں۔ اِس حدیث سے ثابت ہے۔ کہ یہ رسم بدعت ہے۔ اور جائز نہیں +

۲۸۷ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے دودھ کا ایک پیالہ لائے۔ آپ نے دودھ اس میں سے پیا۔ بائیں حضرت ابوبکر اور دائیں طرف ایک دہاتی بیٹھے تھے۔ بچا ہوا دودھ آپ نے دہاتی کو عطا کیا۔ اور فرمایا۔ دائیں والے دائیں (یعنے مقدم) ہیں +

(ف) اس حدیث سے دو باتیں مفہوم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ دائیں والے کو ترجیح دینی چاہیئے دوم یہ کہ بمقابلہ اس شخص کے جس سے بے تکلفی ہو۔ پردیسی کی خاطر کرنی چاہیئے۔ اور شائد اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دہاتی کو دودھ دے کر حاضرین کا تعجب رفع کرنے کے واسطے کہ حضرت ابوبکر کو کیوں نظر انداز کیا گیا۔ اس کے دائیں طرف بیٹھے ہونے کی وجہ بیان فرمادی۔ اور یوں تو اگر مراتب کا لحاظ کیا جائے۔ تو صدیق اکبر (حضرت ابوبکر) کی موجودگی میں ایک دہاتی بیچارہ کب دائیں طرف بیٹھنے کے لائق ہو سکتا ہے۔ اور یہ بالکل ممکن ہے کہ اُس کا دائیں طرف بیٹھنا ایک اتفاقی امر ہو۔ کہ وہ حضرت ابوبکر کے بعد آیا ہو۔ اور دائیں طرف خالی جگہ دیکھ کر بیٹھ گیا ہو +

۲۸۸ ۔ لوگوں کو پلانے والے کو خود سب سے پیچھے پینا چاہیئے +

(ف) غرض اس سے یہ ہے۔ کہ پینے کی چیز کم ہو جانے پر لوگوں کا طعن و تشنیع نہ سننا پڑے۔ اگر پہلے آپ پی لے گا۔ اور چیز ختم ہو جائے گی۔ تو جنہیں نہیں ملی وہ کہیں گے۔ "چڑھا تو گئے آپ اور کسی کو کیا ملتا"۔ اسی واسطے مثل ہے القاسم محروم کہ بانٹنے والا محروم رہتا ہے۔ یعنی ساری چیز بٹ جاتی ہے۔ اور اس کے لئے پیچھے کچھ نہیں رہتا۔ مگر چونکہ کھانے پینے کی چیز ہر لوگوں کو دنیا ایک کار خیر ہے۔ اور اس لئے خوشگوار۔ اس واسطے قاسم محروم کو عموماً رنج نہیں ہوتا +

۲۸۹ ۔ برتنوں کو (جن میں کھانا ہو) ڈھانپ دیا کرو۔ اور پانی والی چیزوں (کے منہ مثلاً مشکیزہ) کو بند کر دیا کرو +

۲۹۰ ۔ ہر ایک شراب یعنے پینے کی چیز جو نشہ لائے حرام ہے +

(ف) اس سے پیشتر شراب کا سرکہ بنانے سے منع فرمایا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ نہ صرف شراب بلکہ کوئی اور چیز بھی جس میں اس کی آمیزش ہو حرام ہے +

۲۹۱ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شراب کے متعلق دس شخصوں پر لعنت کی ہے۔ بنانے والا۔ بنوانے والا۔ پینے والا۔ پلانے والا۔ اٹھا کر لانے والا۔ کسی کی لائی ہوئی رکھنے والا۔ بیچنے والا۔ خریدنے

والا۔ منفعت دینے والا۔ اور اُس کے دام کھانے والا +

شراکت

۲۹۲ ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دو ساجھیوں میں میں تیسرا ہوں جب تک ان دونوں میں سے کوئی خیانت نہیں کرتا۔ مگر جب کوئی ایک خیانت کرتا ہے۔ تو میں بیچ میں سے نکل جاتا ہوں +

(ف) جب تک دیانت داری سے بھائی والوں کا کاروبار ہوتا ہے۔ اس میں اللہ کے فضل سے برکت ہوتی ہے۔ اور خوب رونق رہتی ہے۔ جوں ہی خیانت کا دخل ہوا۔ خدا کے غضب کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ اور تباہی چھا جاتی ہے۔ یعنی مال گھٹتا جاتا ہے۔ اور خسارہ پڑتا جاتا ہے۔ اور یہی مطلب اللہ کے بیچ میں سے نکل جانے سے ہے +

شعر

۲۹۳ ۔ بعض بیان جادو اور بعض شعر حکمت (بھرا ہوتا) ہے +

(ف) حافظ نے اپنے شعر کی بابت لکھا ہے:۔

معجزہ است این شعر یا سحر حلال ہاتف آورد این سخن یا جبرائیل

(یہ شعر معجزہ ہے یا حلال جادو ہے۔ ہاتف یہ بات لایا یا جبرائیل)

۲۹۴ ۔ اگر تم میں سے کسی کے پیٹ میں پیپ بھری ہو۔ کہ وہ اس سے بگڑ جائے۔ تو اس سے بہتر ہے۔ کہ اُس کے پیٹ میں شعر بھرے ہوں +

(ف) شعر سے مراد وہ فضول اور نامعقول مضمون کے شعر ہیں۔ جو عام طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شعرا کے زبان زد تھے۔ ایسے اشعار یاد رکھنے والوں کے اپنے اخلاق اور اطوار بھی درست نہیں رہتے۔ اور جنہیں سناتے ہیں۔ بسا اوقات ان کے اخلاق کی تخریب کا باعث ہوتے ہیں۔ اس واسطے ان کی مذمت فرمائی۔ آج کل کے بعض نوجوانوں کا مذاق بھی اس مذموم عادت کی طرف مائل دیکھا جاتا ہے۔ پس انہیں اس حدیث سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے +

ص (صلوٰۃ)

۲۹۵ ۔ دیکھو اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو۔ اور وہ اس میں ہر روز پانچ دفعہ نہائے۔ تو

تمہاری رائے میں اس کے بدن پر کچھ میل رہ جائے گا؟ پاس بیٹھنے والوں نے عرض کیا۔ اس طرح تو کوئی میل نہیں رہتا۔ فرمایا یہی مثال پانچوں وقت کی نماز کی ہے۔ کہ اس سے اللہ تعالےٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

(ف) گناہوں کے مٹانے سے مراد یہ ہے۔ کہ جو لوگ پانچ وقت دن میں خدا کی حضور میں حاضر ہوتے ہیں۔ وہ اس کے ایسے فرمان بردار ہو جاتے ہیں۔ کہ گناہ کی طرف انہیں رغبت نہیں ہوتی۔ اور وہ اس کے مرتکب نہیں ہوتے۔ ورنہ یہ مطلب نہیں۔ کہ نمازیں پڑھ کر جو مرضی ہے کئے جاؤ۔ گناہ مٹائے جائیں گے۔ حدیث میں لفظ محو ہے۔ جس کے معنے معاف کرنے کے نہیں۔ بلکہ مٹانے کے ہیں۔ اور مٹانے کی صورت وہی ہے۔ جو اوپر بیان ہوئی۔

۲۹۶۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی غمناک واقعہ پیش آتا۔ تو آپ نماز پڑھتے۔

(ف) نماز میں چونکہ حمد و ثنا اور دعا ہوتی ہے۔ اس کے پڑھنے سے دل کو سکون اور اطمینان ہوتا ہے۔ اس لئے غم دور ہو جاتا ہے۔

۲۹۷۔ لڑکا جب سات سال کا ہو جائے۔ تو اُسے نماز (پڑھنے) کا حکم دو۔ اور جب دس سال کا ہو جائے۔ اور نماز نہ پڑھے۔ تو اسے بدنی سزا دو۔ ؎

ہر کہ در خورد یش ادب نہ کنی ۔۔۔ در بزرگی فلاح از و برخاست

چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ ۔۔۔ نشود خشک جز بہ آتش راست (سعدی)

(جسے تو بچپن میں ادب نہ سکھائے بڑا ہونے پر نیکی اس سے نہیں ہوگی)

(گیلی لکڑی کو جیسے چاہو موڑ لو۔ مگر جب سوکھ جائے تو آگ بغیر سیدھی نہیں ہو سکتی)

مان جائے پیار سے بچہ اگر ۔۔۔ اس کو سمجھا پیار سے غصہ نہ کر

گر نہ مانے پیار سے اینٹھ اُس کے کان ۔۔۔ لاڈ میں بچے کا ہوتا ہے زیان (عارف)

۲۹۸۔ اے علی تین باتوں میں توقف مت کرو۔ نماز (کے ادا کرنے) میں جب اس کا وقت ہو جائے جنازہ (پڑھنے) میں جب طیار ہو اور بیوہ کے نکاح (کرانے) میں جب اُس کا جوڑ مل جائے۔

(ف) جب نماز وقت پر ادا نہ کی جائے۔ تو قضا ہو جاتی ہے۔ مردہ کی موجودگی دفن ہونے سے پیشتر زندوں کے لئے باعث رنج و غم اور تکلیف ہے۔ اور بعض وقت لاش کے واسطے بھی خطرناک پس جب مُردے کو نماز جنازہ کے واسطے تیار کیا جائے۔ تو فوراً نماز پڑھ کر لوگوں کو اجازت دے دینی چاہیئے۔ کہ اپنے اپنے کاروبار پر چلے جائیں۔ اور مردہ کو دفن کیا جائے۔ بیوہ کے نکاح کے واسطے

جب جوڑ مل جائے۔ اور فوراً نکاح نہ کیا جائے۔ تو ممکن ہے کہ بات رہ جائے۔ اور بیوہ کو ایک مزید عرصہ کے واسطے انتظار کرنا پڑے۔ اور اس طرح اس کی تکالیف میں زیادتی ہو +

۲۹۹ ۔ اللہ تعالیٰ وہ نماز قبول نہیں فرماتا۔ جو بغیر پاک ہونے کے پڑھی جائے۔ نہ وہ صدقہ قبول فرماتا ہے۔ جو غنیمت کے مال میں خیانت یا چوری کر کے دیا جائے +

۳۰۰ ۔ اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کی وہ نماز قبول نہیں فرماتا۔ جو بے وضو پڑھو +

(ف) وضو کرنے سے بدن کی نجاست اور گرد و غبار دھوئے جاتے ہیں۔ اور طبیعت میں ایک فرحت اور تازگی پیدا ہوتی ہے۔ جس سے حضوریٔ قلب حاصل ہونے میں بہت مدد ملتی ہے۔ علاوہ بریں احکم الحاکمین کی بارگاہ میں ناپاک اور گرد آلودہ جسم سے حاضر ہونا ترک ادب کی ایک نہایت زبون حرکت ہے۔ کسی اور موقعہ پر بھی وضو کی تشریح کی گئی ہے +

۳۰۱ ۔ کوئی شخص تم میں سے ایک ہی کپڑا پہن کر (مثلاً صرف تہمت) جو کندھے پر نہ ہو۔ یا یہ فرمایا کہ اس کا کوئی حصّہ کندھوں تک نہ ہو نماز نہ پڑھے +

۳۰۲ ۔ اللہ تعالیٰ بالغ عورت کی نماز قبول نہیں فرماتا اگر اس کے سر پر اوڑھنی نہ ہو (اس لئے کہ وہ عورت کے ضروری اور پورے لباس میں ملبوس نہیں ہے)

(ف) کپڑا پہن کر عبادت کرنے کا حکم دینے سے تادیب سکھانا منظور ہے۔ دنیا میں ہم چھوٹے چھوٹے ذی اختیار یا ذی وقار لوگوں کے سامنے بغیر پورا لباس پہننے کے جانا ترک ادب سمجھتے ہیں۔ پھر کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ کہ احکم الحاکمین کی حضور میں ننگے دھڑنگے کھڑے ہوں +

مقام ستر کا پردہ کرنا

۳۰۳ ۔ ایک صحابی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم اپنے مقام ستر کا کس سے پردہ کریں۔ اور کس سے نہ کریں؟ فرمایا اپنی بیوی یا گھر میں داخل کی ہوئی لونڈی کے سوائے سب سے اپنے مقام ستر کا پردہ کرو۔ میں نے عرض کیا (اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ) ایک آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ مل کر رہتا ہے۔ فرمایا جتنے الامکان کوشش کرو۔ کہ تمہارا مقام ستر کوئی دیکھ نہ سکے۔ میں نے (پھر) عرض کیا کہ آدمی (کبھی) خالی مقام میں بھی ہوتا ہے۔ فرمایا۔ اللہ کا حق زیادہ ہے۔ کہ تم اس سے آدمیوں کی نسبت زیادہ حیا کرو +

(ف) ممکن ہے۔ کہ آدمی خالی مکان میں ہو۔ اور اسے محفوظ سمجھ کر بے تکلفی سے برہنہ ہو کر بیٹھا

ہو۔ اس کی ماں بہن یا بیٹی یہ سمجھ کر کہ غیر کوئی اندر ہے نہیں۔ یک لخت آجائے تو پھر کیسی فضیحت ہو۔ اپنے مقام ستر کو ننگا دیکھ کر بھی بعض اوقات ناپاک خیالات دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہی حق اللہ کا ہے۔ جس کا لحاظ رکھنے کے واسطے ارشاد ہوا +

۳۰۴ ۔ (کوئی) مرد (دوسرے) مرد کے مقام ستر کی طرف نہ دیکھے۔ نہ کوئی عورت دوسری عورت کے مقام ستر کی طرف دیکھے۔ اور نہ کوئی مرد دوسرے مرد کے ساتھ بغلگیر ہو کر ایک ہی کپڑے میں سوئے۔ اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ بغلگیر ہو کر ایک ہی کپڑے میں سوئے +

(**ف**) ان ہدایتوں پر عمل نہ کرنے کی خرابیاں عیاں ہیں +

۳۰۵ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انسان کی ران کو مقام ستر یعنی پردہ میں رہنے والے حصہ میں شمار فرمایا +

(**ف**) عورت کے بدن کے تو کئی مقام ہیں۔ جن کے دیکھنے سے مرد کے دل کو اس کی طرف رغبت ہوتی ہے۔ مگر مرد کے جسم کا وہ حصہ جس سے منہ کے بعد اس کی خوش شکلی اور توانائی کا تصور بندھتا ہے۔ اس کی رانیں ہیں۔ اسی واسطے انہیں ڈھانپے رکھنے کا حکم فرمایا +

نماز کے مقام

۳۰۶ ۔ یا اللہ میری قبر کو بت نہ بنا یو۔ کہ پوجی جائے۔ اللہ کا غضب اُن لوگوں پر بہت سخت ہوگا۔ جو اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنائیں گے۔ یعنے ان کی پرستش کریں گے +

حالی نے اِس حدیث کے پہلے حصہ کا اس طرح ترجمہ کیا ہے:۔

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم   نہ کرنا میری قبر پر سر کو خم تم

۳۰۷ ۔ میرے واسطے (ساری) زمین مسجد اور پاک قرار دی گئی ہے۔ جہاں کہیں میری امت کے کسی آدمی کو نماز کا وقت آجائے وہیں پڑھ لے +

شد وجودش رحمة للعالمین   مسجد او شد ہمہ روئے زمین   (عطار)

(اُس کا وجود سارے جہان کے واسطے رحمت ہوگیا۔ اور ساری زمین اس کی مسجد ہو گئی)

نماز میں بات نہیں کرنی چاہیئے

۳۰۸ ۔ معاویہ بن حکم سلمی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ کہ جماعت میں سے ایک شخص نے چھینکا۔ میں نے کہا یرحمك الله (خدا تجھ پر رحم کرے) پس

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے۔ فرمایا نماز میں بات چیت کرنا درست نہیں (اس کے بعد راوی نے اپنے ہاں کی بعض اور رسمیں بیان کیں) چنانچہ کہا۔ کہ ہم میں سے (بعض) لوگ نجومیوں کے پاس جاتے ہیں۔ فرمایا تم مت جایا کرو۔ (پھر) عرض کیا کہ ہم میں سے (بعض) آدمی بدشگونی لیتے ہیں۔ فرمایا یہ ان کے توہمات ہیں۔ اس (بدشگونی) سے انہیں کام کرنے سے رکنا نہیں چاہیئے ✦

(ف) بعض لوگ شگون بچارتے ہیں۔ جب شگون بد نکلتا ہے۔ تو جس کام کے کرنے کا ارادہ ہوتا ہے اُسے چھوڑ دیتے ہیں۔ یا چھوڑنا چاہتے ہیں۔ فرض کرو۔ کسی ضروری کام کے لئے ایک آدمی ریلوے سٹیشن کو گاڑی میں سوار ہونے کے واسطے گھر سے تیار ہوا ہے۔ کسی نے چھینک ماردی۔ اب بیٹھے شگون بچارتے رہو۔ اور کام سے ہاتھ دھو بیٹھو۔ کیونکہ ریل تو تمہارا انتظار نہیں کرے گی۔ وہ تو اپنے وقت پر چل جائے گی۔ یہ سب وہم کی باتیں ہیں۔ خدا کا نام لے کر ہر ایک کام کو اپنے مناسب وقت پر شروع کر دینا چاہیئے ✦

۳۰۹۔ اثنائے نماز میں اگر (اتفاق ہو جائے۔ کہ) سانپ اور بچھو نکل آئیں۔ تو ان کو مار ڈالو ✦

(ف) دو نو جانور موذی ہیں۔ اگر تم یہ خیال کرو۔ کہ نماز پڑھ کر مار لیں گے۔ تو ممکن ہے۔ بلکہ بہت اغلب ہے کہ تمہیں آکر کاٹ لیں یا اتنے میں اِدھر اُدھر چھپ جائیں۔ اور بعد اس کے موقع پا کر کسی کی جان کو ضائع کر دیں۔ یا تکلیف دیں ✦

۳۱۰۔ کھانا سامنے ہو تو نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔ اور نہ اس وقت جبکہ پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہو ✦

(ف) ایسی صورت میں توجہ منتشر رہتی ہے۔ بلکہ بے چینی بھی اور حضوری قلب حاصل نہیں ہو سکتی۔ البتہ اگر بھوک نہ ہو تو نماز بھی پڑھ لو۔ اور کوئی اور کام ہو تو وہ بھی شوق سے کرلو۔ پھر کھانا کھالو ✦

امام کے اوصاف

۳۱۱۔ لوگوں کا امام وہ ہونا چاہیئے۔ جو ان میں سے سب سے اچھا قرآن پڑھتا ہو۔ اگر (کئی آدمی) قرآن خوانی میں مساوی ہوں تو وہ جو حدیث سے زیادہ واقف ہو۔ اور اگر حدیث میں ہم پلہ ہوں تو وہ جس نے ہجرت پہلے کی ہو۔ اور اگر ہجرت میں ایک سے ہوں۔ تو وہ جو عمر میں بڑا ہو۔ اور کوئی شخص کسی اور کے علاقہ میں امامت نہ کرائے اور اس کی مسند پر بغیر اس کی اجازت کے نہ بیٹھے ✦

(ف) یہ حدیث علم اور عمر کی تعظیم اور دوسرے کے حق کی نگہداشت کا سبق سکھاتی ہے۔ اس میں

ضمناً امام کے اوصاف کا ایک سادہ سا خاکہ بھی دیا گیا ہے۔ اور ہر ایک جملہ اس کا انتظام اور ضبط کا ایک ایک قاعدہ ہے ٭

۳۱۲ ۔ تین شخص ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی نماز قبول نہیں کرتا۔ اوّل وہ جو قوم کا امام ہو۔ اور لوگ اس کی امامت سے ناراض ہوں۔ دوسرا وہ جو نماز کے واسطے وقت گذرنے کے پیچھے آئے۔ اور تیسرا وہ جو اپنے آزاد کئے ہوئے غلام کو پھر غلام بنا لے ٭

(ف) آج کل لوگوں نے امامت کو وراثت قرار دے رکھا ہے۔ جب کوئی امام فوت ہو جاتا ہے تو اس کا بیٹا بلا لحاظ اس کے کہ وہ امامت کے لائق ہے۔ اور علمی اور روحانی قابلیت رکھتا ہے۔ یا لوگ اس کا امام ہونا پسند کرتے ہیں۔ امامت کے عہدے کا نیز اس کے ساتھ اوقاف متعلقہ کا خود بخود ہی ایسا وارث بن جاتا ہے۔ جیسا اپنے باپ کی دوسری وراثت کا۔ اور پھر اوقاف کی آمدنی کو جس طرح چاہتا ہے صرف کرتا ہے۔ اوقاف کے مصرف یا مسجد میں اگر کسی سامان مثلاً چراغ۔ چٹائی وغیرہ کی ضرورت ہو تو اس کی بلا سے۔ نمازی اپنے گھر سے پڑے لاتے پھریں۔ مسلمانوں کی غفلت ہے۔ کہ وہ ایسا ہونے کی اجازت دیتے ہیں ٭

غور ہو برادران وطن سکھ صاحبان کے جوش مذہبی۔ حُبّ قومی۔ ہمّت۔ استقلال اور محنت پر جنہوں نے گوردوارہ (خانہ گرو) کو غیر مستحق قابض کے پنجے سے نکال لیا ہے ٭

دیکھیئے مسلمانوں پر وہ دن کب آتا ہے۔ کہ وہ خانہ خدا اور خانقاہوں کو غاصب اور نااہل ہاتھوں سے چھڑاتے ہیں ٭

امام کا تقرر انتخاب سے ہونا چاہیئے۔ نہ قانون وراثت سے۔ اگر اس قول کی صداقت کی شہادت کی ضرورت ہو۔ تو امام اوّل یعنے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کے پہلے چار اماموں کی تقرری یکے بعد دیگرے کے حالات پر غور کی جائے۔ جو نہ صرف امام دین بلکہ امام دنیا یعنے بادشاہ بھی تھے۔ اس سے زیادہ بڑھ کر اور کوئی معتبر اور مضبوط شہادت نہیں ہے ٭

۳۱۳ ۔ تین شخص ہیں۔ جن کی نماز ان کے کانوں سے آگے نہیں بڑھتی۔ اوّل وہ بھاگا ہوا غلام جو واپس نہ جائے۔ دوسری وہ عورت جس نے ایسی رات گذار دی ہو۔ کہ اس کا خاوند اس سے ناراض ہو۔ تیسرا وہ امام جس کے پیرو اُسے ناپسند کرتے ہوں ٭

(ف) نماز پڑھنے کے وقت سب سے پہلے جو عمل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ کانوں پر ہاتھ رکھ کر زبان سے نماز کی نیت ادا کی جاتی ہے۔ پس غیر مسلموں کو اب سمجھ میں آجائے گا۔ کہ نماز کے کانوں

سے آگے نہ پڑھنے کے کیا معنے ہیں۔ یعنے نماز کی نیت تو ہوئی۔ مگر وہ ادا نہیں ہوئی۔ پڑھنے والے کا فعل عبث ہے +

جو عورتیں نماز نہیں پڑھتیں۔ ان کا تو کیا ذکر ہے۔ کیونکہ جو خدا کی پروا نہیں کرتیں خاوند کی خدمت کو وہ کیا جانیں گی۔ مگر جو نماز پڑھتی ہیں۔ انہیں آگاہ رہنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی رضامندی پر خاوند کی رضامندی کو مقدم رکھا ہے۔ پس جو عورتیں اس امر میں بے پرواہی کرتی ہیں۔ انہیں اس حدیث سے ہدایت پانی چاہیئے +

۳۱۴ - جب تم میں سے کوئی نماز کی جماعت کا امام ہو تو اُسے تھوڑا پڑھنا چاہیئے۔ کیوں کہ جماعت میں ضعیف بیمار اور کام کاج والے ہوں گے۔ اور جب اکیلے پڑھو۔ تو بے شک جتنا جی چاہے پڑھو +

(**ف**) ہر امام کو یہ حدیث ہر وقت پیش نظر رکھنی چاہیئے۔ بعض دفعہ ایسا اتفاق بھی ہوتا ہے۔ کہ موسم گرمی کا ہے۔ جمعہ کی نماز ہے۔ لوگ بہت ہیں۔ مسجد کا اندر اور باہر (صحن) سب بھرے ہیں۔ لوگوں کے پسینے بہ رہے ہیں۔ اور باہر والوں پر تو اوپر سے سورج کی گرمی اور نیچے سے فرش کی تپش مزید غضب ڈھا رہی ہیں۔ اور امام صاحب ہیں۔ کہ قرأت ختم کرنہیں چکتے۔ بڑے جلسوں میں تقریر کرنے والوں کو بھی اس حدیث سے مستفیض ہونا چاہیئے +

۳۱۵ - تین کام ہیں۔ کہ اُن کا کرنا کسی کے لئے جائز نہیں (۱) کوئی شخص کسی جماعت کی امامت نہ کرائے۔ جس میں کہ وہ اپنے پیروؤں کو چھوڑ کر اپنے ہی لئے دعا کرے۔ اور اگر وہ ایسا کرے۔ تو ان کی خیانت کرتا ہے (۲) کسی گھر میں اندر جانے کی اجازت حاصل کرنے سے پہلے اس میں نہ جھانکے اور اگر اس نے ایسا کیا تو گھر والوں کی خیانت کی۔ (۳) نماز نہ پڑھے جب اسے پیشاب کی حاجت ہو +

صفوں کی ترتیب

۳۱۶ - ایک صحابی روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز (کی جماعت کھڑے ہونے) کے وقت ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے۔ اور فرماتے سیدھے ہو جاؤ۔ اور آگے پیچھے مت رہو۔ کہ تمہارے دلوں کا اختلاف جاتا رہے۔ میرے نزدیک وہ لوگ کھڑے ہوں۔ جو بہت ہی سمجھ دار اور عقل مند ہوں۔ پھر وہ جو اُن سے قریب ہوں۔ اور پھر وہ جو ان سے قریب (علےٰ ہذا القیاس)

اور دو حدیثوں میں پہلی صف کی فضیلت بھی بیان ہوئی ہے۔ مگر صرف مردوں کے لئے +

ایک اور حدیث میں فرمایا ہے - کہ محفل میں بازاری یعنے کاروبار کی باتوں سے پرہیز رکھو +

(ف) ہر مجمع اور جلسے میں اگر اس قاعدے پر عمل کیا جائے - تو بہت سی کھلبلی اور جھمیلے جو بڑے مجموں میں پڑ جاتے ہیں - واقع ہونے میں نہ آئیں - ہر جلسے کی کارروائی میں کامیابی اور حسن انتظام کے لئے یہ نہائت ضروری ہے - کہ قطاریں سیدھی ہوں - ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھیں - کہ اختلاط پیدا ہو - اور زیادہ سمجھ دار لوگ صاحب صدر کے نزدیک ہوں - پس لوگوں کو چاہیئے - کہ وہ ہمیشہ سیدھی قطاروں میں اپنے مرتبہ کی جگہ پر بیٹھنے پر قناعت کریں - اور صدر کا قرب ان ہی اصحاب کے واسطے بلا حیل و حجت رہنے دیں - جن کے واسطے وہ مخصوص ہے +

بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے - کہ جب مجلس میں آتے ہیں - تو روزمرہ کی باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں - اس سے وہ خود تو مجلس کے فائدے سے محروم رہتے ہی ہیں - پاس والوں کو بھی وعظ کی تقریر سننے نہیں دیتے +

جمعہ کی نماز

۳۱۷ - جو شخص (جمعہ کے دن) نہائے - اور (کسی کو) نہلائے (مسجد میں) سویرے چلا جائے - اور سویرے (کسی کو) پہنچائے - پیدل چلے اور سوار نہ ہو - امام کے قریب بیٹھے بکواس نہ کرے - اور (خطبہ) سنتا رہے - اس کے ہر ایک قدم کا (جو وہ چل کر آیا ہے) سال بھر کے روزے اور نماز کا اجر ہے +

۳۱۸ - جمعہ (کی نماز) ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ پڑھنا لازمی ہے - سوائے (مفصلہ ذیل) چار شخصوں کے (۱) غلام جو کسی کی ملکیت میں ہو (۲) عورت (۳) لڑکا (۴) اور بیمار +

(ف) غلام بوجہ اپنی تابعداری میں ہے - شائد مالک اجازت دے یا نہ دے - عورت کے لئے کئی رکاوٹیں ہیں - مثلاً خانہ داری کے امور بچوں کی پرورش اور اس کے ابتدائی منازل لڑکے بعض دفعہ مجلس میں غل کرتے ہیں - اور بے مزگی ہوتی ہے - پھر ان کی کثرت ہو جائے - تو جگہ تنگ ہو جاتی ہے اسی واسطے انہیں جمعہ کی نماز سے معذور رکھا +

۳۱۹ - ہر بالغ مرد کو جمعہ (کی نماز) کے واسطے جانا لازمی ہے - اور جو جائے اس کے لئے نہانا بھی لازمی ہے - اور دوسرے محدثوں نے مسواک کرنا اور میسر آسکے تو خوشبو کا لگانا بھی لکھا ہے +

۳۲۰ - تم میں سے کسی کے واسطے کچھ حرج نہیں - اگر روزمرہ کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے واسطے دو کپڑے الگ بنوا رکھے +

(ف) مسلمانوں کو حکم ہے - کہ ہفتے میں ایک دفعہ جمعہ کے دن ایک آبادی کے لوگ حتے الامکان

سب ایک ہی جگہ جمع ہو کر بعد دوپہر کی نماز پڑھیں۔ چنانچہ بعض شہروں میں کوئی نہ کوئی مسجد جامع مسجد کے نام سے مشہور ہوتی ہے۔ کہ سب مسلمان یا زیادہ تر نمازی اس مسجد میں جاتے ہیں۔ عبادت کے علاوہ جس میں روحانی فیوض حاصل ہوتے ہیں۔ اس حکم کی اور مصلحتیں عیاں ہیں۔ یہ کہ کم سے کم ہفتے میں ایک بار ایک ساری آبادی کے بالغ اور تندرست مسلمان ایک جگہ جمع ہوں۔ آپس میں ملاقات کر کے برادری اور دوستی کا رشتہ مستحکم کریں۔ اور اگر ضرورت ہو تو کسی مشترکہ دینی یا دنیوی معاملہ پر بحث کر کے اس کا تصفیہ کریں۔ اور بعض مختلف امور پر جو ایک دوسرے سے فرداً فرداً تعلق رکھتے ہوں بات چیت کریں ٭

عوام الناس کے روزانہ کام کاج کے کپڑے اکثر پھٹے پرانے اور میلے ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں اتار کر نہا دھو کر اچھے اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر اور اگر میسّر ہو تو خوشبو لگا کر جامع مسجد میں جانا چاہیئے۔ اس سے منظر اچھا ہو جاتا ہے۔ اور قوم کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ ایک دوسرے سے حقارت کرنے کا موقعہ نہیں رہتا جو لوگ صاف ستھرے رہتے ہیں۔ انہیں میلے اور بودار کپڑے والے پڑوسی سے بیزاری نہیں ہوتی۔ اور اچھے اور صاف لباس سے طبیعت میں جو بشاشت پیدا ہوتی ہے۔ وہ علاوہ۔ پس جو لوگ ہر جمعہ کے دن کپڑے بدلنے کی توفیق نہیں رکھتے۔ انہیں بموجب ارشاد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز کے واسطے پوشاک علیحدہ رکھنی چاہیئے۔ کہ صرف جمعہ کے دن اسے پہن لیا۔ اور چند دفعہ کے استعمال سے جب میلی ہو گئی۔ اُسے صاف کروا لیا۔ اور نہیں تو پیسے دو پیسے کا صابن ہی لے کر روزانہ پہننے کے کپڑے پانی میں سے نکال لئے۔ میلے کچیلے آدمی کی ایک حدیث میں جو مذمت ہوئی ہے۔ وہ بڑی ہیبت ناک ہے۔ حدیث میں جو الفاظ دو کپڑے درج ہیں۔ اس کی یہ وجہ ہے۔ کہ اُس ابتدائی زمانہ میں عام لباس مرد کا دو چادریں ہی تھیں۔ ایک نچلے بدن پر باندھنے کی اور دوسری اوڑھنے کی ٭

مجمع میں جا کر پگڑی اتار نہیں دینی چاہیئے۔ ایسا کرنے سے ہمارے مشرقی اخلاق کے قواعد کے رو سے بے ادبی ہے۔ نیز بعض لوگوں کے بالوں سے ناگوار بو آتی ہے۔ اس واسطے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ ایسی چیزیں سر میں نہ لگائیں۔ جن سے بالوں میں بو پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً دھی۔ مکھن۔ اور بعض لوگ پگڑی کو بکھیرتے اور جھاڑتے ہیں۔ یہ ایک بہت زبون حرکت ہے۔ اس سے تعفن پھیلتا ہے جس سے پاس والے لوگ بیزار ہوتے ہیں۔ اور مسجد میں گرد اور بال گرتے ہیں جس سے اس کی بے ادبی ہوتی ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں میل کچیل ڈالنے کو بہت بُرا

سمجھا ہے۔ جو لوگ احکام شرعی کی مصلحتوں پر غور کرنا پسند نہیں کرتے۔ کاش وہ اپنے ہادی کے صریح احکام اور مشورہ پر ہی عمل کریں۔

۳۲۱ ۔ جو شخص متواتر تین جمعہ (کی نماز) سستی سے چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل پر (سیاہی کی) مہر کر دیتا ہے۔

(**ف**) ایک ممنوع فعل کے متواتر کرنے سے اس کے گناہ کا دل میں کوئی خوف و ہراس نہیں رہتا۔ اور پھر آدمی اسے بے دھڑک کرنے لگتا ہے۔ یہی سیاہی کی مہر ہے۔ کہ دل کو اپنی بدی پر احساس نہیں ہوتا۔

۳۲۲ ۔ جو شخص جمعہ کی نماز عذر کے بغیر چھوڑ دے۔ اسے ایک دینار خیرات کرنا چاہیے۔ اور اگر سارے دینار کا مقدور نہ ہو۔ تو آدھا دینار (ضرور) خیرات کر دے۔

(**ف**) خیرات سے کسی مسکین کو یا کسی اور کار خیر میں مدد ملے گی۔ اور خیرات کرنے والا اپنے زر کا خرچ دیکھ کر اپنی عادت کو درست کرنے کی کوشش کرے گا۔

۳۲۳ ۔ (ایک عید جمعہ کے دن واقع ہوئی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج کے دن دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں۔ یعنے (عید اور جمعہ) پس جو چاہے اس کے لئے (عید کی نماز ہی) جمعہ کی نماز کے واسطے بھی کافی ہے۔ اور ہم تو جمعہ کی نماز (بھی) پڑھیں گے۔

(**ف**) اس حدیث سے یہ پایا جاتا ہے۔ کہ جمعہ کی نماز میں جو باہمی میل ملاپ کی غرض ہے۔ وہ بہت اہم ہے۔ چونکہ عید کی نماز میں وہ پوری ہو جاتی ہے۔ اس واسطے اسی دن اس کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور یہ جو فرمایا۔ کہ ہم تو جمعہ کی نماز (بھی) پڑھیں گے۔ نہایت مناسب اور ضروری تھا۔

۳۲۴ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز اوسط درجہ کی ہوتی۔ اور خطبہ بھی اوسط درجہ کا۔ یعنے ہر دو لمبے نہ ہوتے۔

۳۲۵ ۔ آدمی کا لمبی نماز پڑھنا اور مختصر خطبہ پڑھنا اس کے سمجھدار ہونے کی علامت ہے۔

(**ف**) اس نماز سے بظاہر ایک شخص کی اپنی اکیلے کی نماز مراد ہے۔ کہ دل کھول کر جتنا وقت چاہے صرف کرے۔ مگر خطبہ میں چونکہ اور لوگوں کے ساتھ تعلق ہے۔ کہ ان کا وقت زیادہ صرف نہ ہو۔ اس واسطے اس کے مختصر ہونے کو پسند فرمایا۔

۳۲۶ ۔ جمعہ کے دن جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو۔ تمہارا اپنے پڑوسی کو کہنا۔ کہ چپ رہو ایک لغو قول ہے۔

(**ف**) مجلس میں خطبہ پڑھنے کے وقت جب کوئی جاہل آدمی باتیں کرتا ہے۔ تو کبھی ایسا ہوتا ہے۔

کہ اس کا پڑوسی بجائے ہاتھ یا آنکھ سے اشارہ کرنے کے منہ سے کہتا ہے۔ کہ چپ رہو۔ اس پر کوئی اور بول اٹھتا ہے۔ کہ باتیں مت کرو۔ اور بعض اوقات تو بڑی مجلسوں میں وقتاً فوقتاً اس قدر پنچ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جو پکارتے ہیں "چپ رہو" "شور نہ کرو" "تمہیں کیا ہو گیا" وغیرہ وغیرہ کہ ان پنچوں کو چپ کرانا بھی ایک کام ہو جاتا ہے۔ مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے۔ جس کا یہاں بیان کرنا لطف سے خالی نہیں ہو گا۔

کہانی چار جاہل عصر کے وقت ایک مسجد میں گئے۔ ایک نے اذان دی۔ پھر ایک امام بنا۔ باقی تینوں اس کے پیچھے نماز کی جماعت میں کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں مسجد کا ملا آ گیا۔ چونکہ وقت تنگ ہو گیا تھا۔ اس نے گھبراہٹ میں پس وپیش نظر نہیں کی۔ اور جھٹ اذان دینی شروع کر دی۔ نماز پڑھنے والوں میں سے ایک مقتدی بول اٹھا۔ کہ اذان تو ہو چکی ہے۔ آیئے نماز میں شامل ہو جائیے۔ دوسرے نے کہا نماز میں بولنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ تیسرے نے کہا واہ دوسرے کو نصیحت اور اپنے آپ کو فضیحت۔ اس پر امام صاحب فرمانے لگے۔ شکر ہے کہ میں نہیں بولا۔

اور کو کرنی نصیحت لاکلام　　اس سے آساں تر نہیں دنیا میں کام

عیب اپنا دیکھنا آساں نہیں　　دیکھتے ہیں اپنے عیب اہل یقیں　(عارف)

(۳۲۷) اگر تم میں سے کوئی تپی ہوئی پتھریلی زمین پر نماز پڑھے۔ تو اس سے بہتر ہے۔ کہ وہ جمعہ کے دن اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔ اور جب امام خطبہ کے واسطے کھڑا ہو۔ تو لوگوں کی گردنیں لتاڑتا اندر آئے۔

(**ف**) ثواب حاصل کرنے کی غرض سے ایک آدمی نماز پڑھنے کے واسطے گھر سے مسجد میں آتا ہے مگر چونکہ بے وقت آتا ہے۔ جگہ رکی ہوئی ہے۔ امام کے نزدیک جانے کی خواہش سے وہ لوگوں کو جو گنجان بیٹھے ہوئے ہیں۔ تنگ کرتا ہوا کسی کی گردن کو ہاتھ سے کسی کی گردن کو ٹانگ سے ہٹاتا ہوا آگے جاتا ہے۔ پس بجائے ثواب حاصل کرنے کے وہ تکلیف کا مستوجب ہے۔ جو جلتی بھنی زمین پر کھڑا ہو کر نماز پڑھنے سے ہو گی۔ غرض یہ ہے کہ سب مجمعوں میں ان کے مقررہ وقت پر جانا چاہیئے۔ تاکہ نہ خود کو نہ اوروں کو تکلیف ہو۔ اور مجمع میں رونق اور کامیابی ہو۔

۳۲۸۔ جمعہ کے دن (خطبہ میں) اگر تم میں سے کسی کو اونگھ آ جائے۔ تو وہ اپنی جگہ بدل ڈالے۔

(**ف**) جب آدمی ایک جگہ سے اٹھ کر حرکت کر کے دوسری جگہ جائے گا۔ تو اتنے میں اس کی نیند جاتی رہے گی۔ مگر دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ لوگ اس حکم کی تعمیل نہیں کرتے۔ اونگھتے اونگھتے یا تو زمین پر

گر پڑتے ہیں یا پڑوسی پر۔ اور اسے بیزار کرتے ہیں۔ پھر جب ایسے لوگوں کا نیند کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ تو وضو کرنے کے واسطے باہر نکلتے ہیں۔ اور آتے اور جاتے وقت دیر سے آنے والے کی طرح لوگوں کی گردنیں لتاڑتے ہیں۔ چاہیئے کہ آدمی چوکس ہو کر بیٹھے۔ کھانا کم کھائے توجّہ خطبہ میں رکھے کہ نیند نہ آئے۔

قصر۔ یعنی نماز تھوڑی پڑھنا

۳۲۹۔ ایک صحابی روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں ظہر کی نماز ہم نے چار رکعت پڑھی۔ اور جب آپ مکّہ جانے کے واسطے روانہ ہوئے۔ تو (مقام) ذی الحلیفہ میں آپ نے عصر کی نماز (بجائے چار کے) دو رکعت پڑھی۔ اور آپ جب سفر میں ہوتے تو ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کی نمازیں ملا کر پڑھتے (یعنے ظہر اور عصر دونو ایک دفعہ اور اسی طرح دوسری دونو)

(**ف**) سفر میں نماز کو مختصر کرنے کا حکم ہے۔ اور یہ عین مصلحت ہے۔ مقیم اور مسافر کے روزانہ کام کی تقسیم اوقات میں ہمیشہ نمایاں فرق ہوتا ہے۔

رات کی نماز

۳۳۰۔ رات کو اُٹھنا نیک بخت لوگوں کا طریقہ تھا۔ جو تم سے پہلے گزرے ہیں۔ اس سے اللہ تعالٰے کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور آدمی گناہوں سے رکتا ہے۔ یہ بد اعمالیوں کا کفارہ ہے۔ اور جسم کے دُکھ درد دُور کرتا ہے۔

(**ف**) پچھلی رات کو سناٹا ہوتا ہے۔ کوئی آہٹ اور آواز نہیں ہوتی۔ جس سے توجہ منتشر ہو۔ ع۔ اس وقت یا تو رات ہے۔ یا حق کی ذات ہے۔ آدمی کا دل سونے سے گذشتہ دن کی تھکاوٹ اور تفکرات دُور کر کے جمع اور آسودہ ہوتا ہے۔ اس واسطے اس وقت عبادت کرنے سے تزکیہ نفس بہت ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالٰے کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور طبیعت بشاش ہو کر صحت پر اچھا اثر ڈالتی ہے۔ ؎ دلا بسوز کہ سوزِ تو کارہا بکند ۔ دعائے نیم شبے دور صد بلا بکند (حافظ)

(اے دل جل کہ تیرا جلنا بہت کام کرے گا۔ آدھی رات کی دعا بلا کو دور کر دیتی ہے)

۳۳۱۔ مسروق روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے عائشہ رضؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کونسا کام زیادہ پسند تھا۔ کہا جو ہمیشہ کیا جاتے۔ پھر میں نے کہا۔ آپ کس وقت رات کو اُٹھتے تھے۔

کہا جب مرغ کی اذان سنتے تھے +

صوم یعنی روزہ

۳۳۲ - انسان کے ہر عمل کی نیکی (حسب اس کی خوبی کے) اس جیسے دس سے سات سو تک عملوں کی نیکی کے برابر ہوتی ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ کہ روزہ میرے واسطے (رکھا جاتا ہے) اور میں اس کا اجر دوں گا۔ انسان میرے ہی (خوش کرنے کے) واسطے نفسانی خواہش اور کھانے سے باز رہتا ہے۔ روزے دار کے واسطے دو خوشیاں ہیں۔ ایک روزہ کھولنے کے وقت کی۔ اور ایک اپنے خدا کو ملنے کے وقت کی۔ روزہ دار کے مُنہ کی بو (جو روزہ رکھنے سے اکثر پیدا ہو جاتی ہے کہ مسواک عموماً دن میں نہیں کی جاتی) خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ فرمایا روزہ ڈھال ہے۔ پس جب کسی کا روزہ ہو۔ تو نہ وہ عورتوں کے ساتھ صحبت کرنے کا تذکرہ کرے اور نہ عمل کرے۔ اور اگر کوئی اسے گالی دے۔ یا اس کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرے۔ تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ (میں نہیں بولوں گا۔ مجھے تنگ مت کرو)

۳۳۳ - جو شخص روزہ دار کا روزہ کھلوائے گا۔ اسے ویسا ہی اجر ملے گا۔ جیسے روزہ دار کو۔ مگر یہ اجر علیحدہ ہے۔ اور اس کے عطئے سے روزے دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی +

(**ف**) اس حدیث کی تعمیل میں جو رسم مسلمانوں میں عام طور پر مروج ہے۔ وہ یہ ہے کہ رمضان کے مہینے میں صاحب توفیق لوگ اس حدیث پر عمل کرنے کی نیت سے یا کبھی ہر دلعزیزی اور نیک شہرت حاصل کرنے کی غرض سے۔ یا ایک دوسرے کی ریس سے مغرب کی نماز یعنے روزہ کھولنے کے وقت کچھ مقدار اچھے کھانے کی یا کچھ پھل۔ اور اگر گرمی کا موسم ہو تو شربت محلے کی مسجد میں روزہ کھولنے کے واسطے بھیج دیتے ہیں۔ وہاں وہ کھانا یا شربت سب حاضرین میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اور ایسا اتفاق بھی ہو جاتا ہے۔ کہ بانٹنے والے کی طرف داری سے ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اور طرفہ یہ ہے۔ کہ عموماً ہر ایک شخص خواہ توانگر ہو۔ خواہ غریب۔ اسے اپنی میراث بلکہ غنیمت کا مال سمجھ کر جس قدر زیادہ حصہ میسّر ہو سکے لینے کی خواہش و کوشش کرتا ہے۔ گرمی میں شربت کا ایک گلاس تو روزہ دار کو شائد کچھ نہ کچھ آسائش افطار کے وقت دے دے۔ مگر ایک آدھ کھجور یا ایک دو لقمے چاول سے سوائے اس کے کہ شرعی شرط پوری ہو گئی۔ اور روزہ کھل گیا اور کچھ آسائش نہیں ہوتی۔ روزہ داروں میں جن کا روزہ کھلوایا جاتا ہے۔ زیادہ تر تعداد ان لوگوں کی ہوتی ہے۔ جو اپنے گھر سے شربت یا چاول یا کھجور بہت آسانی سے اپنے لئے۔ بلکہ بعض

اوروں کے لئے بھی بہم پہنچا سکتے ہیں۔ مگر وہ سب کے سب خیرات کا مال کھا جاتے ہیں۔ اور اس طرح وہ حقیقی مستحقوں کو نہیں پہنچتا۔ روزہ کھلوانے کے معنی ایک محتاج فاقہ کش کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانا ہے۔ نہ اُسے۔ یا پندرہ بیس تونگر لوگوں کو ایک ایک دانہ کھجور کا یا ایک ایک لقمہ چاولوں کا کھلانا۔ یا ایک ایک گلاس شربت کا پلانا۔ افسوس ہے۔ کہ یہ عمل روز روشن میں مسجدوں کے اندر علما کی عین آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے۔ مگر کوئی توجہ اس پر نہیں ہوتی۔ کہ یہ خیرات اپنے اصل مصرف پر خرچ ہو۔

مُسلّم کسے را بود روزہ داشت — کہ درماندۂ را دہد نانِ چاشت
وگرنہ چہ حاجت کہ زحمت بری — زخود باز گیری و ہم خود خوری (سعدیؒ)

(اس شخص کا روزہ رکھنا سہل ہے۔ جو محتاج کو کھانا دے۔ ورنہ کیا ضرور ہے کہ تکلیف اُٹھاؤ۔ اپنے سے کھانا بچا رکھو۔ اور پھر آپ ہی کھالو)۔

۳۳۴ ۔ جس (روزہ دار) نے جھوٹ کہنا۔ اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا (اس کا روزہ ایک فعل عبث ہے کیونکہ) خدا کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں۔ کہ وہ بھوکا پیاسا رہے۔

۳۳۵ ۔ کعب کی بیٹی ام عمارہ روایت کرتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے ہاں آئے۔ اور میں نے کھانا پیش کیا۔ فرمایا۔ تو (بھی) کھا۔ میں نے کہا میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ روزے دار کا جب کوئی کھانا کھائے۔ جب تک وہ کھاتا رہے۔ فرشتے اُس (روزہ دار) کے واسطے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

(**ف**) ام عمارہ کا روزہ ماہ رمضان کا روزہ نہ تھا۔ سبحان اللہ کیا نیک سلوک اور محبت کی تعلیم ہے آج یہ حال ہے۔ کہ اکثر ان حدیثوں کے پڑھنے والے روزہ دار جب کسی شخص کو ماہ رمضان میں بے روزہ دیکھ پاتے ہیں۔ تو نہ سبب پوچھتے ہیں۔ نہ وجہ بتلانے کا موقع دیتے ہیں۔ جو کچھ بھی مُنہ پر آئے کہہ گزرتے ہیں۔ اور اگر قابو پائیں تو صفحہ ہستی سے مٹا دینے میں دریغ نہ کریں۔ ملاحظہ ہو اگلی حدیث بھی۔

۳۳۶ ۔ کوئی عورت اپنے خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔ اس حدیث کو امام بخاری امام مسلم اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور ابو داؤد نے اس قدر زیادہ کیا ہے۔ کہ روزہ سے مراد رمضان کے روزے کے سوا ہے۔ واللہ اعلم۔

(**ف**) یہ حدیث منجملہ ان حدیثوں کے ہے۔ جو خاوند کی تعظیم کے بارے میں آئی ہیں۔ اس سے پہلے خاوند کی نارضامندی کی حالت میں نماز کا پڑھنا لاحاصل فرمایا ہے۔ یہاں روزہ رکھنا بھی اُس

کی مرضی پر چھوڑ اگیا ہے - نماز روزہ یہ ہی دونوں بدنی عبادتیں ہیں - پس معلوم ہوا - کہ عورت کے واسطے خاوند کی تعظیم سے بڑھ کر اور کوئی عبادت نہیں ہے +

۳۳۷ - مکہ کی فتح کے سال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکے کی طرف روانہ ہوئے - رمضان کا مہینہ تھا - آپ کا روزہ تھا - کہ کراع الغمیم کے مقام پر پہنچے - اور لوگوں کا بھی روزہ تھا - آپ نے ایک پیالہ پانی کا منگوایا - اُسے اٹھایا - جب لوگوں نے پیالے کی طرف دیکھا - آپ نے پانی پی لیا - بعد اس کے آپ کے گوش گزار کیا گیا - کہ بعض لوگوں کو (ابھی) روزہ ہے - فرمایا وہ گناہگار ہیں - گناہ گار ہیں +

(**ف**) جب کسی ایسے حکم میں جس کی تعمیل میں تکلف کرنا پڑے رعائت دی جائے - اور کوئی شخص اس سے مستفید نہ ہو تو وہ ناشکرا ہے اور اس لئے گناہ گار +

۳۳۸ - انس روائت کرتے ہیں - کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے - ہم میں سے روزے دار بھی تھے - اور بے روزہ بھی - ایک دن کہ بہت گرمی تھی - ہم منزل پر پہنچے اکثر لوگوں نے جن کے پاس چادر تھی اپنے اوپر سایہ کر رکھا تھا - بعض نے دھوپ سے بچنے کے لئے سروں پر ہاتھ رکھ لیا تھا - روزے دار تو بیٹھ گئے - اور بے روزہ کھڑے ہو گئے - اُنہوں نے خیمے لگائے - اور سواری کے جانوروں کو پانی پلایا - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ بے روزہ آج کے دن ثواب میں بازی لے گئے +

(**ف**) اس حدیث سے ظاہر ہے - کہ ایسا کار خیر کرنا - جس سے بنی نوع انسان کو آسائش پہنچے عبادت سے بہتر ہے +

۳۳۹ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے - ایک آدمی کو دیکھا - کہ لوگ اُس کے گرد جمع تھے - اور اس پر سایہ کر رکھا تھا - آپ نے پوچھا اسے کیا ہؤا ہے؟ لوگوں نے کہا - اس نے روزہ رکھا ہے (اور اس سے بے قرار ہو گیا ہے) آپ نے فرمایا - یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم سفر میں روزہ رکھو +

۳۴۰ - خدا تعالےٰ نے مسافر کے واسطے نماز آدھی کر دی ہے - اور اسے روزہ معاف کر دیا ہے اور ایسے ہی دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت کو جب انہیں اپنے بچے (کی تکلیف) کا اندیشہ ہو - روزہ معاف کر دیا ہے +

۳۴۱ - ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روائت کرتے ہیں - کہ ایک آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا - اور کہا یا رسول اللہ میں ہلاک ہو گیا - آپ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے ہلاک کیا ہے اُس

نے کہا میں اپنی بیوی سے ہم بستر ہوگیا۔ حالانکہ مجھے روزہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تجھے اتنا مقدور ہے۔ کہ ایک غلام آزاد کردے؟ کہا نہیں۔ فرمایا۔ کیا تو اتنی طاقت رکھتا ہے۔ کہ دو مہینے متواتر روزہ رکھے؟ کہا نہیں۔ فرمایا۔ کیا تجھے اس قدر توفیق ہے۔ کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے؟ کہا نہیں۔ فرمایا بیٹھ جا۔ پس ہم یہی ذکر کر رہے تھے۔ کہ کھجوروں کا ایک ٹوکرا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی نے پیش کیا۔ فرمایا۔ وہ پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس نے کہا میں (حاضر ہوں) فرمایا یہ (کھجوریں) لے۔ اور انہیں خیرات کے طور پر بانٹ دے۔ اس نے کہا۔ کیا اسے دوں۔ جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو؟ قسم ہے اللہ کی مدینہ کی دو نو طرف میرے گھر سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے۔ آپ ہنس پڑے۔ اور فرمایا جا اپنے عیال کو کھلا دے +

(**ف**) ان حدیثوں سے جو روزے کے متعلق بیان ہوئی ہیں۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو شرعی احکام کی تعمیل میں خلقت کی سہولت اور آسائش کا بہت بڑا خیال تھا۔ چنانچہ تکلیف کے موقعہ پر پہلے خود روزہ کھول دیا۔ پھر اور لوگوں کا حکماً کھلوا دیا۔ اور اس بات کو بھی گوارا فرمایا۔ کہ بعض لوگ روزہ رکھیں۔ اور بعض جو اس قابل نہیں نہ رکھیں۔ اور روزے دار کا بے روزہ کے ہاں کھانا کھانا اس کے لئے رحمت کا موجب قرار دیا۔ جو لوگ احکام کی تعمیل میں سختی روا رکھتے ہیں۔ انہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل سے سبق سیکھنا چاہیئے +

صبر

۳۴۲ ۔ جب کسی بندے کا بچہ فوت ہو جاتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ فرشتوں کو اُن پر سلام ہو۔ فرماتا ہے۔ کہ تم نے میرے بندے کے بچے کی جان قبض کی؟ وہ کہتے ہیں۔ ہاں۔ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تم نے اس کے دل کی مراد کو قبض کر لیا۔ وہ کہتے ہیں۔ ہاں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں۔ اس نے تیری تعریف کی۔ اور تیری طرف رجوع کیا۔ (یعنے کہا) کہ ہم خدا کے ہیں۔ اور اس کی طرف واپس جاتا ہے) تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے کے لئے جنت میں ایک مکان بناؤ۔ اور اس کا نام بیت الحمد یعنی خدا کی تعریف کا گھر رکھو +

۳۴۳ ۔ دنیا میں جب کسی ایماندار بندے کی کوئی پیاری چیز گم یا ضائع ہو جاتی ہے۔ اور وہ صبر کرتا ہے۔ اور (اس تکلیف اور اس پر صبر کرنے کو) اپنے لئے باعث ثواب سمجھتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ اسے جنت عطا کئے بغیر راضی نہیں ہوتا +

۳۴۴ ۔ وہ مسلمان جو لوگوں سے ملتا جلتا ہے۔ اور ان سے اذیت پہنچنے پر صبر کرتا ہے۔ اس سے اچھا ہے۔ جو نہ لوگوں سے ملتا ہے۔ اور نہ ان سے اذیت پہنچنے پر صبر کرتا ہے ÷

(ف) یہ حدیث باہم میل جول رکھنے اور ایک دوسرے کی زیادتی برداشت کرنے کی تعلیم دیتی ہے۔ جو لوگ اذیت پہنچنے کا خیال کر کے۔ ہیچ آفت نہ رسد گوشۂ تنہائی را (تنہائی کے گوشہ میں کوئی آفت نہیں پہنچتی) کے مقولہ پر کاربند رہتے ہیں۔ انہیں اس حدیث سے متنبہ ہونا چاہیے۔ انسان کی سرشت اور ساخت اور اس کے معاملات کی حالت اس طور پر واقعہ ہوئی ہے۔ کہ جب تک وہ باہم میل جول نہ رکھے۔ اس کا کوئی کام نہیں سدھر سکتا۔ یہاں تک کہ اس کا زندہ رہنا بھی دشوار ہے۔ پس تنہائی اختیار کرنا گویا خلاف فطرت ہے۔ اور اس سے کنارہ کش رہنا چاہیے ۔

صدق

۳۴۵ ۔ سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔ انسان سچ بولتا ہے۔ اور سچ کہنے کا قصد رکھتا ہے۔ تو وہ اللہ کے نزدیک۔ صدیقوں یعنے سچوں میں لکھا جاتا ہے۔ اور جھوٹ گناہوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور گناہ دوزخ میں لے جاتے ہیں۔ اور انسان جھوٹ بولتا ہے۔ اور جھوٹ کہنے کا قصد رکھتا ہے۔ تو وہ خدا کے نزدیک جھوٹوں میں لکھا جاتا ہے ۔

صدقہ اور نفقہ یعنی اہل و عیال کا خرچ۔ صدقہ کی فضیلت

۳۴۶ ۔ جب کوئی شخص ایک اچھی چیز صدقہ کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اچھی چیزوں کا ہی صدقہ قبول کرتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ خواہ وہ ایک دانہ کھجور ہی ہو۔ جیسے کوئی بچھڑے اور اونٹ کے بچے کو پالتا ہے۔ وہ کھجور خدا کے ہاتھ میں بڑی ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ پہاڑ سے بڑی ہو جاتی ہے ÷

۳۴۷ ۔ ایک درم ایک لاکھ درم سے سبقت لے گیا۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کس طرح؟ فرمایا۔ ایک شخص کے پاس (صرف) دو درم تھے۔ اس نے جو ان میں سے اچھا تھا (یعنے گھسا ہوا نہ تھا) وہ صدقہ کر دیا۔ ایک اور آدمی اپنے مال کے ایک کونے کی طرف گیا۔ اور اس میں سے ایک لاکھ درم نکال کر اس نے صدقہ دے دیا۔ (پس اس صورت میں پہلا ایک درم پچھلے ایک لاکھ سے سبقت لے گیا) سے

اگر بریاں کند بہرام گورے ۔۔۔ نہ چوں پائے ملخ باشد ز مورے (سعدی)

(اگر بہرام گور۔ ایک گورخر بھون کر (بانٹ دے) تو اس کی اتنی قدر نہیں۔ جتنی کہ ایک کیڑے کے ٹڈی کے پاؤں کا صدقہ دینے کی ہو ٭)

۳۴۸ ۔ ایک اعرابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے ہجرت کے مسئلہ سے آگاہ فرمایئے۔ آپ نے فرمایا تیرا بھلا ہو۔ وہ تو بہت دشوار کام ہے۔ کیا تیرے پاس کوئی اونٹ نہیں ہ؟ عرض کیا۔ ہاں۔ (ہیں) فرمایا کیا تو اُن میں سے صدقہ یعنے زکوٰۃ دیتا ہے ہ؟ کہا۔ ہاں۔ (دیتا ہوں) فرمایا کیا ان میں سے دودھ پینے کے لئے کسی کو عاریتاً اونٹنی بھی دیتا ہے ہ؟ وہ بولا۔ ہاں (دیتا ہوں) فرمایا کیا گھاٹ پر جانے کے دن مسکینوں کو دودھ بانٹتا ہے ہ؟ عرض کیا۔ ہاں (بانٹتا ہوں) فرمایا سمندر کے اس پار ہیں (اپنے نیک) عمل کئے جا۔ خدا تعالیٰ تیرے عمل میں سے کوئی چیز ضائع نہیں ہونے دے گا٭

(**ف**) معلوم ہوتا ہے۔ یہ اس پہلی ہجرت کے متعلق سوال ہے۔ جو ملک حبش کی طرف کی گئی تھی۔ جو اپنے گھر میں رہکر ابنائے جنس کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اسے ہجرت کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بہت سے لوگ اس کے فیض سے محروم ہو جائیں گے ٭

۳۴۹ ۔ صدقہ خدا کے غضب کو بجھا دیتا ہے۔ اور بُری (طرح کی) موت کو ٹال دیتا ہے ٭ ؎

صدقہ مے دہ در نہان و آشکار ——— تا اماں یابی ز قہر کردگار

صدقہ دہ ہر بامداد و ہر پگاہ ——— تا بلاہا از تو گرداند الٰہ

ہر کہ او را خیر عادت مے شود ——— بے گماں عمرش زیادہ مے شود (عطار)

(اگر کھلے اور چھپے خیرات کرے گا تو تو خدا کے قہر سے امن میں رہے گا)

(ہر صبح و شام صدقہ دے۔ تا کہ خدا تجھ سے بلاؤں کو ٹال دے)

(جس شخص کو نیکی کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ اس کی عمر بے شک زیادہ ہو جاتی ہے)

سعدی نے اس حدیث کو اس طرح بیان کیا ہے :۔ ؎

حدیث درست آخر از مصطفےٰ ست ——— کہ بخشائش و خیر دفع بلاست

(آخر مصطفےٰ کی حدیث درست ہے۔ کہ بخشش اور نیکی بلا کو دور کرتے ہیں)

۳۵۰ ۔ ہر روز صبح کو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں۔ ایک ان میں سے کہتا ہے۔ اے خدا (نیک کاموں میں) خرچ کرنے والے کو بدلا عطا کر۔ اور دوسرا کہتا ہے اے خدا کنجوس کا مال برباد کر۔ ایک اور روایت میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے ابن آدم تو خرچ کر۔ میں تجھے بہم پہنچاتا جاؤں گا٭

؎ گفت پیغمبر کہ دائم بہر پند ——— دو فرشتہ خوش منادی مے کنند

کاے خدایا منفقاں را سیر دار ہر درم شاں را عوض دہ صد ہزار

اے خدایا ممسکاں را در جہاں تو بدہ اندر زیاں اندر زیاں

اے خدا تو منفقاں را دہ خلف اے خدا تو ممسکاں را دہ تلف (مثنوی)

(پیغمبر نے فرمایا - کہ دو فرشتے نصیحت کے واسطے ہمیشہ منادی کرتے رہتے ہیں -)
(کہ اے خدا خرچ کرنے والوں کو سیر رکھ - ان کے ایک ایک درم کے بدلے انہیں لاکھ لاکھ درم دے)
(اے خدا کنجوسوں کو دنیا میں نقصان پر نقصان پہنچاتا رہ) (اے خدا خرچ کرنے والوں کو بیٹا دے
(اور قائم رکھ) اور اے خدا تو کنجوسوں کو برباد کر -)

۳۵۱ - ایک دینار کسی نے خدا کی راہ (یعنے جہاد) میں خرچ کیا - ایک دینار کسی غلام کو آزاد کرانے میں صرف کیا - ایک دینار کسی مسکین کو دیا - اور ایک دینار اپنے عیال کے گذارے پر خرچ کیا - تو سب سے بڑا اجر اس کا ہے - جو اپنے عیال پر صرف کیا +

(**ف**) جیسے پہلی تین ضرورتیں مسلم ہیں - کہ جہاد میں صرف کی ضرورت ہے - غلام ہر وقت آزادی کا خواہاں ہے - مسکین ہر وقت مدد کا مستحق ہے - اس طرح عیال کا روزانہ خرچ بھی ایک بڑی ضروری چیز ہے - پس گھر میں اگر کافی سامان نہیں ہے - تو اس صورت میں ایک دینار جو ایک عیال دار کے پاس خرچ کے واسطے ہے - اس کا بہترین مصرف اس کا عیال ہے - اول خویش بعدہ درویش (پہلے اپنے پھر فقیر) فارسی مثل کا یہی حدیث ماخذ ہے +

۳۵۲ - جب خدا نے زمین کو بنایا - تو وہ ہلتی اور کانپتی تھی - پس خدا نے اس پر پہاڑ گاڑ دیئے اور وہ قرار پکڑ گئی :-

(ے زمین از تپ لرزہ آمد ستوہ فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ) (سعدی)

(زمین تپ لرزہ سے عاجز آ گئی - اس کے دامن پر پہاڑ کی میخ لگا دی -)

فرشتے ان پر سلام ہو - پہاڑوں کی طاقت سے متعجب ہوئے - اور کہا اے خدا کیا کوئی چیز تو نے پہاڑ سے زیادہ طاقت ور بھی بنائی ہے ؟ فرمایا - ہاں - لوہا - انہوں نے عرض کیا - کیا کوئی چیز لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے ؟ فرمایا - ہاں - آگ - انہوں نے کہا - کیا کوئی آگ سے بھی زیادہ سخت ہے ؟ فرمایا - ہاں - پانی - عرض کیا کوئی پانی سے بھی زیادہ سخت ہے ؟ فرمایا - ہاں - ہوا - کہا کوئی ہوا سے بھی زیادہ سخت ہے ؟ فرمایا - ہاں انسان جب اپنے دائیں ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں کو خبر نہ ہونے دے +

(ف) کمانے والوں کی کمائی کا ایک معتدبہ حصہ صدقات و خیرات میں دیا جاتا ہے۔ اور ایسے لوگ بہتیرے ہیں۔ جن کا گذارہ ہی خیرات پر ہے۔ اور وہ اسے شیر مادر سمجھ کر اس سے کچھ پرہیز نہیں کرتے۔ مگر پھر بھی صدقہ کا دینا اگرچہ اچھا ہے۔ اس کا لینا عام طور پر اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ اور کیوں کر اچھا سمجھا جائے۔ ہاتھ پاؤں باندھ کر بیٹھے رہنا۔ اور خدا کے دیئے ہوئے قوائے کا استعمال نہ کرنا اور دوسروں کے دست نگر ہونا کون سی اچھی بات ہے۔ جنہوں نے صدقات کا حاصل کرنا اپنا ذریعہ معاش قرار دے رکھا ہے۔ ان کا تو کیا ذکر ہے۔ انہیں تو نہ کسی کے سامنے لینے میں حجاب نہ پردے میں ملنے کی خواہش۔ مگر وہ لوگ جو بیماری بڑھاپے یا کسی اور لاچاری سے صدقات خیرات لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ وہ خود داری کی وجہ سے نہ سوال کرتے ہیں۔ نہ ذلت اور ندامت سے بچنے کے لئے یہ پسند کرتے ہیں۔ کہ انہیں لوگوں کے سامنے خیرات دی جائے۔ ہاں اگر پردے میں ان کی امداد کی جائے۔ تو شکر گذاری سے قبول کر لیتے ہیں۔ اسی واسطے گپت دان یعنے اس خیرات کی جس کی کسی کو خبر نہ ہو۔ فضیلت بیان کی گئی۔ کہ وہ لینے والے کو سوال کی ذلت سے بچاتی ہے۔ نیز ظاہرا خیرات دینے والے کے دل میں فخر اور تکبر بھی پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کا اخلاق پر نہایت برا اثر پڑتا ہے +

۳۵۳ ۔ سائل کو کچھ دو۔ خواہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے +

(ف) سائل سے مراد اصلی سوالی ہے۔ کہ اسے ضرورت نے مجبور کر دیا ہے۔ کہ وہ سوال کرے۔ مثلاً ایک گھوڑے کا سوار مسافر کسی گاؤں میں بے وقت پہنچتا ہے۔ کھانا میسّر نہیں آسکتا۔ وہ روٹی کا سوال کرتا ہے۔ جس کا وہ ہر طرح سے مستحق ہے۔ پس اگر میسّر ہو تو اسے روٹی ضرور دینی چاہیئے یا اس کا زادراہ ختم یا کم ہو گیا ہے۔ یا کوئی اور ناگہانی مصیبت آپڑی ہے۔ تو تب بھی وہ امداد کا حقدار ہے

۳۵۴ ۔ خیرات دینے سے مال کم نہیں ہوتا۔ اور[۱] جو آدمی درگذر کرتا ہے۔ خدا اس کی عزت میں افزونی کرتا ہے۔ اور[۲] جو آدمی محض خدا کی خوشنودی کے لئے تواضع کرتا ہے۔ خدا اس کا رتبہ بڑھاتا ہے +

(ف) ۱ پر کسی اور مقام پر لکھا گیا ہے ۲ جو شخص کسی نااہل کی زبان درازی اور زیادتی پر صبر کرتا ہے۔ اور انتقام لینے کی کوشش نہیں کرتا۔ لوگ اس کے حوصلہ کی تعریف کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں۔ اور یہی اس کی عزت میں افزونی ہوتا ہے ۳ جو خلوص نیت سے لوگوں کی تواضع کرتا ہے۔ لوگ بھی اس کی تواضع کرتے ہیں۔ اور یہی اس کا رتبہ بڑھتا ہے۔ ؎

تواضع زیادت کند جاہ را — کہ از مہر پرتو بود ماہ را (سعدی)

(تواضع مرتبہ کو زیادہ کر دیتی ہے۔ کہ سورج سے چاند کو روشنی ملتی ہے)

۳۵۵ - بہتر صدقہ وہ ہے جو صاحب توفیق دے - اور اپنے عیال سے شروع کرے -
(ف) وہ لوگ جو خیرات کرنے کا مقدور نہیں رکھتے - اگر خیرات کرکے پھر خود خیرات کے مستحق بنیں تو یہ مناسب نہیں ہے - اس طرح جن لوگوں کے اپنے بال بچہ فاقہ کش ہوں - انہیں چاہیئے - کہ پہلے ان کی خبر لیں - اور پھر اوروں کو پوچھیں - البتہ اپنی ضروریات سے کچھ بچ جائے - تو اسے کسی کار خیر پر صرف کیا جائے - دیکھو اگلی حدیث -

۳۵۶ - ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صدقے کا حکم فرمایا - ایک شخص نے عرض کیا - یا رسول اللہ میرے پاس ایک دینار ہے - آپ نے فرمایا - اس کو اپنی جان پر صدقہ کر (یعنے اپنی ذات پر خرچ کر) اس نے کہا میرے پاس ایک اور بھی ہے - فرمایا اس کو اپنی اولاد پر صدقہ کر - اس نے عرض کیا - میرے پاس ایک اور بھی ہے - فرمایا اُسے اپنی بیوی پر صدقہ کر - کہا یا رسول اللہ میرے پاس ایک اور بھی ہے فرمایا اُسے اپنے خادم پر صدقہ کر - پھر کہا میرے پاس ایک اور بھی ہے - فرمایا اُسے جہاں تو خود مناسب سمجھے صرف کر ٭

۳۵۷ - ایک شخص فقیر صورت مسجد میں آیا - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صدقہ دینے کا حکم فرما رہے تھے - چنانچہ لوگوں نے صدقہ دیا - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو دو کپڑے عطا فرمائے - پھر سلسلہ کلام جاری کرکے صدقہ دینے کے واسطے فرمایا - اُس شخص نے دو کپڑوں میں سے ایک ڈال دیا - کہ یہ میری طرف سے صدقہ ہے - آپ نے فرمایا - (لوگو!) تم اس شخص کی طرف دیکھتے ہو - میں نے اسے فقیرانہ صورت میں دیکھا - اور دو کپڑے دیئے - اور جب میں نے پھر صدقہ دینے کے واسطے کہا - تو ایک کپڑا اس نے ڈال دیا - اسے چشم نمائی کی - اور فرمایا اپنا کپڑا اٹھالے ٭

۳۵۸ - ایک شخص ایک انڈا اتنا سونے کا ڈلا لایا - اور کہا یا رسول اللہ یہ مجھے ایک کان سے ملا ہے اسے لے لیجیئے - یہ صدقہ ہے - اور میرے پاس یہی کچھ ہے - آپ نے اُس کی طرف سے رُخ ہٹا لیا - وہ (اسی طرف یعنی) آپ کے دائیں کو آیا - اور اپنی بات دُھرائی - آپ نے پھر رخ بدل دیا - تب وہ بائیں کو آیا - اور وہی کہا جو پہلے کہا تھا - آپ نے پھر بھی رخ اُدھر سے ہٹا لیا - پھر وہ پیچھے کی طرف سے آیا - اور اپنی بات دُھرائی - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ ڈلا لے لیا - اور اُسے ایسا مارا - کہ اگر لگ جاتا تو اُسے درد ہوتا - اور فرمایا تم میں سے کوئی اپنا سارا مال لے کر آتا ہے - اور کہتا ہے - کہ یہ صدقہ ہے (کیا وہ یہ چاہتا ہے) کہ پھر آپ بیٹھ جائے - اور لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلائے - بہتر صدقہ وہ ہے - جو مقدور موافق ہو ٭

۳۵۹ - عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں - کہ میں نے ایک گھوڑا کسی کو خدا کے نام پر دیا - اس

نے اُسے کم خدمتی کی وجہ سے خراب کر دیا۔ میں نے چاہا کہ اس سے خرید لوں۔ اور یہ بھی گمان ہوا۔ کہ وہ سستا بیچ دے گا۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا نہ خریدنا۔ اور اپنا صدقہ واپس نہ لینا۔ خواہ وہ تمہارے پاس ایک درم ہی کو بیچے۔ کیوں کہ صدقے کا واپس لینے والا ایسا ہی ہے جیسے اپنی قے کا چاٹنے والا ٭ ے

ہرچہ بخشیدی مکن یاد رجوع ۔۔۔ گر زپا افتادۂ از دست جوع

ایں بداں ماند کہ شخصے قے کند ۔۔۔ باز میلِ خوردنِ آں مے کند (عطار)

(جو کچھ تو نے بخش دیا۔ اُس کی واپسی کا خیال مت کر۔ خواہ تو بھوک سے لاچار ہو گیا ہے)

(اُس کی مثال یہ ہے۔ کہ کوئی شخص قے کرے۔ اور پھر اُسے چاٹنے کی خواہش کرے)

صلہ رحم

(۳۶۰) رشتہ عرش سے لٹکا ہوا ہے۔ اور کہتا ہے۔ جس نے مجھے جوڑا۔ اُسے اللہ جوڑے گا۔ اور جس نے مجھے قطع کیا اُسے اللہ قطع کرے گا ٭

(**ف**) ہر کہ او ترکِ اقارب مے کند ۔۔۔ جسم خود قوتِ عقارب مے کند (عطار)

(جو شخص قرابتیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اپنے جسم کو بچھوؤں کی خوراک بنا دیتا ہے)

جن رشتہ داروں کو کوئی شخص چھوڑ دیتا ہے۔ وہ ہر وقت ڈنگ چلاتے رہتے ہیں۔ اور لوگ بھی طعن و تشنیع کرتے رہتے ہیں۔ قطع نظر ان کے خود بخود بھی دل کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس واسطے بچھوؤں کی خوراک کا قول بالکل برمحل ہے ٭

۳۶۱ ۔ جو شخص چاہے کہ خدا اس کا رزق وافر کرے۔ اور اس کی عمر لمبی کرے تو اُسے چاہیئے کہ رشتے داروں سے محبت رکھے ٭ ے

رو بہ پرسیدن بہ خویشان خویش ۔۔۔ تاکہ گردد مدتِ عمر تو بیش (عطار)

(اپنے خویشوں کی خبر پرسی کے لئے جا ۔۔۔۔۔ تاکہ تیری عمر کی مدت زیادہ ہو)

اگر کوئی شخص اپنے رشتہ داروں کو ملنے۔ اور اُن کی خبر پرسی کو جائے۔ اور ان میں سے ضرورتمند کی مدد بھی کرے۔ تو وہ سب خاص کر ضرورت مند اُس کے التفات سے متاثر ہو کر اس کے لئے نیک دعا خصوصاً عمر لمبی ہونے کی کرتے ہیں۔ تاکہ اسے ایسی نیکیاں کرنے کا زیادہ موقع ملے۔ آج کل سائنس کی تعلیم کا بڑا زور ہے۔ اور بعض لوگ دعا کی تاثیر کے قائل نہیں۔ مگر ایک گروہ ان ہی تعلیم یافتہ میں سے

ہے۔ جو اجابت دعا کو تو نہیں مانتا۔ پر قوت ارادہ کا قائل ہے۔ جبریہ تو باقی نہیں چارکا سامعاملہ ہے۔ انسان کی سرشت میں داخل ہے کہ وہ جب کوئی نیک کام کرتا ہے۔ تو اس کی طبیعت میں فرحت اور راحت پیدا ہوتی ہے۔ اور فیلسوف کہتے ہیں۔ کہ طبیعت میں بشاشت کے پیدا ہونے سے عمر لمبی ہوتی ہے ٭

۳۶۴ — مسکین کو صدقہ دینا ایک صدقہ ہے۔ اور قرابتی کو صدقہ دینا دو صدقے ہیں۔ ایک تو اصل صدقہ (کا) اور دوسرا رشتہ داری کی نگہداشت (کا ثواب)

(ف) صلہ رحم کے حق میں اس قدر لکھا گیا ہے۔ مگر دنیا کا عام رویہ اس کے برخلاف ہے جس قدر قرابت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی قدر محبت کم ہوتی ہے۔ اور بغض زیادہ ہوتا ہے۔ البتہ جوں جوں رشتہ دور ہوتا جاتا ہے۔ بغض کم اور میل ملاپ زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اور یہ کوئی تازہ بدعت نہیں بلکہ پرانا طریق عمل ہے۔ دنیا میں جو سب سے پہلے دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک دوسرے (بیگناہ) کا قاتل تھا۔ اور قرآن میں اس قصہ کے بیان ہونے کی ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے۔ کہ انسان کو آگاہ کر دیا جائے۔ کہ اُس کی سرشت میں اس بدی (قطع صلہ رحمی) کا بھی مادہ ہے جس کی بظاہر توقع نہیں ہونی چاہیئے۔ چنانچہ اسی واسطے اس کی ممانعت اور صلہ رحمی کے واسطے ہدایت فرمائی۔ ابتدائے آفرینش میں جب یہ حال تھا تو بعد کا پھر کیا کہنا ہے۔ بڑے میاں بڑے میاں۔ چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ عوام تو کس گنتی میں ہیں۔ علما اور امرا کے خون سے جو اُن کے بھائیوں نے بہایا۔ تاریخ کے ورق بھرے پڑے ہیں۔" بھائی۔ یوسف کے بھائی نکلے" بہت دفعہ لکھنے بولنے میں آتا ہے۔ اور "اَلْاَقَارِبُ کَالْعَقَارِبِ" اقارب (قرابتی) مانند عقارب (بچھوؤں) کے ہیں۔ عربی مثل مشہور ہے ٭

شیخ سعدی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت سے اس وقت تک کے عین درمیانی زمانے میں ایک ممتاز عالم دین تھے۔ ان کی تصانیف گلستان بوستان اور کریما سر بسر پند و موعظت ہیں۔ اور بعض حصے اُن کے قرآن و حدیث کی تفسیر ہیں۔ چنانچہ بہت سے اقتباس جو انہوں نے حدیثوں سے کئے ہیں۔ ناظرین کی لطف طبع کے واسطے اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں۔ ممکن ہے شیخ صاحب نے صلہ رحمی کے حق میں کچھ لکھا ہو۔ مگر کوئی قول آپ کا اس بارے میں یاد نہیں برخلاف اس کے ایسے اقوال دیکھنے میں آتے ہیں۔ جن میں رشتے داروں سے مایوسی ظاہر کی ہے۔ مثلاً ؎

تو با خود ببر توشۂ خویشتن	کہ شفقت نیاید ز فرزند و زن
غم خویش در زندگی خور کہ خویش	بمردہ نہ پردازد از حرص خویش

خور و نوش و بخشا ے و راحت رساں　　　　نگاہ مے چہ داری ز بہر کساں

(تو اپنے ساتھ اپنا سفر خرچ لے جا - کہ بیٹے اور بیوی سے (کوئی) شفقت نہیں آتی)
(اپنا غم زندگی میں کھا - کہ خویش (اپنی) حرص (کی وجہ) سے مُردے کی طرف توجہ نہیں کرتا)
(کھا پی بخشش کر اور (خلقت کو) آسائش پہنچا - لوگوں کے واسطے کیوں سنبھال رہا ہے)

اگرچہ یہ اشعار اور غرض کے لئے لکھے گئے ہیں - اور ایک اور حدیث سے ان کا مضمون اقتباس کیا گیا ہے - جو کسی اور موقع پر درج ہے - مگر پھر بھی مضمون زیر بحث پر اگر بہت نہیں تو مدہم روشنی ان سے پڑتی ہے -

معلوم ہوتا ہے کہ شیخ صاحب کو اپنی ذات سے یا اور لوگوں کو دیکھ کر اس بات کا تجربہ ہو چکا تھا - کہ صلہ رحم ہر ایک حالت میں قائم نہیں رہ سکتا - چنانچہ انہوں نے ایک مختصر سی بحث اس مضمون پر لکھی ہے جو بجنسہ ناظرین کے ملاحظہ کے لئے درج کی جاتی ہے - اس کا خلاصہ یہ ہے - کہ اگر رشتہ دار خدا اور رسول کا حکم نہ مانے اور ان احکام کے برخلاف چل کر تم سے مخالفت کرے تو اس سے قطع تعلق کرنا بہتر ہے -

بحث مذکورہ بالا یہ ہے - ~

چوں نبود خویش را دیانت و تقوےٰ　　　　قطع رحم بہ از مودت قربےٰ

یاد دارم کہ یکے مدعی درین بیت بر قول من اعتراض کردہ بود و گفتہ کہ حق تعالیٰ در کتاب مجید از قطع رحم نہی کردہ است - و بمودت ذوالقربےٰ فرمودہ - و آنچہ تو گفتی مناقض آن است گفتم آیت وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا - شعر

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد　　　　فدائے یک تن بیگانہ کآشنا باشد

(جب رشتے دار دین دار اور پرہیزگار نہ ہو - تو رشتے کا قطع کرنا قرابتیوں کی محبت سے بہتر ہے)

مجھے یاد ہے کہ ایک معترض نے میرے اس بیت کے قول پر اعتراض کیا تھا - اور کہا کہ خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں رشتہ کے قطع کرنے سے منع فرمایا ہے - اور قرابتیوں کے ساتھ محبت رکھنے کو فرمایا ہے - اور جو کچھ تو نے کہا ہے - اس کے برخلاف ہے - میں نے کہا آیت اگر (ماں باپ) تیرے درپے ہوں - کہ تو کسی کو ہمارا شریک ٹھہرائے جس کی تیرے پاس کوئی معقول دلیل نہیں ہے تو ان کا کہنا نہ ماننا - (ہزار رشتے دار جو خدا شناس نہ ہوں - اس ایک شخص بیگانہ پر جو (خدا کا) آشنا ہو قربان کئے جائیں -) +

صحبت مرد اور عورت کے باہمی حقوق مجلس ہم نشین دوست وغیرہ

۳۶۳ - اگر میں حکم دیتا۔ کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے۔ تو بیوی کو حکم دیتا۔ کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔
(ف) مسلمانوں میں سوائے خدا کے کسی اور کے آگے سر جھکانا یعنی سجدہ کرنا جائز نہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر انسان کے آگے سجدہ کرنا میرے مذہب میں روا ہوتا۔ تو میں بیوی کو حکم دیتا۔ کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے۔ یعنی بیوی کو اپنے شوہر کی اس قدر تعظیم اور فرمان برداری کرنی چاہیئے۔ کہ خدا سے نیچے اُسی کو سمجھے ٭ ۵

(ظفر)
آگاہ ہے جو کوئی آدابِ محبت سے ۔۔۔ وہ پاپوسی کو اُس کی سر کے بل جائے عجب کیا ہے

۳۶۴ - اگر کوئی عورت مر جائے۔ اس حال میں کہ اُس کا خاوند اس سے راضی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی ٭

۳۶۵ - کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کون سی عورت اچھی ہے ؟ فرمایا وہ عورت (جس کا خاوند) جب اس کی طرف دیکھے تو اُسے خوش کر دے۔ اور جب وہ کوئی کام یا بات کہے تو اس کی فرمانبرداری کرے۔ اور اپنی جان اور مال کے متعلق اس سے کوئی ایسی مخالفت نہ کرے۔ جس سے وہ ناراض ہو جائے ٭

۳۶۶ - قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ جب کوئی آدمی اپنی عورت کو اپنے بستر پر بلاتا ہے۔ اور وہ نہیں آتی۔ تو وہ جو آسمانوں پر ہے۔ یعنی خدا اس سے ناراض رہتا ہے۔ جب تک کہ اس کا خاوند اس سے راضی نہ ہو ٭

۳۶۷ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر میں اپنے ہاتھ سے چکی پیستی۔ پانی بھرتی۔ اور جھاڑو دیتی تھیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہیں سے کئی خادم آئے۔ فاطمہ رضہ کے شوہر حضرت علی رضہ نے اپنی بیوی سے کہا۔ کہ تمہیں اس قدر مشقت کرنی پڑتی ہے۔ جاؤ جا کر اپنے ابا سے ایک خادم مانگ لاؤ۔ وہ آئیں۔ پر چونکہ بہت سے آدمی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے واپس چلی گئیں۔ دوسرے روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس گئے۔ اور پوچھا فاطمہ کیا بات تھی۔ جو تم میرے پاس گئی تھیں ؟ وہ چپ رہیں۔ مگر حضرت علی نے کہا۔ کہ جناب یہ چکی آپ پیستی ہیں۔ چنانچہ ہاتھوں پر نشان پڑ گئے ہیں۔ پانی بھی آپ ہی بھرتی ہیں۔ اور مشکیزہ کا نشان سینہ پر ہو گیا ہے۔ جھاڑو بھی آپ ہی دیتی ہیں۔ جس سے ان کے کپڑوں پر گرد پڑتی رہتی ہے۔ چونکہ آپ کے پاس خادم آئے تھے۔

میں نے انہیں بھیجا تھا - کہ ایک خادم مانگ لائیں تاکہ اس روز کی مشقت سے رہائی پائیں - اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (حضرت علی کو تو کچھ نہ کہا - مگر) اپنے لخت جگر کی طرف خطاب کر کے فرمایا - اے فاطمہ خدا سے ڈر اور اس کا حق ادا کر - اور اپنے گھر کا کام آپ کر - اور جب (رات کو) اپنے بستر پر آئے تو تینتیس ۳۳ دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور تینتیس ۳۳ دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس ۳۴ دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھا کر - یہ کل ایک سو ہوا اور یہ تیرے لئے خادم سے بہتر ہے - فاطمہ بیچاری پہلے بھی حکم کی تعمیل میں گئی تھیں - اس وقت بھی نہ کچھ کہ سکیں - اور بولیں تو یہ بولیں میں اللہ اور اس کے رسول (کے فرمان) پر راضی ہوں ؛

(ف) ورد و وظائف کی تعلیم اس واسطے فرمائی - کہ خدا کی طرف دھیان رہے اور دل قانع رہے - اور حریص نہ ہو ؛

بے غرضی اور صبر و تسلیم کی مثالیں جو باپ اور بیٹی نے قائم کیں - وہ اپنی نظیر آپ ہی ہیں جب تک ان کی پیروی ہوتی رہی - اسلام کا بول بالا رہا - جب خودغرضی اور آز و حرص کا دور آگیا ساری رونق جاتی رہی ؛

۳۶۸ - عورتوں سے اچھی طرح سے پیش آؤ - وہ تمہارے عقد نکاح میں ہیں - اس کے سوا تمہیں ان پر (سختی کا) کوئی اختیار نہیں - اِلاَّ اس صورت میں کہ کوئی بھاری قصور کر بیٹھیں - اور اگر ایسا کریں - تو انہیں اپنے بستروں پر مت آنے دو - اور انہیں مارو - مگر ضرب شدید نہ لگے پھر اگر وہ تمہاری تابعداری کریں - تو تم بھی اُنہیں (تنگ کرنے کے) واسطے حیلے نہ نکالو - یاد رکھو - کہ تمہاری عورتوں پر تمہارے حقوق ہیں - اور تم پر تمہاری عورتوں کے - تمہارا حق ان پر یہ ہے - کہ جن لوگوں سے تم ناراض ہو - انہیں وہ نہ تمہارے بستروں پر لیٹنے دیں - نہ تمہارے گھروں میں آنے دیں - (ورنہ ان کی محفل سے آسائش حاصل کرو تمہارا حق ہے) اور ان کا حق تم پر یہ ہے - کہ تم ان کے ساتھ ان کے لباس میں خوراک میں نیک سلوک کرو ؛

۳۶۹ - حکیم بن معاویہ سے روایت ہے - کہ ان کے والد نے کہا - کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی - کہ ہر ایک شخص پر اس کی بیوی کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب تم خود کھانا کھاؤ - تو اسے بھی کھلاؤ - اور خود کپڑے پہنو - تو اسے بھی پہناؤ - اور اس کے چہرے پر مت مارو - نہ اس کے ساتھ بدزبانی سے پیش آؤ - اور نہ اسے اپنے گھر کے سوا کہیں اکیلا چھوڑو ؛

۳۷۰ - ایمان دار آدمی اپنی بیوی سے ناراض نہ رہا کرے - کیونکہ اگر اس کی کوئی عادت اسے

ناپسند ہو تو کوئی قابل پسند بھی ہو گی ✦

۳۷۱ ۔ قیامت کے دن خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑی بھاری خیانت یہ ہو گی۔ کہ میاں بیوی خلوت میں ہوں۔ اور بعد ازاں ان میں سے کوئی ایک دوسرے کا راز افشا کرے ✦

۳۷۲ ۔ (بُرا) ظن کرنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ ظن سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔ عیب جوئی مت کرو۔ چھپ کر باتیں نہ سنو۔ فخر نہ کرو۔ حسد اور کینہ نہ رکھو۔ مُنہ نہ موڑو۔ اور اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بنے رہو ✦

۳۷۳ ۔ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ (۱) سلام کا جواب دینا۔ (۲) بیمار پرسی کرنا۔ (۳) جنازے کے ساتھ جانا۔ (۴) کھانے کی دعوت قبول کرنا۔ (۵) چھینک کا جواب دینا ✦

(ف) چھینک آنے سے پہلے ایک بے چینی سی ہوتی ہے۔ اور ذرا رُک جائے تو کس قدر اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ مگر اس کے بعد فرحت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ چھینک کا آنا صحت کی علامت ہے۔ اس واسطے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جسے چھینک آئے بشرطیکہ وہ زکام کے عارضہ کی نہ ہو تو وہ الحمد للہ کہکر خدا کی تعریف کرے۔ اور پاس کا سُننے والا یرحمک اللہ یعنے تم پر خدا رحم کرے۔ کہکر اس کی خدا شناسی کی قدر کرے ✦

۳۷۴ ۔ بھوکے کو کھانا کھلایا کرو۔ بیمار کی خبر لیا کرو۔ اور قیدی کو چھوڑا یا کرو ✦

(ف) ؎ ناں بدہ بر جائعاں بہرِ خدا ۔۔۔ تا دہندت در بہشتِ عدن جائے
بر سرِ بالینِ بیماراں گذر ۔۔۔ زانکہ ہست ایں سنّتِ خیر البشر (عطار)

(بھوکوں کو خدا کے واسطے روٹی دے۔ تاکہ تجھے بہشت میں جگہ ملے)

(بیماروں کے پاس جا۔ کیوں کہ یہ خیر البشر یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا طریق ہے)

۳۷۵ ۔ اے ابوذر حُسنِ خُلق کو حقیر مت سمجھو۔ خواہ (وہ اسی قدر ہو کہ) تم اپنے بھائی سے کشادہ پیشانی ملو۔ اور جب سالن پکاؤ۔ تو اُس میں پانی (ذرا) زیادہ ڈال دو۔ اور اپنے ہمسائے کو بھی اس میں سے ایک دو چمچے دے ڈالو ✦

مجلس کے آداب

۳۷۶ ۔ رستوں میں بیٹھنے سے پرہیز کیا کرو۔ (حاضرین نے) کہا یا رسول اللہ (وہاں) بیٹھے

بغیر تو گذارا نہیں - کہ ہم بات چیت وہاں ہی کرتے ہیں - فرمایا - اگر تمہیں وہاں بیٹھنا ہی ہے - تو رستے کے حق ادا کیا کرو - انہوں نے پوچھا - یا رسول اللہ (رستے کے) حق کونسے ہیں؟ فرمایا - نظر نیچے رکھنا - کسی کو ایذا پہنچانے سے باز رہنا - سلام کا جواب دینا - نیک کام کا حکم دینا - بُرے کام سے منع کرنا - اور دوسری روایت میں اس قدر زیادہ ہے - کہ مصیبت زدہ کی فریاد رسی کرنا - اور بھولے ہوئے کو راستہ بتانا *

(ف) رستے میں بیٹھنا بہت معیوب بات ہے - اس طرح سے اُس کے رک جانے سے آنے جانے والوں کو دقت ہوتی ہے - خاصکر عورتوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے - کہ وہ حیا اور شرم کی وجہ سے ایسے رستوں میں جن میں مرد بیٹھے ہوں چلنا پسند نہیں کرتیں - اور اگر مجبوراً چلنا بھی پڑے - تو اُن کے دلوں میں اس تکلیف کا احساس بہت ہوتا ہے - جن شرطوں پر رستے میں بیٹھنے کی اجازت دی گئی ہے - وہ بہت دشوار ہیں - پس بہتر یہی ہے - کہ لوگ رستے میں بیٹھا ہی نہ کریں *

۳۷۷ - جب تین شخص (بیٹھے ہوئے) ہوں - تو تیسرے کو چھوڑ کر دو سرگوشی نہ کریں - کہ اس سے وہ آزردہ ہو جائے گا *

۳۷۸ - جو شخص اس بات سے خوش ہو - کہ لوگ اُس کے لئے (تعظیماً) کھڑے کئے جائیں - تو وہ اپنا ٹھکانا آگ میں سمجھ رکھے *

(ف) لوگوں کا خود بخود کسی شخص کی تعظیم کے واسطے کھڑا ہونا اور بات ہے - مگر کسی شخص کا اس بات سے خوش ہونا - کہ لوگ اُس کی تعظیم کے واسطے حکماً کھڑے کئے جائیں اور بات ہے - اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے - کہ اس کا تکبر اور نخوت دن بدن بڑھتے جاتے ہیں - اور خدا کی عاجز اور بے پناہ خلقت پر اُسے ظلم اور سختی کرنے کی عادت ہوتی جاتی ہے - اور انجام کار خود بھی عذاب میں گرفتار ہو جاتا ہے

۳۷۹ - تم میں سے کوئی کسی کو اُس کی جگہ سے اس لئے نہ اُٹھائے - کہ پھر (آپ) اس کی جگہ بیٹھ جائے - مگر کھل کر بیٹھو - اور جگہ کشادہ کرو - کہ خدا تعالےٰ تمہارے لئے کشادگی کرے گا - حضرت عمر کی عادت تھی - کہ جب کوئی شخص ان کی خاطر اپنی جگہ سے اُٹھتا - تو وہ اس جگہ نہ بیٹھتے *

۳۸۰ - جب کوئی آدمی کسی حاجت کے واسطے (مجلس سے) اُٹھے - تو جب پھر آئے - اپنی جگہ پر اسی کا حق زیادہ ہے *

۳۸۱ - جابر بن سمرہ روایت کرتے ہیں - کہ جب ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے تو جہاں کسی کو جگہ ملتی وہ وہاں بیٹھ جاتا *

(ف) اس حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد نہیں ہے - مگر ایک دستور بیان کیا گیا ہے - کہ جس میں آپ کی طرف سے کسی مداخلت کا ذکر نہیں - کسی جلسہ میں کوئی خاص جگہ کسی شخص کی مقرر ہو - اور اسے اور ناظمان جلسہ کو اس کا علم ہو - تو یہ علیحدہ بات ہے - ورنہ یہ بہت اچھا سنہری قاعدہ ہے - کہ جہاں موقعہ ملا بیٹھ گئے - لوگوں کو تنگ کر کے آگے آگے گھسنا بہت بری حرکت ہے - اور ناظمان کی طرف سے پیچھے آنے والوں کے واسطے آگے جگہ بنانے کی کوشش کرنا تو بہت قابل اعتراض ہے - کیوں کہ جن اشخاص کے بیچ میں سے رستہ نکالا جاتا ہے - اُن کو اِدھر اُدھر ہٹانے سے تنگ کرنے کے علاوہ ان کے دلوں کو بھی آزردہ اور رنجیدہ کیا جاتا ہے - کہ اُن پر جو پہلے آئے تھے - پیچھے آنے والوں کو کیوں فوق دیا جاتا ہے ؞

۳۸۲ - کسی آدمی کے واسطے روا نہیں - کہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر بیٹھ جائے ؞

۳۸۳ - ایک آدمی حلقے کے بیچ میں بیٹھ گیا - حذیفہ رض نے کہا - کہ حسب قول محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو شخص حلقے کے بیچ میں بیٹھ گیا - وہ ملعون ہے ؞

(ف) حلقے کے عین وسط میں ایک شخص کا بیٹھ جانا - جس کے مرکز میں بہت خالی جگہ چھوڑ کر گرداگرد لوگ بیٹھے ہوں - ایک سخت بیہودہ حرکت ہے - اور اس واسطے اس کا مرتکب طعن و تشنیع کا مستوجب ہے ؞

۳۸۴ - بہتر مجلسیں وہ ہیں - جو کشادہ اور فراخ ہوں ؞

ہمنشین کے اوصاف

۳۸۵ - نیک ہم نشین اور بد ہم نشین کی مثال گندھی اور لوہار کی ہے - گندھی تو تمہیں ایک پھوا عطر کا نذر کرے گا - یا خود تم اس سے عطر خریدو گے - اور لوہار یا تو تمہارے کپڑے جلائے گا - یا تمہیں اس سے خراب ہوا (لوہے کی بدبُو) آئے گی ؞

(ف) عطار نے اس حدیث کا عطر اس طرح چھڑکا ہے:- ؎

وانکہ با عطار سے گرد و قریب	او ہمیں یابد ز بوئے خوش نصیب
ہم نشین صالحاں باش اے پسر	دُور باش از رند و قلاش اے پسر
صحبتِ ظالم بسانِ آتش ست	زاں کہ خلق آزار تند و سرکش ست

(جو شخص گندھی کے قریب ہوتا ہے - اُسے خوشبو سے حصہ ملتا ہے)

(اے لڑکے نیک بختوں کے ساتھ بیٹھ - رند اور بد معاشوں سے دُور رہو) ؞

(ظالم کی صحبت آگ کی مانند ہے۔ اس لئے کہ وہ خلقت کو دکھ دینے والا اور تند اور سرکش ہے)

سعدی نے نیک ہم نشین کی خوشبو اس طرح پھیلائی ہے:۔ **ع**

(۱) گِلِ خوش بوئے در حمام روزے — رسید از دستِ محبوبے بدستم
(۲) بدو گفتم کہ مُشکی یا عبیری — کہ از بوئے دل آویزِ تو مستم
(۳) بگفتا من گِلِ ناچیز بودم — ولیکن مدّتے با گل نشستم
(۴) جمالِ ہم نشیں در من اثر کرد — وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(۱) ایک دن حمام میں (سر پر ملنے کے لئے) خوشبودار مٹی مجھے ایک دوست نے دی)
(۲) میں نے اس سے کہا کہ تو کستوری ہے۔ یا عنبر کہ تیری دل ربا بو سے میں مست ہو گیا ہوں)
(۳) اس نے کہا میں ناچیز مٹی تھی۔ لیکن ایک عرصہ گلاب کے پھول کے پاس بیٹھی رہی۔)
(۴) ہم نشین کے جمال نے مجھ پر اپنا اثر ڈال دیا ہے۔ ورنہ میں مٹی کی مٹی ہوں) یہ وہ مٹی ہے۔ جو گلاب کا عرق یا عطر نکالنے کے وقت نال کے منہ پر لیپتے ہیں +

بد ہم نشین کی مثال کے واسطے ایک ہی شعر کافی ہے۔ جو بہت ہیبت ناک ہے:۔ **ع**

پسرِ نوح با بداں بنشست — خاندانِ نبوّتش گم شد (سعدی)

(نوح علیہ السلام کا بیٹا بروں کے ساتھ بیٹھا۔ پیغمبری اُس کے خاندان سے گم ہو گئی)

۳۸۶۔ مجلسیں (جو پوشیدہ طور پر کی جائیں۔ اُن کے مشورے) امانت ہیں۔ سوائے تین صورتوں کے (۱) ناحق خون کرنے (۲) زنا کرنے (۳) اور ناحق کسی کا مال خورد برد کرنے کے مشورے۔

(**ف**) بدی کرنے کے واسطے جو مشورے کئے جائیں۔ وہ امانت نہیں ہیں۔ انہیں فوراً ظاہر کر دینا چاہیئے۔ تاکہ اُن پر عمل نہ ہو سکے۔ اور لوگ ان کے شر سے بچ جائیں +

دوستی اور محبّت

۳۸۷۔ قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ تم جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک ایمان نہ لاؤ۔ اور ایمان نہیں لاؤ گے۔ جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ میں تمہیں ایک ایسی بات بتلاتا ہوں۔ کہ جب تم اُسے کرو گے۔ تو آپس میں محبت کرو گے (اور وہ یہ ہے) کہ آپس میں (ایک دوسرے کو) سلام کیا کرو +

(**ف**) سلام کرنے سے میل ملاپ پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے نہ کرنے سے رنج اور کینہ روزمرہ پیدا ہیں

سننے میں آتی ہیں " فلاں شخص آج ہمارے پاس سے گذرا نہ سلام نہ دعا۔ خبر نہیں اس قدر مغرور کیوں ہو گیا ہے۔ بیٹا کس کا ہے۔ کل فلاں صاحب رستے میں مل گئے۔ بہت ادب سے سلام کیا اور مزاج پرسی کی۔ کیوں نہ ہو۔ صالح جوان ہیں۔ ان کے والد بھی بڑے نیک بخت آدمی تھے "

۳۸۸ - باہمی محبت مہربانی اور شفقت میں ایمان والوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے کہ جب اُس کے کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے۔ تو سارے کا سارا اس کے ساتھ بے خوابی اور حرارت کی تکلیف اٹھانے میں شریک ہو جاتا ہے ؛

(ف) سعدی نے اس حدیث کے مضمون کو ذرّہ وسعت دے کر اس طرح منظوم کیا ہے :- ؎

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند ۔۔۔ کہ در آفرینش ز یک جوہر اند
چو عضوے بدرد آورد روزگار ۔۔۔ دگر عضوہا را نماند قرار
تو کز محنت دیگراں بے غمی ۔۔۔ نشاید کہ نامت نہند آدمی

(آدم کی اولاد ایک دوسرے کے اعضا ہیں۔ کہ پیدائش میں ایک ہی اصل سے ہیں)
(جب ایک عضو کو درد ہوتا ہے۔ تو دوسرے عضووں کو بھی آرام نہیں رہتا)
(تو کہ دوسروں کی تکلیف کا غم نہیں کرتا۔ لائق نہیں کہ تیرا نام آدمی رکھیں)

۳۸۹ - جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے محبّت رکھے۔ تو چاہیئے۔ کہ اسے بتلا دے۔ کہ میں تم سے محبّت رکھتا ہوں ؛

۳۹۰ - جب کوئی آدمی کسی کو بھائی بنائے۔ تو چاہیئے کہ اس کا نام پوچھ لے۔ (بلکہ) اس کے باپ اور گھرانے کا بھی۔ کیوں کہ اس سے دوستی کو استحکام ہوگا ؛

(ف) پتہ نشان پوچھنے سے آدمی خط و کتابت بھی کر سکتا ہے اور پھر مل بھی سکتا ہے۔ ریل گاڑی میں بعض دفعہ بعض آدمیوں سے محبّت کی بات چیت ہوتی رہتی ہے۔ اور ایسا بھی اتفاق ہو جاتا ہے۔ کہ کسی نہ کسی وقت انہیں لکھنے یا ملنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ مگر پتہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے وہ پوری نہیں ہوتی ؛

۳۹۱ - دوست سے محبت اعتدال کے ساتھ رکھو۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ کبھی تمہارا بگاڑ ہو جائے (اسی طرح) دشمن کے ساتھ دشمنی حد سے زیادہ نہ کرو۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کبھی تمہاری محبّت ہو جائے ؛

(ف) اگر محبت کی زیادتی ہوگی۔ تو حد سے زیادہ بے تکلفی ہو جائے گی۔ ظاہر ہے۔ کہ ایسی صورت میں ہر ایک کو دوسرے کے کُل معاملات سے واقفیت ہو جائے گی۔ اور بہتیری باتیں اُن میں ایسی

ہوں گی۔ کہ وہ ظاہر ہو کر تکلیف اور نقصان کا موجب ہوں گی۔ اسی طرح اگر حد سے زیادہ دشمنی کی جائے گی۔ تو دوستی کے وقت پرانی باتوں کا خیال آنے پر ندامت ہوگی۔

۳۹۲۔ خدا کے بندوں میں سے بہت ایسے ہیں۔ کہ نہ وہ نبی ہیں۔ نہ شہید۔ مگر قیامت کے دن خدا کے نزدیک اُن کا رتبہ دیکھ کر نبی اور شہید رشک کھائیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہمیں بتلائیے وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ وہ لوگ ہیں۔ جو خدا کی رضامندی کے واسطے ایسے لوگوں سے محبت رکھتے ہیں۔ جن سے نہ ان کا کوئی رشتہ ناطہ ہے۔ اور نہ کوئی مال ملنے کی توقع ہے واللہ ان کے چہروں پر نور ہوگا۔ اور وہ روشن بیچ راہ راست پر رہیں گے۔ جب اور لوگ ڈریں گے انہیں ڈر نہیں ہوگا۔ اور جب اور لوگ مغموم ہوں گے۔ انہیں غم نہیں ہوگا۔ اور یہ آئت پڑھی۔ بیشک جو خدا کے دوست ہیں۔ اُن کے واسطے نہ کوئی خوف ہے۔ اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔

۳۹۳۔ مسلم شخص مسلم کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرے نہ اسے تکلیف میں گھرا ہوا چھوڑے اور جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے گا۔ اللہ اس کی ضرورت پوری کرے گا۔ اور جو کوئی مسلم کسی مسلم کی تنگی دور کرے گا۔ اللہ قیامت کی تنگیوں میں سے اس کی کوئی تنگی دُور کر دے گا۔ اور جو شخص کسی مسلم کی پردہ پوشی کرے گا۔ قیامت کے دن اللہ اُس کی پردہ پوشی کرے گا۔

۳۹۴۔ جو شخص کسی ایمان دار کی کوئی دنیاوی تکلیف دُور کرے خدا اس کی قیامت کے دن کی کوئی تکلیف اس سے دور کرے گا۔ جو کسی تنگ دست کی تنگی رفع کرے۔ خدا اُس کی دنیا اور آخرت میں تنگی رفع کرے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا۔ خدا اُس کی دنیا اور آخرت میں پردہ پوشی کرے گا۔ اور خدا انسان کا معاون رہتا ہے۔ جب تک وہ اپنے بھائی کا معاون رہے۔ اور جب لوگ خانہ خدا میں جمع ہو کر خدا کی کتاب پڑھتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو پڑھاتے ہیں۔ تو خدا ان کو تسکین دیتا ہے۔ اور ان پر اپنی رحمت کا سایہ کرتا ہے۔ فرشتے اُن کے آگے پیچھے پھرتے ہیں۔ اور جو اُن میں سے خدا کے نزدیک ہوں۔ اُن سے خدا ان کا ذکر کرتا ہے اور جس شخص کو اُس کا عمل پیچھے ڈالے اس کا نسب اسے آگے نہیں لے جا سکتا۔

(ف) حالی اور سعدی نے اس حدیث سے جس قدر اقتباس کیا ہے وہ ذیل میں دیا جاتا ہے:۔

اگر بھولتے ہم نہ قولِ پیغمبر — کہ ہیں سب مسلمان باہم برادر
برادر رہے جب تک برادر کا یاور — معین اس کا ہے خود خداوندِ داور (حالی)

نسب کے متعلق سعدی نے کہا ہے:۔

چو کنعاں را طبیعت بے ہنر بود | پیمبر زادگی قدرش نیفزود
ہنر بنمائے گر داری نہ گوہر | گل از خار است ابراہیم از آذر

(جب کنعان (نوح کے بیٹے) کی طبیعت میں کوئی ذاتی قابلیت نہ تھی۔ پیمبر کا بیٹا ہونے نے اس کی کچھ قدر نہ بڑھائی (اگر تیرے پاس ہے تو ہنر دکھا۔ نہ کہ نسب۔ کانٹے سے پھول نکلتا ہے۔ اور آذر (بُت پرست) سے ابراہیم (موحد)

۳۹۵۔ تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ اگر کوئی کسی میں برائی دیکھے تو چاہیئے کہ اُسے ہٹا دے ⁂

(ف) انسان طبعًا خود پسند ہے۔ اور دوسروں کو ناپسند کرنا بھی اس کی سرشت میں داخل ہے۔ اُسے اپنے عیب تو بڑے بھی نظر نہیں آتے۔ مگر دوسروں کی خفیف فروگذاشتیں بھی پہاڑ بن بن کے دکھائی دیتی ہیں۔ پس اگر کوئی شخص کسی دوست میں سقم دیکھے تو اُسے حکمت اور تدبیر سے اس سے آگاہ کر کے رفع کروا دے۔ اور جس کے پاس اس کا عیب اصلاح کی غرض سے بیان کیا جائے۔ اُسے چاہیئے کہ بیان کرنے والے کو بُرا نہ سمجھے۔ بلکہ حقیقی خیر خواہ سمجھکر اس کا شکریہ ادا کرے۔ اور اسے اس امر پر مزید گفتگو کا موقعہ دے۔ ؎

جز آں کس ندانم نکو گوئے من | کہ روشن کند بر من آہوئے من ۔ (سعدی)

(اس شخص کے سوا میں اپنا خیر خواہ کسی کو نہیں سمجھتا۔ جو میرا عیب مجھ پر ظاہر کر دیتا ہے)

آتش نے یہ خیال اور طرز میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔ ؎

سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا | کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

۳۹۶۔ اپنے بھائی کی ظالم ہو۔ یا مظلوم مدد کرو (سامعین میں سے ایک نے) عرض کیا۔ اگر مظلوم ہو اُس کی تو میں مدد کروں گا۔ مگر ظالم کی مدد کس طرح کروں؟ فرمایا اُسے ظلم سے باز رکھو۔ یہی اس کی مدد ہے ⁂

۳۹۷۔ جو شخص اپنے بھائی کی عزت بچائے گا۔ قیامت کے دن اللہ اس کے چہرہ کو (دوزخ کی) آگ سے بچائے گا ⁂

۳۹۸۔ عادل حاکم کی تعظیم کرنا۔ خدا کی تعظیم میں داخل ہے ⁂

(ف) مسلمانوں میں پادشاہ کو خلیفۃ اللہ (خدا کا نائب) اور ظل اللہ (خدا کا سایہ) کے لقب سے پکارتے ہیں۔ پس اس کی تعظیم خود خدا کی تعظیم میں داخل ہے ⁂

۳۹۹۔ جو جوان شخص کسی بوڑھے کی تعظیم اُس کی عمر کی وجہ سے کرے۔ اللہ تعالےٰ کسی شخص کو مقرر فرما دیتا ہے۔ کہ اس کے بڑھاپے میں اس کی تعظیم کرے۔ نیز فرمایا جو شخص چھوٹوں پر مہربانی نہیں کرتا۔ اور بڑوں کی توقیر نہیں کرتا۔ وہ ہم میں سے نہیں۔ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ لکھا ہے۔

کہ وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے۔ جو نیک کام کرنے کے لئے ہدایت نہ کرے۔ اور بُرے کاموں سے منع نہ کرے +

ف درجوانی دار پیراں را عزیز   تا عزیز دیگراں باشی تو نیز (عطار)

(جوانی میں بوڑھوں کی تعظیم کر۔ کہ تیری بھی اور لوگ تعظیم کریں)

۴۰۰ ۔ عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے۔ کہ ایک سوالی اُن کے پاس آیا۔ انہوں نے اُسے روٹی کا ایک ٹکڑا دیا (اور بس) پھر ایک اور سوالی آیا۔ جو کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ اور وضعدار تھا۔ اُسے بٹھالیا (اور کھانا) کھلایا۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا۔ کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ کہ لوگوں کو اپنی منزل پر اُتارو۔ (یعنے حفظ مراتب کا خیال رکھو) +

(**ف**) اکثر لوگ اعتراضاً کہا کرتے ہیں۔ کہ جب ہم بعض علما اور مشائخ کی خدمت میں جاتے ہیں۔ تو وہاں زائرین کی جو خاطر مدارات کی جاتی ہے۔ اُس میں بڑا نمایاں فرق ہوتا ہے۔ یعنے غریب کی نسبت امیر کی زیادہ تواضع کی جاتی ہے۔ اُن کا اعتراض اس حدیث سے رفع ہوجائے گا۔ جن لوگوں کا مرتبہ اللہ تعالےٰ نے اونچا کیا ہے۔ اُسے ہیر پا اور لوگ کیوں نیچا کریں۔ جو شخص اپنے گھر میں اچھا کھانا کھانے کا عادی ہے۔ میزبان اُسے کیوں ایسا کھانا دے۔ جو اس کے لئے موجب کراہت اور تکلیف ہو۔ اور اگر وہ ہوتے سوتے ایسا کرے۔ تو حق مہمانی ادا نہیں کرتا۔ اور اس لئے گنا ہگار رہے +

۴۰۱ ۔ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مکان پر آیا۔ اور پکارا۔ کہ کیا میں اندر آجاؤں؟ آپ نے ایک خادم کو فرمایا۔ کہ اس شخص کے پاس جاؤ۔ اور اُسے اجازت حاصل کرنے کا طریقہ سکھاؤ اُسے کہو کہ پہلے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہے۔ پھر آنے کی اجازت طلب کرے۔ اُس شخص نے یہ سُن لیا۔ اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے؟ پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسے اجازت دی اور وہ اندر آگیا +

۴۰۲ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی کے گھر آتے۔ تو دروازے کے سامنے سے نہ آتے۔ بلکہ دائیں یا بائیں طرف سے۔ اور پھر کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔ اور اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ اُن دنوں دروازوں کے آگے پردے نہیں تھے +

۴۰۳ ۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ میں جب ماں کے پاس جاؤں۔ کیا تب بھی اجازت لے کر جاؤں؟ فرمایا۔ ہاں۔ اس نے کہا۔ میں اور وہ ایک ہی مکان میں رہتے ہیں۔ فرمایا (پھر بھی) اجازت لیا کرو۔ اُس نے کہا۔ میں تو اُس کی خدمت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا (تب بھی) اجازت لیا کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اُسے برہنہ دیکھو؟ کہا نہیں۔ فرمایا۔ پس (اسی واسطے) اجازت لیا کرو

(ممکن ہے کہ تم کبھی بے اطلاع چلے جاؤ۔ اور وہ برہنہ ہو)

۴۰۴ - جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر آیا۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ فرمایا۔ کون ہے؟ میں نے کہا میں ہوں۔ آپ باہر آئے اور میں میں کہتے تھے۔ گویا کہ آپ کو یہ جواب ناپسند آیا۔

(ف) ایک شخص ایک دوست سے ملنے گیا — در پہ کھٹ کھٹ دیر تک کرتا رہا۔
پوچھا یہ اندر سے اس نے کون ہو؟ — نام ہے کیا آپ کا منہ سے کہو؟
یوں کہا اس نے کہ میں اور چپ رہا — پس سوا اس کے نہ کچھ منہ سے کہا۔
بولا وہ اندر سے اے یارِ عزیز — کھٹ کھٹ اور "میں" میں ہے آخر کیا تمیز
وہ نہ بولے بات جو کہنے کی تھی — کیوں زباں کو مفت میں تکلیف دی
میں تو فرق ان میں نہیں کچھ جانتا — بے پتہ "میں" کو نہیں پہچانتا۔ (عارف)

"میں" کا جواب کافی نہیں ہے۔ اگر آواز کی شناخت نہ ہو سکے۔ تو کچھ پتہ نہیں لگتا۔ کہ یہ "میں" کون ہے۔ پھر بعض دفعہ آواز کی پہچان میں دھوکا بھی ہو جاتا ہے۔ پس دروازہ کھٹکھٹانے والے کو "میں" کی جگہ اپنا نام بولنا ضروری ہے۔

۴۰۵ - جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں پہنچے۔ تو چاہیئے کہ سلام کہے۔ پھر جب وہاں سے اُٹھ جانے کا ارادہ کرے۔ تو اُس وقت بھی سلام کرے۔ کیونکہ پہلا سلام پچھلے سے بہتر نہیں ہے (کہ وہ کہا جائے اور یہ نہ)

۴۰۶ - جب تو اپنے گھر میں جائے۔ تو سلام کر۔ کیونکہ تیرا سلام تیرے اور تیرے گھر والوں کے لئے برکت (کا موجب) ہے

۴۰۷ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ کون سا اسلام (کا کام) بہت اچھا ہے؟ آپ نے فرمایا کھانا کھلانا۔ اور واقف ناواقف ہر دو کو سلام کہنا۔

۴۰۸ - انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ وہ (چند) لڑکوں کے پاس سے گذرے۔ اور انہیں سلام کہا۔ اور کہا کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی۔

۴۰۹ - اسماء بنت یزیدؓ کہتی ہیں کہ ہم چند عورتوں کے پاس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا۔ اور آپ نے ہمیں سلام کہا۔ اور ترمذی کی روایت میں ہے۔ کہ ہاتھ سے بھی سلام کا اشارہ کیا۔

(ف) بہت کم ایسے آدمی ہیں۔ کہ چلتے چلتے جسے ملیں خواہ آشنا ہو۔ خواہ ناآشنا اسے وہ سلام کہتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں۔ کہ صرف آشنا کو سلام کہتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں۔ کہ آشنا ناآشنا کسی کو بھی نہیں کہتے۔ مگر ایسے لوگ جو لڑکوں اور عورتوں کو سلام کہیں شاذ و نادر ہیں۔ یہ دو تو حدیثیں ظاہر کرتی ہیں۔ کہ لڑکوں اور عورتوں کو بھی سلام کہنا چاہیئے۔ سلام کرنا خوش خلقی میں داخل ہے۔ پہل

کرنا حسن اخلاق کی علامت ہے۔ یہ ایک نیک فعل ہے۔ اس سے میل محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور مخاطب کے لئے رحمت کی دعا ہے۔ پس لڑکوں اور عورتوں کو اس سے محروم نہ رکھنا چاہیئے۔ لڑکوں پر خاص کر اس کا نیک اثر یہ ہوگا۔ کہ وہ بڑے آدمی کو سامنے سے آتے دیکھ کر خود پہلے سلام کرنے کو راغب ہوں گے +

۴۱۰ - ایک گروہ جب چل رہا ہو۔ تو کافی ہے۔ کہ اُن میں سے صرف ایک ہی سلام کہے۔ اور اسی طرح ایک جگہ بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے بھی ایک ہی کا جواب سلام کافی ہے +

۴۱۱ - خدا کے نزدیک بہت اچھا وہ شخص ہے۔ جو سلام میں پہل کرے +

۴۱۲ - (چلتے چلتے اگر مفصلہ ذیل لوگ مل جائیں۔ تو چاہیئے کہ -)

سوار پیدل کو سلام کرے۔ چلنے والا بیٹھنے والے کو۔ اور تھوڑے لوگ بہتوں کو +

۴۱۳ - مصافحہ کیا کرو۔ سینے ہاتھ ملایا کرو۔ کہ اس سے کینہ جاتا رہے گا۔ اور تحفہ دیا کرو۔ کہ اس سے محبت پیدا ہوگی۔ اور بخل جاتا رہے گا +

چھینک اور جمائی

۴۱۴ - خدا چھینک کو پسند اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ جب کسی کو چھینک آئے۔ تو وہ خدا کی تعریف کرے۔ اور ہر ایک مسلمان پر جو خدا کی تعریف سُنے۔ حق ہے۔ کہ (جواباً) کہے۔ خدا تجھ پر رحمت کرے۔ لیکن جمائی شیطانی حرکت ہے۔ جب کسی کو نماز میں جمائی آئے۔ تو حتے الامکان مُنہ نہ کھولے۔ اور ہا ہا نہ کرے۔ کیونکہ یہ شیطانی حرکت ہے۔ اور وہ اس سے ہنستا ہے +

(ف) چھینک کا ذکر کسی اور موقعہ پر آچکا ہے۔ جمائی اکثر سست اور بے کار آدمیوں کو آتی ہے۔ اور ایسے لوگ زیر اثر شیطان ہوتے ہیں۔ جمائی کے وقت مُنہ پھاڑنا ہا ہا کرنا اور گندی ہوا کا جھوکا منہ سے نکالنا بہت زبون حرکت ہے۔ اور پاس بیٹھنے والوں کی بیزاری کا موجب ہے۔ اسی واسطے اسے شیطانی حرکت فرمایا۔

طالب علمی کے زمانہ میں گورنمنٹ کالج میں ایک یورپین پروفیسر تھے۔ جب وہ کسی کو جمائی لیتے دیکھتے تو بہت بیزار ہوتے۔ چونکہ طبیعت میں ظرافت تھی۔ خفا نہ ہوتے۔ پر جب کوئی طالب علم جمائی لیتا۔ تو اُس کے پاس بیٹھنے والے سے پوچھتے کیا کبھی تم نے مگر مچھ دیکھا ہے؟ وہ کہتا نہیں جناب۔ جواب دیتے میں نے ابھی ایک دیکھا ہے۔ کنایہ اس سے مُنہ پھاڑنے کو مگر مچھ کے کھلے ہوئے مُنہ سے تشبیہ دینا ہے +

۴۱۵ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی - تو اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے یا کپڑے سے ڈھانپ لیتے - اور اپنی آواز کو نیچا کرتے +

(**ف**) اس حدیث پر عمل کرنا نہائت ضروری ہے - اگر مُنہ کو ڈھانپا نہ جائے - تو ناک اور مُنہ سے ناقص پانی نکل کر پاس بیٹھنے والوں پر چھینٹیں پڑتی ہیں - جس سے وہ سخت بیزار ہوتے ہیں - اور بعض لوگ تو اس قدر کر یہ آواز کرتے ہیں - کہ پڑوسی اگر وہ اپنے دھیان میں ہوں تو کانپ جاتے ہیں +

بیمار پرسی

۴۱۶ - جس شخص نے کسی بیمار کی خبر پرسی کی - وہ گویا بہشت کے میوے چنتا رہا - جب تک کہ واپس نہ ہوا -

۴۱۷ - جس نے بیمار کی خبر پرسی کی یا اپنے بھائی سے خدا کی رضامندی کے لئے ملاقات کی تو منادی کرنے والا پکارتا ہے - کہ (اے شخص) تو پاک ہو گیا - اور تیرا چلنا پاک ہوا - اور تو نے جنت میں (اپنا) گھر بنا لیا +

۴۱۸ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے - کہ جب سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خندق (کی لڑائی) کے دن ہفت اندام کی رگ میں زخم آیا - تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے مسجد میں خیمہ لگوا دیا - تاکہ نزدیک سے اُن کی خبر (جلد جلد) لے سکیں +

(**ف**) بعض لوگ کہا کرتے ہیں - کہ مسجد میں سوائے نماز پڑھنے کے اور کوئی کام جائز نہیں - اُنہیں اس حدیث سے آگاہ ہونا چاہیئے +

۴۱۹ - جب تم بیمار کے پاس جاؤ - تو اُس کی درازی عمر کے واسطے دعا کرو - کیوں کہ اس سے اُس کا دل خوش ہوتا ہے +

ہمسایہ کے حقوق

۴۲۰ - وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا - جس کا ہمسایہ اُس کے شر سے محفوظ نہ رہے +

۴۲۱ - جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے - اُسے چاہیئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے - اپنے ہمسائے کے ساتھ نیک سلوک کرے - اور نیک بات کہے - یا چپ رہے +

۴۲۲ - عائشہ رضی اللہ عنہا روائت کرتی ہیں - کہ میں نے عرض کیا - یا رسول اللہ میرے دو ہمسائے ہیں - میں کسے تحفہ بھیجوں؟ فرمایا جس کا دروازہ تم سے قریب تر ہے - اور ایک روائت میں ہے کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو حقیر نہ جانے - خواہ وہ اُسے (ایک نہائت ضعیف ہدیہ (مثلاً) بکری کا کھُر ہی بھیجے +

۴۲۳ - کوئی شخص اپنی دیوار میں اپنے ہمسایہ کو لکڑی گاڑنے سے منع نہ کرے +

۴۲۴ - جو شخص (ہمسایہ کو) ضرر پہنچائے گا - اُسے اللہ ضرر پہنچائے گا - اور جو اُسے مشکل میں ڈالے گا - اللہ اُسے مشکل میں ڈالے گا +

سلام کلام چھوڑ دینا

۴۲۵ - مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے - کہ تین رات سے زیادہ اپنے بھائی سے میل جول نہ رکھے - یہ بھی (جائز نہیں) کہ جب دو مخالف اکٹھے ہو جائیں - تو ایک دوسرے سے مُنہ موڑ لے - ان میں سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے +

۴۲۶ - جس نے اپنے بھائی سے ملنا ایک سال تک چھوڑ رکھا - گویا اُس نے اس کا خون کر دیا +

۴۲۷ - ہر جمعرات اور پیر کے دن (بندوں کے) اعمال پیش کئے جاتے ہیں - پس اللہ تعالیٰ اُس دن ہر شخص کو جس نے خدا کے ساتھ ذرہ بھی شرک نہ کیا ہو - بخش دیتا ہے - مگر جن دو شخصوں میں عداوت ہوتی ہے - خدا تعالیٰ فرماتا ہے - ان کو ابھی رہنے دو - جب تک آپس میں صلح نہ کر لیں +

عیب جوئی اور پردہ پوشی

۴۲۸ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے - اور اونچی آواز سے اعلان کیا - کہ اے وہ لوگو! جو (صرف) زبان سے مسلمان ہوئے ہو - اور جن کے دلوں میں ایمان نے جگہ نہیں پکڑی - مسلمانوں کو اذیت مت پہنچاؤ - اور انہیں عار مت دلاؤ - اور ان کی عیب جوئی مت کرو - کیوں کہ جو مسلمان بھائی کی عیب جوئی کرے گا - اللہ اُس کی عیب جوئی کرے گا - اور جس کی اللہ عیب جوئی کرے گا - اللہ اس کی فضیحت کرے گا - خواہ وہ اپنے گھر کی کسی کھوکھ میں چھپ جائے +

۴۲۹ - جس نے عیب دیکھا اور اسے چھپایا - گویا اُس نے زندہ گاڑی ہوئی لڑکی کو (قبر سے) نکالا -

۴۳۰ - ایسا نہیں ہوگا - کہ ایک انسان دوسرے انسان کی پردہ پوشی کرے - اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی نہ کرے +

(ف) ے اے برادر پردۂ مردم مدر   تا نہ دَرد پردہ ات شخصے دگر   (عطار)

(اے بھائی آدمی کا پردہ مت پھاڑ - تاکہ کوئی دوسرا شخص تیرا پردہ نہ پھاڑے)

عورت اور پردہ

۴۳۱ - اے علی (اگر ناگہاں کسی عورت پر تمہاری نظر جا پڑے - تو) دوسری دفعہ مت دیکھو

کیوں کہ پہلی نظر تو خیر۔ مگر دوسری روا نہیں ؂

۴۳۲ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مخنثوں اور ان عورتوں پر جو مردانہ وضع بناتی ہیں۔ لعنت کی اور فرمایا۔ کہ لوگ انہیں اپنے گھروں میں نہ آنے دیں۔

۴۳۳ ۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں۔ کہ میں اور حارث کی بیٹی میمونہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں۔ کہ ام کلثوم کا بیٹا آ گیا۔ آپ نے فرمایا پردہ کر لو۔ ہم نے کہا وہ تو اندھے ہیں۔ ہمیں دیکھ نہیں سکتے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم بھی اندھی ہو اور اُسے دیکھ نہیں سکتیں ؂

(ف) اس زمانے میں کپڑا بہت کمیاب تھا۔ بہت لوگوں کے پاس صرف ایک ہی چادر ہوتی۔ جسے وہ تہ بند کے طور پر باندھے رکھتے۔ اور باقی حصہ بدن کا ننگا رہتا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ام کلثوم کے بیٹے کے بدن پر کافی کپڑا نہ تھا۔ اور ان کا کوئی مقام ستر ننگا تھا۔

عورت کے پردہ سے یہ مراد نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو ایسی بے حجاب حالت میں نہ رکھے۔ کہ اس پر بری نظر پڑے۔ بلکہ اُس کے پردے میں یہ بات بھی داخل ہے۔ کہ وہ اپنی نظر میں بھی بدی پیدا ہونے کے احتمال کے موقعہ سے پرہیز کرے ؂

۴۳۴ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان چلنے سے منع فرمایا ؂

۴۳۵ ۔ عورت پردے کے لائق ہے۔ کیونکہ جب وہ باہر نکلتی ہے۔ تو شیطان اُسے تاکتا ہے ؂

(ف) بدباطن لوگ جو بری نظر سے عورت کو تاکتے ہیں۔ وہ سب شیطان ہیں۔ اور کبھی کبھی اُن کا تاکنا برے نتیجے پیدا کرتا ہے۔ چونکہ گلی کوچوں اور بازاروں میں ان شیطانوں کی کمی نہیں ہوتی۔ اس واسطے عورت کو چاہیئے۔ کہ جب وہ باہر نکلے۔ تو ایسی وضع میں نہ نکلے۔ جو شیطانوں کو تاکنے کی ترغیب دلائے ؂

متفرق

۴۳۶ ۔ کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتلاؤں جو درجے میں نماز۔ روزہ۔ اور صدقے سے بڑھی ہے؟ سامعین نے کہا۔ فرمائیے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ باہمی یعنی ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کرنا باہمی فساد مونڈ دیتا ہے۔ نہ بالوں کو بلکہ دین کو یعنی اُس کا ناس کر دیتا ہے ؂ ۵

دہ روزہ مہر گردوں افسانہ ایست و افسوں ۔ نیکی بجائے یاراں فرصت شمار یارا (حافظ)

(دس روز کا آفتاب آسمان ایک کہانی اور جادو ہے - اے دوست دوستوں کے حق میں نیکی کرنا غنیمت جان)

۴۳۷ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ننگی تلوار کے لین دین سے منع فرمایا +

(**ف**) لین دین کرتے ہوئے ممکن ہے - کہ کسی بات سے فریقین میں سے کسی کو اشتعال آجائے - اور اس خود رفتگی میں وہ تلوار چلا دے اگر نیام میں ہو - تو کھولنے کے عزم میں اشتعال کا مدہم پڑجانا ممکن ہے - نیز جس پر چلائی ہو - وہ اپنا بچاؤ کر لیتا ہے - یا پاس بیٹھنے والا اگر کوئی ہو تو حائل ہو جاتا ہے +

ض - ضیافت

۴۳۸ - ہر مسلمان پر مہمان کی رات (بسری کرانا) لازم ہے - اگر کوئی شخص کسی کی حویلی میں (بطور مہمان) آجائے تو اس کی خواب و خورش کا انتظام اس کے ذمے ہے - یہ مہمان کی مرضی ہے - کہ اُس کا تقاضا کرے یا نہ کرے

۴۳۹ - عوف بن مالک بیان کرتے ہیں - کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا - کہ ایک آدمی کے ہاں میرا جانا ہوا - اس نے میری ضیافت نہیں کی - اگر وہ میرے ہاں آجائے تو کیا میں اُس کی مہمان داری کروں؟ آپ نے فرمایا ضرور کرو -

آپ نے دیکھا - کہ میرے کپڑے ناقص ہیں - فرمایا - کیا تیرے پاس کوئی مال نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا - ہر قسم کا مال اونٹ بکری خدا نے مجھے عطا کر رکھا ہے - فرمایا تمہاری طرح وضع پر اس کا ظہور ہونا چاہیئے +

۴۴۰ - جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے - اُسے چاہیئے - کہ پہلے دن اور رات مہمان کی خوب خدمت کرے - اور ضیافت تین دن تک ہے - بعد اُس کے خیرات ہے - اور مہمان کو جائز نہیں ہے - کہ یہاں تک ٹھیرے - کہ میزبان کو گناہگار کر دے - لوگوں نے پوچھا گناہگار کس طرح کر دے؟ فرمایا وہ ٹھیرا رہے - اور اُس کے گھر اُسے کھلانے کو کچھ نہ رہے +

(**ف**) مہمان اس قدر تو نہ ٹھیرا رہے - کہ اس مثل کے صادق آنے کی نوبت آجائے - کہ ایک تنگ دست مرید نے کہا - پیر جی آپ کا کوچ ہے یا مقام؟ کہا مقام - تو ہمارا کوچ ہے - بولا مرید -

اے برادر دار مہمان را عزیز تا بیابی عزت از رحمان تو نیز

ہر کہ مہمان را بروئے تازہ دید از خدا الطاف بے اندازہ دید (عطار)

(اے بھائی مہمان کی عزت کر - کہ تجھے بھی خدا سے عزت ملے -)

(جو مہمان کو کشادہ پیشانی سے پیش آیا - اسے خدا کی بے اندازہ عنایتیں عطا ہوں گی -)

ط۔ طہارت (یعنے نجاست رفع کرنا اور پاک ہونا)

۴۴۱ ۔ کوئی شخص کھڑے پانی میں۔ جو روان نہ ہو۔ اور جس میں اُسے نہانا ہے۔ پیشاب نہ کرے *

۴۴۲ ۔ لعنت ڈالنے والی تین چیزوں سے پرہیز کرو۔ پانی کی گھاٹ پر۔ عام رستے پر اور (کنارِ آمد) سایہ میں پاخانہ پھرنے سے *

(ف) ایسی جگہ پر۔ جب کبھی کوئی ایسی ناپاک اور غیر مہذب حرکت کرتا ہے۔ تو ہر دیکھنے والا شخص اسے بُرا کہتا ہے۔ اور بعض تو خاص لفظ لعنت نہ صرف اس کے واسطے بلکہ اس کے ماں باپ کے واسطے بھی بولتے ہیں۔ انسان کی طبیعت اس قدر بے پروا اور بدی کی طرف راغب ہے۔ کہ باوجودیکہ یہ فعل صریحًا مذموم ہے۔ اور جاہل سے جاہل بھی اس کی برائی سے واقف ہے۔ تب بھی بہت گھاٹ۔ بہت رستے۔ بہت سائے اپنے مہمانوں کے ستائے ہوئے زبانِ حال سے اُن پر لعنت کرتے ہر روز دیکھنے میں آتے ہیں *

۴۴۳ ۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک گنوار آیا۔ اور کھڑا ہوکر مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ آپ کے رفیقوں نے اسے للکارا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ چھوڑو۔ اسے پیشاب کرنے سے مت روکو۔ وہ ٹھیر گئے۔ جب اُس نے پیشاب کرلیا۔ تو آپ نے اُسے اپنے پاس بلایا۔ اور فرمایا۔ یہ مسجدیں پیشاب پاخانہ کے واسطے نہیں ہیں۔ یہ اس واسطے (بنائی گئی) کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے۔ نماز پڑھی جائے۔ اور قرآن پڑھا جائے۔ بعد میں ایک شخص کو حکم دیا۔ وہ پانی کا ڈول لایا۔ اور اس پیشاب والی جگہ پر بہادیا۔ ایک اور روایت میں ہے۔ کہ پہلے گیلی مٹی کھودی گئی۔ اور پھر پانی بہایا گیا *

(ف) پیشاب کرنے سے روکنے کو منع فرمایا۔ کیونکہ اگر انسان پیشاب کرتے کرتے اُس کو روک لے۔ تو سوزاک کی قسم کی بیماری کا اندیشہ ہے۔ ہر چند مسجد میں پیشاب کرنا۔ ایک نہایت زبون حرکت ہے۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انسان کی صحت کی نگہداشت کو مقدم رکھا۔

ہم مسلمانوں میں آج کل کا رواج اس حدیث کے برخلاف ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی بہت چھوٹا گاؤں مستثنیٰ ہو۔ ورنہ کسی بڑے گاؤں یا شہر میں کوئی ایسی مسجد نہیں۔ جس کے متعلق پیشاب خانہ اور ایک یا زیادہ غسل خانے نہ ہوں۔ اگر کسی مسجد کے احاطہ میں پیشاب خانہ نہ ہو۔ تو اُس کا کام غسلخانہ سے لیا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کو جب پیشاب کرنا ہو۔ اور انہیں اگر آسان تر موقعہ نہ ملے۔ تو مسجد کے

پیشاب خانہ میں جاکر پیشاب کرتے ہیں - خواہ نماز کا وقت ہو یا نہ ہو - اور بہت آدمی ایسے ہیں - جو کبھی مسجد میں نماز یا قرآن پڑھنے نہیں جاتے - مگر جب نہانا ہو - تو مسجد کے غسل خانے میں ہی جاکر جائز اور ناجائز طور پر ناپاک کیے ہوئے بدن کو صاف کرتے ہیں +

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجدوں کے احاطہ میں پیشاب خانے بنانے کا مکروہ رواج نہ تھا - اگر اس مسجد میں کوئی ایسی جگہ ہوتی - تو اُس گنوار سے کہا جاتا - کہ مقررہ جگہ پر تمہیں جانا چاہیئے تھا - نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حرکت یعنے مسجدوں کے احاطے میں پیشاب کرنے کو بہت برا فرمایا - پس اس زمانے کے مسلمانوں کو اس حدیث سے بہت عبرت حاصل کرنی چاہیئے - اور اگر بڑے بڑے شہروں کی مسجدوں کے احاطوں میں بعض علما کے مستقل طور پر رہنے کی وجہ سے وہاں پیشاب خانے بنانے کی رسم کو ترک نہیں کر سکتے - تو کم سے کم اتنا تو کریں - کہ اور لوگ مسجد سے باہر پیشاب کیا کریں - عوام کے لئے کوچے بازار جہاں وہ اکثر پیشاب کرتے ہیں - بہت ہیں - اور خواص کے لیے اُن کے مکان موجود ہیں +

۴۴۴ - ابو موسیٰ رضہ بیان کرتے ہیں - کہ میں ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا - آپ نے پیشاب کرنا چاہا - پس ایک دیوار کے نیچے نرم زمین پر آئے - اور پیشاب کیا - بعد میں فرمایا - جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنا چاہے تو ایسی نرم زمین اختیار کرے +

(ف) گھوڑے کو اُس کے بے بہا اوصاف کی وجہ سے اشرف المخلوقات کہتے ہیں - وہ قوت میں لاثانی ہے - جہاں ریل نہیں جاتی - اس کی خوبی اور قوت کا اندازہ وہاں ہی ہو سکتا ہے - اس پر عادت میں جابر اور سرکش نہیں ہے - بلکہ بڑا حلیم اور فرمان بردار ہے - جن لوگوں کو یہ معلوم نہیں - وہ پڑھکر متعجب ہوں گے - کہ جب گھوڑا اپنے تھان پر بندھا نہ ہو - اور چل رہا ہو - تو جب اُسے پیشاب کرنا ہوتا ہے - نرم یا ریتلی زمین پر کرتا ہے - جانتا ہے - کہ سخت زمین پر کرنے سے زمین بھی خراب ہو گی - کہ بہت سی جگہ پر پیشاب پھیل کر اس پر نشان پڑ جائے گا - تعفن بھی بہت پھیلے گا - اور پاس سے گذرنے والوں پر اور شاید سوار کے پاؤں پر بھی ناپاک چھینٹیں پڑیں گی - مگر ریتلی زمین پر نہ چھینٹیں اُڑتی ہیں - نہ داغ پڑتا ہے - نہ تعفن پھیلتا ہے - کیونکہ سارا پیشاب تھوڑی سی جگہ میں فوراً جذب ہو جاتا ہے - کاش حیوانوں کی عادتوں سے انسان سبق سیکھیں +

۴۴۵ - سفیان بن حکم - یا حکم بن سفیان ثقفی بیان کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب پیشاب کرتے - تو وضو کرتے اور پانی چھڑکتے +

(**ف**) ابوداؤد نے یہ حدیث روایت کی ہے۔ ظاہر ہے کہ راوی ان کا آشنا نہیں تھا۔ اُس کے باپ اور اس کے نام میں انہیں شک ہو گیا۔ اس واسطے انہوں نے اسے ظاہر کر دیا ٭

ہم لوگوں میں سے جو لوگ اپنے مشرقی طور پر پاکیزگی کا خیال رکھتے ہیں۔ پیشاب کرنے کے بعد عموماً ہاتھ دھوتے ہیں۔ اور ایسا کرنے کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ پیشاب کرنے کے وقت اس گند سے پانی سے جو آدمی کے اندر بند رہ کر نکلتا ہے۔ بدبودار ابخرے نکل کر اوپر کو صعود کرتے ہیں۔ اور ناک اور چہرے کو ان کا احساس ہوتا ہے۔ جب کسی جگہ سے بدبو آتی ہے۔ تو لوگ تھوکتے ہیں۔ اور ناک اور منہ کے آگے کپڑا رکھتے ہیں۔ پس پیشاب کرنے کے بعد ہاتھ دھونے۔ کلی کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ اور چہرہ دھونا زیادہ پاکیزگی کے خیال سے ایک ضرورت کی بات ہے۔ ہم مسلمان دونو ہاتھ سے منہ دھوتے ہیں۔ اور اس طرح منہ دھوتے وقت کہنیوں تک میلا پانی چلا جاتا ہے۔ اس لئے اُن کے دھونے کی بھی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ پھر پاؤں پر اگر پیشاب کی کوئی چھینٹ نہ پڑے۔ تو منہ اور کلا یاں دھوتے وقت ضرور چھینٹے پڑتے ہیں۔ پس اُن کا دھونا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ اس سے پہلے سر پر گیلا ہاتھ پھیرنا۔ وضو کی تکمیل کر دیتا ہے۔ جس کی پاکیزہ زندگی بسر کرنے والوں کو اکثر ضرورت رہتی ہے۔ نماز سے پہلے بھی وضو کرتے ہیں۔ کیوں کہ مشرقی لباس میں منہ ہاتھ پاؤں۔ بدن کے ایسے حصے ہیں۔ کہ اُن پر گرد و غبار اور چھینٹیں پڑ جاتی ہیں۔ پس ان کو پاک اور صاف کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر پاؤں پر موزے ہوں تو اُن کا دھونا ضروری نہیں ٭

۴۴۶ - دو آدمی جب پاخانے بیٹھے ہوں۔ اور ان کی شرم گاہ ننگی ہو۔ تو انہیں آپس میں باتیں نہیں کرنا چاہیے۔ کہ اللہ تعالےٰ اُسے ناپسند کرتا ہے ٭

۴۴۷ - انس رضہ روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاخانے بیٹھنا چاہتے تو (اپنے بدن کے نیچے کے حصے کا) کپڑا نہ اٹھاتے۔ جب تک زمین کے نزدیک نہ ہو جاتے ٭

(**ف**) بعض لوگوں کو عادت ہے۔ کہ چلتے چلتے بیٹھنے سے پہلے ہی کپڑا اُٹھا لیتے ہیں۔ شرم و حیا کے قواعد کے یہ بالکل برخلاف ہے ٭

۴۴۸ - جابر رضہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کو جاتے۔ تو اس قدر دُور نکل جاتے۔ کہ کسی کو دکھائی نہ دیتے۔ اور مسلم کی ایک اور روایت میں درج ہے۔ کہ آپ اوٹ کی جگہ پسند کرتے ٭

(ف) یہ آج سے تیرہ سو برس پہلے کی بات ہے۔ جب عموماً سب لوگ قضائے حاجت کے واسطے باہر ہی جایا کرتے تھے۔ آج کل بڑے شہروں میں اس کی وسعت اور بعض بیماریوں کی وجہ سے جو ابتدائے آفرینش میں نہیں تھیں۔ اور بعض اور وجوہ سے باہر جانا دشوار یا قریباً ناممکن ہو گیا ہے۔ مگر چھوٹے قصبوں اور دیہات میں اب بھی لوگ کیا مرد کیا عورت باہر ہی جاتے ہیں۔ دور جانا ضروری ہے۔ اس واسطے کہ آبادی کے قریب تعفن نہ پھیلے۔ دوسرا یہ کہ آبادی کے نزدیک لوگوں کی آمد و رفت ہوتی ہے۔ اور بعض دفعہ بعض اشخاص کو آتے دیکھ کر بغیر فراغت پائے پردے کے لحاظ سے اُٹھ بیٹھنا پڑتا ہے۔ جس سے علاوہ اس وقت کی تکلیف کے بیماری کا بھی اندیشہ ہے۔ دُور جا کر لوگوں کی آنکھ سے اوجھل انسان اطمینان سے فارغ ہو سکتا ہے ✦

۴۴۹ - سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے پیشاب یا پاخانہ کرنے کے وقت قبلہ کی طرف مُنہ کرنے۔ لید یا ہڈی سے استنجا کرنے اور تین ڈھیلوں سے کم ڈھیلوں سے استنجا کرنے سے منع فرمایا ✦

(ف) جو لوگ قضائے حاجت کے لئے باہر جاتے ہیں۔ وہ عموماً پانی ساتھ نہیں لے جاتے۔ مٹی کے ڈھیلے سے اس وقت استنجا کر لیتے ہیں۔ اور پھر وہاں سے سیدھے کسی پانی پر آتے ہیں۔ لید خود غلاظت ہے۔ وہ کیا صاف کرے گی۔ ہڈی سے زخم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اور تین ڈھیلوں کی کم سے کم تعداد صفائی کی غرض سے رکھی گئی ✦

۴۵۰ - انس رضی بیان کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کو جاتے تو آپ کے پیچھے پیچھے میں اور ایک لڑکا ایک برتن میں پانی لے کر جاتے۔ جس سے آپ استنجا کرتے ✦

۴۵۱ - جریر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ کہ آپ پاخانے گئے۔ اور قضائے حاجت کے بعد فرمایا۔ اے جریر پاک کرنے والا (پانی) لا۔ میں پانی لایا۔ جس سے آپ نے استنجا کیا۔ اور پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر (مٹی سے) ملا اور دھویا ✦

۴۵۲ - اگر اپنی اُمّت پر میں دشوار نہ سمجھتا۔ تو ہر ایک نماز کے وقت انہیں مسواک کرنے کا حکم دیتا ✦

(ف) ہندوستان کے لوگ مسواک کے فائدے سے خوب واقف ہیں۔ ڈوگر کے علاقہ کے بعض دیہاتی معزز اشخاص تو ایک گھنٹہ سے بھی زیادہ وقت ہر روز مسواک پر لگاتے ہیں۔ مسواک سے دانت صاف رہتے ہیں۔ ان پر میل نہیں جمتا۔ جو انہیں کریہ منظر کر دیتا ہے۔ کھانے کی چیزوں کے اجزا جو دانتوں میں پھنس جاتے ہیں۔ وہ نکل جاتے ہیں۔ اگر نہ نکلیں تو بہت جلد سڑ کر منہ میں بدبو پیدا

کردیتے ہیں۔جس سے پاس بیٹھنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔اور ناقص لعاب معدے میں جانے کی وجہ سے بعض بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں۔نیز دانتوں کی جڑیں کمزور ہوجاتی ہیں*

۴۵۳۔ جب تم میں سے کوئی سوکر اُٹھے۔تو (پانی کے) برتن میں ہاتھ نہ ڈالے۔جب تک اُسے تین دفعہ دھونہ لے۔کیونکہ اُسے معلوم نہیں۔کہ اس کا ہاتھ رات کے وقت کہاں (کہاں) پھرتا رہا*

۴۵۴۔ عورتوں کے پاس پیچھے کی طرف سے مت آؤ۔اللہ تعالےٰ حق بات کے کہنے سے نہیں شرماتا*

۴۵۵۔ ہر ایک بال کے نیچے جنابت (یعنے ہم بستر ہونے) کا اثر ہے۔پس (اس کے بعد) اپنے بالوں کو دھوڈالو۔اور بدن کو پاک کرو*

ایک اور حدیث میں ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے۔کہ احتلام کی وجہ سے بھی غسل لازم ہے

ابوداؤد کی ایک اور حدیث میں لکھا ہے۔کہ عورت کے لئے بالوں کا کھولنا ضروری نہیں وہ سر پر کم سے کم تین دفعہ پانی بہاوے۔حیض کے بعد نہانے کے واسطے حسب روایت مسلم سر کے بالوں کا اچھی طرح سے دھونا ہے*

۴۵۶۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ننگے نہاتے ہوئے دیکھا۔آپ منبر پر چڑھے۔اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔خدا حیادار ہے اور پردے دار ہے۔اور وہ حیا اور پردے کو پسند کرتا ہے پس جب تم میں سے کوئی نہائے تو پردہ کرے*

۴۵۷۔ جو شخص مردے کو نہلائے اُسے چاہیئے کہ بعد میں آپ بھی نہالے۔اور جو میت کو اٹھائے وہ بعد میں وضو ضرور کرے۔(اور نہائے تو اور اچھا ہے)

۴۵۸۔ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے۔وہ حمام میں تہ بند باندھے بغیر داخل نہ ہوئے۔بغیر کسی عذر کے اپنی عورت کو حمام میں داخل نہ کرے۔اور اس دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو*

طعام یعنے کھانا

۴۵۹۔ جب تم کھانا کھانے لگو۔تو بسم اللہ کہہ کر یعنے اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔اور اگر شروع میں (بسم اللہ کہنا بھول جاؤ۔تو اخیر میں کہو۔اللہ کا نام ہی شروع میں اور اللہ کا نام ہی اخیر میں (چاہیئے)

(ف) نہ شرط است وقتے کہ روزی خوری   کہ نامِ خداوند روزی بری   (سعدی)

(یہ ٹھیک نہیں۔کہ جس وقت تو اپنی روزی کھائے۔اس وقت روزی دینے والے کا نام نہ لے)

۴۶۰۔ جب کوئی مرد اپنے گھر میں داخل ہوئے۔اور داخل ہوتے وقت اللہ کا نام لے۔اور

کھانا کھاتے وقت بھی اللہ کا نام لے۔ تو شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے۔ کہ تمہیں یہاں نہ رات رہنا ملے گا۔ نہ کھانا ملے گا۔ اور اگر گھر داخل ہوتے ہوئے اللہ کا نام لے۔ مگر کھانا کھاتے ہوئے نہ لے۔ تو شیطان کہتا ہے۔ کہ تمہیں کھانا تو ملے گا۔ مگر رات رہنا نہیں پاؤ گے۔ اور اگر نہ گھر داخل ہوتے ہوئے نہ کھانا کھاتے ہوئے اللہ کا نام لے۔ تو شیطان کہتا ہے۔ کہ رات کا بسیرا اور کھانا دونوں ملیں گے*

(ف) جو شخص اپنے کسی فعل کے کرتے وقت خدا کا دھیان رکھتا ہے۔ اس کے سرانجام کرنے میں اس سے کوئی بدی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر خدا کا دھیان نہ رکھے۔ تو بدی اور شیطنت کا عمل میں آنا تعجب کی بات نہیں*

۴۶۱۔ کھانے کے درمیان میں برکت اترتی ہے۔ پس اسے کناروں سے کھایا کرو۔ اور درمیان میں سے نہ کھایا کرو*

(ف) ہم مسلمانوں میں پس ماندہ کھانا۔ ناپاک اور ردی نہیں سمجھا جاتا اور جسے گوارا ہوتا ہے۔ وہ کھا لیتا ہے۔ اگر روٹی یا چاولوں کی تھالی کو درمیان سے کھایا جائے۔ تو ارد گرد کے حصے ایسے ہو جاتے ہیں۔ کہ دوسرے شخص کا کھانے کو دل نہیں چاہتا۔ اور اگر ایک طرف سے بچا ہوا صاف کھانا رہ جائے تو دوسرے کو اس کے کھانے میں کراہت نہیں ہوتی۔ اور مکروہ طرح کے استعمال سے جو کھانا ناکارہ ہو جاتا۔ وہ کارآمد رہتا ہے۔ اور یہ ایک برکت ہے*

۴۶۲۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (اس بات سے) منع فرمایا۔ کہ (کوئی) آدمی دو دو کھجوریں جوڑ جوڑ کر کھائے۔ الا اس صورت میں کہ اپنے ساتھیوں سے پوچھ لے*

(ف) پھل کی قسم کی چیزیں کسی کھلے برتن میں ڈال کر یار دوست لوگ اکثر مل کر کھاتے ہیں۔ بعض جو حریص مزاج ہوتے ہیں۔ جلدی جلدی یا دو دو دانے کھانے لگ جاتے ہیں اگر بے تکلفی ہو تو حاضرین میں سے کوئی زندہ دل دوست فوراً حاشیے چڑھا کر احباب کی تفریح طبع کا موجب ہوتے ہیں۔ اور اگر یہ صورت نہ ہو تو دل ہی دل میں ہی ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مزے لے لیتے ہیں اور زیادتی کرنے والے کی فضیحت ہوتی ہے*

۴۶۳۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے ڈکار لیا۔ فرمایا اپنے ڈکار کو ہم سے ہٹائے رکھ بہت لوگ جو دنیا میں پیٹ بھر کر کھاتے ہیں۔ قیامت کے دن بہت بھوکے ہوں گے*

(ف) ڈکار لینا ایک مذموم حرکت ہے۔ پاس بیٹھنے والوں کو بہت گھن آتی ہے۔ اس سے پرہیز کرنا چاہیے پیٹ بھر کر کھانے والوں یعنی ٹھونسنے والوں میں اکثر لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بھوکوں کا خیال

کبھی دل میں نہیں لاتے۔ پس روز جزا ایسے لوگوں کا بھوکا رہنا اُن کے اعمال کا لازمی نتیجہ ہے۔ اس کے علاوہ جو سیر ہو کر کھاتا ہے۔ وہ کودتا بھی ہے۔ یعنے اس کی حیوانی قوت زیادہ جوش میں آتی ہے۔ اور اس وجہ سے اُس سے بہت سے بُرے افعال وقوع میں آتے ہیں۔ اور حکم اور حکمت کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی ✣

ے
شکم بند دست است و زنجیر پائے شکم بندہ نادر پرستد خدائے (سعدی)

(پیٹ ہاتھ کا بندن ہے۔ اور پاؤں کا زنجیر۔ پیٹ کا بندہ خدا کی بندگی بہت ہی کم کرتا ہے)

۴۶۴ ۔ پیٹ سے بدتر کوئی برتن نہیں۔ جو آدمی بھرتا ہے۔ آدمی کو چند لقمے کفایت کرتے ہیں۔ جو اس کی پیٹھ یعنے قوت کو قائم رکھیں۔ اور اگر وہ ناچار (زیادہ) کھانا چاہے۔ تو ایک تہائی پیٹ کھانے کے واسطے۔ ایک تہائی پانی کے واسطے۔ اور ایک تہائی سانس کے واسطے ہونا چاہیئے ✣

ے
تہی از حکمتی بعلتِ آں کہ پُری از طعام تا بینی (سعدی)

(حکمت سے تو اس واسطے خالی ہے۔ کہ کھانے سے ناکوں ناک بھرا ہوا ہے)

(ع) پُر مخور آخر بہائم نیستی ۔ (پیٹ بھر کر مت کھا۔ کہ تو چوپایہ تو نہیں ہے)

۴۶۵ ۔ رات کا کھانا کھاؤ۔ خواہ کچھ ناقص کھجوریں ہی ہوں۔ کیونکہ رات کا کھانا نہ کھانا کمزوری لاتا ہے ✣

۴۶۶ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے کا نام نہیں دھرا۔ جب بھوک ہوتی۔ تو کھا لیتے۔ جب طبیعت نہ چاہتی نہ کھاتے ✣

۴۶۷ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی پہلا پھل لاتا۔ تو فرماتے اے خدا برکت اُتار ہم پر۔ ہمارے شہر پر۔ ہمارے پھلوں پر۔ ہمارے پیمانوں پر۔ اور برکت پر برکت اتار۔ اور پھر جو چھوٹا لڑکا موجود ہوتا اُسے وہ (پھل) عطا فرما دیتے ✣

۴۶۸ ۔ حضرت عائشہ رض کا بیان ہے۔ کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کی۔ ایک سوالی آ گیا۔ اور اُسے کچھ گوشت دیا۔ پھر ایک اور آ گیا۔ اسے بھی کچھ دیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کتنا باقی ہے؟ گھر کے لوگوں نے کہا۔ صرف ایک ران باقی رہ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ (نہیں بلکہ) سوائے ایک ران کے سب باقی ہے (جو خدا کے نام کا دیا گیا)

۴۶۹ ۔ جو (کچا) لسن یا پیاز کھائے۔ وہ ہم سے الگ رہے۔ یا (یہ فرمایا) ہماری مسجد میں نہ آئے۔ اور اپنے گھر میں بیٹھے ✣

۴۷۰ ۔ تم میں سے کوئی شخص کسی کے جانور کو اُس کی اجازت کے بغیر نہ دوھے۔ کیا کوئی چاہتا ہے

کہ ایک شخص اس کے بالاخانے پر چڑھ کر خزانہ توڑے۔ اور اُس کا کھانا لے جائے؟ حقیقت یہ ہے کہ اس کے مویشی کے تھن اس کے کھانے کا خزانہ ہے ✤

۴۷۱ - تبوک کے جنگ میں نصاریٰ یعنے عیسائیوں کا پنا یا ہوا پنیر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے چھری منگائی۔ بسم اللہ کہہ کر اُسے کاٹا۔ اور کھایا۔

۴۷۲ - جب تمہاری دعوت کی جائے۔ تو اسے قبول کرلو۔ اور ایک اور حدیث میں ابوداؤد سے روایت ہے۔ کہ اگر کسی شخص کی دعوت کی جائے۔ اور وہ قبول نہ کرے تو اس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی۔ اور جو شخص بن بلائے چلا جائے۔ وہ گویا چور اندر چلا گیا۔ اور چوری کرکے باہر آ گیا ✤

ہر کہ او مہمان کس ناخواندہ شد — نزد مردم خوار و زار و راندہ شد

تا نخوانندت بخوردن کس مرو — در پئے مردار چوں کرگس مرو

(جو شخص بن بلائے کسی کا مہمان ہوا - وہ لوگوں کے نزدیک خوار اور ذلیل ہوا۔)
(جب تک تجھے بلائیں نہ کسی کے ہاں کھانے کے واسطے مت جا۔ لم ڈھینگ کی طرح مردار پر مت جا)

۴۷۳ - جب دو شخص ایک ہی وقت میں دعوت (کا پیغام) دیں۔ تو اُن میں سے نزدیک تر دروازے والے کی قبول کرو۔ کیونکہ وہ نزدیک تر ہمسایہ ہے۔ اور اگر ان میں سے کوئی پہل کرے۔ تو پہل والے کی قبول کرو ✤

۴۷۴ - ولیمے (بیاہ کی ضیافت) کے کھانوں میں وہ کھانا بہت بُرا ہے۔ جس میں دولتمند لوگ بلائے جائیں۔ اور مسکینوں کو پوچھا نہ جائے۔ اور جو شخص دعوت پر نہیں آتا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے۔ اور ایک اور روایت ہے۔ کہ بہت بُرا کھانا وہ ہے۔ جس میں جو لوگ آئیں انہیں روکا جائے۔ اور جنہیں بلایا جائے۔ وہ آنے سے انکار کریں ✤

طب - جھاڑ - پھونک - طاعون

۴۷۵ - اللہ تعالےٰ نے بیماری اور دوا نازل کی۔ اور ہر ایک درد کی دوا پیدا کی۔ پس دوا کیا کرو۔ مگر جو چیز حرام ہے۔ اس سے دوا مت کرو۔ اور بخاری سے روایت ہے۔ کہ کوئی بیماری اللہ نے نہیں اتاری۔ جس کی دوا پیدا نہیں کی۔ ابوداؤد اور ترمذی نے بھی یہی بیان کیا ہے مگر اتنا زیادہ لکھا ہے۔ کہ ایک بیماری کی دوا نہیں ہے۔ اور وہ بڑھاپا ہے ✤

۴۷۶ - ہر درد کی ایک دوا ہے۔ پس جب وہ دی جاتی ہے۔ درد اللہ کے حکم سے دُور ہو جاتا ہے ✤

۴۷۷ - اپنے بیماروں کو کھانے اور پینے پر مجبور نہ کیا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں کھلاتا پلاتا ہے +
(ف) بعض بیماریوں میں بیمار کو کھانے پینے سے نفرت ہوجاتی ہے۔ تیماردار اس خیال سے کہ اس کی طاقت قائم رہے۔ اسے کھانے پر مجبور کرتے ہیں۔ اور وہ تنگ ہوتا ہے۔ اور ایسی صورت میں اس کا کھانا بھی بجائے فائدے کے بعض دفعہ اسے تکلیف دیتا ہے۔ اکثر بیمار بہت بہت دن کھانا نہیں کھاتے اور پھر بھی بچ رہتے ہیں۔ اور یہی اللہ کا کھلانا پلانا ہے +

۴۷۸ - جس شخص نے اپنے آپ کو داغا۔ یا جھاڑ پھونک کروائی۔ اُس نے توکل چھوڑ دیا۔ مسلم اور ابو داؤد سے روایت ہے۔ کہ جس جھاڑ پھونک میں شرک نہیں۔ اس کا کچھ ڈر نہیں +
(ف) لوہا گرم کرکے بدن پر لگانے کو داغنا کہتے ہیں۔ بعض لوگ جہالت کی وجہ سے بیماری کے موقع پر اصل علاج کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ اور کان چھیرنا۔ اور بدن کا کوئی حصہ داغنا یا جھاڑ پھونک اس قسم کے بیہودہ عمل کرتے ہیں۔ صحیح تدبیر کرنا۔ اور اس میں کامیابی کی امید خدا سے رکھنا اس کا نام توکل ہے۔ جو صحیح تدبیر نہیں کرتا۔ اور جادو ٹونے کا سہارا لیتا ہے۔ وہ خدا پر بھروسہ نہیں کرتا +

۴۷۹ - کھُنبی من کی قسم سے (خود رو چیز) ہے۔ اس کا پانی آنکھ کے لئے شفا ہے +

۴۸۰ - تپ دوزخ کی لُو ہے۔ پس پانی کے ساتھ اپنے بدن سے اسے ٹھنڈا کرو۔ اور ترمذی سے روایت ہے۔ کہ جب کسی کو تپ ہو تو جانے۔ کہ تپ آگ کا ٹکڑا ہے۔ پس وہ پانی کے ساتھ اُسے بجھائے۔ اور روان پانی میں بیٹھ جائے۔ اور چڑھاؤ کی طرف مُنہ کرے۔ اور پھر دعا پڑھے +
(ف) بہت دراز عرصہ گذرا ہے۔ کہ راقم کو ایک دفعہ بخار ہوا۔ جب کہ وہ مقام جہلم میں تھا۔ اور اسے اس حدیث کا علم نہیں تھا۔ ایک دوست ایک فقیر کو لے آئے۔ کہ اس کی صحت کے واسطے دعا کرے۔ فقیر صاحب نے فرمایا کہ جاکر دریا میں نہا آؤ۔ ستمبر کا مہینہ تھا۔ ابھی پانی میں برف کا اثر تھا۔ کہ وہ جاکر دریائے جہلم کے ٹھنڈے پانی میں نہا آیا۔ اور شافی مطلق کے فضل سے اُس کا بخار اتر گیا +

۴۸۱ - جب تم سنو۔ کہ کسی قطعہ زمین میں طاعون (کی بیماری) ہے تو وہاں مت جاؤ۔ اور جب کسی قطعہ زمین میں جہاں تم رہتے ہو (یہ بیماری) ہوجائے تو وہاں سے مت نکلو +
(ف) آج تیرہ سو سال کے بعد بھی جب کہ سائنس اپنے عروج پر آگیا ہے۔ صرف یہی حکم اس بیماری کی بیخ کنی کے واسطے ایک مؤثر علاج سمجھا گیا ہے۔ اسی حکم کی نافرمانی سے یہ وبا پھیلتی ہے +

طلاق

۴۸۲ - حلال چیزوں میں سے کوئی چیز خدا کے نزدیک ایسی بُری نہیں جیسی طلاق +

(ف) طلاق کا دینا بعض حالتوں میں جائز رکھا گیا ہے - اور اس کا فیصلہ کسی جج کی رائے پر نہیں چھوڑا گیا - بلکہ خود مرد کو اس کا پورا اختیار دیا گیا ہے - مگر اُسے اپنے اس اختیار کے برتنے میں بہت محتاط ہونے کی فہمائش کی گئی ہے - اور اس حالت میں جب کہ سارے حیلے جن کی تفصیل طوالت کا موجب ہوگی - باہمی صفائی رکھنے کے لئے ناکامیاب ہو جائیں - طلاق دینے کی اجازت دی گئی ہے - وہ بھی قریباً پچیس پچیس دن کا فاصلہ کر کے تین دفعہ تاکہ پہلی بلکہ دوسری طلاق کے بعد بھی اگر صلح ہو جائے تو وہ زائل ہو جائے - ہاں اگر غم و غصہ اس غائت کو پہنچ گئے ہیں - کہ پچاس دن کی لمبی میعاد میں بھی فرو نہیں ہوئے - تو تیسری طلاق دے کر آپ بھی سبکسار ہو جائے - اور عورت کی بھی بند خلاص کردے -

یہ بھی حکم ہے کہ جب عورت مرد سے علیحدہ رہتی ہو تو طلاق نہ دی جائے - غرض اس سے یہ ہے کہ دور سے کوئی بات سن کر اگر مرد غضب میں آکر طلاق دینے پر آمادہ ہو جائے - تو ایسا نہ کرسکے کیونکہ ممکن ہے کہ ملاقات ہونے سے غصہ دور ہو جائے - مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے ان احکام کو بالائے طاق رکھ چھوڑا ہے - اور طلاق دینا ایک معمولی بات سمجھ رکھا ہے - اکثر لوگ ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دے دیتے ہیں - اور بعض لوگ دور دراز فاصلوں سے طلاق نامہ لکھ کر بذریعہ ڈاک عورت کے پاس بھیج دیتے ہیں - اور یہ جو فرمایا کہ خدا کے نزدیک طلاق بہت بُری ہے یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے - کہ جب حلال یعنے جائز ہے - تو پھر بُری کیوں - انسان کا ہاتھ یا پاؤں اگر کسی بیماری یا ضرب سے ایسا ناقص اور ردی ہو جائے - کہ اس کا جسم کے ساتھ رہنا خطرناک ہو - مگر کاٹ دینا صحت بخش ہو تو اُسے کاٹ دیا جاتا ہے - گو ایک عضو کا کٹ جانا بہت بُری بات ہے - اسی طرح طلاق اگرچہ بہت بُری چیز ہے - مگر جہاں اُس کی ضرورت ہو دی جاتی ہے - جب کہ بیوی بجائے مونس غمگسار کے جان کا آزار ہو جاتی ہے اور گھر بجائے آرام گاہ کے دوزخ بن جاتا ہے +

۴۸۳ - جو عورت بے وجہ اپنے خاوند سے طلاق مانگے - اسے جنت کی ہوا (تک) نہیں لگے گی +

۴۸۴ - کسی عورت کے لئے جائز نہیں - کہ وہ اپنی بہن کی طلاق کی خواستگار ہو تاکہ اس کے خاوند سے خود نکاح کر کے جو اس کے کاسے میں ہے انڈیل لے - کیوں اُسے تو وہی ملیگا جو اُسکے مقدر میں ہے

۵ - نوشتے سے ہوا ایک حرف بھی سرگز نہ بیش و کم   جو پیشانی میں تھا لکھا ہوا وہ پیش سب آیا

طیرۃ یعنے شگون بد

۴۸۵ - اگر کسی چیز میں نحوست ہے - تو وہ گھوڑے - عورت اور مکان میں ہے ٭

(**ف**) جب پے درپے کچھ مصیبتیں انسان پر پڑتی ہیں - تو وہ کہتا ہے - آجکل ہمارے نحوست کے دن ہیں - یا ہماری فلاں چیز منحوس ہے - حال یہ ہے - کہ نحس نحوست کوئی چیز نہیں - دنیا میں امور کا انجام اُن کے اسباب پر منحصر ہوتا ہے - جب اسباب موافق ہوجاتے ہیں - تو انجام بکام ورنہ ناکام ہوتا ہے ٭

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - نحس کون اور نحوست کیسی - کل کائنات تمہاری تین چیزیں ہیں - گھوڑا - عورت اور مکان - نحوست اگر کوئی ہے - تو ان ہی تینوں میں ہے - پھر انہیں چھوڑ کر دیکھ لو - کہ ان میں نحوست ہے یا برکت ٭

ع علم اُس کی فضیلت

۴۸۶ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دو شخص ایک عابد اور ایک عالم کا ذکر کیا گیا - آپ نے فرمایا - عالم کو عابد پر فضیلت ہے - جیسے مجھے تم میں سے ادنٰے شخص پر - اور ایک اور روایت ہے اللہ تعالےٰ اُس کے فرشتے اُن پر سلام ہو - اور آسمانوں اور زمین کے رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنی بلوں میں - اور مچھلیاں سمندر میں اس شخص کے واسطے جو لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتا ہے رحمت کی دعا کرتے ہیں ٭

۴۸۷ - ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے سخت تر ہے - اور عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے - جیسی چودھویں رات کے چاند کو تمام تاروں پر - اور عالم نبیوں کے وارث ہیں - اور انبیا کی میراث نہ دینار تھا نہ درھم - ان کی میراث علم تھی - پس جس نے وہ حاصل کیا - اُس نے بہت حصّہ حاصل کیا ٭

(**ف**) ہے درختِ زندگی علم و ہنر　　معرفت حق کی ہے اس کا برگ تر　(عارف)

سعدیؒ نے ان حدیثوں کے مضمون پر یہ نظم لکھی ہے :-

صاحب دلے بمدرسہ آمد ز خانقاہ　　بشکستہ عہد صحبت اہل طریق را
گفتم میانِ عالم و عابد چہ فرق بود　　تا کردی اختیار ازاں ایں فریق را
گفت او گلیم خویش بدر مے برد ز موج　　ویں جہد مے کند کہ بگیرد غریق را

(ایک صوفی خانقاہ چھوڑ کر مدرسہ میں آگیا - اور صوفیوں کی صحبت کے عہد و پیمان کو توڑ آیا)

(میں نے پوچھا کہ عالم اور عابد میں کیا فرق تھا۔ کہ تم نے اس کی جماعت کو چھوڑ کر اس کے فریق کو پسند کیا)
(اس نے کہا وہ اپنی ہی گدڑی دریا کی ٹھاٹھ سے باہر نکالتا ہے۔ اور یہ (عالم) کوشش کرتا ہے کہ ڈوبتے ہوئے کو پکڑے)

۴۸۸۔ جس شخص کے واسطے اللہ بہتری چاہتا ہے۔ اُسے دین میں سمجھ عطا کرتا ہے +

۴۸۹۔ جو شخص علم کی تلاش میں نکلا۔ وہ اپنی واپسی تک گویا اللہ کی راہ پر چلتا رہا +

۴۹۰۔ ایمان دار آدمی نیک باتیں سیکھنے سے سیر نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ اس کا انجام (فوت ہونے کے بعد) جنت (میں جانا) ہوتا ہے +

۴۹۱۔ حکمت کی بات ایمان دار کی گم شدہ چیز ہے۔ جہاں ملے اُس کا حق ہے۔

؎ حکمت کو اک گم شدہ لال سمجھو جہاں دیکھو اپنا اُسے مال سمجھو۔ (حالی)

سیکھنے اور سکھانے کے آداب

۴۹۲۔ خدا کی قسم اگر تم ایک آدمی کو ہدایت کر سکو۔ تو وہ تمہیں ایک سُرخ اونٹ سے بہتر ہے +

(ف) انسان کی قابلیتوں میں سے علم اور مال دو بھاری قابلیتیں ہیں۔ اس کا مقابلہ کیا ہے اور تھوڑی سی علمی قابلیت کو مالی قابلیت پر فوق دیا ہے۔ دانا مفلس اور جاہل مال دار کی مثال عارف نے اس طرح بیان کی ہے ؎

گردنِ خر میں ہو۔ جیسے طوقِ زر اور ہو جُلِ طلائی پشت پر
چال میں بھی وہ تبختر گر کرے اسپ تازی اس کو کہنے سے رہے
اسپ تازی ہو اگر دُبلا کمال ضعف سے چلنا بھی ہو اُسکو محال
ٹھوکریں گو ہر قدم پر کھائے گا پر گدھا ہرگز نہ وہ کہلائے گا

۴۹۳۔ حدیث کا روائت کرنا۔ خدا اُس آدمی کو آباد رکھے۔ جس نے ہم سے کوئی بات سُنی اور پھر ہو بہو وہی آگے سنا دی۔ کیوں کہ جن لوگوں کو پیغام پہنچتا ہے۔ اُن میں سے اکثر اسے پیغام کے پہلے سننے والے کی نسبت زیادہ یاد رکھتے ہیں +

۴۹۴۔ معافی اور مغفرت۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ سب گناہ معاف کر دے گا۔ سوائے اس شخص کے (گناہ کے) کہ وہ مرتے دم تک مشرک رہا۔ یا اس نے ایمان دار ہو کر دوسرے ایمان دار کو ارادتاً قتل کیا +

غلام کے ساتھ حسن سلوک

۴۹۵ - جو شخص مرنے کے وقت غلام کو آزاد کرے - اس کی مثال اس شخص کی سی ہے - جو (پہلے اپنا) پیٹ ٹھونس کر (کسی کے ہاں کھانا بطور) تحفہ بھیجے (جس میں کوئی مروت نہیں ہے) ◦

۴۹۶ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا - کہ کون سا غلام آزاد کرنا بہتر ہے - فرمایا - جس کی قیمت زیادہ ہو - اور مالک کے نزدیک اچھا ہو ◦

۴۹۷ - ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا - اور عرض کیا - یا رسول اللہ خادم کو کتنی دفعہ (قصور) معاف کروں ؟ آپ خاموش رہے - اس نے اپنا سوال دھرایا - آپ پھر بھی خاموش رہے - اس نے (تیسری بار) اپنا سوال دھرایا - آنحضرت نے فرمایا - ہر ایک دن میں اسے ستر بار معافی دو ◦

۴۹۸ - معرور بن سوید بیان کرتے ہیں - کہ میں نے ابوذر کو دیکھا - کہ ان پر یمن کی چادر تھی - اور ایسی ہی ان کے غلام پر - میں نے اس کا ذکر کیا - انہوں نے کہا - میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا - فرماتے تھے - یہ (غلام) تمہارے بھائی ہیں - نیز خادم - خدا نے انہیں تمہارے ماتحت کیا ہے - پس جس شخص کے ماتحت اس کا بھائی ہو - تو جو کچھ وہ خود کھاتا ہے - اس میں سے اسی بھی کھلائے - اور جو کچھ خود پہنتا ہے اس میں سے اسے بھی پہنائے - اور کام کاج میں انہیں اتنی تکلیف نہ دے کہ وہ دب جائیں - اگر انہیں سخت کام دے - تو خود بھی ان کی مدد کرے ◦

۴۹۹ - اگر تم میں سے کسی کا خادم اس کے لئے کھانا لائے - اور وہ اس (خادم) کو اپنے ساتھ (کھانے کے لئے) نہ بیٹھائے - تو (کم سے کم) ایک دو لقمے تو اسے کھلاوے - کیوں کہ وہ اس کی گرمی اور تیاری (کی تکلیف) میں شریک رہا ہے ◦

(ف) خواجہ حالی نے ان حدیثوں سے اس طرح اقتباس کیا ہے -

سکھائی انہیں نوع انساں پہ شفقت — کہا ہے یہ اسلامیوں کی علامت
وہ جو حق سے اپنے لئے چاہتے ہیں — وہی ہر بشر کے لئے چاہتے ہیں
امیر اور لشکر کی تھی ایک صورت — فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت
لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا — نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

۵۰۰ - اگر تم میں سے کوئی اپنے خادم کو مارے - اور وہ خدا کا نام لے - تو اسے (مارنا) چھوڑ دو ◦

۵۰۱ - معاویہ بن سوید بن مقرن روایت کرتے ہیں - کہ ہم بنی مقرن کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے عہد میں سوائے ایک لونڈی کے اور کوئی خادم نہ تھا - ہم میں سے کسی نے اسے تھپڑ مارا - اور اُس کی خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچگئی - آپ نے فرمایا اُسے آزاد کردو - عرض کی گئی کہ اُن کے پاس تو اس کے سوائے اور کوئی خادم نہیں - فرمایا (اچھا) بالفعل تو اس سے خدمت لیں - مگر جب ضرورت نہ رہے تو اس کا رستہ کھول دیں - یعنے آزاد کریں +

۵۰۲ - ابومسعود بدری بیان کرتے ہیں - کہ میں اپنے غلام کو کوڑے مار رہا تھا - کہ پیچھے سے میں نے ایک آواز سنی - کہ سمجھ ابومسعود - غصہ کے غلبہ میں میں نے آواز نہیں پہچانی - مگر جب وہ میرے نزدیک آگئے - تو کیا دیکھتا ہوں - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں - اور فرماتے ہیں سمجھ ابومسعود - سمجھ ابومسعود - پس میں نے کوڑا ہاتھ سے پھینک دیا - پھر فرمایا سن ابومسعود - خدا تجھ پر زیادہ قادر ہے - بہ نسبت اس کے کہ تو اس غلام پر ہے - میں نے کہا کہ آج سے بعد پھر کبھی اپنے غلام کو نہیں مارونگا

بر بندہ مگیر خشم بسیار | جور ش مکن و دلش میازار
اورا تو بدہ درم خریدی | آخر نہ بقدرت آفریدی
ایں حکم و غرور و خشم تاچند | ہست از تو بزرگتر خداوند (سعدی)

(غلام پر بہت غصے مت ہو - نہ اُس پر ظلم کر اور نہ اس کا دل دکھا)
(اُسے تو نے دس درم سے خریدا ہے - مگر پیدا تو نہیں کیا)
(یہ حکم غرور اور غصہ کب تک - خدا تعالےٰ تم سے بہت بڑا ہے)

۵۰۳ - جو شخص اپنے غلام کو زنا - یا کسی ایسے ہی ممنوع فعل کی تہمت لگائے - حالانکہ وہ اس سے بری ہو - اُسے قیامت کے دن چابک لگائے جائیں گے +

۵۰۴ - تم میں سے کوئی یہ نہ کہے - کہ میرا غلام یا میری لونڈی - اور نہ خادم (آقا کو) کہے کہ میرا ربّ یعنے پالنے والا - یا میری پالنے والی - بلکہ مالک کہے - کہ میرا جوان اور میری جوان عورت - اور خادم کہے - کہ میرا سردار اور میری سردارنی - کیونکہ تم سب مملوک ہو - اور (سب کا) ربّ وہی عزت اور جلال والا ہے +

عورت کے رحم کا پاک ہونا بعض صورتوں میں ضروری ہے

۵۰۵ - اُس آدمی کو جو اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے - جائز نہیں کہ اپنا پانی بیگانی کھیتی کو پلائے - یعنی حاملہ عورت کے پاس جائے - یا گندی عورت کے پاس جائے - یہاں تک کہ اُسے پاک کرلے - یا کہ غنیمت کا مال تقسیم ہونے سے پہلے نہ بیچے +

(ف) حاملہ اور حائضہ عورت سے نکاح نہیں کرنا چاہیئے +

سوگ

۵۰۶ - اس عورت پر جو اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتی ہے - جائز نہیں ہے - کہ کسی مردے کا تین رات سے زیادہ سوگ کرے - سوائے خاوند کے - کہ اس کا چار مہینے اور دس (دن) ہونا چاہیئے +
(ف) یہ زمانہ چار مہینے اور دس دن عدت کا ہے کہ اس میں واضح طور پر معلوم ہو جائے گا - کہ عورت حاملہ ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس کے بعد اسے نکاح ثانی کرنے کا اختیار ہے - مگر حاملہ کی عدت وضع حمل تک ہے +

۵۰۷ - ام عطیہ سے روایت ہے - کہ ہمیں مردے کا تین (دن) سے زیادہ سوگ کرنے سے منع کیا جاتا تھا - مگر خاوند کا سوگ چار مہینے اور دس (دن) تھا - نہ ہم سرمہ لگاتے - نہ خوشبو نہ رنگین کپڑا پہنتے - سوائے عصب کی چادر کے - کہ (اس میں جو سیاہ رنگ تھا - اس کا مضائقہ نہیں سمجھا گیا) اور ہمیں اس قدر اجازت تھی - کہ اگر کوئی حیض سے فارغ ہو کر غسل کرے - تو قدرے کست اظفار کی خوشبو کا استعمال کرے - اور ہمیں جنازے کے پیچھے جانے سے منع کیا جاتا تھا +

۵۰۸ - عاریت یعنے مانگی ہوئی چیز :- رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ کسی سے مانگ لیا - وہ ضائع ہو گیا - آپ نے بھر دیا +

غ - غزوات - یعنے جنگ

۵۰۹ - حذیفہ بن یمان نے بیان کیا - کہ میں بدر کی لڑائی میں شریک ہونے سے اس طرح رُک گیا - کہ میں اور ابو حِسل روانہ ہوئے - کفار قریش نے ہمیں پکڑ لیا - اور کہا - کہ کیا تم محمد کے پاس جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟ ہم نے کہا - ہمیں تو صرف مدینہ جانا ہے - انہوں نے ہم سے اس بات کا خدا کو ضامن رکھ کر عہد لیا - کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو کر نہیں لڑیں گے - جب ہم مدینے آئے - تو ہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا - آپ نے فرمایا - واپس چلے جاؤ - اور اپنا عہد جو ان کے ساتھ ہے پورا کرو - اور ہم ان کے مقابلے میں اللہ ہی سے مدد مانگتے ہیں +

۵۱۰ - ابن عباس روایت کرتے ہیں - کہ (مکہ کی فتح کے موقعہ پر) ابو سفیان بن حرب

کو جس نے مقام مرالظہران میں اسلام اختیار کیا تھا۔ میں ساتھ لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ ابوسفیان ایک فخر پسند شخص ہے۔ اس کے واسطے کوئی سبیل فرمایئں۔ (کہ وہ خوش ہو جائے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا جو شخص ابوسفیان کے گھر داخل ہو گیا۔ اسے پناہ مل گئی۔ جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا۔ وہ بھی پناہ میں ہے۔ جس نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے اسے بھی امان مل گیا۔ اور جو کعبہ کی مسجد میں داخل ہو گیا۔ وہ بھی امان میں آ گیا +

(ف) مکہ کی فتح کے موقعہ پر جو سلوک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مشرکین سے کیا۔ اس کا کچھ ذکر آپ کی سوانح میں آ چکا ہے۔ اس لئے یہاں اس کا دھرانا مناسب نہیں سمجھا +

۵۱۱ ۔ ام سلیم کے پاس حنین کی لڑائی کے دن ایک خنجر تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ام سلیم یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے یہ (خنجر) اس واسطے رکھا ہے۔ کہ مشرکین (مخالفین) میں سے اگر کوئی میرے نزدیک آ جائے تو اُس کا پیٹ پھاڑ دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے +

(ف) اب بھی عورتوں کو مشکل پڑنے پر ام سلیم جیسا ہمت کا عزم رکھنا چاہیئے۔ اور یہ عادت چھوڑ دینی چاہیئے۔ کہ ذرہ سی آہٹ گلی سے آئی تو اگر دس عورتیں بھی صحن میں ہیں تو دسوں کی دسوں اندر بھاگ گئیں +

۵۱۲ ۔ ابن عمر روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خالد کو بنی حذیمہ کی طرف بھیجا۔ اور اس نے انہیں اسلام کی دعوت کی۔ انہیں یہ کہنا کہ ہم اسلام لائے ٹھیک طور پر نہ آیا کہنے لگے ہم بے دین ہو گئے۔ خالد نے انہیں جان سے مارنا اور قید کرنا شروع کر دیا۔ اور ہم میں سے ہر ایک کے حوالے ایک ایک (آدمی بطور) قیدی کر دیا۔ میں نے کہا واللہ میں تو اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا۔ اور میرے ساتھ والے بھی ایسا نہیں کریں گے۔ جب ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے۔ اور یہ (واقعہ) بیان کیا۔ تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا۔ یا خدا جو کام خالد نے کیا۔ اس سے میں تیری درگاہ میں بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔ اور یہ دعا پھر دُھرائی +

(ف) مشرک لوگ مسلمانوں کو بے دین کہا کرتے تھے۔ جس سے مراد یہ تھی۔ کہ وہ اپنا پرانا دین چھوڑ کر لامذہب ہو گئے۔ اور آج کل بھی طعن کے طور پر اس لفظ کا استعمال ہوتا ہے۔ بنی حذیمہ نے سمجھا کہ مسلمان بھی اپنے واسطے اس لفظ کو پسند کرتے ہوں گے۔ انہوں نے جب اسلام کی دعوت قبول کر لی۔ تو کہنے لگے کہ ہم بے دین ہو گئے۔ خالد بات کی اصلیت کو نہ پہنچے۔ اور یہ سمجھ کر کہ مشرکوں

کی طرح یہ بھی مسلمانوں کو چھیڑتے ہیں۔ انہیں سزائیں دینے لگے (باقی حال حدیث میں مذکور ہے)

۵۱۳ - **غیرت** - خدا سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں۔ اسی وجہ سے اس نے سب بے حیائی کے کام ظاہری اور باطنی حرام کر دیئے۔ اور خدا سے زیادہ کسی کو اپنی ثنا پسند نہیں اسی وجہ سے اپنی ثنا آپ کہی ہے۔

غصب یعنے کسی کا حق زبردستی چھین لینا

۵۱۴ - جو شخص بالشت بھر زمین ناحق لے گا۔ وہ قیامت کے دن ساتوں زمینوں تک دھسایا جائے گا۔

غضب و غصہ

۵۱۵ - تم اپنے میں سے کسے پہلوان شمار کرتے ہو؟ (اصحاب نے) عرض کیا (پہلوان) وہ ہے۔ جسے آدمی پچھاڑ نہ سکیں۔ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا۔ نہیں۔ بلکہ (پہلوان) وہ ہے۔ جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو رکھے۔

(**ف**) ہر کہ خشم خود فرو خورد اے جوان — باشد او از رستگاران جہاں (عطار)

(اے جوان جو اپنا غصہ پی لے۔ وہ جہان کے ان لوگوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ جن کا چھٹکارا ہو گیا)

یہ کہا اس نے کہ ہے انساں وہی — نام کے انساں تو ہیں یوں سبھی
خشم و شہوت بن گئے جس کے غلام — ہاتھ میں رکھتا ہے جوان کی لگام
وہ جو رکھتا ہے انہیں جوتی کی مار — اس کو سمجھو تم بڑا ہے شہ سوار (عارف)

سعدی کے اقتباس کے الفاظ حدیث کے لفظوں کے بہت قریب ہیں۔ چنانچہ اس نے کہا ہے

یلے مرد آن کس است از روئے تحقیق — کہ چوں خشم آیدش باطل نہ گوید

(ہاں تحقیق کی رو سے وہ شخص جوان مرد ہے۔ کہ جب اسے غصہ آئے تو بیہودہ نہ بکے)

۵۱۶ - غصہ شیطان کا فعل ہے۔ اور شیطان کی سرشت آتشی ہے۔ اور آگ پانی سے بجھ جاتی ہے۔ پس جب کسی کو غصہ آئے وہ وضو کرے نیز جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور اسوقت وہ کھڑا ہو تو چاہیئے کہ بیٹھ جائے اور اگر غصہ اتر جائے تو بہتر ورنہ لیٹ جائے۔

۵۱۷ - ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ مگر اتنی زیادہ نہ ہو۔ کہ میں بھول جاؤں۔ آپ نے فرمایا۔ غصہ نہ کیا کر۔ (روایت ہے کہ سائل خشمگین طبیعت کا آدمی تھا)

غصہ کو اپنے اگر جائے گا پی — تجھ پہ رب ہوگا نہیں غصے کبھی (عارف)

لذتِ عمرت اگر باید بدھر　　　باش دائم بر حذر از خشم و قہر (عطار)

(اگر زمانہ میں تجھے عمر کی لذت چاہیئے - تو غصے اور قہر سے ہمیشہ پرہیز رکھ)

۵۱۸ - اگر کوئی شخص ایک ایمان دار مسلمان کو منافق سے بچائے گا - تو اللہ تعالٰے ایک فرشتے کو متعین کرے گا - جو قیامت کے دن اس کے جسم کو دوزخ کی آگ سے بچائے گا +

جو کوئی کسی مسلمان کی توہین کے ارادے سے اس پر عیب لگائے - تو وہ قیامت کے دن دوزخ کے کسی پل پر روکا جائے گا - جب تک کہ وہ اپنے کیئے کی سزا نہ بھگت لے +

۵۱۹ - **غیبت** - کیا تم جانتے ہو - غیبت کسے کہتے ہیں ؟ (اصحاب نے) کہا - اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں - (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا (اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی بابت ایسی بات کہے - جو اُسے ناپسند ہو (تو وہ غیبت ہے) ایک شخص نے عرض کیا - جو بات (عیب کی) میں کہوں - اگر وہ میرے بھائی میں موجود ہو - تو یہ فرمایا - جو کچھ تم نے کہا - اگر اس میں موجود ہو تو تم نے غیبت کی - اور اگر موجود نہ ہو تو تم نے اس پر بہتان باندھا +

۵۲۰ - چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو گا +

(**ف**) ہر کہ از غیبت زبانش بستہ نیست　　　آں چناں کس از عقوبت رستہ نیست (عطار)

(جس شخص کی زبان غیبت سے بند نہیں رہی - وہ عذاب سے چھوٹ نہیں سکتا)

۵۲۱ - کوئی شخص میرے کسی صحابی کی (نسبت بُری) بات نہ کہے - کیوں کہ میں چاہتا ہوں کہ جب میں تمہاری طرف آؤں تو میرا سینہ صاف ہو +

۵۲۲ - **غنا** - عائشہ رضی اللہ تعالے عنہ روایت کرتی ہیں - کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آئے - تو میرے پاس دو لڑکیاں بعاث کی لڑائی کے گیت گا رہی تھیں - آپ بستر پر لیٹ گئے اور اپنا منہ پھیر لیا - بعد اس کے ابوبکر آ گئے - مجھے جھڑکا اور کہا - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں شیطانی باجے کا کیا کام (ظاہر ہے - کہ لڑکیاں کوئی ساز بھی بجاتی ہوں گی) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا - انہیں چھوڑ دو یعنے کچھ نہ کہو - اور پھر جب ابوبکر کا دھیان کسی اور طرف ہوا - تو میں نے ان لڑکیوں کو آنکھ سے اشارہ کیا - اور وہ چلی گئیں - وہ عید کا دن تھا - اور زنگی لوگ ڈھال اور برچھیوں سے مسجد میں کھیل رہے تھے - یا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی - یا خود آپ نے فرمایا - کہ کیا تیرا جی دیکھنے کو چاہتا ہے ؟ میں نے کہا ہاں - پھر آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا - میرا رخسار آپ کے

رخسارے پر تھا - اور کہا - اسے ارفدہ کے بیٹو (اپنے اوزار) ہاتھ میں لے لو - جب میں تھک گئی فرمایا بس؟ میں نے کہا بس - فرمایا اچھا جاؤ -

(ف) بیاہ شادی کے موقعہ پر گانے بجانے کے متعلق بعض اوقات تنازعہ ہو جاتا ہے - اور بدمزگی پیدا ہو کر گھر والوں اور مہمانوں کا عیش منغص ہو جاتا ہے - اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ پر زیادہ وضاحت سے لکھا جائے -

آگے چل کر نکاح کے بیان میں دو حدیثیں آئیں گی - جن میں لکھا ہے کہ نکاح کو مشتہر کرو اور دفیں بجاؤ - ذیل کی حدیثیں جن سے اس مضمون پر کچھ روشنی پڑتی ہے - مشکوٰۃ المصابیح سے نقل کی جاتی ہیں :-

(۱) عَنِ الرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ جَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِیْنَ بُنِیَ عَلَیَّ فَجَلَسَ عَلٰی فِرَاشِیْ کَمَجْلِسِکَ مِنِّیْ فَجَعَلَتْ جُوَیْرِیَاتٌ لَّنَا یَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَیَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِیْ یَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰھُنَّ وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَّعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ فَقَالَ دَعِیْ ھٰذِہٖ وَقُوْلِیْ بِالَّذِیْ کُنْتِ تَقُوْلِیْنَ رواہ البخاری ترجمہ معوذ بن عفرا کی بیٹی ربیع روایت کرتی ہیں کہ (میری شادی کے موقعہ پر) جب مجھے میرے شوہر کے گھر لائے - تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے - اور میرے پاس بیٹھ گئے جیسے (کہ اے مخاطب) تو بیٹھا ہے - ہماری لڑکیاں دف بجانے لگ گئیں - اور ہمارے باپوں کی بہادری کے جو بدر کی لڑائی میں شہید ہوئے تھے گیت گانے شروع کر دیئے - ان میں سے ایک لڑکی نے (گا کر) کہا - ہمارے بیچ میں نبی ہیں - جو کل کو ہونے والی بات کو جانتے ہیں - (آنحضرتؐ نے) فرمایا یہ بات چھوڑ دے اور کہی جا جو کچھ تو پہلے کہہ رہی تھی ٭

(۲) عَنْ عَائِشَۃَ رضؓ قَالَتْ زُفَّتِ امْرَاَۃٌ اِلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا کَانَ مِنْکُمْ لَھْوٌ فَاِنَّ الْاَنْصَارَ یُعْجِبُھُمُ اللَّھْوُ - رواہ البخاری ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں - کہ ایک انصاری کے ہاں ایک عورت کو بیاہ کر لائے - نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے ساتھ کوئی کھیل اور گانا بھی ہے - کیونکہ انصاری لوگ کھیل کو پسند کرتے ہیں؟

(۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضؓ قَالَ اَنْکَحَتْ عَائِشَۃُ ذَاتَ قَرَابَۃٍ لَّھَا مِنَ الْاَنْصَارِ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَھْدَیْتُمُ الْفَتَاۃَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَرْسَلْتُمْ مَعَھَا مَنْ تُغَنِّیْ قَالَتْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَنْصَارَ قَوْمٌ فِیْھِمْ غَزَلٌ فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَھَا مَنْ یَّقُوْلُ اَتَیْنَاکُمْ اَتَیْنَاکُمْ فَحَیَّانَا وَحَیَّاکُمْ رواہ ابن ماجہ ترجمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ

نے ایک اپنی قرابتی انصاری لڑکی کا نکاح کر دیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (باہر سے) تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کیا تم نے لڑکی کو روانہ کر دیا ہے؟ (گھر والوں نے) کہا ہاں۔ پوچھا کیا تم نے اس کے ہمراہ کسی کو بھیجا ہے۔ جو (گیت) گائے؟ کہا نہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار لوگوں میں غزل ہوتی ہے۔ بہتر ہوتا اگر تم اس (دلہن) کے ہمراہ کسی کو بھیجتے جو کہتا "ہم آئے تمہارے پاس ہم آئے تمہارے پاس (خدا) ہمیں سلامت رکھے اور تمہیں بھی سلامت رکھے"۔

اور اس کے بعد یہ زیادہ کیا ہے ولولا الحنطة السمراء لم تسمن عذاراکم یعنے اگر گیہوں سرخ رنگ کی نہ ہوتی تو تمہاری کنواری لڑکیاں موٹی نہ ہوتیں +

مظاہر حق میں لکھا ہے کہ بعض نے کہا ہے۔ کہ اس کے بعد یہ فرمایا ولولا العجوة السوداء ما کنا بوادیکم یعنے اگر سیاہ کھجوریں نہ ہوتیں تو ہم تمہارے گھروں میں نہ رہتیں۔ یعنی بھوکوں کی ماری کہیں نکل جاتیں۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ دونوں جملے آنحضرت نے فرمائے۔ کسی نے پہلا سنا اور کسی نے دوسرا۔

مشکوٰۃ میں ایک اور حدیث بھی اسی مضمون پر ہے۔ مگر چونکہ اس کا ماخذ صحاح ستہ نہیں ہے۔ وہ یہاں نقل نہیں کی گئی۔ ابن ماجہ کے متعلق دیباچہ میں ذکر ہو چکا ہے۔ کہ صحاح ستہ میں بعض کے نزدیک وہ بھی شامل ہے۔ اگرچہ اس منتخب میں اور کوئی حدیث اس سے نہیں لی گئی۔ جن لوگوں کا عقیدہ ہے۔ کہ ہر ایک حدیث لفظ بلفظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔ انہیں تو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ پچھلی دو حدیثیں دو مختلف واقعے بیان کرتی ہیں۔ مگر جن کی یہ رائے ہے۔ کہ صرف مضمون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ ہر ایک لفظ آپ کا نہیں۔ انہیں یہ کہنے کی گنجائش ہے۔ کہ ممکن ہے یہ دونو حدیثیں ایک ہی واقعہ بیان کرتی ہوں +

حدیث زیر بحث اور ف کی حدیث (۱) میں لڑکیوں کا گانا بجانا لکھا ہے۔ مگر ان کی عمر کا کوئی ذکر نہیں وہ زیادہ سے زیادہ اس قدر ہو سکتی ہے۔ کہ بلوغت کی حد کے اندر ہو۔ اور بالغہ لڑکی کی تعریف اس سے پہلے ایک حدیث میں آ چکی ہے +

حدیث (۲) میں لفظ لھو دو دفعہ آیا ہے۔ مظاہر حق میں اس کے معنے پہلے موقعہ پر کھیل اور گانا۔ اور دوسرے پر صرف گانا کر کے اس طرح ترجمہ کیا ہے۔ کیا تمہارے ساتھ کوئی کھیل اور گانا بھی ہے۔ کہ انصاری لوگ گانے کو پسند کرتے ہیں +

منتہی الارب میں لھو کے معنے یہ لکھے ہیں۔ زن کہ بداں بازی کنند یا فرزند۔ یعنے عورت جس سے کھیل کریں یا لڑکا۔ منتخب اللغات میں بھی اسی قسم کے معنے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی برے +

قرآن مجید میں یہ لفظ لھو (سورۂ لقمان ع ۱۔ عنکبوت ع ۷۔ انعام ع ۴۔۸۔ الحدید ع ۲۔ جمعہ ع ۲۔ اعراف ع ۶۔ انبیاء ع ۲۔ میں) آٹھ دفعہ آیا ہے۔ شاہ عبد القادر صاحب نے اس کے معنی چھ مقاموں پر جی بہلانا۔ اور تماشا۔ ایک جگہ کھلونا۔ اور ایک جگہ کھیل کی باتیں کئے ہیں۔

حدیث (۳) میں اگرچہ اسی مضمون کو دوسرے لفظوں میں دہراتی ہے۔ تو کہا جا سکتا ہے کہ اس لفظ لھو کی تشریح ہو گئی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ دلہن کے ساتھ کوئی شخص جانا چاہیئے تھا جو گاتا۔ اور اس گانے والے کے واسطے مؤنث کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس ملک میں تو گانے بجانے کا سب سامان دلھن کی ڈولی کے ساتھ دولھا کی طرف سے بہم پہنچایا جاتا ہے۔ مدینہ کے انصار میں یہ دستور ہو گا۔ کہ دلہن کے ولی کسی مغنی عورت کو اس کے محمل (کجاوہ) کے ہمراہ بھیجتے ہوں گے۔ کیوں کہ وہاں محمل سے ڈولی کا کام لیتے ہیں۔ یہاں بھی جب ڈولی گھر سے رخصت ہوتی ہے تو میکے والوں کی طرف سے عورتیں گاتی گاتی اس کے ساتھ ساتھ کچھ دور تک جاتی ہیں۔ اور رقت انگیز الوداعی گیت گاتی ہیں۔

غزل کا لفظ جو اس حدیث میں آیا ہے۔ منتہی الارب میں اس کے معنے یہ لکھے ہیں:۔ سخن گوئی با زناں و عشق بازی۔ یعنے عورتوں سے گفتگو کرنی اور عشق بازی۔ منتخب اللغات میں اس لفظ کے معنے حسب ذیل درج ہیں۔ حدیث زناں و عشق ایشاں کردن۔ و سخنے کہ در وصف زناں و عشق ایشاں گفتہ آید۔ مردے کہ حدیث زنان و عشق ایشاں کند۔

یعنے عورتوں کی بات اور ان سے عشق کرنا۔ اور وہ بات جو عورتوں کی تعریف اور عشق میں کہی جائے۔ وہ آدمی جو عورتوں کی بات کرے اور ان سے عشق کرے۔

اس حدیث میں جو **غزل** درج ہے۔ وہ اس قسم کے گیت ہیں۔ جنہیں پنجاب میں سٹھنیاں اور دہلی اور اُس کے نواح میں گالیاں کہتے ہیں۔ جو لڑکی والے گھر میں گانے والی ڈومنیاں مراثنیں اور اور عورتیں سمدھیوں کو دیتی ہیں۔

اس حدیث میں گانے کے واسطے لفظ تغنی آیا ہے۔ جو غنا سے ہے۔ جس کے معنے منتہے الارب میں آواز خوش کہ طرب انگیز و سرود لکھے ہیں۔ یعنے خوش آواز کہ دل کو خوش اور تازہ کرے۔ اور گیت۔ ان حدیثوں سے ظاہر ہے۔ کہ جشن کے موقعہ پر گانا بجانا۔ اور اور کھیلوں سے جی بہلانا نہ صرف منع نہیں ہے۔ بلکہ سنت ہے۔ کیوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن حضرت ابو بکرؓ کے لڑکیوں کو گانے بجانے سے منع کرنے کو منع فرمایا۔ اور نکاح کے موقعہ پر

لھو اور غزل نہ ہونے کو ناپسند فرمایا۔ اور حدیث نمبر ۵۰۷ کے رو سے تو گانے بجانے کے بغیر نکاح جائز ہی نہیں ہوسکتا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ گیت سیدھے سادے محبت کے گیت ہوں۔ جن میں فحش اور لغو نہ ہو۔ جوان عورتیں مردوں کے سامنے نہ گائیں۔ اور کھیلوں میں کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے گناہ لازم آئے۔ حدیث زیر بحث سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ عورت پردے میں رہ کر مردوں کا کھیل تماشا جو دل بہلانے والا ہو دیکھ سکتی ہے +

باوجود ان حدیثوں کی موجودگی کے علمائے کرام جو گانے بجانے اور دوسرے دل لگی کے تماشوں سے سختی سے منع فرماتے رہتے ہیں۔ اس سے یہ غرض معلوم ہوتی ہے۔ کہ اس قسم کے کاموں میں بے اعتدالی بہت جلد دخل پا جاتی ہے۔ اور فسق و فجور تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ خیال کیا جائے رنڈی کے ناچ کا جو اخلاق کا مخرب اور گھرانوں کا ویران کرنے والا ہے۔ مگر ممانعت بھی اعتدال کی حد سے نہیں بڑھنی چاہیئے۔ بقول شخصے ماتم والے اور شادی والے گھر میں کوئی فرق ہونا چاہیئے۔ اور سب چھوٹے بڑے کے دلوں کی خوشی کے جوش کو اس قدر زور سے نہیں دبانا چاہیئے۔ کہ وہ بھونچال کا نمونہ بن کر سب بندشوں کو توڑ پھوڑ دے۔ رہی یہ بات کہ جشن نکاح سے پہلے کیا جائے یا پیچھے۔ ہر ملک اور قوم کی ہر معاملہ میں اپنی اپنی رسم ہے۔ جو مقامی حالات پر مبنی ہے عرب میں چند گنتی کے شہر ہیں۔ اور وہ بھی ایک دوسرے سے کئی دنوں کی مسافت پر واقع ہیں۔ لوگ اسی بات پر مجبور تھے۔ کہ بیاہ شادی اپنے شہر میں ہی کریں۔ اور اس واسطے نکاح کے بعد جو فی الحقیقت عین موقعہ خوشی کا ہے جشن کرتے اور دولہا کے خرچ پر باہم مل کر کھانا کھاتے۔ اس کھانے کا نام ولیمے کا کھانا ہے۔

یہ ملک بہت آباد ہے شہروں کی تعداد اس قدر کہ گنتی نہیں ہوسکتی۔ پھر ایک دوسرے سے قریب بھی ہیں۔ اور مسافت طے کرنے میں اب اگرچہ بہت آسانی ہے۔ پہلے بھی ایسی تکلیف نہ تھی جیسی عرب میں ہے۔ نیز اس وجہ سے کہ ہندوؤں کے لئے جن کا آبادی میں بہت زیادہ حصہ ہے۔ شادی کا احاطہ اپنے رشتہ داروں میں بہت تنگ ہے۔ اپنے شہروں سے باہر نکل کر دوسرے شہروں میں شادیاں کرنے میں ایک مجبوری تھی۔ اور دیکھا دیکھی مسلمانوں میں بھی یہ رسم رواج پا گئی اس صورت میں برات کی ضرورت پڑ گئی۔ کیونکہ اگر دولہا دولہن بیاہنے کو جائے تو اکیلا کیا جائے۔

مہمان داری اور تواضع کے قواعد کب اجازت دے سکتے ہیں۔ کہ دولہا کی جماعت دولہن کے گھر جائے۔ اور اپنے لئے کھانا بہم پہنچانے کے واسطے اپنے ہاتھ اور منہ جلائے۔ یا خود تلاش کرتی

کہرے۔ پس برات کو دلہن کے گھر کی طرف سے کھانا دینے کی رسم بھی قائم ہو گئی۔ اور دور کے رشتہ داروں کا برات سے پہلے آنا بھی ضروری ہو گیا۔ بعض ایک بعض دو بعض زیادہ دن پہلے آجاتے ہیں۔ انہیں تکلف کا کھانا کھلایا جاتا ہے۔ پھر ان کے ساتھ اپنے شہر کے رشتہ داروں کو بھی کھانا دے دیا جاتا ہے۔ پس بیاہ والے گھر میں دو تین دن نکاح سے پہلے دعوت کے کھانے پکتے رہتے ہیں۔ اور سب احباب اور اقارب انہیں شوق اور خوشی سے کھاتے رہتے ہیں۔ ولیمے کا کھانا تو ایک وقت کی دعوت ہوتی ہے۔ یہاں کئی وقتوں کی دعوتیں ہو جاتی ہیں۔

پس مسلمان اگر یہ سمجھ کر نکاح کے بعد جشن کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا طریق ہے۔ اور فرط محبت سے آپ کی پیروی کریں۔ تو اور کیا چاہیئے۔ اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اپنے ملک کی ایسی رسوم کی پابندی میں مناہی نہیں ہے۔

جو حضرات اس بات پر تلے ہوتے ہیں، کہ جشن نکاح کے بعد ہی ہونا چاہیئے۔ دف عین نکاح کے وقت ہی بجائی جائے۔ اور دف بھی اسی نمونہ کی ہو۔ جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر اس ملک میں مروج تھی جس میں اس وقت آٹا چھاننے کی چھلنی بھی نہ تھی۔ چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بدر کی لڑائی کے شہیدوں کے ہی گیت گائیں یا زیادہ سے زیادہ اپنے باپوں کے کارنامے (جو اکثر صورتوں میں ہیچ ہیں) بیان کریں۔ دلہن کو بجائے ڈولی یا پالکی کے محمل میں بٹھایا جائے۔ اور برات کا کھانا نہ کھایا جائے۔ انہیں جنت بقیع میں جا کر وعظ کرنا چاہیئے۔ مرغی حرام کرنے والے ملاں ایسے معاملات میں زیادہ تر خرابی کا موجب ہوتے ہیں۔ پنجاب میں بُھلے شاہ نامی ایک مشہور صوفی فقیر ہوئے ہیں۔ طریق ان کا غالباً رندانہ تھا۔ اکثر لوگ ان کی ولایت کے قائل ہیں۔ پنجاب میں ان کے ابیات زبان زد عام ہیں۔ ان میں سے ایک مصرعہ ہے ع عالم فاضل میرے صاحب تے میں یا پڑھیاں تھوں ڈرناواں یعنے عالم فاضل تو میرے مخدوم ہیں۔ میں ان کا تابعدار ہوں۔ ان کی طرف سے مجھے کوئی اندیشہ نہیں مگر باؤ سیپارہ پڑھے ہوؤں سے مجھے ڈر لگتا ہے کہ زبان درازی سے دست درازی پر بھی آجاتے ہیں۔

۵۲۳ - غدر - قیامت کے دن جب اللہ تعالی اگلے اور پچھلے لوگوں کو جمع کرے گا۔ تو ہر ایک دغاباز کے لئے ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا۔ جس سے وہ پہچانا جائے گا۔ اور لوگ کہیں گے۔ کہ یہ فلاں شخص کی دغابازی (کا نتیجہ) ہے۔

ف۔ فضائل

۵۲۴ - مجھے سب نبیوں سے بہتر مت کہو +

(ف) ایسی حدیثیں بھی ہیں۔ جن میں آپ نے اپنے مدارج کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ پس اس بات کا امکان تھا۔ کہ کم سمجھ لوگ کبھی ایسے لفظ منہ سے نکال دیں۔ جن سے کسی نبی کی معاذ اللہ تحقیر ہو چنانچہ صحیحین اور ابو داؤد۔ اور ترمذی میں درج ہے۔ کہ ایک مسلمان اور یہودی میں آپس میں تکرار ہوگیا ہر ایک نے اپنے اپنے نبی کو سب سے اچھا بتلایا۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی تو فرمایا مجھے موسےٰ سے بہتر نہ کہو۔ مصطفےٰ کی تعلیم اور اخلاق اس بات کو کب گوارا کر سکتے تھے۔ کہ کسی نبی کی حقارت ہو۔ پس یہ حکم فرما دیا۔

۵۲۵ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک جنازہ گذرا۔ (اصحاب نے) متوفی کی تعریف کی۔ آپ نے فرمایا۔ واجب ہوگئی۔ پھر ایک اور جنازہ گذرا۔ اس کی انہوں نے مذمت کی۔ پھر فرمایا۔ واجب ہوگئی۔ عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پوچھا۔ یا رسول اللہ کیا چیز واجب ہوگئی؟ فرمایا جس کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ اور جس کی تم نے مذمت کی اس کے لئے دوزخ واجب ہوگئی۔ تم دنیا میں خدا کے گواہ ہو۔

ع کسے خسپد آسودہ در زیر گل ۔۔۔ کہ خسپند زو مردم آسودہ دل (سعدی)

(وہ شخص مٹی کے نیچے آرام سے سوتا ہے۔ جس کے برتاؤ سے لوگ آرام سے سوتے ہیں)

ع بجا کہے جسے عالم اُسے بجا سمجھو ۔۔۔ زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو (ذوق)

۵۲۶ ۔ چھوڑ دو حبشیوں کو جب تک کہ وہ تمہیں چھوڑے رکھیں۔ اور چھوڑے رکھو ترکوں کو جب تک کہ وہ تمہیں چھوڑے رکھیں۔

(ف) اس حدیث سے ظاہر ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا ایذا رسانی اور حملہ کرنے کا نہیں تھا۔ البتہ غیر کے حملہ سے اپنی حفاظت کا خیال ضرور تھا۔ سو یہ ایک ایسی قدرتی چیز ہے۔ کہ حیوان ناطق تو در کنار۔ حیوان مطلق چرند پرند وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہے اور ہر روز اس کا ظہور مشاہدہ میں آتا ہے۔

مُلک عرب کی فضائل

۵۲۷ ۔ سلمان فارسی بیان فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ کہ میرے ساتھ بغض نہ رکھنا۔ ورنہ اپنے دین سے جدا ہو جاؤ گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ سے کیسے بغض رکھ سکتا ہوں؟ آپ ہی کے ذریعہ تو مجھے اللہ تعالےٰ نے ہدایت فرمائی ہے۔ فرمایا۔ اگر عرب کے ساتھ بغض رکھو گے۔ تو گویا میرے ہی ساتھ رکھا۔

(ف) یہ حدیث ظاہر کرتی ہے۔ کہ آپ کو اپنے ملک سے کس قدر محبت تھی۔ اور اس طرح حب وطنی کا سبق سکھاتی ہے۔ جس ملک کے ایک نہائت نامور شاعر نے اپنے ملک کے ایک مقام کی نسبت کہا ہے

؎ ...... کہ در جنت نخواہی یافت کنارِ آب رکنا باد و گلگشت مصلےٰ را

(رکنا باد چشمے کے پانی کا کنارہ اور مصلےٰ کی گلگشت جنت میں نہیں ملے گی۔)

اس کے باشندے کو ریگستان عرب کی سکونت کی ترغیب دی جارہی ہے۔ اس کی وجہ محض حب وطنی ہے

۵۲۸ ۔ مکّہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ تو شہروں میں سے کیسا پاکیزہ تر شہر ہے۔ اور تو مجھے کیسا پیارا ہے۔ اگر میری قوم مجھے نکال نہ دیتی تو میں کسی اور جگہ کبھی نہ رہتا ؞

(ف) دنیا کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے۔ کہ اہل فضل کی قدر ان کے عروج کے شروع میں اپنے وطن میں نہیں ہوئی۔ چنانچہ مثل مشہور ہے۔ گھر کا پیر کس نے مانا ہے ہ اور صرف یہ ہی نہیں۔ کہ قدر نہیں ہوئی۔ بلکہ بہت اذیت دی گئی ہے۔ اور بعض کو تو اس قدر کہ انہیں مجبور ہوکر وطن مالوف کو چھوڑنا پڑا۔ چنانچہ ناظرین پڑھ چکے ہیں۔ کہ یہ ہی حال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزرا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

اہل جوہر کو وطن میں رہنے دیتا گر فلک لعل کیوں اس رنگ سے آتا بدخشاں چھوڑ کر

اور پھر جہاں کوئی گیا۔ وہاں خواہ کتنی ہی تعظیم و تکریم ہوئی۔ مگر وطن کی یاد آنے سے نہ رہی پر نہ رہی۔ اے وطن تیرا پانی کیسا میٹھا ہے۔ اور تیری ہوا کیسی خوش گوار ہے۔ ؎

حبِّ وطن از ملک سلیماں خوش تر خارِ وطن از سنبل و ریحاں خوش تر
یوسف کہ بہ مصر بادشاہی مے کرد مے گفت گدا بودن کنعاں خوش تر (حافظ)

(وطن کی محبت سلیمان کے ملک سے بہتر ہے۔ وطن کا کانٹا (غیر وطن کی) خوشبودار بوٹی اور پھولوں سے بہتر ہے) (حضرت یوسف کہ مصر میں بادشاہی کرتے تھے۔ کہتے تھے۔ کنعان (اپنے ملک) کا فقیر ہونا بہتر ہے۔

اردو شاعری کے ایک استاد نے وطن کی جدائی کی حسرت اس طرح بیان کی ہے۔ ؎

فراق خلد سے گندم ہے سینہ چاک اب تک الٰہی ہو نہ وطن سے کوئی غریب جدا
کیا حبیب کو مجھ سے جو فلک نے اگر نہ کر سکے گا میرے دل سے غم حبیب جدا

۵۲۹ ۔ کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ کہ مکہ میں ہتھیار اُٹھائے ؞

فضائل نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ

۵۳۰ - کوئی شخص جس نے سورج نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے یعنے فجر اور عصر کی نماز پڑھی آگ میں نہیں دھکیلا جائے گا +

(ف) سویرے ہی اٹھ کر جو شخص پاک صاف ہو کر خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا - وہ دن بھر گناہوں سے بچا رہے گا - کیوں کہ خدا کا دھیان اس کے نفس پر بُرے ارادوں کے وقت غالب آجائے گا - اسی طرح سورج کے ڈوبنے سے پہلے اگر وہ پھر دن بھر کا میل کچیل اتار صاف ستھرا ہو کر خدا کی حضور میں حاضر ہوگا - تو قدرے میل اس کے دل پر اگر جم بھی گیا ہوا تو جاتا رہے گا - اور رات کا جسے بشر نے ام القرار کی جگہ ام الفساد بنا رکھا ہے - کامیابی سے مقابلہ کر کے اپنے آپ کو آگ سے بچائے گا +

۵۳۱ - نیک اعمال کا ذکر ہو رہا تھا - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کیا میں تمہیں ان سب کے محکم کرنے والی چیز سے نہ آگاہ کردوں؟ مخاطب نے کہا ہاں فرمایئے - زبان کی طرف اشارہ کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ اسے قابو میں رکھو - مخاطب کہتا ہے میں نے عرض کیا - یا رسول اللہ کیا ہم اپنی بات چیت کے بدلے بھی پکڑے جائیں گے؟ فرمایا - اے معاذ تیری ماں تجھے روئے - لوگوں کو دوزخ میں منہ کے بل یا کہا ناک کے بل ان کی زبان کے بُرے بول ہی ڈلوائیں گے +

ع ہر کہ مے خواہد کہ باشد در اماں مہرے باید نہادن بر زباں (عطار)

(جو شخص چاہتا ہے کہ امن میں رہے - اُسے چاہیئے کہ اپنی زبان پر مہر کردے)

۵۳۲ - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - جس نے میرے ولی (دوست) کے ساتھ دشمنی کی - تو (سمجھو کہ) میں نے اسے لڑائی کا اعلان دے دیا - اور میرا بندہ اگر کوئی ایسا کام کرے جس سے وہ شخص میرا قرب حاصل کرنے کی غرض رکھتا ہو تو وہ مجھے اُس وقت زیادہ پیارا لگتا ہے - بہ نسبت اس کے کہ وہ وہی کام کرے (اس خیال سے کہ وہ) میں نے اس پر فرض کر رکھا ہے - اور میرا بندہ ہمیشہ نفل عبادت سے میرا تقرب حاصل کرتا ہے - یہاں تک کہ میں اسے پیار کرنے لگ جاتا ہوں - پس جب میں اسے پیار کرتا ہوں - تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں - کہ وہ اس کے ذریعہ سنتا ہے - اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں کہ وہ اس سے دیکھتا ہے - اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں - کہ وہ اس سے پکڑتا ہے - اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں - کہ وہ اس سے چلتا ہے - اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے - تو میں اسے دیتا ہوں - اور اگر پناہ کا طلب گار ہوتا ہے - تو اسے پناہ دیتا ہوں - اور مجھے کسی چیز میں تردد نہیں ہوتا - جیسے مومن کی جان سے - وہ موت کو برا جانتا ہے اور میں اس کے دلگیر ہونے کو برا سمجھتا ہوں

(ف) مومن موت کو اس کے اس پہلو سے بُرا جانتا ہے۔ کہ وہ اس کے کارِ خیر کی مساعی کے سلسلے کو کاٹ دیتی ہے۔

۵۳۳ - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں (جو اسے میری نسبت ہے) اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ جب دل میں یاد کرتا ہے۔ تو میں بھی اُسے دل میں ہی یاد کرتا ہوں۔ جب وہ مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے۔ تو میں بھی مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں جو اس کی مجلس سے بہتر ہوتی ہے۔ اور اگر وہ بالشت بھر میرے نزدیک آتا ہے۔ تو میں ہاتھ بھر اس کی طرف بڑھتا ہوں۔ اور اگر وہ ہاتھ بھر قریب آتا ہے۔ تو میں قلانچ بھر آگے ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے۔ تو میں اس کی طرف دوڑا آتا ہوں۔

اعمال اور اقوال کی فضائل متفرق حدیثیں

۵۳۴ - تم میں سے آج کس نے روزہ رکھا ہے؟ ابو بکر (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) نے عرض کیا۔ میں نے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آج جنازے کے ساتھ تم میں سے کون گیا ہے؟ ابو بکر نے عرض کیا۔ میں (گیا تھا) پھر فرمایا آج تم میں سے مسکین کو کھانا کس نے کھلایا ہے؟ ابو بکر نے کہا (یا رسول اللہ) میں نے (کھلایا ہے) فرمایا۔ آج تم میں سے مریض کی بیمار پرسی کس نے کی ہے؟ ابو بکر نے عرض کیا (حضرت) میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص میں یہ سب خوبیاں ایک ہی دن میں) جمع ہوں۔ سوائے اس کے (اس کا اجر) نہیں کہ وہ جنت میں داخل ہو۔

۵۳۵ - بعض لوگوں نے کہا یا رسول اللہ دولت مند ثواب (لوٹ) لے گئے۔ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں۔ اور روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں۔ اور اپنے فالتو مال میں سے صدقہ دیتے ہیں (وہ علاوہ)۔ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا۔ کیا تمہارے لئے خدا نے کوئی چیز میسر نہیں کی۔ جسے تم صدقہ کرو۔ بیشک ہر ایک دفعہ تسبیح (سُبْحَانَ اللہ) کہنا صدقہ ہے۔ اور ہر ایک بار تکبیر (اَللہُ اَکْبَرُ) کہنا صدقہ ہے۔ اور ہر ایک بار حمد (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ) پڑھنا صدقہ ہے۔ اور ہر ایک بار خدا کی وحدانیت کا (ف۵۱) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہہ کر) اقرار کرنا صدقہ ہے۔ اور نیک کام کے لئے رہنمائی کرنا صدقہ ہے۔ اور برے کام سے منع کرنا صدقہ ہے۔ اور (اپنی بیوی سے) ہم بستر ہونا صدقہ ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی اپنی انسانی ہوس کو پورا کرے تو وہ اس کے لیے (کیونکر) اجر (کا موجب) ہو جاتا ہے؟ فرمایا تم دیکھتے نہیں۔ اگر وہ حرام کاری

ف۵۱ اللہ کے سوا اور کوئی خدا نہیں۔

کرے تو اس پر اس کا عذاب ہوتا ہے۔ صحابہ نے کہا۔ بیشک۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس اگر اس نے حلال کارروائی کی۔ تو اس کے لئے وہ اجر کا موجب ہوئی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے بھائی سے ہنس کر بولنا صدقہ ہے۔ اور کسی کو راستہ بتانا صدقہ ہے۔ اور رستے میں سے (اینٹ) پتھر کانٹا اور ہڈی کا ہٹا دینا صدقہ ہے۔ اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا صدقہ ہے +

۵۳۶ - تین چیزیں ذیل کی جس شخص میں ہوں گی۔ اللہ اس پر اپنا سایہ پھیلائے گا۔ اور اسے جنت میں لے جا داخل کرے گا (۱) کمزور کی مدد کرنا (۲) ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور (۳) غلام پر احسان کرنا۔

۵۳۷ - تین شخصوں کی مدد کرنا۔ اللہ پر حق ہے (۱) اس کی جو اللہ کے واسطے جہاد کرے (۲) اس دستاویز کے لکھانے والے کی جو اپنے عہد کے پورا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اور (۳) اس کی جو حرام سے بچنے کی غرض سے نکاح کرے +

۵۳۸ - تین شخص ہیں جن سے اللہ محبت رکھتا ہے۔ اور تین شخصوں کو وہ برا جانتا ہے۔ جن تین شخصوں سے وہ محبت رکھتا ہے وہ ہیں۔ کوئی آدمی کسی مجمع کے پاس آیا۔ اور اپنی کسی قرابت کا واسطہ نہ بلکہ اللہ کا واسطہ دے کر اس نے ان سے (خیرات کا) سوال کیا۔ پر انھوں نے کچھ نہ دیا۔ مگر ایک شخص اٹھ کر پیچھے کی طرف گیا۔ اور پردے میں سائل کو کچھ دیا۔ جس کا علم سوائے اللہ کے یا سائل کے کسی کو نہیں۔ ایک تو یہ (گپت دان کرنے والا) ہوا۔

کچھ لوگ رات کو چلتے رہے۔ حتےٰ کہ اُن پر نیند غالب آ گئی۔ تب انھوں نے (ایک جگہ) ڈیرہ ڈال دیا (اور سو گئے) مگر ایک شخص کھڑا ہوا۔ اور وہ میری ثنا اور کلام پڑھنے لگا۔ (دوسرا یہ ہوا) ایک شخص لڑائی پر چلے ہوئے سپاہیوں میں ہے۔ ان کا دشمن سے سامنا ہو گیا۔ اور وہ سب بھاگ گئے۔ مگر وہ (اکیلا) چھاتی نکال کر مقابل ہوا۔ کہ جان دے دے یا فتح حاصل کرے (تیسرا وہ ہوا) اور وہ تین جنہیں خدا برا جانتا ہے۔ یہ ہیں بوڑھا آدمی جو زانی ہو۔ فقیر (محتاج) جو اترانے والا ہو۔ اور دولت مند جو ظالم ہو +

۵۳۹ - سات شخص ہیں جنہیں اس دن جس دن کہ کوئی سایہ خدا کے سائے کے سوائے نہیں ہوگا۔ اللہ اپنے سایہ میں رکھے گا۔ (اول) منصف حاکم (دوسرا) وہ جوان جو خدا کی عبادت میں مشغول رہا (تیسرا) وہ شخص جس کا دل مسجد کی طرف لگا رہا۔ اور وہاں جاتا رہا۔ (چوتھے) وہ دو

شخص جنہوں نے (رضائے) الٰہی کی خاطر آپس میں محبت رکھی۔ اور اسی غرض سے اکٹھے ہوئے اور اسی غرض سے جدا ہوئے۔ (پانچواں) وہ مرد جسے ذی رتبہ اور خوب صورت عورت نے (خلوت میں) بلایا اور اس نے جانے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں۔ (چھٹا) وہ شخص جس نے خیرات کی مگر اسے اس قدر پوشیدہ رکھا۔ کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہوا۔ کہ داہنے نے کیا خرچ کیا۔ اور (ساتواں) وہ شخص جس نے خالی مکان میں (جہاں ریا کا شائبہ نہیں) خدا کا ذکر کیا۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

۵۴۰۔ جو شخص کسی نیک کام کے واسطے ترغیب دیتا ہے۔ تو اسے اسی قدر ثواب ملتا ہے جس قدر اس شخص کو جو اس کی پیروی کرتا ہے۔ اور اس سے ان ہر دو کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ اور جو شخص کسی بُرے کام کی ترغیب دیتا ہے۔ تو اسے اسی قدر گناہ ہوتا ہے جس قدر اس شخص کو جو اس کی پیروی کرتا ہے۔ اور اس سے ان ہر دو کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

۵۴۱۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے ابن آدم میں بیمار ہوا۔ اور تو نے میری خبر نہ لی؟ وہ (مخاطب) کہے گا۔ اے خدا میں تیری خبر کس طرح لیتا۔ تو تو سارے جہانوں کا مالک ہے خدا فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں ہوا تھا۔ کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہو گیا تھا۔ اور تو اس کے پاس نہیں گیا۔ کیا تجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس کے پاس جاتا۔ تو مجھے وہاں موجود پاتا۔ (یعنے میری خوشنودی حاصل کرتا)؟ اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا۔ اور تو نے نہ دیا۔ وہ کہے گا اے خدا میں تجھے کس طرح کھانا دیتا۔ تو تو (خود) سارے جہانوں کا مالک ہے؟ خدا فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے نہ دیا۔ کیا تجھے معلوم نہیں تھا۔ کہ اگر تو اسے کھانا دیتا۔ تو تو اسے میرے پاس دیکھ لیتا؟ اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے نہ دیا۔ وہ کہے گا اے خدا میں تجھے کیسے پانی پلاتا۔ اور تو تو (خود) ہر ایک چیز کا مالک ہے؟ خدا کہے گا۔ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا۔ اور تم نے نہ دیا۔ اگر تو اسے پانی پلاتا۔ تو اسے میرے پاس موجود پاتا۔ (یعنے مجھ سے اس کا اجر پاتا)

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ　　تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

۵۴۲۔ جو شخص پاک رزق (جس میں بیگانے حق کی آمیزش نہیں) کھائے۔ میرے طریق عمل پر چلے۔ اور خلقت کو اپنے شر سے محفوظ رکھے۔ وہ جنت میں داخل ہو گا۔

۵۴۳۔ جس شخص نے دودھ والا جانور کسی کو عطا کیا۔ کہ وہ دودھ کے زمانے تک اس سے

مستفید ہوکر واپس کردے۔ یا بھولے ہوئے یا اندھے کو رستہ بتلایا۔ اس نے گویا ایک بردہ آزاد کیا۔
۵۴۴۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ ایک آدمی کوئی (نیک) کام پردے میں کرتا ہے۔ پس جب اس کی خبر لوگوں کو ہوجاتی ہے۔ تو وہ خوش ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے لئے دو اجر ہیں۔ ایک اجر چھپی نیکی کا۔ اور ایک اجر ظاہری نیکی کا۔
۵۴۵۔ خدا کے ایلچی تین ہیں۔ غازی[1]۔ حاجی[2] اور عمرہ[3] (مختصر حج) کرنے والا۔

بیماری موت اور مصیبتوں کی فضائل

۵۴۶۔ ایمان دار شخص کو کوئی دکھ۔ تکلیف۔ بیماری اور غم نہیں پہنچتا کہ جس کی وجہ سے وہ فکر جو اسے اندیشے میں ڈالے اس سے اس کے گناہ دور نہ ہوں۔
۵۴۷۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ام السائب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ اور پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا۔ کہ کانپ رہی ہو؟ اس نے عرض کیا۔ تپ ہے۔ خدا اس کا ناس کرے آپ نے فرمایا۔ تپ کو برا نہ کہو۔ کہ وہ انسان کے گناہوں کو دور کرتی ہے۔ جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔

(ف) بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ دکھ درد کے وقت بہت واویلا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ کفر کے کلمے زبان پر لانے سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔ اس سے حاصل بجز اس کے نہیں ہوتا۔ کہ ان کے اخلاق بگڑتے ہیں۔ اور میل جول والوں میں ان کی بے وقری ہوتی ہے۔ یہ حدیث سکھاتی ہے۔ کہ دکھ زحمت کو تحمل اور صبر سے برداشت کرکے اسے رحمت سمجھنا چاہیے۔ کیوں کہ ایسے وقت میں انسان اپنے گناہوں کا معترف ہوکر اپنے خالق کی حضور میں توبہ کرتا ہے۔ اور بسا اوقات اس کے دیئے ہوئے فالتو رزق سے محتاجوں کی حق رسی بھی کرتا ہے۔

۵۴۸۔ جس قدر بڑی مصیبت (برداشت کی جائے) اسی قدر زیادہ اس کا اجر (ملتا ہے) اور اللہ تعالے جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے۔ تو اسے کسی مصیبت میں مبتلا کردیتا ہے۔ پھر جو اس قوم سے راضی ہوا۔ اس سے خدا بھی راضی۔ اور جو اس سے ناراض ہوا۔ اس سے خدا بھی ناراض۔
۵۴۹۔ ایمان دار مرد اور ایمان دار عورت اپنی ذات اور اولاد اور مال کی وجہ سے ہمیشہ مصیبت میں گرفتار رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ (مرکر) خدا سے جا ملتے ہیں۔ اور حال یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔

۵۵۰ - ایک صحابی روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے پوچھا یارسول اللہ کن شخصوں پر سب سے زیادہ مصیبت آتی ہے۔ فرمایا نبیوں پر۔ پھر ان سے کم (پرہیزگاروں) پر۔ پھر ان سے اتر کر کم (پرہیزگاروں) پر۔ ہر ایک شخص کو اپنے دین کے موافق مصیبت کا حصہ ملتا ہے۔ اگر وہ دین میں مضبوط ہو تو اس کی تکلیف بھی سخت ہو گی۔ اور اگر دین میں کمزور ہو تو خدا اُسے اُس کے دین کے موافق تکلیف میں رکھے گا۔ دکھ انسان کے ساتھ ہمیشہ رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اُسے اُسی وقت چھوڑتا ہے۔ کہ وہ زمین پر (اس طرح) چلے پھرے کہ اُس کے ذمے کوئی خطا نہ ہو۔

(ف) دنیا کو دار المحن دکھ کا گھر کہا جاتا ہے۔ ایک دنیا دار۔ پھر ایمان دار۔ جو پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہے۔ ہر وقت کسی نہ کسی تکلیف میں مبتلا رہتا ہے۔ کبھی اپنی کبھی بیوی اور کبھی بچے کی وجہ سے۔ اور تکلیف کئی قسم کی ہے۔ رزق کی۔ صحت کی۔ مکان کی۔ سامان کی۔ رشتے ناطے کی وغیرہ وغیرہ۔ یہ تکالیف ایمان دار شخص کو ہر وقت خدا ترسی اور حق شناسی پر قائم رکھتی ہیں۔ یہاں تک کہ اجل آجاتی ہے۔ اور وہ اُن سے نجات پاکر اپنا نامۂ اعمال صاف لے کر خدا سے جا ملتا ہے۔

۵۵۱ - اگر ایک شخص کوئی نیک کام کر رہا ہو۔ اور بیماری یا سفر کی وجہ سے وہ اُس سے رُک جائے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کا عمل ایسا ہی شمار کرے گا۔ جیسا وہ اس حالت میں کرتا تھا جب کہ وہ معذور نہیں تھا۔

(ف) یہ حدیث ہدایت کرتی ہے۔ کہ جب عذر رفع ہو جائے تو رُکے ہوئے کام کو فوراً شروع کر دینا چاہیئے۔

۵۵۲ - عورتوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ تم میں سے کسی عورت کے اگر تین لڑکے آگے چلے گئے ہوں یعنے مر گئے ہوں۔ تو وہ اس کے اور دوزخ کے درمیان پردہ بن جائیں گے ایک عورت نے پوچھا یارسول اللہ۔ اگر دو ہوں؟ فرمایا دو بھی پردہ بن جائیں گے۔

(ف) معلوم ہوتا ہے۔ تین کی تعداد پردہ کی دیوار کے واسطے رکھی گئی تھی۔ ورنہ اس کی کوئی خاص وجہ نہ تھی۔ جیسا کہ ایک سائل کے سوال اور اس کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور ترمذی کی ایک روایت میں ایک بچے کے واسطے بھی یہی حکم ہے۔ گم شدہ لالوں کی ماؤں کا رنج مٹانا اور انہیں تسکین دینا مدنظر تھا۔ اور امید ہے۔ کہ یہ حدیث ایمان دار عورتوں کے لئے حسب فرمان سرور کائنات ان کی نجات کا موجب ہو گی۔ واللہ اعلم بالصواب

۵۵۳ - جو شخص خدا سے ملنا چاہتا ہے۔ خدا اسے بھی ملنا چاہتا ہے۔ اور جو خدا سے ملنا پسند نہیں کرتا۔ خدا بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔ عائشہؓ نے کہا۔ ہم سب موت سے نفرت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ (بات) نہیں مومن کے سامنے جب موت آتی ہے۔ تو اسے خدا کی رضامندی اور کرم کی خوش خبری دی جاتی ہے۔ تو کوئی چیز اسے موت سے زیادہ پیاری نہیں لگتی۔ پس وہ خدا سے ملنا چاہتا ہے۔ اور خدا اس سے ملنا چاہتا ہے۔ اور جب منکر کے سامنے موت آتی ہے تو اسے عذاب کی خبر دی جاتی ہے۔ پس اسے موت سے زیادہ کوئی چیز بری نہیں لگتی اور وہ خدا کے ملنے سے نفرت کرتا ہے اور خدا بھی اسے ملنے سے نفرت کرتا ہے:۔

فرائض والمواریث یعنی وراثت

۵۵۴ - قاتل (اپنے مقتول کا) وارث نہیں ہو سکتا تھا:

(**ف**) اس حدیث کو جب نقل کیا۔ تو اُس وقت اِس پر کوئی (ف) لکھنا نہ سوجھا۔ اس کے بعد ایک دن اخبار میں ایک ہولناک واقعہ کے حالات پڑھ کر یہ حدیث یاد آ گئی اور چھپی لگا کر یہ (ف) لکھا۔ وہ واقعہ حسب ذیل ہے:۔

پنجاب کے ایک ضلع میں ایک ہندو جاٹ کا ایک بیٹا ایک لڑکا چھوڑ کر مر گیا جاٹ نے وصیت کی۔ کہ اُس کی کل جائیداد اس کے باقی بیٹوں اور پوتے میں برابر تقسیم کی جائے۔ ایک عرصہ کے بعد اس نے اس وصیت کو منسوخ کر کے ایک نئی وصیت کی۔ اور دو بیٹوں کو محروم الارث کر دیا۔ مگر اس کی وفات پر سب بیٹوں اور اس کے جانشینوں کے نام کل اراضیات۔ صیغہ مال کے کاغذات میں برابر برابر درج کی گئیں۔ نئی وصیت سے جن اشخاص کو فائدہ پہنچتا تھا۔ انہوں نے محروم الارث شخصوں کے حصہ کی زمین حاصل کرنے کے واسطے دعوے کیا۔ ضروری منازل طے ہونے کے بعد جولائی سنہ ۱۹ء میں صوبہ کی اعلے عدالت نے نئی وصیت کو قائم رکھا۔ اور ذرا سی تبدیلی کر کے پریوی کونسل نے بھی اس فیصلے کو بحال رکھا۔

اب فتح یاب مدعیوں نے محروم الارث اشخاص کے بیٹوں پر کیوں کہ خود تو وہ مر چکے تھے۔ یارڈ یافتہ ۱۲۶۶ بیگھہ زمین کی پیداوار کی چار فصلوں کا دعوے کیا۔

پہلی مالی عدالت میں تو یہ دعوے خارج ہو گیا۔ مگر دوسری میں ڈگری کا حکم ہو گیا اس پر اپیل ہوئی۔ ابھی وہ دائر ہی تھی۔ کہ ۱۶۔۱۷۔ جولائی ۲۱؁ ۱۹ء کی رات کو محروم الارث کے بیٹوں نے مخالف فریق کی ۱۸ جانیں ۶ مختلف گھروں میں قتل کر کے ضائع کر دیں۔ اکثروں کے سر تن سے جدا کئے گئے۔ سب نرینہ اشخاص معہ بچوں کے قتل کئے گئے۔ اور عورتیں بھی۔ جج صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "یہ واقعہ کہ سب جوان اشخاص ان کی بیویاں اور نابالغ بچے قتل کر دیئے گئے ظاہر کرتا ہے۔ کہ قاتل یہ نہیں چاہتے تھے۔ کہ ان کا ایک متنفس بھی زندہ رہے۔ اور زمین کا جس سے وہ محروم کئے گئے تھے وارث ہو" اور بازگشت وارثوں کی حیثیت میں وہ خود کل زمین کے مالک ہو جائیں۔

سشن جج نے ۱۵ آدمیوں کو موت اور ۲ کو عبور دریائے شور کی سزا دی۔ مگر عدالت اپیل میں صرف چار پانچ آدمیوں کی سزا بحال رہی۔ بیس سے زیادہ جانیں اور ایک خاندان قریباً سارے کا سارا اس ایک واقعہ میں تباہ ہو گیا۔ اور یہ واقعہ اکیلا اپنی قسم کا نہیں ہے بہتیرے ایسے واقعات تھوڑی یا بہت تبدیلی کے ساتھ ہر روز دنیا میں ہوتے رہتے ہیں روئے زمین پر جتنے قتل ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایسے کم نہیں ہوتے۔ جو صرف اس غرض سے کئے جاتے ہیں۔ کہ مقتول کے مرنے پر اس کی جائیداد خود قاتل یا قتل کروانے والے کے ہاتھ میں آ جائیگی سب جانتے ہیں۔ کہ موت کی سزا موت ہے۔ مگر چھپ کر یہ گناہ کرنے کے وقت لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ ان کی بدکرداری پر پردہ پڑا رہے گا۔ مشہور ہے خون خود بول اٹھتا ہے۔ آخر بات ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور قاتل ماخوذ ہو جاتے ہیں۔ بعض ان میں سے کسی حیلہ سے سزا سے بچ جاتے ہیں۔ اور پھر جائیداد کے وارث ہو جاتے ہیں۔ گو اس میں سے ایک معتدبہ حصہ اس کے ہاتھ آنے سے پہلے ہی خرچ ہو جاتا ہے جن کا حیلہ کارگر نہ ہو۔ وہ کیفر کردار کو پہنچکر پھانسی لگتے ہیں۔ اگر جائیداد کا طمع نہ ہو تو نہ کوئی اس وجہ سے کسی کی جان ضائع کرے۔ نہ اپنی جان کو تلف کرائے۔ یا کم سے کم اُسے جوکھوں میں ڈالے۔

اگر سلاطین زمان دنیا کے بڑے بھاری مقنن کے اس قانون کے پابند ہو جائیں کہ مقتول کی جائیداد اس کے قاتل یا قتل کروانے والے کو خواہ وہ اس کا وارث ہی ہو نہ دی جائے۔ تو آج اس سب سے بڑے جرم اور گناہ کا کافی انسداد ہو جاتا ہے سبحان اللہ

کیا اچھا اور پاکیزہ قانون ہے - یہاں تک لکھنے کے بعد ایک دوست سے جو سب جج ہیں معلوم ہوا کہ انگریزی قانون میں بھی درج ہے - کہ قاتل اپنے مقتول کا وارث نہیں ہو سکتا - چند احباب سے جن میں ایک پرانے ڈپلدار اور اسپیسر تھے - ایک نائب تحصیلدار - ایک تحصیلدار - اور ایک وکیل تصدیق کے طور پر اس قانون کا پتہ دریافت کیا - مگر سب ہی نے لاعلمی بیان کی - گو وکیل صاحب نے ایک فیصلے کا ذکر کیا - اور کہا کہ اس میں یہ معاملہ درج ہے - آخر سب جج صاحب موصوف نے چیف کورٹ کے دو فیصلے دکھائے جن میں سے پہلا سنہ ۱۹۰۰ء کا تھا - ایک مسلمان شخص نے اپنے سوتیلے بھائی کو مروا ڈالا - اور پھر قید سے رہائی پاکر اس کی وراثت کا دعوےٰ کیا - ججوں نے شرع محمدی کا ذکر کیا ہے - کہ اس کے رو سے قاتل اپنے مقتول کی جائیداد کا وارث نہیں ہو سکتا - انگریزی کسی قانون کا نہ ذکر کیا ہے - نہ حوالہ دیا ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے - کہ واضعان موجودہ قانون ہند اس بارے میں خاموش ہیں - مگر ججوں نے لکھا ہے - کہ اس بحث کی ضرورت نہیں - کہ شرع محمدی یہاں عائد ہوتی ہے - یا نہیں - کیوں کہ پبلک پالیسی (مصلحت عامہ) اس بات کی مقتضی ہے کہ کسی مجرم کو اس کے جرم کے نتیجہ سے فائدہ نہیں پہنچنا چاہیئے - یہی انجام دوسرے مقدمہ کا ہوا - جو سنہ ۱۹۰۴ء میں پیش ہوا - جس میں ایک چچا نے اپنے بھتیجے کو قتل کر دیا تھا - یہ ججوں کا فیصلہ ہے - مگر قانون نہیں ہے - یعنے کسی ایکٹ میں درج نہیں - اسی واسطے لوگ اس سے بے خبر ہیں - کیا خوب کہا ہے :- ؎

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز چمکنے والی تھی کل دنیا کے درباروں میں

جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا اور نقطہ وروں سے کھل نہ سکا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

شمع سے مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں - جو نزول وحی سے پہلے چالیس برس کی عمر تک غار حرا میں تنہا بیٹھ کر سوچ بچار اور عبادت کرتے تھے - کملی والے سے بھی اشارہ آپ ہی کی طرف ہے - وحی کے ابتدائی زمانہ میں آپ کی طبیعت پر ایک غیر معمولی اثر ہوا - اور آپ نے جھرمٹ مار لیا - چنانچہ قرآن مجید میں دو دفعہ آپ کو پیار سے مُزَّمِّلُ اور مُدَّثِّرُ یعنے جھرمٹ مارنے والا کے لفظ سے خطاب کیا ہے - شعرا نے اس کی جگہ کملی والا منظوم کر دیا ہے ؞

۵۵۵ - اگر کوئی شخص کسی آزاد عورت یا لونڈی سے زنا کرے (اور اس فعل سے بچہ پیدا ہو) تو ولد الزنا اپنے باپ کا وارث نہیں ہوگا - اور نہ اس کا باپ اس کا وارث ہوگا +

۵۵۶ - میں ایمان دار شخص سے اُس کی جان سے نزدیک تر ہوں - (یعنے اس کا بہت خیر خواہ ہوں) پس اگر کوئی مرجائے اور اس کے ذمے قرض ہو اور اس کی وراثت سے ادا نہ ہوسکے تو اس کا ادا کرنا ہمارے ذمے ہے - اور اگر وہ کچھ مال چھوڑ مرے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے - کتاب تفسیر کی شیخین کی ایک حدیث میں جان سے نزدیک تر کی بجائے اور لوگوں کی نسبت زیادہ حق دار اور وارث لکھا ہے - اور اتنا اور زیادہ لکھا ہے - کہ اگر متوفی کا کوئی عیال رہ جائے تو وہ بھی میرے پاس امداد حاصل کرنے کے لیے آئے کہ میں اُن کا ولی ہوں +

۵۵۷ - عمرو بن حارث خزاعی روایت کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (میراث میں) نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درم نہ غلام نہ لونڈی نہ کوئی اور چیز سوائے ایک سفید خچر اور اپنے ہتھیاروں کے - اور کچھ زمین کے جو مسافروں کے واسطے وقف فرمادی - ٥

سکندر رہے نہ دارا ہے نہ کسرےٰ ہے نہ قیصر ہے
یہ بیت المال ملک بے وفا بے وارثا گھر ہے (میر)

فتنہ و اختلاف وغیرہ

۵۵۸ - فتنے اور اختلاف کے موقعہ پر عبادت کرنا ایسا ہے جیسے میری طرف ہجرت کرنا (ف) جو شخص دل سے عبادت میں مصروف رہے گا - وہ اس سے ایسا محفوظ ہوگا کہ خود کو گویا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قرب میں پائے گا - اور فتنے میں شریک ہونے سے بچا رہے گا - وہ علاوہ -

۵۵۹ - نیک بخت وہ شخص ہے جو فتنے سے الگ رہے - اور جب مصیبت میں گرفتار آئے تو صبر کرے +

۵۶۰ - جب تم میں سے بہترین اشخاص تمہارے امیر ہوں - اور تم میں سے جو غنی ہوں وہ سخی ہوں - اور تمہارے کام باہم مشورے سے ہوتے ہوں - تو زمین کا باہر اس کے اندر سے تمہارے لیے بہتر ہے - اور جب تم میں سے بدترین اشخاص تمہارے امیر ہوں -

تم میں سے جو غنی ہوں وہ بخیل ہوں - اور تمہارے کام عورتوں کے سپرد ہوں تو زمین کا اندر (یعنے قبر) اس کے باہر (زندہ رہ کر چلنے پھرنے) سے تمہارے لئے بہتر ہے -

(ف) حالی نے اس حدیث کا مضمون اس طرح منظوم کیا ہے :-

امیروں کو تنبیہ کی اس طرح پر
کہ ہیں تم میں جو اغنیا اور توانگر

اگر اپنے طبقے میں ہوں سب سے بہتر
بنی نوع کے ہوں مددگار و یاور

نہ کرنے ہوں بے مشورت کام ہرگز
اٹھاتے نہوں بے دھڑک کام ہرگز

تو مردوں سے آسودہ تر ہے وہ طبقہ
زمانہ مبارک ملے جس کو ایسا

پہ جب اہل دولت ہوں اشرار دنیا
نہ ہو عیش میں جن کو اوروں کی پروا

نہیں اس زمانہ میں کچھ خیر و برکت
اقامت سے بہتر ہے اس وقت رحلت

۵۶۱ - ابلیس کا تخت سمندر پر ہے - وہ اپنے لشکر کو بھیجتا ہے - کہ لوگوں کو بھٹکائیں - اور فتنہ بپا کریں - اور اُس کے نزدیک ان میں سے مرتبہ میں سب سے بڑا وہ ہوتا ہے جو سب سے بڑی شرارت کرے - پس ایک ان میں سے اس کے پاس آتا ہے - اور کہتا ہے کہ میں نے یہ یہ کام کئے - اور وہ کہتا ہے تم نے تو کچھ نہیں کیا - پھر اور آتا ہے اور کہتا ہے - کہ میں نے بس نہیں کی - جب تک کہ میں نے ایک آدمی اور اُس کی بیوی کے درمیان جدائی نہیں ڈلوائی - پس وہ اسے نزدیک بلا لیتا ہے اور تھپکتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے اچھا کام کیا +

۵۶۲ - لوگ ہرگز ہلاک نہیں ہوں گے - جب تک (کہ اُن کے اعمال کی وجہ سے) ان کی جانوں پر حجت قائم نہ ہو +

۵۶۳ - جس نے ہم پر (لڑائی کے واسطے) ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے +

(ف) ایک جماعت کا آدمی جب اپنی جماعت کے ساتھ لڑائی کرے - تو ظاہر ہے کہ وہ اس جماعت میں شمار ہونے کے قابل نہیں رہتا +

۵۶۴ - جس نے (لڑنے کی غرض سے) تلوار اٹھائی اور پھر (اپنے ارادے سے باز آکر میان میں) رکھدی - اس پر بدلے کا مواخذہ نہیں ہے +

حمیّت اور خواہش نفسانی

۵۶۵ - تم میں سے بہتر وہ شخص ہے - جو اپنے رشتے داروں سے (دشمن کو) ہٹائے بشرطیکہ

(ایسا کرنے میں کوئی) گناہ نہ ہو +

۵۶۶ - اے خدا میں تیرے سامنے اقرار کرتا ہوں - کہ اگر غصہ میں آکر میں نے اپنی امت کے کسی آدمی کو برا کہا ہو - یا لعنت کی ہو - تو آخر میں بھی آدمی زاد ہوں مجھے بھی ایسا ہی غصہ آتا ہے - جیسا اور لوگوں کو آتا ہے - اور تو نے تو مجھے مخلوق کے لئے رحمت (کا موجب بنا کر) بھیجا ہے تو قیامت کے دن میری لعنت کو اس پر رحمت کیجیو +

مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے کو مار ڈالنا

۵۶۷ - جب دو مسلمانوں نے تلواروں سے ایک دوسرے کا مقابلہ کیا - تو قاتل اور مقتول دونو دوزخی ہیں - لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ قاتل تو ہوا - مقتول کیوں؟ فرمایا اُس نے بھی اپنے ساتھی کے قتل کا ارادہ کر رکھا تھا +

۵۶۸ - تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے شست نہ باندھے - کیونکہ تم نہیں جانتے - کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ سے فساد کرادے - اور (اس طرح) وہ دوزخ کے گڑھے میں جا گرے +

۵۶۹ - میرے پیچھے پھر منکر نہ ہو جانا - کہ لگو ایک دوسرے کی گردن مارنے +

(ف) یہ حدیث ہر پیشوا کے لئے مثال ہے - کہ وہ اپنے پیروؤں کو اپنی ہدایت پر قائم رہنے کی تاکید کرے ورنہ انجام فتنہ و فساد اور کشت و خون ہے +

۵۷۰ - ف قدر یعنی تقدیر - ایک آدمی عرصہ دراز تک جنتی لوگوں کے اعمال کرتا رہتا ہے - مگر اس کا خاتمہ دوزخیوں کے اعمال پر ہوتا ہے اور ایک آدمی عرصہ دراز تک دوزخیوں کے اعمال کرتا رہتا ہے - مگر اس کا خاتمہ جنتیوں کے اعمال پر ہوتا ہے +

(ف) واقعہ جو اس حدیث میں بیان ہوا ہے - کئی دفعہ دیکھنے میں آیا ہے اسی واسطے مسلمان دعا کیا کرتے ہیں - کہ الٰہی خاتمہ بالخیر ہو - یعنی انجام اچھا ہو +

۵۷۱ - مضبوط ایمان والا شخص - کمزور ایمان والے سے خدا کے نزدیک بہتر اور زیادہ پیارا ہوتا ہے - سب نیک کاموں میں سے اس کام کی حرص اور سعی کر جو تجھے نفع دے - (اور اس کے سرانجام ہونے کے لئے) اللہ سے مدد مانگ (اگر وقت حائل ہو تو استقلال رکھ) اور تھک نہ جا - اور اگر کوئی مصیبت پہنچ جائے تو یہ نہ کہو - کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا

بلکہ یہ کہو - کہ خدا کی مرضی یہی تھی - کیوں کہ اگر مگر شیطانی عمل (کا دروازہ) کھولتا ہے +

قناعت

۵۷۲ - بعض انصاریوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا - آپ نے (کچھ) دیا - انہوں نے پھر سوال کیا - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر کچھ دیا - یہاں تک کہ جو کچھ آپ کے پاس تھا - سب دے دیا - اور فرمایا جو اچھی چیز میرے پاس ہو گی - میں تم سے چھپا کر نہیں رکھوں گا - اور جو شخص حرام سے اپنے آپ کو بچائے - اللہ اس کو پرہیزگار بنا دے گا - اور جو شخص مال دولت سے بے پروائی کرے خدا اسے قناعت دے دے گا - اور جو صبر کرے - خدا اسے صابر بنا دے گا - اور ایسی نعمت کسی کو نہیں ملی جو صبر سے بہتر اور بڑی ہو -

نہیں ہے قانع کو خواہش زر وہ مفلسی میں بھی ہے تونگر
جہاں میں مانند کیمیاگر ہمیشہ محتاج و دل غنی ہے (ذوق)

۵۷۳ - اے ابن آدم اگر تو فالتو مال (جو ضرورت سے زیادہ ہو) خرچ کرے - تو تیرے لئے بہتر ہے - اور اگر تو اُسے دبا رکھے یعنے خرچ نہ کرے تو تیرے لئے بہت برا ہے - اور روزمرہ کی ضروریات پر خرچ کرنا کوئی عیب نہیں - اور (مروت کرنے میں) اپنے تعلق داروں سے ابتدا کر - اور یاد رکھو - کہ اونچا ہاتھ (یعنے دینے والا) نیچے ہاتھ (یعنے لینے والے) سے بہتر ہے + ۵

ز نعمت نہادن بلندی مجوئے کہ ناخوش کند آب استادہ بوئے
ولیکن نباید کہ تنہا خوری ز درویش درماندہ یاد آوری (سعدی)

(مال جمع رکھنے سے بلندی نہ ڈھونڈھ - کہ کھڑے پانی سے بدبو آنے لگ جاتی ہے (نہیں چاہیئے - کہ تو اکیلا کھائے - عاجز درویش کو یاد رکھ)

۵۷۴ - اگر تم اللہ پہ توکل (بھروسہ) کرتے - جیسے توکل کرنے کا حق ہوتا ہے - تو وہ تمہیں ضرور رزق دیتا - جیسے پرندوں کو دیتا ہے - کہ صبح کو بھوکے باہر جاتے ہیں - اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں + +

ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا - کہ کیا میں اپنے اونٹ کا

زانو باندھ کر اسے توکل یعنے اللہ کے بھروسے پر چھوڑ دوں - (یا ایسے ہی) چھوڑ دوں - اور توکل کروں ؟ فرمایا زانو باندھ (کہ بھاگنے سے رکنے کا چارہ ہو جائے) اور توکل کر -

(ف) ان دونو حدیثوں نے توکل کے معنوں کی بالکل وضاحت کر دی ہے - یہ معنے کہ ہاتھ پاؤں باندھ کر بیٹھ رہنا - اور پھر رزق منہ میں آ پڑنے کی توقع رکھنا درست نہیں ہے - بلکہ پرندے کی طرح گھر سے نکلنا اور سعی کرنا حصول رزق کے واسطے ضروری ہے جیسے کہ ایک اعرابی کو ہدایت ہوئی - کہ اونٹ کا زانو باندھ دے - کہ وہ بھاگ نہ جائے - اور پھر خدا پر بھروسہ کر کے اسے چرنے کے لئے چھوڑ دے - اسی طرح ہر خطرے سے بچنے کی حتے الوسع تدبیر کرنی چاہیئے - اور پھر اس سے محفوظ رہنے کے واسطے کارساز حقیقی سے دعا کرنی چاہیئے - سعدی نے ان حدیثوں کے مضمون کو اس طرح منظوم کیا ہے - ؎

رزق ہر چند بے گماں برسد شرط عقل است جستن از درہا
گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد تو مرو در دہانِ اژدرھا

(رزق بے شک (کچھ نہ کچھ) ملے گا - مگر عقل کی شرط یہ ہے کہ دروازوں سے تلاش کیا جائے) (اگرچہ کوئی شخص اجل کے بغیر نہیں مرے گا - تو اژدہا کے منہ میں (آپ ہی) نہ جا)

ہر ایک کام کے سرانجام پانے کے کچھ اسباب ہیں - جب تک وہ میسر نہ آئیں اس کا سرانجام پانا محال ہے - توکل کے یہ معنے ہیں - کہ تم اپنی معاش یا کوئی اور مراد حاصل کرنے کے واسطے اپنی عقل اور ہمت کو بہترین طریق پر استعمال کرو - اور پھر اس بات کا غرور اور گھمنڈ نہ کرو - کہ تم نے ایسی کوشش کی - کہ وہ تیر بہ ہدف (نشانے پر تیر) ہو گیا - دیکھنے میں آتا ہے کہ شام کو کسان خوش خوش کھیت سے گھر آتا ہے - کہ صبح گیہوں کی سنہری جگ مگاتی فصل کو کاٹ کر پھر غلہ کے انبار جمع کر لوں گا - مگر رات کو اولے پڑتے ہیں - کہ اس کی سب امیدیں خاک میں مل جاتی ہیں - پس محنت کر کے اپنی مساعی میں خدا سے برکت اور کامیابی کی دعا مانگو ع اسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم -

مثنوی میں توکل کی نسبت جو کچھ مرقوم ہے - وہ بہت لطیف مضمون ہے - عارف نے بھی اس کی خوب تشریح کی ہے - اور چونکہ یہ ایک بڑا ضروری مسئلہ ہے - اس لئے ان کی تالیف کی ایک حکایت بجنسہ درج کی جاتی ہے - جن اصحاب کو مثنوی کے ساتھ

انس اور محبت ہے ان کے لطف طبع کے واسطے دو تین شعر مثنوی کے بھی لکھے جاتے ہیں :- ؎

تھے مدینے میں یمن کے چند مرد	تھا توکل میں ہر ایک ان میں سے فرد
سب گئے فاروق کو کرنے سلام	آپ نے پوچھا۔ کہ کیا کرتے ہو کام
بولے وہ کرتے نہیں ہم کوئی کار	ہے توکل پر ہمارا تو مدار
سن کے یہ فاروق نے ان سے کہا	یہ بھی کوئی کام ہے تعریف کا
مفت خورے کیوں نہیں کہتے کہ ہو	بوجھ اپنا ڈالتے اوروں پہ ہو
جان کھپاتا ہے کوئی کھاتے ہو تم	اور توکل اس کو بتلاتے ہو تم
بے سبب روزی ہے رائے ناصواب	کاہلوں پر ہوتا ہے رب کا عتاب
گھر میں دروازے سے آنا چاہیئے	بام پر زینے سے جانا چاہیئے
پایہ پایہ رفت باید سوئے بام	ہست جبری بودن اینجا طبع خام
میں بتاتا ہوں توکل کیا ہے چیز	کون کرتا ہے توکل اے عزیز
ہے توکل اصل میں دہقان کا	ہے توکل پیشہ وہ مرد خدا
ڈال کر دانہ فقط امید پہ	ابر پہ رکھتا ہے نظر جو سال بھر
یا توکل ہے تو اس تاجر کا ہے	جو خدا کو سونپ کر لاکھوں کی شے
موج دریا پہ ہے کشتی چھوڑتا	بیم طوفان سے نہیں منہ موڑتا
ایک غافل کی کہیں فریاد پر	مصطفےٰ نے یہ کہا للکار کر
اونٹ کو اپنے نہ چھوڑا کر کھلا	پاؤں باندھا کر توکل بر خدا
گفت پیغمبر بآواز بلند	بر توکل زانوئے اشتر بہ بند
کار کر مت کر بھروسہ کار پر	کر بھروسہ قسمت جبار پر
گر توکل مے کنی در کار کن	کسب کن پس تکیہ بر جبار کن

۵۷۵ - مال و اسباب کی کثرت سے نہیں۔ بلکہ دل کی بے پروائی سے انسان غنی ہوتا ہے۔ سعدی نے اس حدیث کو اس طرح بیان کیا ہے۔

توانگری بدل است نہ بمال (دولتمندی دل سے ہوتی ہے۔ نہ مال سے)

۵۷۶ - مسکین وہ نہیں ہے جو ایک دو لقمے (طعام) یا ایک دو پھلوں کی خاطر در بدر پھرے بلکہ مسکین وہ ہے جسے اس قدر مال نہیں ملتا۔ کہ وہ بے پروا ہو جائے یعنے اسے مزید حاجت

نہ رہے۔ اور اس کا اصلی حال معلوم ہو۔ کہ اسے مستحق سمجھ کر صدقہ دیا جائے۔ اور نہ وہ سلنے ہو کر لوگوں سے سوال کرے۔

(ف) اکثر دربدر پھرنے والے حقیقی محتاج نہیں ہوتے۔ اس واسطے مستحق خیرات نہیں۔ پس صدقہ دینے والوں کو چاہیئے۔ کہ ایسے اشخاص کو خیرات دے کر اپنا مال ضائع نہ کریں۔ اور اصل محتاجوں کو جو اپنی پیشانیوں سے پہچانے جاتے ہیں (گویا وجود کوشش کے بابسبب کسی معذوری کے جو عمر یا بیماری کی وجہ سے ہو اپنے کفاف سے تنگ ہیں۔ اور پھر بھی سوال نہیں کرتے۔ خیرات دے کر اپنے فالتو مال کو اصل مصرف پر خرچ کریں۔

بے طلب دیں تو مزا اس میں سوا ملتا ہے وہ گدا جس کو نہ ہو خوئے سوال اچھا ہے (غالب)

۵۷۷ ۔ جب تم میں سے کوئی اس شخص کی طرف دیکھے جس کی دولت اور صورت اس سے بہتر ہو (اور پھر اسے حسرت پیدا ہو) تو اسے چاہیئے۔ کہ جس کی دولت اس کی دولت سے تھوڑی۔ اور صورت بری ہو۔ اس کی طرف دیکھے یہ (تمہارے واسطے) بہتر ہے۔ تاکہ اللہ کی نعمت کو جو اس نے تمہیں عطا کی ہے حقیر نہ جانو +

سوال کی مذمت

۵۷۸ ۔ سوال کرنا گویا زخم کرنا ہے۔ کہ اس سے سائل اپنے چہرے کو چھیلتا ہے۔ پس جو چاہے۔ اپنے چہرے پر گوشت باقی رکھے۔ جو چاہے اُسے ننگا کر چھوڑے۔ ہاں مگر بادشاہ سے لاچاری میں سوال کرے (تو جائز ہے) ۵

حاجت خود را جز از سلطان مخواہ چوں نخواہی یافت از درباں مخواہ (عطار)

(سوائے بادشاہ کے اور کسی کے آگے اپنی حاجت پیش نہ کر۔ جب پوری نہ ہو۔ دربان سے سوال مت کر)

۵۷۹ ۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا۔ آپ نے کچھ دے دیا۔ مگر جب اس نے (واپسی کے وقت) دروازے کی دہلیز پر پاؤں رکھا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا۔ اگر تم جانتے کہ مانگنے میں کیا (برائی) ہے۔ تو کوئی کسی کے پاس مانگنے کو نہ جاتا +

۵۸۰ ۔ جو شخص لوگوں سے اس غرض سے مانگے۔ کہ مال جمع کرے۔ تو وہ انگارہ مانگتا ہے۔ خواہ کم جمع کرے خواہ زیادہ +

(ف) لوگ کہا کرتے ہیں کہ انسان کا منہ تمام زندگی میں دو موقعہ پر ٹیڑھا ہوتا ہے ایک سوال کرنے یعنے مانگنے کے وقت ۔ دوسرا مرنے کے وقت ۔ مراد اس سے مانگنے کی ذلت اور مذمت ہے ۔ یعنے یہ ایسا تکلیف دہ کام ہے جیسے موت ۔ مانگن گئے سو مر رہے مانگن مول نہ جا ۔ مشہور مقولہ ہے ۔ اگر کوئی شخص اپنے بازو کی محنت سے اپنی روزی نہیں کما سکتا ۔ تو اس محتاجی اور فقر کی حالت میں زندگی قائم رکھنے کے مقدور بھر اگر وہ مانگے تو مجبور و معذور ہے ۔ اگر اس سے تجاوز کرے یعنے ضرورت سے زیادہ مانگ کر جمع کرتا جائے ۔ تو وہ خود بھی ذلت اٹھاتا ہے ۔ لوگوں کو بھی جن سے مانگتا ہے تکلیف دیتا ہے ۔ اور ان سے خیرات لے کر اصلی محتاجوں کا حق زائل کر کے اپنے لئے انگار جمع کرتا ہے ۔ سہ

گر بعد فقر پھر سگ دنیا ہوا فقیر ۔۔۔ کم بخت پاک ہو کے پلیدوں میں مل گیا

۵۸۱ ۔ جس شخص پر فاقہ اترے اور وہ اسے لوگوں پر اتارے (یعنے بھیک مانگے) اس کا فاقہ نہیں ہٹتا ۔ اور جو اپنے فاقہ کو اللہ پر اتارے یعنے اس سے مانگے ۔ تو اسے خدا جلدی یا قدرے توقف سے رزق دے دے گا +

(ف) جو بھیک مانگنے پر کمر باندھ لے ۔ اس کا فاقہ کبھی ہٹ نہیں سکتا ۔ البتہ جو روزی کمانے کے واسطے ہاتھ پاؤں ہلائے ۔ اور خدا پر توکل کرے ۔ تو اسے آج نہیں تو کل رزق ضرور مل جائے گا +

۵۸۲ ۔ ابن فراسی کا بیان ہے ۔ کہ اس کے باپ نے کہا (یا رسول اللہ کیا میں سوال کروں ؟) آپ نے فرمایا نہ ۔ اگر تو لاچار ہو جائے ۔ تو نیک لوگوں سے مانگ لیا کر +

آگے چل کر مسلم اور ابو داؤد اور نسائی کی ایک حدیث میں سوال کرنا اس شخص کے لئے حلال قرار دیا گیا ہے ۔ جسے ضمانت کا روپیہ بھرنا پڑا ہو ۔ مگر وہ اُسی قدر روپیہ جمع کرے جس قدر اُس کے ذمہ ہے ۔ یا جس پر کوئی آفت آئی ہو ۔ اور اُس کا مال برباد ہو گیا ہو ۔ یا جس کی فاقہ کشی تک نوبت پہنچ گئی ہو ۔ لیکن وہ اسی قدر مانگے ۔ کہ زندگی قائم رکھنے کے واسطے کفایت کرے +

اور ترمذی کی ایک حدیث میں مالدار طاقت ور اور تندرست آدمی کو صدقہ دینا جائز نہیں لکھا ۔ مگر جس کو افلاس اور قرض نے رسوا کیا ۔ اس کے واسطے حلال ہے ۔ اور

مسلم اور نسائی سے روایت ہے۔ کہ (اگر مانگے تو) چمٹ کر نہ مانگے +

ابو داؤد نے ایک انصاری کا حال لکھا ہے۔ جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا۔ اور پھر حسب فرمان اونٹ کی کھال جو رات کو اس کے گھر میں اوڑھنے بچھونے کا کام دیتی تھی اور پانی پینے کا پیالہ لا حاضر کیا۔ اور یہی اس کے گھر کا کل اثاثہ تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے نیلام کے طور پر بیچا۔ دو درم وصول ہوئے۔ ایک کا غلہ اس کے گھر بھیجا گیا۔ دوسرے کی کلہاڑی خریدی گئی۔ جس کا دستہ آپ نے اپنے دست مبارک سے ڈالا۔ اور اسے جنگل سے لکڑی لانے کی ہدایت فرمائی۔ اس سے بیچ بیچ وہ اچھی طرح گذارہ کرنے لگا۔ یہ حدیثیں سالم اور بعض اور حدیثیں جو مانگنے کی مذمت میں آئی ہیں۔ بوجہ اختصار پسندی درج نہیں کی گئیں۔ ہ

غریبوں کو محنت کی رغبت دلائی — کہ بازو سے اپنے کرو تم کمائی (حالی)

۵۸۳۔ اگر تم میں سے کوئی اپنی رسیاں لے کر پہاڑ پر جائے اور (وہاں سے) لکڑیوں کا گٹھا پیٹھ پر اٹھا کر لائے۔ اور پھر اسے بیچے (اور اپنا گذارہ کرے) تو وہ اس شخص سے بہت اچھا ہے۔ جو لوگوں سے مانگے اور وہ اسے دیں یا نہ دیں۔

۵۸۴۔ جو شخص مجھے ضمانت دے اس بات کی کہ وہ لوگوں سے کچھ مانگا نہیں کریگا تو میں اس کے واسطے جنت (حاصل کرنے) کا ضامن ہوتا ہوں۔

قضا یعنی حکومت۔ عدل و اس کا اجر۔ رشوت۔ دعویٰ گواہی

۵۸۵۔ جو شخص لوگوں کا حاکم بنایا گیا۔ وہ بغیر چھری کے ذبح ہوا +

(ف) بغیر چھری کے ذبح ہونے سے مراد عذاب سے تڑپ تڑپ کر جان دینا ہے۔ حاکم بھی اس قدر مخمصوں میں پھنسا رہتا ہے۔ کہ سکھ کا سانس لینا اس کے واسطے دشوار ہوتا ہے انگریزی مثل ہے۔ کہ "وہ سر جو تاج پہنتا ہے بے چین رہتا ہے"۔

۵۸۶۔ قاضی یعنے مجسٹریٹ اور جج تین قسم کے ہوتے ہیں (ان میں سے) ایک قسم کے جنتی ہیں اور دو قسم کے دوزخی۔ جنتی تو وہ شخص ہے۔ جس نے حق پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔ مگر وہ شخص جس نے حق تو پہچان لیا۔ پر حکومت (کے زعم) میں آگیا۔ اور بے انصافی کی وہ دوزخی ہے۔ اور جس نے معاملہ کو سمجھے بغیر فیصلہ کیا۔ وہ بھی دوزخی ہے +

۵۸۷ - جو شخص اپنی خواہش سے حاکم ہؤا - اور پھر اُس نے سفارشیوں کو اپنے پاس آنے دیا - وہ اپنے نفس کے سپرد ہوتا ہے - اور جو مجبور ہو کر قضا اختیار کرے - اس کی طرف خدا ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اسے ظلم سے روک کر حق پر رکھتا ہے *

۵۸۸ - اللہ تعالےٰ حاکم کے ساتھ ہوتا ہے - جب تک وہ ظلم نہیں کرتا - جب ظلم کرتا ہے تو وہ اسے چھوڑ دیتا ہے - اور اس وقت شیطان اس حاکم کے ساتھ ہو جاتا ہے - ؎

حق ندارد دوست خلق آزار را　　　نیست ایں خصلت یکے دیندار را (عطار)

(خلقت کو دکھ دینے کو خدا دوست نہیں رکھتا - یہ خصلت کسی دین دار میں نہیں ہوتی) ؎

اے پسر قصدِ دل آزاری مکن　　　از خدائے خویش بیزاری مکن (عطار)

(اے لڑکے دل آزاری کا قصد نہ کر - اپنے خدا سے بیزاری نہ کر)

۵۸۹ - جب کوئی حاکم (کسی مقدمے میں) تجسس کرے اور (حق بات) پا جائے تو اُسے دو اجر ملیں گے - اور اگر تجسس کرے مگر غلطی کھا جائے - تو اُس کے لئے ایک ہی اجر (صرف تجسس کا) ہے *

۵۹۰ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور بوجہ حکومت رشوت لینے والے ہر دو پر لعنت کی ہے *

(ف) جب حاکم رشوت لے لیتا ہے - تو اس کے اثر میں آکر وہ انصاف نہیں کر سکتا پس وہ خود لعنتی ہو گیا - ؎

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد　　　صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

چوں دہد قاضی بدل رشوت قرار　　　کے شناسد ظالم از مظلوم زار (مثنوی)

(جب غرض بیچ میں آجائے تو ہنر چھپ جاتا ہے دل اور آنکھ کے درمیان سو پردے حائل ہو جاتے ہیں) (جب قاضی کے دل میں رشوت کا اثر ہو جاتا ہے - تو بیچارے مظلوم اور ظالم کے درمیان کب تمیز کرتا ہے) ؎

عدل ہو کیا ہو جو قاضی مرتشی　　　کیا کرے اندھوں کی اندھا راہبری

یاد رکھ کافی ہے یہ قولِ نبی　　　جائیں گے دوزخ میں راشی مرتشی

عدل کی کرسی پہ تو بیٹھے اگر　　　رکھ نہ اپنی کوئی شئے زیرِ نظر (عارف)

۵۹۱ - معاذ بن جبل نے کہا - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا حاکم مقرر کر کے

روانہ کیا۔ جب میں چلا گیا۔ تو میرے پیچھے آدمی بلانے کو بھیجا۔ اور میں واپس ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کیا تم جانتے ہو۔ کہ میں نے کیوں تمہاری طرف آدمی بھیجا؟ میری اجازت بغیر کوئی چیز اپنے واسطے حاصل نہ کرنا۔ کیوں کہ وہ خیانت (کا مال) ہے اور جو شخص خیانت کرے گا۔ اسے قیامت کے دن خیانت کا مال بھرنا پڑے گا۔ یہ کہنے کے لئے تجھے بلایا تھا۔ بس اپنے کام پر چلا جا۔

۵۹۲۔ حضرت علی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی مقرر کرکے روانگی کے وقت فرمایا۔ جب مقدمے کے ہر دو فریق تیرے سامنے بیٹھیں تو جب تک دوسرے کا بیان نہ سن لو۔ جیسے کہ پہلے کا سنا تھا۔ فیصلہ نہ کرو۔ کیونکہ اغلب ہے کہ اس سے اصل بات ظاہر ہو جاتے۔ ؎

حق بمن گفت است اے وادور مشنو از خصمے تو بے خصم دگر (مثنوی)

(خدا تعالےٰ نے مجھے کہا ہے۔ اے حاکم۔ ایک فریق کا دوسرے فریق کی غیر حاضری میں بیان مت لو)

۵۹۳۔ فریقین حاکم کے سامنے بٹھائے جائیں (قبل اس کے کہ تحقیقات شروع ہو)

تا نیاید ہر دو خصم اندر حضور حق نیاید پیش حاکم در ظہور

خصم تنہا گر بر آرد صد نفیر ہاں وہاں بے خصم قول او مگیر (مثنوی)

(جب تک دونو فریق سامنے نہ ہوں۔ حاکم کے سامنے سچ بات ظاہر نہیں ہوتی)

(ایک فریق تنہا اگر سو فریاد بھی کرے۔ کبھی اس کی بات کا خیال نہ کرو)

جب کہ ہوں اہل تنازع دو بدو ان کو کہتا ہوں کرو تم گفتگو

روبرو دونو نہ ہوں جب تک میرے جھوٹ اور سچ کا پتہ کیونکر چلے

سامنے قاضی کے جو تنہا گیا۔ حق میں اپنے حکم سے راضی پھرا (عارف)

۵۹۴۔ کوئی شخص دو آدمیوں میں فیصلہ نہ کرے۔ جب کہ وہ غصے کی حالت میں ہو۔

۵۹۵۔ جج اور مجسٹریٹ کو مسجد میں کچہری کرنے کی اجازت ہے۔ مگر بید اور تازیانہ کی سزا دینے کے وقت مسجد سے باہر ہو جانا چاہیئے ؛

۵۹۶۔ دعوے کی شہادت پیش کرنا مدعی کے ذمے ہے۔ اور (انکار کی صورت میں) قسم کھانا مدعا علیہ کے ذمے ؛

۵۹۷۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ سے (کسی امر کے تصفیے کے واسطے قسم کھانے

کے لئے فرمایا۔ سب جھٹ تیار ہو گئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ قرعہ ڈالو۔ کہ کون حلف اُٹھائے؟

(**ف**) معلوم ہوا۔ ایسی صورتوں میں قرعہ اندازی جائز ہے +

۵۹۸ - خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی عورت زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورت کی گواہی درست نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس شخص کی جو اپنے بھائی پر طعن رکھے۔ اور ترمذی میں لفظ خیانت کرنے والی عورت کے بعد سزا یافتہ (مجرم) جسے بید لگے ہوں۔ وہ جو پہلے جھوٹی شہادتیں دے چکا ہو۔ فریق مقدمہ کا ملازم خوشامدی اور رشتہ دار درج ہیں۔

(**ف**) خائن۔ زانی۔ سزا یافتہ اور خوشامدی اشخاص جھوٹ کہنے کے عادی ہوتے ہیں فریق مقدمہ کا ملازم اور رشتے دار بھی ممکن ہے۔ کہ دباؤ میں آجائے۔ اس واسطے ان سب کی شہادت جائز نہیں رکھی گئی +

۵۹۹ - کیا میں تمہیں نہ تبلاؤں۔ کہ کون اچھا گواہ ہے۔ وہ جو پوچھنے سے پہلے ہی گواہی دے؟ امام مالک نے لکھا ہے۔ کہ اس سے مراد وہ گواہ ہے۔ جس کی مدعی کو خبر نہ ہو۔ اور وہ خود آکر اسے پتہ دے۔ اور حاکم کے سامنے جا کر اپنی شہادت دے +

۶۰۰ - ایک اونٹنی کسی کے باغ میں گھس گئی۔ اور اسے خراب کر ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دن کے وقت (باغ بوٹے) مال کی حفاظت مال والے کے ذمے ہے۔ اور رات کے وقت مویشی کی نگاہبانی مویشی والے کے ذمے ہے +

قتل

۶۰۱ - اگر آسمان اور زمین والے مل کر کسی ایمان دار کا خون کریں۔ تو اللہ تعالےٰ ان سب کو آگ میں اوندھا کر کے ڈالے گا +

۶۰۲ - ایمان قتل کی روک ہے۔ پس چاہیئے کہ ایمان دار آدمی کسی کو قتل نہ کرے +

۶۰۳ - ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اگر میرے پاس کوئی آئے۔ اور میرا مال مجھ سے چھینے؟ آپ نے فرمایا۔ اُسے خدا سے ڈرا۔ اس نے کہا۔ اگر وہ نہ ڈرے؟ فرمایا اپنے پڑوسیوں سے مدد مانگ۔ اُس نے عرض کیا۔ اگر میرے پڑوس میں کوئی مسلمان نہ ہو؟ (جو میری مدد کرے۔ کیونکہ کافر تو مدد کرتے ہی نہیں) فرمایا۔ پھر حاکم سے مدد مانگ۔ اُس نے

عرض کیا۔ اگر حاکم دور ہو؟ فرمایا۔ اپنے مال کی خاطر لڑ۔ یہاں تک کہ (کٹ کر) تو آخرت میں شہیدوں میں شامل ہو۔ یا جیت کر اپنا مال بچالے +

خودکشی

۶۰۴ ۔ جس شخص نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر خودکشی کی۔ وہ دوزخ میں ہمیشہ اونچی جگہوں سے گرتا رہے گا ۔ جس شخص نے زہر کھا کر خودکشی کی۔ اُس کے ہاتھ میں زہر (کا پیالہ) ہوگا ۔ کہ اسے وہ ہمیشہ دوزخ میں پیا کرے گا۔ اور جس نے لوہے (کے اوزار) سے خودکشی کی اس کے ہاتھ میں وہ لوہا ہوگا ۔ اور ہمیشہ دوزخ میں اُس سے اپنا پیٹ پھاڑا کرے گا +

۶۰۵ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے خبر دی ۔ کہ ایک شخص نے خودکشی کی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں اُس کے لئے (جنازہ کی) دعا نہیں پڑھوں گا +

جانور جن کا مارنا جائز ہے

۶۰۶ ۔ پانچ جانور ہیں ۔ کہ سب کے سب دکھ دینے والے ہیں ۔ ان کو حرم میں (بھی) مار دیا جائے ۔ کوا ۔ چیل ۔ بچھو ۔ چوہا اور کتا بہت کاٹنے والا ۔ ابو داؤد نے کوے کی جگہ سانپ لکھا ہے ::

۶۰۷ ۔ سب سانپوں کو مار ڈالو ۔ اور جو شخص اُن کے خون کے بدلے سے ڈرے وہ ہم میں سے نہیں ہے ۔ اور ایک روایت ہے ۔ کہ بڑے سانپوں کو مار ڈالو ۔ مگر سفید سانپ کو جو چاندی کی چھڑی کی طرح ہوتا ہے نہ مارو (کیونکہ وہ زہریلا نہیں ہے) ؎

پسندیدہ است بخشائش ولیکن مشہ بر ریش خلق آزار مرہم
ندانست آنکہ رحمت کرد بر مار کہ آں ظلم است بر فرزند آدم (سعدی)

(بخشش اچھی بات ہے ۔ لیکن خلقت کو دکھ دینے والے کے زخم پر مرہم نہ لگا)
(اُسے مرنے دے کہ لوگ اُس کے عذاب سے چھوٹیں جس شخص نے سانپ پر رحم کیا ۔ اُس نے یہ خیال نہیں کیا کہ یہ بنی آدم پر ظلم ہے)

قصاص

۶۰۸ ۔ جو شخص اندھا دھند میں مارا جائے (کہ وہ اس لڑائی میں شریک تھا) جہاں آپس میں

ایک دوسرے پر پتھر یا چابک یا لاٹھیاں مار رہے تھے - اس کا قتل خطا کا قتل ہے - اور اُس کا خون بہا بھی خطا کا خون بہا ہونا چاہیے - یعنے خون کے بدلے خون نہ کیا جائے - اور روپیہ معاوضے میں دیا جائے - اور جب قاتل نے جان بوجھ کر کسی کو مارا ہو - تو اُس پر قصاص ہے - اور جو حائل (یعنے قصاص کا روکنے والا) ہو - اُس پر اللہ کی لعنت اور غضب ہوگا - اور اس کی کوئی عبادت فرض ہو یا نفل قبول نہ ہو گی +

۶۰۹ - جو شخص اپنے غلام کو قتل کرے گا - ہم اسے قتل کریں گے - اور جو اپنے غلام کے ہاتھ پاؤں کاٹے گا - ہم اُس کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے - اور جو اپنے غلام کو خصی کریگا ہم اُسے خصی کریں گے +

(ف) لوگ غلاموں سے بہت بے رحمی سے پیش آتے تھے - انہیں خصی بھی کر دیتے تھے کہ بے کھٹکے زنان خانہ میں آ جا سکیں - اُن کی تنبیہ کے واسطے یہ حکم فرمایا +

۶۱۰ - ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ جاہلیت کے ایام میں یعنے اسلام کے زمانہ سے پیشتر ثعلبہ کے بیٹوں نے فلاں شخص کو مار ڈالا تھا - پس اس سے ہمارا بدلہ لے دیجئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے - یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی - اور فرمایا - کہ بیٹے کے قصور کا بدلہ ماں سے نہیں لیا جائے گا +

(ف) زمانہ جاہلیت میں عرب کا دستور تھا - کہ اگر ایک خون ہو جاتا - تو اُس کا سلسلہ کئی پشتوں تک جاری رہتا - چنانچہ خواجہ حالی لکھتے ہیں :-

وہ بکر اور ثعلب کی باہم لڑائی — صدی جس میں آدھی انہوں نے گنوائی
قبیلوں کی کر دی تھی جس نے صفائی — تھی اک آگ ہر سو عرب میں لگائی
نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ — کرشمہ اک اُن کی جہالت کا تھا وہ

اسی بنا پر سائل نے دعوٰے پیش کیا - مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مؤثر طریق پر فہمائش کر دی - کہ روشنی کے دور میں تاریکی کے زمانے کی رسوم کی پابندی نہیں ہو سکتی +

۶۱۱ - جو طبیب کا کام کرے - اور طب کے فن میں اس کی شہرت نہ ہو تو وہ (اپنے عمل کے خطا کا) ذمہ دار ہے +

۶۱۲ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کے اچک لینے اور ہاتھ پاؤں ناک اور کان کے کاٹنے سے منع فرمایا +

قیامت جنّت کی کیفیت

۶۱۳ - اللہ تعالے فرماتا ہے - میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیز تیار کر رکھی ہے جس کی کیفیت کسی آنکھ نے دیکھی نہیں - کسی کے کان نے سُنی نہیں - اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گذرا ہے - اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا - اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو - (اور تسلی کر لو) "کوئی شخص نہیں جانتا - کہ اس کے واسطے کس قسم کی آنکھ کی ٹھنڈک مخفی ہے"

۶۱۴ - ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا - کیا جنت میں گھوڑے ہونگے؟ آپ نے فرمایا - اگر تجھے اللہ جنت میں داخل کرے گا - تو اگر تو چاہے گا تو تجھے سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار کر دیں گے - جو تجھے جنت میں جہاں تو چاہے گا - اوڑا لئے پھرے گا - ایک اور نے کہا - حضرت کیا اونٹ بھی جنت میں ہوگا؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اگر خدا تجھے جنت میں داخل کرے گا - تو جو تیری خواہش ہوگی - اور جو تیری آنکھ کو بھلا معلوم ہوگا - وہی تجھے ملے گا ؂

(ف) ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جنت کی کیفیت جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی بیان کی - اور یہ خیال کر کے کہ شاید لوگوں کو یہ کیفیت سن کر تعجب ہو - قرآن مجید کا حوالہ دیا - کہ خود اس میں بھی جنت کی کیفیت ایسی ہی درج ہے - یعنے یہ کہ کسی کو معلوم نہیں کہ اُسے "کس قسم کی آنکھ کی ٹھنڈک" یعنے راحت میسر ہوگی - اس حدیث میں گھوڑا مانگنے والے کو جنت میں گھوڑا - اونٹ مانگنے والے کو اونٹ دیا گیا - پھر اعلان عام کیا گیا - کہ جو کسی کی خواہش ہوگی وہی اُسے ملے گا - گویا جنت میں ایسا سرور کامل ہوگا - کہ جنتی ہر ایک خواہش سے مستغنی ہوگا ؂

۶۱۵ - تین آدمی ایسے ہیں - کہ ان کی دعا نامنظور نہیں ہوتی - (۱) عادل حاکم (۲) روزہ دار اور (۳) مظلوم - کہ ان کی دعا کو اللہ تعالےٰ بادلوں کے اوپر لے جاتا ہے - اور اس کے واسطے آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں - اور اللہ فرماتا ہے - مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم کہ تیری ضرور دست گیری کروں گا - خواہ کچھ وقفہ ہی پڑ جائے ؂

۶۱۶ - پہلے وہ تین شخص جو جنت میں داخل ہوں گے - میرے سامنے لائے گئے - وہ کون تھے -

(۱) شہید (۲) حرام اور سوال سے بچنے والا (۳) اور غلام جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور اپنے آقا کی خیر خواہی کی ✦

ک۔ کسب یعنی کمائی

۶۱۷ ۔ (قرآن میں حلال رزق کھانے کا حکم یاد دلا کر بطور تمثیل فرمایا کہ) اگر کوئی شخص جو ایک دور دراز سفر طے کر کے بغیر گرد و غبار جھاڑے نہائے دھوئے ۔ اور پاک صاف ہوئے ۔ آسمان کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ۔ اور یارب یارب (پکار کر دعا کرے) اور حال یہ کہ اس کا کھانا حرام پینا حرام پہننا حرام اور حرام کھا کھا کر وہ پلا ہے ۔ پس اس صورت میں اُس کی (دعا) کیسے قبول ہو سکتی ہے ۔؟

۶۱۸ ۔ جو لوگ اللہ کا مال بے دردی سے لوٹتے ہیں ۔ وہ حشر کے دن آگ میں ہوں گے ✦

(ف) اللہ کا مال مراد ہے ۔ اوقاف اور صدقات و خیرات اور رفاہ عام کے چندوں سے جن لوگوں کی تحویل میں یہ فنڈیں ہوتی ہیں ۔ انہیں آگاہ رہنا چاہیئے ✦

۶۱۹ ۔ حلال ظاہر ہے ۔ اور حرام بھی (خود بخود) دکھائی دیتا ہے ۔ اور اُن کے بیچ بیچ ملتی جلتی مشتبہ چیزیں ہیں ۔ جن سے کہ اکثر لوگ واقف نہیں ہوتے (کہ یہ حلال ہیں یا حرام) جس نے مشتبہ چیز سے پرہیز کیا ۔ اس نے اپنے دین اور آبرو کو تہمت سے بچا لیا ۔ اور جس نے مشتبہ چیز میں ہاتھ ڈال دیا ۔ اس نے حرام میں ہاتھ ڈال دیا ۔ اس چرواہے کی طرح جو رکھ کے ارد گرد اپنا گلہ چراتا ہے ۔ اور قریب ہے ۔ کہ اس کا گلہ رکھ میں بھی جا پڑے ۔ اور ہر ایک بادشاہ کی رکھ ہوتی ہے ۔ اور اللہ کی رکھ اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں ۔ اور سمجھ رکھو کہ (تمہارے) جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے ۔ جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے ۔ اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے ۔ اور معلوم رہے کہ وہ دل ہے ✦

(ف) دل کو پاک اور صاف رکھنا چاہیئے ۔ پاکیزگی دل کی وجہ سے انسان حرام چیزوں سے محفوظ رہ کر اپنے جسم کو بھی درست رکھ سکتا ہے ✦

۶۲۰ ۔ اپنے ہاتھ کی کمائی ہوئی روزی سے کوئی روزی بہتر نہیں ہے ۔ داؤد نبی علیہ السلام اپنے ہاتھ سے اپنی روزی کماتے تھے ✦

بہ چنگ آرو یا دیگراں نوش کن　　نہ بر فضلۂ دیگراں گوش کن

(اپنے ہاتھ سے کما اور دوسرے کے ساتھ مل کر کھا۔ اور لوگوں کے بچے کچے پر آس نہ رکھ)

(ف) ایک اور حدیث میں جس میں بھی اپنی کمائی کی فضیلت ظاہر کی ہے۔ فرمایا ہے۔ کہ تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی ہے۔ پس والدین کو اولاد کی کمائی کھانے میں اس بات کا کوئی وہم نہیں کرنا چاہیے کہ یہ ہمارے ہاتھ کی نہیں ہے۔

۶۲۱۔ ایک عورت کے کہنے پر۔ کہ ہم اپنے باپوں بیٹوں اور خاوندوں پر بوجھ ہیں۔ اُن کے مال میں سے ہمیں کیا کچھ حلال ہے؟ فرمایا (کھانے کی) تازہ چیز کہ کھاؤ۔ اور (اُس میں سے احباب اور اقارب کو) تحفہ بھیجو۔

(ف) ہمارے ملک میں رواج ہے کہ باپ بیٹے اور خاوندان تینوں کے گھروں میں بعض عورتیں اصل مالک کی لاعلمی میں کھلے ہاتھوں نقد و جنس اگر اُن کے اختیار میں ہو صرف کرتی ہیں۔ پس اگر باپ بیٹے یا خاوند کی طرف سے اجازت عام ہو۔ یا اگر کسی خرچ سے آگاہ ہونے پر وہ مواخذہ نہ کرے۔ تو مضائقہ نہیں۔ ورنہ خود اختیاری سے خرچ کرنے والی بڑے خطرے میں ہے۔ سوائے اس عورت کے جو اپنے خاوند کے مال سے معمولی ضروریات پر صرف کرے جیسا کہ اگلی حدیث سے ظاہر ہے۔

۶۲۲۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ کے استفسار پر کہ میرا خاوند بخیل ہے۔ میری اور میری اولاد کی ضروریات کے واسطے کافی خرچ نہیں دیتا۔ کیا میں اس کی لاعلمی میں (اس کا مال) خرچ کرسکتی ہوں؟ فرمایا اپنی اور اپنی اولاد کی معمولی ضروریات کے واسطے جس قدر لگا رہو صرف کرلیا کر۔

۶۲۳۔ جن کاموں کی تم اجرت یا مزدوری لیتے ہو۔ ان میں اللہ کی کتاب (قرآن پڑھانے) کا زیادہ حق ہے (یعنی قرآن پڑھانے کی اجرت لے لیا کرو۔)

۶۲۴۔ جو شخص عامل (یعنی اہلکار۔ عہدہ دار۔ تحصیل دار وغیرہ ہو) اسے چاہیے کہ بیوی رکھے۔ اگر اس کا خدمت گار نہ ہو تو خدمت گار بھی رکھے۔ اور اگر اس کے پاس مکان نہ ہو تو مکان بھی لے۔ جو ان کے سوا کچھ لے گا۔ وہ خائن اور چور ہے۔

(ف) اگر کوئی عہدہ داران ضروریات کو اس طرح رفع نہ کرے۔ جس طرح حدیث میں بیان ہوا ہے۔ اور انہیں یا ان کے سوا اور ضروریات کو تحکم سے پورا کرے تو وہ گویا عوام کے مال

اور حقوق میں سے جو اُس کے سپرد ہیں۔ خیانت اور چوری کرتا ہے۔

۶۲۵ ۔ خدری سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسامت لینے سے پرہیز کرو۔ ہم نے عرض کیا قسامت کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ کہ ایک شخص ایک گروہ کا پنچ ہوتا ہے۔ اور وہ کچھ اس کے حصے سے اور کچھ اس کے حصہ سے (تقسیم کے وقت اپنے واسطے نکال) لیتا ہے۔ بعض لوگوں کو حصہ مقررہ کے اندازہ سے کم دیتا ہے۔ اور اس کے عوض اپنے حصے میں زیادتی کر لیتا ہے۔

(ف) یہ حدیث برادریوں کے چودھریوں کو پیش نظر رکھنی چاہیئے۔

۶۲۶ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو فخر کرنے والوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا:۔ (۱) اس کا جو کھانے کھلانے میں (۲) اور اس کا جو جوا بازی میں اوروں سے سبقت لے جانا چاہے۔

۶۲۷ ۔ ناحق محصول لینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

کذب یعنی جھوٹ

۶۲۸ ۔ صفوان بن سلیم سے روائت ہے۔ کہ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ کیا ایمان دار شخص بزدل ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں (ہوتا ہے) ہم نے کہا۔ کیا بخیل (بھی) ہوتا ہے؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (ہوتا ہے) پھر ہم نے پوچھا۔ کیا جھوٹا (بھی) ہوتا ہے؟ فرمایا نہیں:۔

پاک دار از کذب وز غیبت زباں ۔۔۔ تا کہ ایمانت نیفتد در زیاں (عطار)

(جھوٹ اور چغلی سے اپنی زبان کو پاک رکھ۔ تاکہ تیرے ایمان میں نقصان نہ ہو)

۶۲۹ ۔ ایک عورت نے کہا۔ یا رسول اللہ میری ایک سوکن ہے۔ تو کیا مجھے گناہ ہے۔ اگر (اُس کے جلانے کے واسطے) میں ظاہر کروں۔ کہ میرے خاوند نے یہ چیز مجھے دی ہے۔ حالانکہ اُس نے نہیں دی؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اس چیز کا لینا ظاہر کرے۔ جو اسے نہیں ملی وہ اس شخص کی مانند ہے۔ جس نے مکر کا جامہ پہنا۔

۶۳۰ ۔ خرابی ہے اس شخص کے واسطے جو اپنی بات میں اس غرض سے جھوٹ ملائے کہ لوگ (سن کر) ہنسیں۔ اُس کے لئے خرابی ہے۔ اُس کے لئے خرابی ہے۔

۶۳۱ ۔ ام کلثوم (رضی اللہ عنہا) بنت عقبہ سے روائت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے تھے۔ کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے۔ جو لوگوں میں صلح کراوے کہ نیک بات کہے اور نیک بات پہنچاوے
(ف) بعض نے یہ معنے کئے ہیں۔ کہ نزاع کے رفع کرنے کے واسطے اپنی طرف سے نیک باتیں کہے۔ گو وہ درست نہیں ہے۔ مگر مطلب یہ ہے۔ کہ ایسی باتیں جو فریقین نے ایک دوسرے کے مخالف کی تھیں۔ اگر ان کا ذکر نہ کرے کہ وہ ہارج ہونگی تو وہ جھوٹا نہیں ہے ٭

کبر یعنی تکبر

۶۳۲ ۔ جنت میں وہ شخص نہیں داخل ہوگا۔ جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا۔ ایک آدمی نے کہا انسان چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو۔ اور جوتا اچھا ہو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے۔ اور جمال یعنے آراستگی کو پسند کرتا ہے تکبر (سے مراد) حق بات کا جھٹلانا۔ اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے :۔

۶۳۳ ۔ انسان اپنے آپ کو (تکبر کرکے) اونچا کئے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ (اس کا نام) ظالموں (کی فہرست) میں درج ہو جاتا ہے۔ پس اس پر (مصیبت) آپڑتی ہے۔ جو اُن (ظالموں) پر پڑی ٭

؎ ہر کہ گردن بدعوے افرازد خویشتن را بگردن اندازد (سعدی)

(جو شخص غرور سے گردن اونچی کرتا ہے۔ اپنے آپ کو گردن کے بل گراتا ہے)

۶۳۴ ۔ قیامت کے دن اللہ تعالے اس شخص کی طرف نظر نہیں کرے گا۔ جو تکبر سے اپنے تہ بند کو گھسیٹے گا ٭

(ف) عرب کے ملک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ٹانگوں کو ڈھانپنے کا کپڑا عموماً تہ بند تھا۔ جو لوگ متکبر اور مغرور مزاج کے ہوتے وہ اپنے تہ بند کو بہت نیچا رکھتے۔ جیسے کہ آج کل بعض عورتوں کے گھٹنوں اور لکھنؤ اور دہلی میں بعض بیگمات کے غرارے ہوتے ہیں۔ ایسا کرنے سے ایک تو کپڑے کا بیجا صرف ہوتا ہے۔ دوسرا تہ بند یا گھٹنوں غرارہ زمین یا فرش پر گھسیٹنے سے ہر قسم کی غلاظت اور خاک و دھول سے آلودہ ہو کر ناپاک اور میلا ہو جاتا ہے۔ اور چلتے وقت دل میں جو رعونت پیدا ہوتی ہے۔ اور غریبوں کے لباس کو دیکھ کر ان سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اور اخلاق کا ستیاناس ہوتا ہے وہ علاوہ۔ اب بھی جو لوگ تہ بند کا استعمال کرتے ہیں۔ ان میں سے اونچے مزاج والے تہ بند کا زمین پر گھسیٹنا پسند کرتے ہیں۔ معلوم نہیں اس صریح نقصان میں انہیں کیا مزا آتا ہے۔ مگر غلط کاریوں میں سمجھ کا کیا کام۔ اگر انسان ہر کام کو عقل و شعور سے کرتا تو پھر پیرو پیغمبر کی کیا ضرورت تھی۔ آج کل کے طرہ بازوں ٹائی بندوں

اور ہنیت کے شکن ڈالنے والوں کو بھی آگاہ رہنا چاہیئے۔ یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ ان چیزوں کو چھوڑ دیں اگر جھنگی اور بے تکلف سمجھ کر ترک کر دیں۔ تو مرحبا۔ ورنہ پہننے میں صرف فیشن کی ضرورت کو مدنظر رکھیں۔ رعونت کا خیال دل کے نزدیک پھٹکنے نہ دیں۔+

۶۳۵۔ کسی غیرت کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ اور کسی غیرت کو ناپسند کرتا ہے۔ جسے وہ پسند فرماتا ہے وہ غیرت وہ ہے۔ جو شک وشبہ کے وقت کی جائے (اور مشکوک چیز کو چھوڑ دیا جائے) اور وہ غیرت جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ وہ غیرت ہے۔ جو غیر مشکوک چیز میں کی جائے (اور اُسے استعمال نہ کیا جائے) اور (اسی طرح) تکبر کو کسی وقت اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ اور کسی وقت پسند فرماتا ہے۔ پس وہ تکبر جسے وہ پسند کرتا ہے۔ وہ ہے جو انسان لڑائی کے وقت اپنے وجود پر کرے (بہادری دکھائے۔ اور کہے کہ میں جیت کر آؤں گا) اور صدقہ کے وقت کرے (کہ بہت خیرات دے) اور وہ غیرت جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ وہ غیرت ہے۔ جو سرکشی اور فخر کے وقت کی جائے (اور ان میں زیادتی کی جائے)

کبیرے گناہ

۶۳۶۔ کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے بہت بڑے گناہوں سے آگاہ نہ کروں ؟ مخاطبین نے عرض کیا۔ ارشاد۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے ساتھ شریک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ اور انسان کا خون کرنا۔ آپؐ تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ پھر اُٹھ بیٹھے۔ اور فرمایا سن لو۔ جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی بھی (ان میں داخل ہیں) پھر یہ (الفاظ) دھراتے رہے یہاں تک کہ مخاطبین نے کہا۔ کاش بس کرتے +

۶۳۷۔ ابن مسعودؓ نے کہا۔ کہ میں نے پوچھا۔ اے نبی اللہ کونسا گناہ خدا کے نزدیک سب سے بڑا ہے ؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو خدا کے ساتھ کوئی شریک بنائے۔ حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا۔ میں نے عرض کیا۔ اور کونسا ؟ فرمایا۔ یہ کہ تو اپنے بیٹے کو مار ڈالے۔ اس اندیشے سے کہ کل وہ تیرے ساتھ (بیٹھ کر) کھانا کھائے گا۔ میں نے پوچھا اور کونسا ؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرے +

۶۳۸۔ یہ بھی ایک کبیرہ گناہ ہے۔ کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ لوگوں نے کہا۔ کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے ؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔ آدمی کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ تو وہ اُس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے۔ تو وہ اُس کی

ماں کو گالی دیتا ہے +

ل ۔ لباس

۶۳۹ ۔ اسمار بنت ابی بکر رض ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں ان پر کپڑا باریک تھا ۔ آپ نے ان سے رخ پھیر لیا ۔ اور فرمایا ۔ اے اسمار عورت کو جب ایام ماہواری آنے لگیں یعنے وہ بالغ ہو جائے ۔ تو جائز نہیں کہ اس کا بدن دیکھا جائے ۔ سوائے اس کے اور اس کے ۔ اور اشارہ اپنے منہ اور ہتھیلیوں کی طرف کیا +

(ف) اس حدیث سے ظاہر ہے ۔ کہ منہ اور ہاتھ عورت کے واسطے مقام ستر نہیں ہیں ۔ پردے کے برخلاف لکھنے کا ہرگز منشا نہیں ہے ۔ اور نہ ایسا کرنا جائز ہے ۔ مگر جو لوگ اس کی پابندی میں بیجا سختی روا رکھتے ہیں انہیں اس حدیث کے الفاظ سے آگاہ ہو کر اس سے مستفید ہونا چاہیئے ۔ حیا اور پردے کا لباس پہن کر ضروری کاموں کے واسطے باہر چلنے پھرنے سے عورت کو یہ حدیث منع نہیں کرتی پچھلے وقتوں میں چرخہ ۔ چکی ۔ چھاج ۔ چھلنی ۔ اوکھلی وغیرہ کا استعمال عموماً گھروں میں ہوتا تھا اور عورتوں کو ورزش کرنے کی ضرورت نہیں رہتی تھی ۔ اب یورپ کی دخانی مشینوں نے ان پرانے چوبی آلوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہے ۔ پھر عورتیں پیدل بھی سفر کرتی تھیں ۔ اب عورتوں کا تو کیا ذکر ہے ۔ مرد بھی ریل گاڑی میں سوار ہونے کے واسطے سٹیشن تک آدھ میل کا فاصلہ پیدل طے نہیں کرتے ۔ پس ہر شخص کو کھانا ہضم کرنے اور صحت قائم رکھنے کے لئے ورزش کی ضرورت ہے اگر عورتوں کا ورزش کی غرض سے سڑکوں پر پھرنا معیوب سمجھا جائے اور ضروری کاموں کے واسطے بھی انہیں باہر آنے جانے کی اجازت نہ ہو تو پھر ان کی صحت قائم رکھنے کی کیا سبیل ہو سکتی ہے +؟

بیان کیا گیا ہے ۔ کہ اسلامی ممالک عرب روم اور ایران میں عورتیں پردہ دار لباس پہن کر بلا تکلف گھر سے باہر اپنے کاروبار کرتی پھرتی ہیں +

۶۴۰ ۔ جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت کرتے ہیں ۔ کہ ایک لڑائی میں جس میں ہم شریک تھے ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اکثر جوتا پہنے رہا کرو ۔ کیونکہ جب آدمی جوتا پہنے رہتا ہے ۔ تو سوار (گویا سوار) رہتا ہے +

۶۴۱ ۔ لعنت کی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر ۔ جو عورتوں کا لباس پہنے ۔ اور اس عورت پر جو مردوں کا لباس پہنے +

۶۴۲ ۔ جو شخص (قیمتی) لباس جس کا اسے مقدور ہے ۔ انکسار کی وجہ سے نہ پہنے ۔ قیامت

کے دن اللہ تعالےٰ اسے خلقت کے سامنے طلب فرمائے گا۔ اور اسے اختیار دے گا۔ کہ ایمان کی پوشاکوں میں سے جونسی وہ پسند کرے پہنے +

۶۴۳۔ جو شخص کسی لباس کو شہرت حاصل کرنے کی غرض سے پہنے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے ذلت کا لباس پہنائے گا +

(ف) ایک شخص ایک قیمتی لباس کے پہننے کی توفیق نہیں رکھتا۔ مگر اپنی جھوٹی مشیخت اور بڑائی دکھانے کے واسطے وہ قرض لے کر بڑھیا لباس تیار کراتا اور پہنتا ہے۔ ایسی صورتوں میں اکثر لوگ اصل حال سے واقف ہوتے ہیں۔ اور وہ اُسے بجائے عزت۔ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ قرض ادا کرنے میں جو وقت پیش آتی ہے۔ اس کی کبھی یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ کہ گھر بار تک نیلام ہو جاتے ہیں +

بیاہ شادی میں شہرت حاصل کرنے کی خاطر بعض لوگ مانگ کر کپڑے اور زیور پہنتے ہیں۔ کبھی وہ گم بھی ہو جاتے ہیں۔ اور مانگے ہوئے زیور کے گم ہو جانے کی کہانیاں ناظرین نے پڑھی اور سنی ہوں گی۔ پس ذلت کے لباس کی مزید تشریح کی ضرورت نہیں رہی۔ مکر کا لباس پہننے کا ذکر کسی اور موقعہ پر ہو چکا ہے ؎

کہنہ خرقۂ خویش پیراستن — بہ از جامۂ عاریت خواستن (سعدی)

(اپنا پُرانا کپڑا سنوار کر پہننا۔ — مانگے ہوئے (بڑھیا) کپڑے سے اچھا ہے)

۶۴۴۔ ابوالاحوص اپنے باپ کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور میرا لباس گھٹیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تمہارے پاس کوئی مال ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں (ہے) فرمایا۔ کس قسم کا مال؟ میں نے کہا سب قسم کا مال خدا تعالےٰ نے مجھے عطا کر رکھا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تجھے خدا تعالیٰ نے مال عطا کیا ہے۔ تو اُس کی نعمت اور بخشش کا اثر جو اس نے تجھ پر کی ظاہر ہونا چاہیئے +

(ف) اس سے پہلے انکسار کو پسند فرمایا ہے یہاں خست کو ناپسند کیا ہے +

۶۴۵۔ سفید لباس پہنا کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے لئے سب سے اچھا لباس ہے۔ اور اپنے مردوں کو بھی سفید ہی کفن پہنایا کرو +

(ف) انسان کے بدن سے اور باہر سے کئی قسم کی آلائشیں جو کپڑوں کو لگتی رہتی ہیں سفید رنگ میں ان کے چھپنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے سفید لباس پہننے والوں کے کپڑے ہمیشہ پاک

صاف اور بو سے محفوظ رہتے ہیں۔ کہ ذرا خراب ہوئے تو بدل دیئے۔ مشہور قول ہے۔ کہ کسی بادشاہ نے کہا تھا۔ کہ سفید اگر کوئی رنگ ہوتا۔ تو میں اپنی سلطنت میں کسی کو پہننے کی اجازت نہ دیتا۔ اور آپ ہی اس کا لطف اٹھاتا *

۴۴۶۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ریشم کا کپڑا اٹھا کر داہنے ہاتھ میں لیا۔ اور سونا بائیں میں اور فرمایا۔ یہ دونو (چیزیں) میری اُمت کے مردوں کے لئے حرام ہیں *

(ف) ریشم اور سونا نہ پہننے سے جو روپیہ کی بچت ہوتی ہے۔ وہ بعض اور ضروریات زندگی میں کام آسکتی ہے۔ مگر قطع نظر کفائت شعاری کے جس کا خیال ضروریات زندگی میں نظر انداز نہیں ہو سکتا۔ ریشم اور سونا۔ آرائش کی چیزیں ہیں۔ اور آرائش بھی وہ جو کمزور گروہ کے لئے مخصوص ہے پس جو مرد ریشم اور سونا پہنتے ہیں۔ وہ گویا اپنے لئے کمزوری خریدتے ہیں۔ ریشم اور سونا پہن کر طاقت اور ہمت والے مردانہ کاموں کی طرف نہ صرف رغبت نہیں ہوتی۔ بلکہ جی کھسیاتا ہے * ؎

نیست مردی خویش را آراستن قصد جاں کرد آنکہ او آراست تن
نیست بر تن بہتر از تقوےٰ لباس در تکلف مرد را نبود اساس (عطار)

(اپنے آپ کو سنوارنا مردی میں داخل نہیں ہے جس نے تن آراستہ کیا۔ اس نے اپنی جان کا قصد کیا)
(آدمی کے تن پر پرہیزگاری سے بہتر اور کوئی لباس نہیں۔ تکلف میں آدمی کی اصلیت نہیں ہوتی)

۴۴۷۔ ایک بچھونا مرد کے لئے۔ ایک عورت کے واسطے۔ اور ایک مہمان کے لئے چاہیئے۔ اور چوتھا شیطان کا ہے *

(ف) اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر بال بچے یا اور قریبی رشتہ دار جیسے والدین وغیرہ گھر میں ہوں۔ تو ان کے لئے بچھونا نہیں ہونا چاہیئے۔ نہیں ان کے لئے بھی ایسی ہی ضرورت ہے جیسے گھر والے مرد کے لئے۔ اور اسی طرح جس گھر میں مہمانوں کی آمد و رفت کثرت سے ہو۔ وہاں بھی بقدر ضرورت بستر ے ہونے چاہئیں *

شرعی احکام بعض دفعہ اشارے ہوتے ہیں۔ اور مشہور ہے اَلْعَاقِلُ تَکْفِیْهِ الْاِشَارَةُ۔ (عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہے) غرض فضول خرچی سے روکنے کی ہے۔ اگر سامان خانہ داری ضرورت سے بہت زیادہ ہو تو ایک تو اس پر جو روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ وہ ضائع ہوتا ہے۔ دوسرا مکان کا ایک حصّہ ناحق رکا رہتا ہے۔ اور اس کے سنوارنے اور سنبھالنے میں جو تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اور وقت ضائع کرنا پڑتا ہے وہ مزید برآں * ؎

حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب جہاں	ہرچہ ما درکار داریم اکثرے درکار نیست

(اے بیدل (تخلص شاعر) حرص بس نہیں کرنے دیتی - ورنہ دنیا کا سامان جس قدر کہ ہم استعمال میں لاتے ہیں - اکثر اس میں سے غیر ضروری ہے)

لقطہ یعنے گری پڑی چیز

۶۴۸ - آگاہ ہو کہ تمہارے لیے پڑا ہوا مال خواہ کسی ذمی (یعنے غیر مسلم رعیت جس کے ساتھ امن کا عہد ہو چکا ہے) کا ہو - حلال نہیں ہے - الا (اس کی مقدار اس قدر قلیل ہو کہ) مالک کچھ پروانہ کرے +

ے خلیفہ تھے امت کے ایسے نگاہباں	ہو گلے کا جیسے نگاہبان چوپاں
سمجھتے تھے ذمی و مسلم کو یکساں	نہ تھا عبد و حر میں تفاوت نمایاں (حالی)

عبد - غلام - اور حر آزاد آدمی کو کہتے ہیں +

۶۴۹ - لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے گرے پڑے سونے چاندی کی بابت پوچھا آپ نے فرمایا - دھاگے اور تھیلی کو (جس میں زر و سیم ہو) پہچان رکھو - اور ایک سال تک اسے مشتہر کرتے رہو اور (اس عرصہ میں) اگر کوئی شناخت نہ کرے - تو خرچ کر ڈالو - مگر یہ تمہارے پاس (ایک قسم کی) امانت ہوگی - اگر اس کا مالک مانگتا ہوا کبھی بھی آجائے تو اُسے ادا کر دو +

اور دوسری حدیث میں ہے کہ ویرانہ میں جو چیز ملے - یا جو زمین سے دفینہ برآمد کیا جائے اس میں سے پانچواں حصہ خدا کے نام کا دینا چاہیئے - (گویا اس کے لئے کسی دعوی دار کے انتظار کی ضرورت نہیں) اور ایک اور حدیث میں ہے - جب گری پڑی چیز پاؤ تو (حتے الامکان) ایک یا دو معتبر گواہ رکھ لو - اور چیز جو پائی ہے - نہ اُسے چھپاؤ - نہ گم کرو +

(ف) یہ حدیث ظاہر کرتی ہے - کہ اس زمانے میں جب کہ پولیس کا انتظام نہیں تھا - بیگانے مال کی حفاظت کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہاں تک خیال تھا - عملی فائدہ آج کل اس حدیث سے یہ ہو سکتا ہے - کہ پڑا مال جسے پا جائے - اُسے چاہیئے کہ وہ اس کو اپنا نہ بنالے - بلکہ قابل اعتبار ذرائع سے اصل مالک کے پاس پہنچانے کی کوشش کرے - اگر یہ نہ ہو سکے - تو امر خیر پہ خرچ کر دے گواہ رکھنے سے غرض بد دیانتی اور تنازعہ سے بچنے کی ہے +

۶۵۰ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رستے میں ایک دانہ کھجور کا دیکھا - اور فرمایا - کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا - کہ یہ صدقہ ہے - تو میں اسے کھا لیتا +

(ف) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کام نہ صرف ان کی اپنی ذات کے لئے تھے - بلکہ اوروں کے لئے مثال تھے - رستے میں گرے ہوئے ایک دانہ کھجور کے کھانے کی خواہش ظاہر کرنا - اور پھر اُس سے باز رہنا ایک ایسا فعل تھا جس سے نہ صرف اس وقت کے ہمراہیوں بلکہ تا ابد جملہ جہان کو تبلا دیا - کہ کام آنے والی چیز خواہ کتنی ہی قلیل مقدار میں ہو - جیسے ایک دانہ کھجور عرب کے ملک میں حقیر نہیں جاننی چاہیئے - اور صدقات اور خیرات کے کھانے سے ان لوگوں کو جو محتاج نہیں ہیں - پرہیز کرنا چاہیئے - ایک اور حدیث میں آپ نے اپنی اولاد کو زکوٰۃ کا مال لینے سے منع فرمایا +

اولاد کی مشابہت اور نسب کا دعوےٰ

۶۵۱ - ایک شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا - اور کہا - یا رسول اللہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے - جس کا رنگ کالا ہے - اور اس سے اس کی یہ غرض تھی - کہ لڑکا اس کا نہیں - مگر آپ نے اُسے انکار نہ کرنے دیا - فرمایا - کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں ؟ اُس نے کہا - ہاں (ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اُن کا رنگ کیا ہے ؟ اُس نے کہا سرخ - فرمایا کیا ان میں کوئی خاکستری بھی ہے ؟ کہا ہاں (ہے) فرمایا یہ کہاں سے آگیا ؟ اُس نے کہا شائد اُسے رگ نے کھینچا - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - شائد تیرے بیٹے کو بھی رگ نے کھینچا (یعنے اُس کا رنگ اپنے دادا پڑدادا وغیرہ کے رنگ پر گیا ہو)

۶۵۲ - جو مرد اپنے بیٹے (کی ولدیت) سے جان بوجھ کر انکار کرے - قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے پردہ کرے گا - (یعنے اسے اللہ تعالے کا دیدار نہیں ہو گا) اور اسے اگلوں پچھلوں کے سامنے رسوا کرے گا +

لہو ولعب یعنی کھیل وکود

۶۵۳ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا - کہ ایک کبوتر کے پیچھے چلتا ہے - اور اُس سے کھیلتا ہے - فرمایا - یہ شیطان ہے - اور شیطان کے پیچھے چلتا ہے +

(ف) کبوتر ایک خوبصورت پرند ہے - اور کبوتر بازی بظاہر ایک بے ضرر کھیل ہے - مگر صورت حال ایسی نہیں ہے - جیسی کہ دکھائی دیتی ہے - کبوتر خریدنے اور پالنے میں جو خرچ اٹھتا ہے وہ اور کاموں کے واسطے جو ضروری ہیں بچایا جا سکتا ہے - اس کھیل میں جو لوگ مشاق ہیں ان کے وقت کا بھی بہت سا حصہ اس میں ضائع ہو جاتا ہے - یہاں تک کہ بعض کو ان کبوتروں کے پالنے نیز اپنے گذارے کے لئے آمدنی کے ناجائز ذرائع اختیار کرنے پڑتے ہیں - اور کبوتروں

کے گم ہو جانے اور کھیل میں ہار جیت سے جو تنازعے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے بہت بُرے نتائج ہوتے ہیں۔ ایسا اتفاق بھی ہوتا ہے۔ کہ کھیلنے والے اڑاتے وقت اونچی اونچی چھتوں سے گر کر اپنی جان کو تلف کر لیتے ہیں۔ یا ہمیشہ کے لئے اپاہج بن جاتے ہیں۔ یہ سب باتیں چونکہ کبوتر کے وجود کے سبب ظہور میں آتی ہیں۔ اس لئے اسے اور اس سے کھیلنے والے ہر دو کو شیطان کہا۔

۶۵۴۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (لڑائی کے لئے) حیوانوں کو بھڑکانے اور اکسانے سے منع فرمایا +

۶۵۵۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چند آدمیوں کے پاس سے گزرے۔ جو ایک مینڈھے کو باندھ کر اس پر تیر اندازی کر رہے تھے۔ آپ نے اس پر اظہار نفرت کیا۔ اور فرمایا کہ حیوانوں کے اعضا مت کاٹو۔

۶۵۶۔ حیوان کو باندھ کر مار ڈالنے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا +

۶۵۷۔ جو شخص ایک چڑیا کو بے فائدہ کھیل کے طور پر مارے گا۔ قیامت کے دن وہ چڑیا اس پر فریاد کرے گی۔ اور کہے گی اے خدا اس شخص نے مجھے بے سبب مارا۔ اور نہ کسی فائدہ کی وجہ سے

(ف) اوپر کی پانچوں حدیثیں۔ جانوروں کے ساتھ بے رحمی کی مذمت اور ممانعت میں ہیں۔ مگر حلال جانوروں کا کھانے کے واسطے مقررہ طریق پر ذبح کرنا۔ ہم مسلمانوں کے نزدیک بے رحمی میں داخل نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بھی ان کا ایک مصرف ہے +

۶۵۸۔ جس نے نردشیر کا کھیل کھیلا اُس نے گویا سور کے لہو میں ہاتھ رنگے +

(ف) یہ ایک بے فائدہ کھیل ہے۔ جو بہت بڑا تضیع اوقات کا موجب ہوتی ہے۔ اور جوا بھی اس میں ہوتا ہے +

لعنت اور گالی

۶۵۹۔ طعن کرنے والا۔ فحش بکنے والا۔ اور بدزبان شخص ایمان دار نہیں ہے + ؎

تا توانی ہیچ کس را بد مگوئے ۔۔۔ پیش مردم عیب کس ہرگز مگوئے

گر ہمے خواہی کہ گو شندت نکو ۔۔۔ اے برادر ہیچ کس را بد مگوئے (عطار)

(جہاں تک ہو سکے کسی کو بُرا مت کہو۔ لوگوں کے پاس کسی کا عیب مت بیان کرو) (اگر تم چاہتے ہو۔ کہ لوگ تمہیں نیک کہیں۔ اے بھائی کسی کو بُرا مت کہو)

۶۶۰۔ نہ کسی سے کہو۔ کہ تجھ پر خدا کی لعنت۔ نہ کسی سے کہو کہ تجھ پر خدا کا غضب ہو اور نہ کسی سے کہو کہ تو دوزخ میں جائے +

۶۶۱ - کسی نے کہا یا رسول اللہ مشرکوں کے حق میں خدا کی درگاہ میں بددعا کیجئے - اور ان پر لعنت بھیجئے - آپ نے فرمایا - میں تو رحمت کے لئے بھیجا گیا ہوں - لعنت کرنے کے واسطے نہیں آیا + ؎

شنیدم کہ مردانِ راہ خدا دلِ دشمناں ہم نہ کردند تنگ (سعدی)

(میں نے سنا - کہ خدا کی راہ کے لوگ - دشمنوں کا دل بھی تنگ نہیں کرتے)

۶۶۲ - جب کوئی آدمی ایک دوسرے آدمی کو فسق اور کفر کا الزام دے - اور وہ اس کا مورد نہ ہو - تو وہ (فسق اور کفر) اس کہنے والے پر ہی الٹ کر پڑتے ہیں - (یعنے وہ ان کا مستحق ہو جاتا ہے)

۶۶۳ - دو (آپس میں) گالی دینے والوں کی گالیوں کا گناہ ابتدا کرنے والے پر ہے - بشرطیکہ مظلوم زیادتی نہ کرے +

۶۶۴ - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - انسان مجھے دکھ دیتا ہے - کہ زمانہ کو گالی دیتا ہے - اور میں زمانہ ہوں میرے ہاتھ میں اختیار ہے - کہ رات دن کو بدلتا ہوں +

(ف) اردو - فارسی کے علم ادب میں یہ رواج ہو گیا ہے - کہ جب کسی کو تکلیف پہنچتی ہے - تو وہ اُسے فلک یعنے آسمان کے ساتھ منسوب کرتا ہے - اور اُسے برا کہتا ہے - جیسے فلک نا ہنجار - اور اس سے شکایت کرتا ہے - مثلاً میر حسن کہتے ہیں :- ؎

فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا - کہ جس کے عوض یوں رُلانے لگا

اسی طرح عربی علم ادب میں دہر یعنے زمانہ کی طرف تکلیف منسوب کی جاتی ہے - اور اُسے برا کہا جاتا ہے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ جو کچھ ہونا ہوتا ہے - وہ اپنے مقررہ طریق پر ہو جاتا ہے - زمانے کی شکایت ایک فعل عبث ہے - اور اس سے عقائد میں فرق آتا ہے :-

۶۶۵ - ایک شخص کی ہوا نے چادر اڑا دی - اس نے ہوا پر لعنت کی - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - ہوا پر لعنت مت کرو - کہ وہ تو حکم کی پابند ہے - جو شخص کسی کو لعنت کرتا ہے - جو اُس کے سزاوار نہ ہو - تو وہ لعنت اس (کہنے والے) پر ہی پڑتی ہے +

(ف) اس قسم کا فعل بالکل لغو ہے - اور اسی واسطے اس کی مذمت ہوئی ہے :-

۶۶۶ - مردوں کو گالی مت دو - کہ وہ اپنے کئے (کی پاداش) کو پہنچ گئے +

مردگاں را بہ بدی یاد مکن (مُردوں کی برائی بیان نہ کر) (سعدی)

ایک دوسری حدیث میں ہے - کہ مُردوں کو گالی مت دو - کہ اس طرح تم زندوں (اُن کے لواحقوں) کو دکھ پہنچاتے ہو +

ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ کہ مُردوں کو نیکی سے یاد کرو۔ اور ان کے عیبوں سے درگذر کرو

(ف) اس حدیث پر توجہ کرنے سے اخلاق پر بہت نیک اثر پڑتا ہے۔

۶۶۷۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی چور مرد اور چور عورت پر جو قبریں کھود کر کفن نکالتے رہیں۔

(ف) اس سے پہلے ایک حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مشرک کو بھی لعنت کرنے سے انکار فرمایا ہے۔ پس سمجھنا چاہیئے۔ کہ کفن چرانا شرک سے بھی بہت بُرا فعل ہے۔ کہ اُس کے مرتکب پر آپ نے لعنت کی ہے۔

م۔ مواعظ یعنی وعظ

۶۶۸۔ یہ حدیث ان حدیثوں میں سے ہے۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندو میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر رکھا ہے۔ اور تمہارے واسطے بھی ایک دوسرے پر اسے حرام کر دیا ہے۔ پس ظلم مت کیا کرو۔ اے بندو۔ تم سب بے راہ ہو۔ سوائے اس کے جسے میں نے ہدایت کی۔ پس مجھ سے ہدایت طلب کرو۔ کہ میں تمہیں ہدایت کروں۔ اے میرے بندو تم سب بھوکے ہو۔ سوائے اس کے جسے میں نے کھانا کھلایا پس مجھ سے کھانا مانگو۔ کہ میں تمہیں کھانا دوں۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو۔ سوائے اس کے کہ جسے میں نے کپڑا پہنایا۔ پس مجھ سے کپڑا مانگو۔ کہ میں تمہیں دوں۔ اے میرے بندو تم دن رات خطا کرتے رہتے ہو۔ اور میں سب گناہوں کا بخشنہار ہوں۔ پس مجھ سے بخشش کی طلب کرو۔ کہ میں تمہارے خطا بخش دوں۔ اے میرے بندو تم مجھے کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے نہ نفع پہنچا سکتے ہو۔ کہ ایسا کرنے کی کوشش کرو۔ اے میرے بندو اگر تمہارے اگلوں اور پچھلوں کا سب جن اور انس کا اور (خود) تم میں سے ہر ایک کا دل ایک بڑے پرہیزگار شخص کے دل کی طرح ہو جائے۔ تو میری بادشاہی میں کچھ بیشی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ کچھ کمی ہو سکتی ہے۔ اگر تم سب کے دل ایک بڑے گناہگار کے دل کی طرح ہو جائیں۔ اور تم سب جو اوپر مذکور ہوئے ہو۔ اگر روئے زمین پر کھڑے ہو کر مجھ سے کچھ مانگو۔ اور میں ہر ایک انسان کو وہ چیز عطا کروں۔ جو وہ مانگے تو اس سے میرے خزانے میں اتنی کمی نہیں ہو سکتی جتنی کہ سمندر میں (کسی ذخیرہ سے) ایک سوئی کے گر جانے سے ہوتی ہے۔ اے میرے بندو۔ تمہارے ہی اعمال ہیں۔ جنہیں میں تمہارے واسطے گنتا رہتا ہوں۔ پھر تمہیں ان کا پورا بدلہ دوں گا۔ پس جسے نیک بدلہ ملے اسے چاہیئے کہ خدا کا شکر کرے۔ اور جسے نیکی کے سوائے (یعنی بُرا) بدلہ ملے۔ وہ کسی کو ملامت نہ کرے

سوائے اپنے آپ کے ۔

(ف) یہ حدیث سکھاتی ہے۔ کہ انسان بے بس ولاچار ہے۔ اسے ہمیشہ اپنے خالق کی طرف ہر بات میں دھیان رکھنا چاہیئے۔ کہ اسی میں اس کی آسائش دارین ہے ۔

۶۶۹۔ تین چیزیں ہیں۔ کہ میں ان کے لئے قسم کھاتا ہوں۔ اور تمہارے پاس اُن کا بیان کرتا ہوں جسے یاد رکھو۔ (۱) خیرات (کرنے) سے مال نہیں گھٹتا۔ ؎

زکوٰۃ مال بدرکن کہ فضلۂ رز را ۔۔۔ چو باغبان ببرد بیشتر دہد انگور (سعدی)

(مال کی زکوٰۃ نکال ڈال۔ کہ انگور کی فالتو شاخوں کو جب باغبان کاٹ دیتا ہے۔ تو زیادہ پھل آتا ہے)

(۲) کبھی ایسا نہیں ہوتا۔ کہ جب کسی انسان پر ظلم ہوجائے اور وہ صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کی عزت نہ بڑھائے

؎ صبر کن حافظ بہ سختی روز و شب ۔۔۔ عاقبت روزے بیابی کام را

(اے حافظ دن اور رات سختی کے وقت صبر کر۔ کہ آخرکار ایک روز تو اپنے مقصد کو حاصل کرے گا)

(۳) اور کبھی ایسا نہیں ہوتا۔ کہ اگر کوئی مانگنا شروع کردے۔ تو اللہ تعالیٰ اُس پر محتاجی کا دروازہ نہ کھولے

؎ ہر کہ بر خود در سوال کشاد ۔۔۔ تا بمیرد نیاز مند بود (سعدی)

(جس نے مانگنے کا دروازہ اپنے پر کھول لیا۔ مرتے دم تک محتاج رہے گا)

اور ایک اور روایت میں اس حدیث کو اتنی زیادتی سے بیان کیا ہے۔ کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی شخص خدا واسطے تواضع کرے۔ اور اللہ تعالےٰ اُس کا مرتبہ بلند نہ کرے۔ ؎

گر تواضع پیش گیری اے جواں ۔۔۔ دوست دارندت ہمہ خلق جہاں (عطار)

(اے جوان اگر تو تواضع اختیار کرے۔ تو سارا جہان تجھ سے محبت کرے)

میں تمہیں ایک اور بات بتلاتا ہوں اُسے بھی یاد رکھو۔ دنیا میں چار قسم کے اشخاص ہیں (۱) ایک وہ شخص ہے جسے اللہ نے دولت اور علم عطا کیا۔ وہ دولت کے خرچ کرنے میں خدا سے ڈرتا ہے (اور اسے ضائع نہیں کرتا) رشتے داروں سے مروت سے پیش آتا ہے۔ اور جانتا ہے کہ خدا کا بھی اس کی دولت میں حق ہے۔ پس یہ شخص مرتبے میں سب سے بہتر ہے (۲) ایک شخص ہے جسے اللہ تعالےٰ نے علم عطا فرمایا ہے۔ مگر دولت نہیں بخشی۔ لیکن وہ نیک نیت ہے۔ اور کہتا ہے اگر میرے پاس دولت ہوتی۔ تو میں فلاں (مخیر دولت مند) کی طرح خرچ کرتا۔ پس ہر دو کا اجر برابر ہے۔ (۳) ایک شخص ہے کہ اللہ نے اسے دولت بخشی ہے۔ مگر علم عطا نہیں کیا۔ اسے بے علمی میں اپنی دولت ہی کا خبط ہے۔ اس کے خرچ کرنے میں نہ خدا کا خوف رکھتا ہے نہ رشتے داروں سے

مروت کرتا ہے اور نہ جانتا ہے۔ کہ اُس کی دولت میں اللہ کا بھی حق ہے۔ یہ شخص مرتبے میں سب سے گیا گزرا ہے

زر چو جاہل را بہ آید بکف ۔۔۔ مے کند اسراف و مے سازد تلف (عطار)

(جب جاہل کے ہاتھ میں روپیہ آتا ہے۔ تو وہ فضول خرچی کرکے اسے ضائع کر دیتا ہے)

(۴) اور ایک شخص ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے نہ اسے دولت دی ہے نہ علم وہ کہتا ہے۔ اگر میرے پاس دولت ہوتی۔ تو میں فلاں خیطی دولت مند کی طرح اُسے رکھتا۔ پس ہر دو کا گناہ ایک جیسا ہے ÷

۶۷۰۔ جس شخص کو آخرت کا غم ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی یعنے بے پروا کر دیتا ہے۔ اور اُس کی پریشانی اُس کے واسطے جمعیت خاطر ہوتی ہے۔ اور دنیا اسے حقیر دکھائی دیتی ہے۔ اور جس شخص کو دنیا کا غم ہو۔ اللہ تعالیٰ محتاجی کو اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے رکھتا ہے۔ اور اُس کے کام اُس پر پریشانی طاری کر دیتے ہیں۔ اور دنیا کی کوئی چیز اسے نہیں ملتی۔ سوائے اس کے جو اس کے مقدر میں ہے۔ شام ہوتی ہے تب وہ محتاج۔ صبح ہو تب محتاج۔ اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی شخص نے اللہ کی طرف اپنا دل لگایا ہو۔ تو ایمان دار لوگوں کے دل محبت اور رحمت کے ساتھ اس کی طرف نہ پھرے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر نیکی اُس کی طرف بہت جلد بھیجتا ہے ÷

۶۷۱۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے انسان (سب دھندوں سے) فارغ ہو کر میری عبادت کر۔ کہ میں تیرا سینہ بے پروائی سے بھر دوں گا۔ اور تیری محتاجی کو دور کر دوں گا۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تیرے دونو ہاتھ کام کاج میں مصروف کر دوں گا۔ اور تیری محتاجی کو بھی نہیں ہٹاوں گا ÷

(ف) جو لوگ خدا کی طرف دھیان لگاتے ہیں۔ وہ دنیا کے ساز و سامان سے مستغنی اور بے نیاز رہتے ہیں۔ برخلاف اس کے جو لوگ صرف دنیا میں ہی دھیان لگاتے ہیں۔ انہیں اس کے کاموں سے کبھی فراغت نہیں ملتی۔ اور ان کی خواہشیں اور ضروریات کبھی پوری نہیں ہوتیں

؎ از قناعت ہر کرا نبود نشاں ۔۔۔ کے تو انگر سازدش مالِ جہاں (عطار)

(جسے قناعت سے کچھ حصہ بھی نہیں ملا۔ دنیا جہان کا مال (بھی) اسے کب دولت مند کر سکتا ہے)

۶۷۲۔ ابوہریرہ روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں کیا ہے؟ کہ جب ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں۔ ہمارے دل نرم ہوتے ہیں۔ اور ہم دنیا سے بے رغبت ہوتے ہیں۔ اور آخرت گویا آنکھ کے سامنے دکھائی دیتی ہے۔ اور جب ہم آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں۔ اور گھر والوں کی طرف رغبت کرتے ہیں۔ اور اپنی اولاد سے ملتے ہیں۔ تو ہمارے دل پلٹ جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم اسی حال پر رہتے۔ جو حال تمہارا میری

صحبت میں ہوتا ہے۔ تو فرشتے (خدا کا اُن پر سلام ہو) تمہارے گھروں میں جا کر تمہاری ملاقات کرتے۔ اور رستوں میں تم سے ہاتھ ملاتے۔ اور اگر تم گناہ نہ کرتے تو خدا تمہیں اٹھا لیتا۔ اور اَور خلقت پیدا کرتا۔ جو گناہ کرتی۔ اور جھٹھا مخول کرتی۔ اور معافی اور بخشش کی خواستگار ہوتی ٭

(**ف**) جب لوگ خوش اعتقادی کے ساتھ اہل اللہ کی خدمت میں زیارت کے واسطے جاتے ہیں تو ان کی صحبت میں ان کے اندر کی صفائی اور نور کا پتہ تو ان پر پڑ جاتا ہے۔ اور ان کے دل رقیق ہو جاتے ہیں۔ مگر جونہی وہاں سے اٹھے پرتو دور ہو گیا۔ اور پگھلے ہوئے دل شعاع کے ہٹ جانے سے ٹھنڈے ہو کر سخت ہو گئے۔ اور اپنی اصلی حالت پہ آکر دنیا کے دھندوں میں الجھ گئے۔ انسان کی سرشت اور اس کے کاروبار پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صورت حال جیسی کہ ہے۔ یہی طرح ٹھیک ہے۔ ورنہ نظام عالم قائم نہیں رہ سکتا۔ کہ اس کا سارا دارومدار دنیا کے کاروبار کے جاری رہنے پر ہے ٭

خود اہل اللہ دنیا میں رہ کر تمام وقت فنا فے اللہ نہیں رہتے۔ سعدی نے اس مضمون پر زیادہ وضاحت سے لکھا ہے۔ اس میں سے چند سطریں یہاں نقل کی جاتی ہیں:۔

"سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم گفت لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ ونگفت عَلَی الدَّوَام وقتے چنیں بود کہ بجبرائیل ومیکائیل نپرداختے ودیگر وقت با حفصہ و زینب درساختے" (جہان کے سردار نے اللہ کا ان پر درود وسلام ہو۔ فرمایا میرا اللہ تعالےٰ کے ساتھ ایک وقت ہوتا ہے۔ کہ اس میں نہ مقرب فرشتہ نہ پیغمبر اور نہ مرسل کو دخل ہے اور یہ نہ فرمایا۔ کہ ہمیشہ یہی حال ہے۔ ایک وقت ایسا ہوتا کہ جبرئیل اور میکائیل کی طرف رغبت نہ کرتے۔ اور دوسرے وقت حفصہ اور زینب (اپنے حرموں) کے ساتھ مشغول ہوتے ٭

پھر آگے چل کر یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یوسف علیہ السلام کے گم ہونے اور مصر میں پہنچ جانے کے معاملہ کو اس رنگت میں اس طرح منظوم کیا ہے:۔ ؎

یکے پرسید زاں گم کردہ فرزند۔	کہ اے روشن گہر پیر خردمند
ز مصرش بوئے پیراہن شمیدی	چرا در چاہ کنعانش ندیدی۔
بگفت احوال ما برق جہان است	دمے پیدا و دیگر دم نہان است
گہے بر طارم اعلےٰ نشینیم	گہے بر پشت پائے خود نہ بینیم۔
اگر درویش بر حالے بماندے۔	سر دست از دو عالم برفشاندے

(کسی نے اُس کھوئے ہوئے لڑکے والے سے پوچھا - کہ اے روشن اصل عقلمند بوڑھے)
(مصر سے اُس کی قمیض کی بو تو نے سونگھ لی - کنعان کے کنوئیں میں کیوں نہ دیکھ لیا)
(اُس نے کہا ہمارا حال کوندنے والی بجلی کی طرح ہے - ایک لحظہ میں ظاہر اور دوسرے میں پوشیدہ)
(کبھی ہم اونچے بالاخانہ پر بیٹھتے ہیں - کبھی ہمیں اپنے پاؤں پر پڑی چیز دکھائی نہیں دیتی)
(اگر فقیر ایک ہی حال پر رہتا - تو دونوں جہان سے بے پروا ہو جاتا)

پس یہی وجہ ہے - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ اگر تم گناہ نہ کرتے - تو خدا تمہیں اٹھا لیتا اور تمہاری جگہ اور خلقت پیدا کرتا - جو گناہ کرتی - گویا یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص دنیا میں رہ کر اس کے دھندوں میں نہ پھنسے۔

۶۷۳ - دانا وہ ہے جس نے اپنے نفس کا اندازہ کیا - اور اُس (جزا) کے واسطے جو مرنے کے بعد (ملنے والی) ہے (نیک) عمل کئے - اور نادان وہ شخص ہے جس نے نفس کی (بُری) خواہشوں کی پیروی کی - اور اللہ تعالےٰ سے (بخشش کی) آرزو رکھی۔ ؎

اسے عیار پایا یار سمجھے ذوق ہم جس کو
جسے یہاں دوست اپنا ہم نے جانا وہ عدو نکلا

مدح

۶۷۴ - مطرف بن عبداللہ اپنے باپ کی زبانی بیان کرتے ہیں - کہ میں بنی عامر کے وفد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا - ہم نے کہا - آپ ہمارے سردار ہیں - آپ نے کہا - سردار اللہ ہے - ہم نے کہا - آپ فضل (بزرگی) میں ہم سے افضل ہیں اور آپ کی طبیعت میں بخشش بھی ہماری طبیعت سے زیادہ ہے - فرمایا (خیر) ایسا کہہ لو - یا اس سے بھی کم مگر شیطان کے وکیل نہ ہو۔

(**ف**) شیطان کے وکیل سے وہ شخص مراد ہے - جو گھڑ گھڑ کر باتیں بناتا - اور بیجا خوشامد کرتا ہے - ہمیشہ سادہ گفتگو کرنی چاہیئے۔

۶۷۵ - ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ زیادہ تعریف کرنے والوں کے منہ میں خاک ڈالو۔

(**ف**) مداح یعنے زیادہ تعریف کرنے والے سے وہ شخص مراد ہے - جس کا پیشہ اور وجہ معاش ہی

قصیدہ گوئی اور ثنا خوانی ہے۔ کہ وہ انعام حاصل کرنے کے واسطے اس قدر جھوٹ بولتا ہے۔ کہ قرین قیاس بھی نہیں ہوتا۔ حاتم۔ رستم۔ سکندر۔ فریدوں۔ ارسطو اور افلاطون۔ سے اپنے شعروں میں ممدوح کی پابوسی کراتا ہے۔ بلا لحاظ اس کے کہ اس میں کوئی بھی دنیا کی قابلیت ہے یا نہیں۔ سوائے اس کے کہ اُس کے پاس چند پیسے ہیں۔ اور اُن میں سے وہ کچھ اس بے وقوف کوے کی طرح پھینک دے گا۔ جس نے روباہ کے دام میں آ کر ہڈی زمین پر ڈال دی تھی۔ اس قسم کی تعریف ممدوح کے دل میں غرور اور نخوت پیدا کرتی ہے۔ اور اس کے اخلاق کو بگاڑتی ہے۔ ؎

الا تا نشنوی مدح سخن گوئے — کہ اندک مایۂ نفع از تو دارد
اگر روزے مرادش بر نیاری — دو صد چنداں عیوبت بر شمارد (سعدی)

(خبردار شاعر کی تعریف نہ سننا۔ کہ تھوڑا سا فائدہ تم سے حاصل کرتا ہے)
(اگر ایک دن تم اس کی مراد پوری نہیں کرو گے۔ تو وہ تمہارے دو سو عیب گن دے گا)

؎ یہ جو سب اچھا بتاتے ہیں تجھے — مسخرے ہیں یہ بناتے ہیں تجھے (عارف)

موت

٦٧٦۔ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے۔ جو (مصیبت کے وقت) اپنی گالوں کو پیٹے۔ گریبان پھاڑے۔ اور جاہلیت کے زمانے کے بول بولے۔ (نوحہ واویلا وغیرہ جو اسلام نے منع کر دیئے ہیں)

؎ دست را بر رخ زدن شوم است شوم — استماعِ علم کن ز اہلِ علوم (عطار)
(منہ پر ہاتھ مارنا بُرا ہے۔ — عالموں سے علم کی باتیں سن)

٦٧٧۔ جو شخص جنازے کے ہمراہ ہوا۔ اور اُس نے اُس کے لئے دعا کی۔ نماز بھی پڑھی۔ اس کے واسطے ایک قیراط کے برابر ثواب ہے۔ اور جو اُس کے دفن کرنے تک ساتھ رہا۔ اسے دو قیراط کے برابر۔ اور قیراط گویا احد (پہاڑ) ہے +

٦٧٨۔ جو شخص جنازے کے ساتھ گیا۔ اور اسے تین بار کندھا دیا۔ اُس نے جنازے کا حق جس قدر کہ اس پر تھا ادا کر دیا +

(ف) اس حدیث میں جنازے کے ساتھ جانے۔ اور اس کے اٹھانے کی ترغیب ہے جنازے کے ساتھ جس قدر ہجوم ہوتا ہے اسی قدر متوفی کے وارث کے لیے تسکین کا موجب ہوتا ہے جس کی اسے اس وقت بہت ہی ضرورت ہوتی ہے۔ علاوہ اس کے اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے۔ کہ

قبرستان بہت دور ہوتا ہے۔ اگر بہت آدمی ہوں۔ اور وہ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد کندھا بدلتے رہیں تو کسی کو تکلیف نہیں ہوتی۔ برخلاف اس کے اگر متعدد اشخاص ہی تمام راستہ جنازہ اٹھاتے جائیں۔ تو وہ تھک کر تنگ آجائیں اور بیزار ہوں +

۶۷۹ - ثوبان سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے ساتھ ہوئے۔ اور چند آدمیوں کو سوار دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ تم شرم نہیں کرتے۔ کہ خدا کے فرشتے پیدل ہیں۔ اور تم جانوروں کی پیٹھ پر (سوار ہو) اور دوسری روایت ہے۔ کہ سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل جس طرح چاہے۔ آگے یا پیچھے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو واحداح کے جنازے کے ساتھ پیدل گئے۔ اور گھوڑے پر واپس آئے +

(ف) ان ہرسہ حدیثوں سے ظاہر ہے۔ کہ جنازے کے ساتھ اس کی اور نیز باقی ہمراہیوں کی تعظیم کی غرض سے پیدل چلنا چاہیئے۔ اور اگر کوئی مجبوری ہو۔ تو سوار ہو کر پیچھے پیچھے چلیں۔ اور تدفین سے فارغ ہو کر واپسی کے وقت جو صورت موافق ہو۔ اختیار کریں +

۶۸۰ - جنازے کو جلدی لے جایا کرو۔ کیوں کہ اگر وہ نیک کا ہے۔ تو تم اسے اگلے جہان کی بہتری جلد تر حاصل کراتے ہو۔ اگر وہ نیک کا نہیں ہے۔ تو برے کو گردن سے اتارتے ہو +

(ف) سب لوگوں کو تجربہ ہے۔ کہ مردے کا گھر میں رہنا زندوں کے واسطے کس قدر وبال جان ہوتا ہے۔ اور گھر والوں کے علاوہ لواحقوں اور پڑوسیوں کی آسائش میں اس سے کس قدر خلل واقع ہوتا ہے۔ اور بہت سی وجوہ ہیں۔ مگر اس مضمون پر لکھنے کو دل نہیں چاہتا۔ یہی مصلحت ہے کہ جنازہ جلد اٹھا کر قبرستان میں پہنچایا جائے۔ اور مشیت ایزدی ہر خورد و کلان کی یہی رائے اس وقت ہوتی ہے۔ کیا عبرت کا مقام ہے۔ کہ جس گھر سے لحظہ بھر کی عدم موجودگی عزیز و اقارب کے لئے شاق گذرتی ہے۔ وہی عزیز و اقارب اسی گھر سے کیسی جلدی نکال دیتے ہیں +

۶۸۱ - جب تم میں سے کوئی جنازہ دیکھے۔ اور اس کے ساتھ نہ چلے۔ تو چاہیئے کہ ٹھیر جائے۔ یہاں تک کہ جنازہ آگے نکل جائے۔ یا وہ خود آگے نکل جائے +

۶۸۲ - جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ احد کی جنگ میں میری پھوپھی میرے باپ کی میت کو لائی۔ کہ اسے اپنی قبروں میں دفن کرے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منادی نے پکارا۔ کہ مقتولوں کو ان کی قتل گاہ میں واپس پھیر دو +

۶۸۳ ۔ جنگ احد کے مقتولوں کی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ لوہے اور چمڑے کا سامان ان کے بدن سے اتار کر انہیں کپڑوں سمیت خون آلودہ دفن کر دیا جائے +

(ف) شہید کو ایک یا زیادہ زخم ہوتے ہیں ۔ جن سے خون بہتا ہے ۔ اور ان زخموں کی وجہ سے میت کا منظر نہایت اندوہناک اور ہولناک ہو جاتا ہے ۔ غسل دینے کے وقت اس کے خون آلودہ کپڑے اس کے بدن سے اتارنا ۔ ایک نہایت رنج دہ اور دل کو صدمہ دینے والا فعل ہوتا ہے ۔ اور کپڑا اترنے سے زخم کے نظر آنے سے تو اور بھی دل پر رقت طاری ہوتی ہے ۔ زخموں سے جو خبر نہیں کہاں کہاں ہوں ۔ میت کی بے پردگی ہوتی ہے ۔ جب غسل دیتے ہیں ۔ تو بعض دفعہ خون بند ہونے میں نہیں آتا ۔ اور بند ہو کر جم گیا ہو تو بدن سے اس کا اتارنا دشوار ہو جاتا ہے ۔ علاوہ اس کے جب ایسی حالت میں میت کو گھر میں لایا جائے تو اسے دیکھ کر متعلقین کا رنج و غم بہت زیادہ ہو جاتا ہے ۔ جو ان کی آسائش میں بہت فرق لاتا ہے ۔ اس لئے فرمایا ۔ کہ شہید کو مقتل میں ہی اپنے ہی کپڑوں میں بغیر غسل کفن کے دفن کر دو +

۶۸۴ ۔ ایک صحابی (شام کے وقت یا اس سے پیچھے) فوت ہو گیا ۔ لوگوں نے اسے ناقص کپڑے کا کفن دے کر رات رہی) کو دفن کر دیا ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر ہوئی ۔ آپ نے تنبیہ کی ۔ کہ رات کے وقت کسی کو دفن نہ کیا جائے ۔ مگر مجبوری کی صورت میں ۔ پھر بھی نماز جنازہ پڑھ لی جائے ۔ اور فرمایا ۔ کہ جب تم اپنے بھائی کو کفن دو ۔ تو اچھا کفن دو +

۶۸۵ ۔ قبر گچ کرنے اور اس پر عمارت بنانے ۔ بیٹھنے اور لکھنے کو اور اسے پامال کرنے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا +

(ف) اس حدیث سے ظاہر ہے ۔ کہ قبر کا نشان مستقل طور پر نہیں رہنا چاہیئے ۔ کیوں کہ اس سے ایک تو لواحقین کا غم دیکھنے کے وقت تازہ ہو جاتا ہے ۔ جس سے اُن کی زندگی میں تلخی واقع ہوتی ہے ۔ دوسرے قبر پر بیٹھنے تک بھی بعض صورتوں میں نوبت پہنچ جاتی ہے علاوہ اس کے اگر سب مُردوں کی قبریں پختہ بنائی جائیں تو زندوں کے واسطے زمین پر جگہ کا ملنا دشوار ہو جاتا ۔ اور اگر کوئی اس غرض سے کہ اس کے باپ یا بیٹے کا نشان رہ جائے ۔ پختہ قبر بنوائے بھی تو وہ کب تک قائم رہ سکتی ہے :۔ ؎

نہ ہے قبر دارا نہ گور سکندر ۔۔۔ مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

مصحفی نے اس مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے :۔ ؎

مل گئے خاک میں کیا کیا نہ دفینان بزرگ ۔۔۔ نہ وہ لوحیں نہ حجر نہ مزاریں وہ رہیں

۶۸۶ - مدینے والوں کی قبروں کے پاس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا۔ آپ نے ان کی طرف اپنا رخ کیا۔ اور کہا اے قبروں والو۔ تم پر امن ہو۔ خدا تمہیں بخشے۔ اور ہمیں بھی۔ تم ہمارے آگے گئے۔ اور ہم پیچھے آئیں گے :- ؎

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یہاں سب یار بیٹھے ہیں۔
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں۔ (انشا)

۶۸۷ - جو شخص مرے ہوئے بچے والی عورت کے ساتھ تعزیت کرے اسے جنت میں چادر پہنائی جائے گی۔ اور ایک دوسری حدیث میں ہر مصیبت زدہ کے ساتھ تعزیت کرنے کا یہی اجر درج ہے :- ؎

ز ہجران طفلے کہ در خاک رفت ۔۔۔ چہ نالی کہ پاک آمد و پاک رفت ؟

(اُس لڑکے کی جدائی سے جو مٹی کے تلے چلا گیا۔ تو کیا روتی ہے کہ پاک آیا اور پاک چلا گیا) ؟

۶۸۸ - جب جعفر کی موت کی خبر آئی۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جعفر کے کنبے کے واسطے کھانا تیار کرو۔ کیوں کہ ان پر ایسی آفت آئی ہے۔ جو انہیں مصروف رکھے گی۔

(ف) میت والے لوگ نہائت رنج و غم میں ہوتے ہیں۔ انہیں لوگوں کی آمد و رفت کی وجہ سے کھانا پکانے کی فرصت نہیں ملتی۔ نہ اُن کا دل چاہتا ہے۔ کہ وہ کھانا پکائیں۔ اس واسطے فرمایا۔ کہ لواحقین تین دن تک اپنے گھر سے کھانا تیار کر کے ماتم والے گھر میں لے جائیں اور انہیں کھلائیں۔ مقابلہ کیا جائے۔ اس بے رحمی اور بیہودہ رسم سے جو بعض اقوام اور علاقوں میں مروج ہے۔ کہ جب ایک شخص کا دم برابر ہوا۔ اسی وقت دیگیں چڑھا دیں۔ اور میت کو جب اُٹھایا۔ جب ایک کثیر تودہ طعام کا تیار ہو گیا۔ اور متعلقین میں سے کچھ لوگ جنازے کے ہمراہ ہو لئے۔ اور کچھ کھانا تقسیم کرنے میں مصروف ہو گئے۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ (آنکھوں والو! عبرت پکڑو)

۶۸۹ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے پاس سے نکلے۔ فرمایا۔ (اس کی روح) آرام پانے والی ہے۔ یا آرام دینے والی۔ ؟ لوگوں نے پوچھا۔ یا (رسول اللہ) آرام پانے والی۔ اور آرام دینے والی کے کیا معنے ؟ فرمایا۔ ایمان دار آدمی (مر کر) دنیا کے دکھ درد سے آرام پا جاتا ہے اور شریر آدمی (کے مرنے) سے بندے۔ بستیاں۔ درخت اور جانور آرام پاتے ہیں :- ؎

ظالمے را خفتہ دیدم نیم روز ۔۔۔ گفتم ایں فتنہ است خوابش بردہ بہ

آں کہ خوابش بہتر از بیداری است   آں چناں بد زندگانی مُردہ بہ (سعدی)

(ایک ظالم کو میں نے دوپہر کو سوئے ہوئے دیکھا۔ میں نے کہا یہ فتنہ ہے اس کا سونا ہی بہتر ہے) (جس کا سونا اس کے جاگنے سے بہتر ہے۔ ایسی بری زندگی والا مرا ہوا بہتر ہے)

۶۹۰- میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں۔ اس کے لواحق۔ اس کا مال۔ اور اس کے اعمال۔ پس دو تو واپس آجاتے ہیں۔ اور ایک پیچھے رہ جاتی ہے۔ یعنے لواحق اور مال واپس آجاتے ہیں۔ اور اعمال پیچھے رہ جاتے ہیں +

(ف) مال سے مراد توشہ اور ساماں ہے۔ جو اکثر دفعہ بعض مُردوں کے ساتھ بھیجا جاتا ہے خاص کر اس موقعہ پر جب کہ کوئی بوڑھا شخص فوت ہو جاتا ہے +

خواجہ حالی نے اس حدیث کا ترجمہ حسب ذیل کیا ہے:۔

کہا چھوڑ دیں گے سب آخر رفاقت   ہوں فرزند و زن اس میں یا مال و دولت
نہ چھوڑے گا پر ساتھ ہرگز تمہارا   بھلائی میں جو وقت تم نے گزارا

۶۹۱- کوئی ایسا شخص نہیں ہے۔ کہ مرے اور پشیمان نہ ہو۔ اگر وہ نیک ہو تو اس بات پر پشیمان ہوتا ہے۔ کہ کیوں زیادہ نیکی نہ کی۔ اگر بد ہے تو اس بات پر پشیمان ہوتا ہے۔ کہ کیوں (بدی) سے باز نہ رہا +

(ف) مصحفی نے اس مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے:۔

نہ گیا کوئی عدم کو دل شاداں لے کر   یہاں سے کیا کیا نہ گئے حسرت وارماں لے کر

ایک اور استاد نے اس خیال کو اور طرز میں ظاہر کیا ہے:۔

سودا جہان میں آکے کوئی کچھ نہ لے گیا   جاتا ہوں ایک میں دل پُر آرزو لیئے

۶۹۲- جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ سوائے تین (عملوں) کے (کہ وہ جاری رہتے ہیں) (۱) صدقہ جاری (مثلاً تعمیر پل۔ مسجد۔ چاہ۔ اور مہمان سرائے) (۲) علم جس سے خلق کو فائدہ پہنچے (جیسے شاگرد لائق یا کسی مفید کتاب کی تصنیف) (۳) نیک بخت بیٹا جو اس کے واسطے دعا کرے +

(ف) سعدی نے اس حدیث کے پہلے حصہ سے اس طرح اقتباس کیا ہے:۔

نمرد آں کہ ماند پس از وے بجا   پل و مسجد و چاہ و مہمان سرائے

(نہیں مرا وہ شخص جس کے پیچھے پل۔ مسجد۔ کنواں یا سرائے قائم رہے)

ذوق نے اس مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے :- ؎

نام منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا　　پل بنا چاہ بنا مسجد و تالاب بنا

مسجد

۷۹۳ - جس نے مسجد تعمیر کی اس غرض سے کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرے - اس کے واسطے اللہ تعالٰی جنت میں گھر تیار کرتا ہے *

۷۹۴ - میری امت کے ثواب مجھے دکھائے گئے - (ان میں اس) خس و خاشاک (کا) بھی تھا جو آدمی مسجد سے نکالتا ہے *

۷۹۵ - جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو مسجد بنانے کے واسطے زمین کا ایک ٹکڑا لیا - جہاں ایک باغ تھا - جس میں کھجوروں کے درخت اور مشرکوں کی قبریں تھیں - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا - کھجوریں کاٹی گئیں - اور قبریں اکھاڑی گئیں - اور ویران زمین ہموار کی گئی *

(ف) ضرورت کے واسطے قبروں کو ہموار کر کے اس زمین کا استعمال کسی اور مفید کام کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جائز قرار دیا *

ن - نکاح

۷۹۶ - ایک آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا - اور کہا کہ مجھے ایک عورت ملتی ہے - جو خاندانی اور خوب صورت ہے - مگر بانجھ ہے - کیا میں اس کے ساتھ نکاح کر لوں ؟ آپ نے فرمایا نہ - پھر وہ دوسری دفعہ آیا - جب بھی آپ نے منع کیا - پھر وہ تیسری بار آیا - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - پیار کرنے والی اور جننے والی عورتوں سے نکاح کرو - کہ تمہاری کثرت سے میں اور امتوں پر فخر کروں گا *

(ف) اصل اور ابتدائی غرض نکاح کی انسان کی نسل کی ترقی ہے - اور باقی سب غرضیں دوسرے درجہ کی ہیں - پس جب نکاح سے پیشتر ہی معلوم ہو جائے - کہ اصل غرض پوری نہیں ہوگی - تو اس نکاح سے کیا حاصل - بیشک فی زماننا مغربی مہذب قوموں میں بعض لوگ اس خیال کے پیدا ہو گئے ہیں - جو نکاح کی اصل غرض کی پروا نہ کر کے بیاہ نہیں کرتے - کہ کیوں عمر بھر

جنجال میں پھنسے رہیں - اور نہایت مذموم برائیوں کے مرتکب ہوتے ہیں - منجملہ ان برائیوں کے ایک یہ ہے - کہ مرد کو متاہل ہونے کے بوجھ سے کنارہ کش ہوتے دیکھ کر عورت نے بھی نہ صرف بچہ پروری بلکہ بچہ کشی کی تکالیف سے بچنے کا چارہ کر لیا ہے - اور ایسے چاروں کی سائنس نے آج کوئی کمی نہیں رہنے دی - مگر ایسے طریق قانون قدرت کے خلاف ہیں - اور اسی لئے دنیا کا کوئی مذہب ان کی منظوری نہیں دیتا - سب سے زیادہ اس قسم کی برائیاں فرانس میں وقوع میں آتی ہیں - جو سب سے زیادہ مہذب ملک سمجھا جاتا ہے - اور ناظرین نے اخبارات میں دیکھا ہوگا - کہ وہاں کی گورنمنٹ اپنے ملک میں انسان کی نسل کی ترقی میں بہت نمایاں کمی دیکھ کر بچوں کی پیدائش میں اضافہ کرنے کی تدابیر کر رہی ہے - ایک ان میں سے ذیل کا مسودۂ قانون ہے "جو شخص تین سے کم بچے چھوڑ کر مر جائے - اس کی جائیداد کے ایک حصہ پر سرکار قابض ہو جائے گی - اور وہ تین یا زیادہ بچوں والے لوگوں میں تقسیم کیا جائے گا"

بچہ پروری کا انتظام تو پہلے ہی عرصہ سے ہو رہا ہے - اور وہ یہ ہے - کہ جب کسی عورت کے ہاں ایسا بچہ پیدا ہوتا ہے - جسے وہ رکھنا یا ظاہر کرنا نہیں چاہتی - تو وہ اسے قریب ترین بچہ خانہ میں لے جاتی ہے - جس کے سب سے پہلے کمرے میں ایک گہوارہ لٹکا ہوا ہوتا ہے - اور کوئی شخص سامنے نہیں ہوتا - بے رحم ماں بچے کو گہوارہ میں لٹا کر گھنٹی بجا دیتی ہے - جو گہوارے کے پاس ہی ہوتی ہے - اور آپ باہر چلی جاتی ہے - گھنٹی کے بجتے ہی اندر سے دائہ آ جاتی ہے - اور بچے کو سنبھال لیتی ہے - یہ تجویز اچھی ہے - بمقابلہ اس انجام کے جو ایسے بچوں کا اس ملک میں ہوتا ہے - کہ صبح کے وقت نہروں اور نالیوں کی سطح پر کپڑے میں لپیٹے ہوئے بہتے پائے جاتے ہیں - مگر یہ کبھی کبھار - اور وہ روز کی بات ہے - اور اس لئے بدکاری کے لئے نہ صرف روک نہیں - بلکہ ترغیب ہے +

۶۹۷ - دنیا فائدے حاصل کرنے کی چیز ہے - اور اس کا بہترین فائدہ نیک عورت ہے +

۶۹۸ - کار خیر کا ذکر ہو رہا تھا - تو فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسے خزانہ سے مطلع نہ کروں جو سب سے اچھا ہے ؟ اور وہ نیک عورت ہے - کہ جب اس کا شوہر اس کی طرف دیکھتا ہے - تو وہ اسے خوش کر دیتی ہے - اور ہر کام میں جو وہ کہے - اس کی تابعداری کرتی ہے - اور جب وہ باہر جاتا ہے - تو اس کے گھر کی حفاظت کرتی ہے +

(ف) نیک بخت عورت خاوند کی راحت اور آسائش اور اس کے گھر کی آبادی کا موجب ہوتی

ہے۔ اگر عورت پسندیدہ خصال کی نہ ہو تو مرد کے لئے بڑی بھاری مشکل کا سامنا ہوتا ہے۔ چنانچہ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔ ؎

زنِ بد در سرائے مردِ نکو ہم دریں عالم است دوزخ او

(نیک آدمی کے گھر میں بری عورت۔ اُس کے لئے اسی جہان میں دوزخ ہے)

۶۹۹۔ عورت سے اس کی چار خوبیوں کے لئے نکاح کیا جاتا ہے۔ (۱) اس کا مال (۲) اس کا گھرانہ یا شرافت (۳) اس کا حسن (۴) اور اس کا دین۔ پس تو دین والی عورت کو حاصل کر۔ (ورنہ) تیرے ہاتھوں پر خاک۔

(ف) ہم مذہب اور پابند مذہب۔ عورت سے نکاح کرنا چاہیے۔ اگر ایسا نہیں تو میاں بیوی میں بسا اوقات لڑائی جھگڑا اور بدمزگی رہے گی۔ اور اولاد تو خواہ مخواہ لامذہب ہوگی۔ جو شخص لامذہب ہے۔ وہ اخلاق کے کسی ضابطہ کا پابند نہیں۔ اور جو اخلاق کے کسی ضابطہ کا پابند نہیں۔ اُس کا وجود ابنائے جنس کے لئے وبال ہے۔

۷۰۰۔ جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ جب میں نے نکاح کیا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو نے کس سے نکاح کیا؟ میں نے کہا اس عورت سے جو پہلے خاوند دیکھ چکی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کیوں نہ کنواری عورت سے کیا۔ کہ تو اُس کے ساتھ کھیلتا اور وہ تیرے ساتھ کھیلتی۔

(ف) معلوم ہوتا ہے۔ کہ جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ پہلا نکاح تھا۔ جوان آدمی کی پہلی شادی کنواری عورت سے ہو تو بہتر ہے۔

۷۰۱۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ (اس بات سے) کہ کوئی مرد (نکاح کا) پیغام اپنے بھائی کے پیغام پر بھیجے۔ بشرطیکہ پہلے پیغام بھیجنے والا پیشتر ہی (اپنا خیال) چھوڑ دے یا دوسرے کو (پیغام بھیجنے کی) اجازت دے دے۔

۷۰۲۔ جب تم میں سے کوئی نکاح کا پیغام کسی عورت کے پاس بھیجے۔ اگر ممکن ہو کہ اُس کا چہرہ مہرہ دیکھ سکے۔ جس سے اُس کو اس سے نکاح کرنے کی رغبت ہو تو چاہیئے کہ دیکھ لے۔

۷۰۳۔ ایک آدمی نے ایک انصاری عورت سے نکاح کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا۔ کہ کیا تو نے اس عورت کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا جا اسے دیکھ لے۔ کیوں کہ انصار کی آنکھ میں (کبھی کبھی) کوئی نقص ہوتا ہے۔

(ف) مغربی قوموں میں شادی سے پہلے مرد اور عورت میں جو کورٹ شپ ہوتی ہے (یعنے شادی کے متعلق لڑکی لڑکے کا میل جول) اس کی منظوری تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں دی - اسلامی احکام اور مشرقی اخلاق اسے جائز نہیں رکھتے - مشرقی لوگ سیدھے سادھے ہیں - وہ اپنے کام سادہ اور قدرتی طور پر سرانجام دیتے ہیں - اور اس میں اچھی کامیابی حاصل کرتے ہیں - ان کے ہاں لڑکی اور لڑکے کے والدین اور دوسرے تعلق دار رشتہ ناطہ کے وقت اس قدر چھان بین کر لیتے ہیں - کہ کورٹ شپ کی حاجت نہیں رہتی - ہاں جس قدر دیکھ بھال کی ضرورت ہے - اس کی اس حدیث اور پچھلی حدیث نے اجازت دے دی ہے ٭

۷۰۴ - نکاح کو مشتہر کرو - دفیں بجاؤ - اور اُسے مسجدوں میں بیٹھ کر پڑھو ٭

۷۰۵ - نکاح کے وقت دف اور آواز (گانا) اس کے حلال اور حرام ہونے میں فیصلہ کر دیتا ہے ٭

(ف) دیکھو حدیث نمبر (۵۲۲) - (غنا)

۷۰۶ - بیوہ عورت دوسرے نکاح کے معاملے میں اپنی جان کا اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے کنواری عورت سے بھی (نکاح کے وقت) اجازت لینی چاہیئے - اور اُس کی خاموشی (جو اکثر حجاب کی وجہ سے اختیار کرنی پڑتی ہے) اُس کی طرف سے اجازت ہے ٭

۷۰۷ - ایک کنواری لڑکی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی - کہ میرے باپ نے میرا نکاح کر دیا - حالانکہ وہ مجھے ناپسند تھا - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار دے دیا ٭

(ف) اختیار دے دیا کا یہ مطلب ہے - کہ چاہے وہ اس نکاح کی پابند رہے - چاہے اسے فسخ کر دے - حدیث میں اس بات کا ذکر نہیں - کہ وہ لڑکی بالغہ تھی یا نابالغہ - قیاس چاہتا ہے - کہ بالغہ ہوگی - حدیث کے لفظ تو یہ ہی ہیں جو اوپر درج ہوئے - مگر محدثوں اور فقیہوں نے غالباً اس بنا پر کہ حضرت عائشہ کا نکاح ان کے والد ماجد نے سات سال کی عمر میں کر دیا تھا - بہت بحث کی ہے ایک گروہ کے نزدیک جس میں امام شافعی مالک اور احمد شامل ہیں - نابالغہ لڑکی کا نکاح اُس کے باپ اور باپ کے نہ ہونے کی صورت میں دادا کے سوا اور کوئی ولی نہیں کر سکتا - امام ابو حنیفہ اور بعض اور فقیہوں کی رائے ہے - کہ تمام ولی نابالغہ لڑکی کا نکاح کر سکتے ہیں - مگر جب وہ بالغہ ہوگی - تو اُسے اختیار ہوگا - کہ وہ اس نکاح کو فسخ کر دے - مگر ایک کثیر جماعت جس میں امام مالک اور شافعی شامل ہیں - اس پر متفق ہے کہ چھٹپن میں باپ کا کیا ہوا نکاح بالغہ ہو کر لڑکی کو

فسخ کرنے کا اختیار نہیں - کیوں کہ وہ اس کا ایسا خیر خواہ ہے - کہ اس سے نقصان کا احتمال نہیں -
رہا بالغہ لڑکی کا معاملہ وہ تو صاف ہے - کہ اس سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے ٭

۷۰۸ - عورتوں سے اُن کی بیٹیوں کے (نکاح کے) معاملے میں مشورہ کرو ٭

۷۰۹ - جب کوئی ایسا شخص تمہیں نکاح کا پیغام بھیجے - کہ تم اس کے دین اور خلق سے راضی ہو - تو اس کے ساتھ (اس کی مطلوبہ کا) نکاح کر دو - اگر تم نہیں کرو گے - تو ملک میں فتنہ اور فساد برپا ہو گا -

(ف) دین جس سے رضا کا ایما ہے - اس سے مراد اول ہم قوم یا ہم مذہب ہونا ہے - اور پھر پابند ہونا مذہب کا - اگر اس کے ساتھ اخلاق بھی پسندیدہ ہوں - تو نکاح کرنے میں تامل نہیں ہونا چاہیئے - ورنہ جانبین میں ناراضگی پیدا ہو جائے گی - اور وہ دور نزدیک کے رشتے داروں میں پھیل کر فتنہ و فساد کا موجب ہو گی - اور جو اشخاص اس قسم کے انکاروں سے کنوارے رہیں گے - جن بدیوں کے وہ مرتکب ہوں گے - وہ اس فساد میں اور زیادتی کریں گی اکثر لوگ دولت مند ہونا بھی شوہر کے لئے ایک ضروری وصف سمجھتے ہیں - مگر یہ وصف مستقل نہیں ہے - اور دین اور اخلاق کے مقابلے میں ہیچ ہے - اور اگلی حدیث میں خاندان اور دوسرے اوصاف کے معاملہ میں کنایۃً اس کی مذمت کی گئی ہے ٭

۷۱۰ - دنیاداروں کے لئے ذات صفات جسے وہ ملحوظ خاطر رکھتے ہیں - دولت ہے ٭

۷۱۱ - ہشام بن مغیرہ کے کنبہ کے لوگ مجھ سے اجازت مانگتے ہیں - کہ اپنی بیٹی کا نکاح علی ابن ابو طالب سے کریں - میں اجازت نہیں دیتا پر نہیں دیتا - الا - اس صورت میں کہ اگر علی ابن ابو طالب پسند کرے تو میری بیٹی کو طلاق دے دے اور اُنکی بیٹی سے نکاح کرے - کیونکہ میری بیٹی میرا لخت (جگر) ہے - جو چیز اُسے رنج دے وہ مجھے رنج دیتی ہے - اور جو چیز اُسے دکھ پہنچائے مجھے دکھ پہنچاتی ہے ٭

(ف) جو لوگ بے کھٹکے دو تین یا چار بیویاں رکھنے کو تیار ہو جاتے ہیں - یا وہ لوگ جو سمجھے بیٹھے ہیں - کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں چار بیویاں رکھنے کی عام اجازت ہے - انہیں اس حدیث اور اگلی حدیثوں کے مضمون سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے ٭

۷۱۲ - جس شخص کی دو عورتیں ہوں - اور وہ ان میں انصاف نہ کرے - قیامت کے دن اس کا اوپر کا دھڑ جھڑا ہوا ہو گا - یعنے نہ ہو گا - دوسری روائت ہے کہ جھکا ہوا ہو گا ٭

۷۱۳ - اپنی اولاد کو اندر ہی اندر قتل نہ کیا کرو - کیوں کہ دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ ہم بستر ہونا اس بچے کو (جب بڑا ہو کر سوار ہو) کمزوری کی وجہ سے (مقابلے کے وقت) گھوڑے سے گرا دیتا ہے +

۷۱۴ - جب کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے - اس شرط پر کہ اسے اس کے شہر سے باہر نہ لے جائے گا - پس اس کے واسطے جائز نہیں - کہ بغیر اس کی رضامندی کے اسے اُس کے شہر سے باہر لے جائے +

۷۱۵ - ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ ننگا بدن نہ لگائے (مبادا ایسا کرکے) پھر اُس کی تعریف اپنے خاوند کے آگے کرے - (اور ایسی کیفیت پیدا ہو جائے) کہ گویا وہ اسے دیکھتا ہے +

نذر یعنی منت

۷۱۶ - نذر یا منت آدمی کے نزدیک اس چیز کو نہیں لے آتی - جو اُس کے مقدر میں نہ ہو - لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے - کہ منت اور مقدر موافق ہو جاتے ہیں - اور اس طرح بخیل کا مال خرچ ہو جاتا ہے - جو وہ اپنی مرضی سے نہ کرتا +

۷۱۷ - جو ایسی منت مانے کہ اس میں خدا کی فرمان برداری کرے - اسے چاہیئے - کہ اسے (وقت پر) پورا کرے - اور جو ایسی منت مانے - کہ اس میں خدا کی نافرمانی ہو - اسے چاہیئے - کہ وہ اس سے باز رہے +

(ف) اس سے پہلی حدیث میں آیا ہے - کہ منت کا اثر کسی کام کے حسب مراد ہونے پر نہیں ہوتا لیکن اگر منت مانی جائے - اور وہ جائز فعل ہو - جیسے کسی کنوئیں - مسجد - یتیم خانہ وغیرہ پر مال خرچ کرنا تو کام ہو جانے پر وہ ادا کر دینی چاہیئے - کہ ایک تو وعدہ خلافی کی عادت نہ ہو - دوسرا ایک نیکی کا کام سرانجام پا جائے - اور اگر منت کا فعل ممنوع ہو - جیسے لڑکے سے بھیک منگوانا ناک پر پھینسی ہو تو اچھی ہونے پر چاندی کی ناک کسی خانقاہ پر چڑھانا وغیرہ - تو اُس سے باز رہنا چاہیئے - ایک اور حدیث میں جو پانچوں صحاح میں درج ہے - ایک عورت کے لئے جس نے منت مانی تھی - کہ ننگے پاؤں چل کر حج کرے - فرمایا کہ اگر تو چاہے تو بیشک سوار ہو کر سفر کر لے (ننگے پاؤں چلنا لاحاصل ہے)

۷۱۸ - ایک شخص کو دیکھ کر اس کا حال دریافت فرمایا - لوگوں نے کہا یہ ابو اسرائیل ہے - اس نے

منت مان رکھی ہے کہ دھوپ میں کھڑا رہے۔ اور سائے میں نہ آئے۔ روزہ رکھے اور رکھو لے نہیں۔ اور بات نہ کرے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے کہو کہ سائے میں آجائے۔ بات چیت کرے مگر اپنے روزے کو پورا کرے (یعنے صرف غروب آفتاب تک اس کے بعد کھائے پیئے)۔

(ف) اس حدیث سے ظاہر ہے کہ عبادت میں اپنے نفس کو بے جا تکلیف دینا درست نہیں +

۷۱۹ ۔ نیّت ۔ اعمال کے نتیجے نیت پر منحصر ہیں۔ اور ہر ایک مرد کے واسطے وہی ہے۔ جو اُس نے نیت کی۔ پس جس نے اللہ اور رسول کے واسطے ہجرت کی تو اُس کی ہجرت اللہ اور رسول کے واسطے ہو گئی۔ اور جس نے دنیا (کے فائدے) کی خاطر ہجرت کی۔ کہ اسے وہ میسر ہو یا کسی اور عورت سے نکاح کرنے کی غرض سے ہجرت کی۔ پس اس کی ہجرت اسی کے واسطے ہوئی۔ جس کے واسطے اُس نے کی + ہ

یاد رکھ یہ ہے حدیث معتبر ۔۔۔ پُر معانی گو بظاہر مختصر
نیتوں پر ہے عمل کا کل مدار ۔۔۔ ہو عبادت یا کوئی ہو اور کار (عارف)

نصیحت اور مشورہ

۷۲۰ ۔ جو شخص کسی چیز پر اس کا علم رکھنے بغیر فتوے دے۔ تو اس (کے مطابق کام کرنے) کا گناہ فتوے دینے والے پر ہے۔ اور جو اپنے بھائی کو کسی کام میں مشورہ دے۔ حالانکہ اسے معلوم ہو کہ یہ خلاف مصلحت ہے تو اُس نے اُس کی خیانت کی +

۷۲۱ ۔ جس سے مشورہ لیا جائے۔ وہ امانت دار ہے (یعنے دل کے اخلاص اور صداقت سے مشورہ دے۔ دغا فریب نہ کرے)۔ ہ

یاد رکھ یہ قول ختم المرسلین ۔۔۔ مؤتمن[1] ہے مستشار[2] اے مرد دیں
یعنے دشمن بھی صلاح آ کر جو لے ۔۔۔ چاہیئے اس کو صلاح نیک دے (عارف)

نوم یعنے نیند

۷۲۲ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا۔ فرمایا یہ لیٹنا شیطان کا لیٹنا ہے۔ خدا اسے پسند نہیں کرتا +

---

[1] مؤتمن ۔ امانت دار۔ [2] مستشار صلاح دینے والا۔

۷۲۳ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس چھت پر سونے سے منع فرمایا جس پر پردے نہ ہوں۔
(ف) بعض آدمی رات کو اٹھ کر بے خبری میں چلنے لگ جاتے ہیں۔ اور چھت سے گر جاتے ہیں
اندھیرا ہو تو ایسا بھی اتفاق ہو جاتا ہے۔ کہ کوئی پیشاب کرنے کے لئے اٹھا۔ اور چھت سے گر گیا۔
کسی وقت مرد ہو یا عورت اپنے گھر میں رات کو سونے کے وقت ستر کے مقاموں کو گرمی کی وجہ سے
کافی طور پر نہیں ڈھانپتے۔ اگر سویر ہو جائے اور وہ نہ اٹھے جیسا کہ بعض دفعہ ہوتا ہے۔ تو ہمسایوں کی
نظر پڑنے سے اس کی بے ستری ہوتی ہے۔ پس چھت پر پردوں کا ہونا ضروری ہے *

۷۲۴ - **نفاق** - چار (خصلتیں) ہیں۔ جس شخص میں ہوں وہ پکا منافق ہے۔ اور جس شخص
میں ایک ہی ان میں سے ہو۔ وہ اس ایک ہی (کی وجہ) سے منافق ہے۔ جب تک اسے نہ چھوڑ دے
اور وہ یہ ہیں (۱) جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے
(۳) جب عہد کرے تو اسے توڑ دے (۴) اور جب جھگڑے تو ناحق پر۔ ے

نیست در وعدہ منافق را وفا زاں نباشد در رخش نور وصفا (عطار)

(منافق وعدے کو پورا نہیں کرتا۔ اس لئے اس کے چہرے پر نور اور صفائی نہیں ہوتی)

(ھ) ہدیہ یعنے تحفہ

۷۲۵ - (آپس میں) تحفہ بھیجا کرو۔ کہ تحفہ دل کی کدورت کو دور کر دیتا ہے *

۷۲۶ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تحفہ قبول فرما لیتے تھے۔ اور اس کا بدلہ بھی دیتے تھے *

ہبہ و وصیت

۷۲۷ - کسی آدمی کے واسطے جائز نہیں۔ کہ اگر وہ کوئی چیز کسی کو عطا کرے یا بخشش کرے۔
تو بعد میں پھیر لے۔ سوائے باپ کے کہ وہ جو اولاد کو عطا کرے پھیر سکتا ہے۔ اور ایک روایت
ہے۔ کہ جو اپنا عطیہ یا ہبہ پھیر لے۔ وہ کتے کی مانند ہے جو اپنی قے چاٹ لے *

۷۲۸ - عثمان بن بشیر روایت کرتے ہیں۔ کہ میرا باپ مجھے ساتھ لے کر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور کہا یا رسول اللہ میں نے اپنے اس بیٹے کو یہ غلام
عطا کیا ہے۔ آپ نے پوچھا۔ کیا تم نے اپنے ہر ایک بیٹے کو ایسا عطیہ دیا ہے؟ اس نے کہا نہیں
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو اپنا عطیہ واپس لے لے *

(ف) اس حدیث میں جو حکم ہے۔ اس کی غرض عیان ہے۔ اگر عطیہ واپس نہ کیا جاتا۔ تو بھائیوں بھائیوں اور باپ بیٹوں میں فساد ہو جاتا۔

۷۲۹۔ مسلمان مرد کے لئے جس کے پاس کوئی چیز وصیت کے قابل ہو۔ درست نہیں کہ وہ دو راتیں متواتر گذار دے۔ اور وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔

(ف) زندگی کا بھروسہ نہیں۔ بسا اوقات ناگہانی موتیں ہو جاتی ہیں۔ اس واسطے جو شخص چاہتا ہے۔ کہ کوئی وصیت کرے اسے بہت جلد کرنی چاہیئے۔

۷۳۰۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا۔ کونسا صدقہ سب سے اچھا ہے؟ فرمایا۔ وہ صدقہ جو تو اس وقت دے۔ کہ تو تندرست ہو۔ مال جمع کرنا چاہتا ہو۔ اور مالدار ہونے کی خواہش رکھتا ہو۔ اور مفلسی سے ڈرتا ہو۔ اور صدقہ دینے میں توقف نہ کر۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تیرا دم حلق میں آجائے اور تو کہے فلانے کو اتنا دینا۔ حالانکہ وہ فلانے (وارث) کا ہو چکا۔ ؎

ہے سفر در پیش اس بستاں سرا سے غنچہ وار بائدھ تو رخت سفر غافل سفر سے پیشتر (ظفر)

برگ عیشے بہ گور خویش فرست کس نیارد زپس تو پیش فرست (سعدی)

(عیش کا سامان اپنی قبر میں آپ بھیج۔ کہ تیرے پیچھے کوئی تیرے پاس نہ بھیج سکے گا۔)

۷۳۱۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے (سن کر) میں نے دو باتیں یاد رکھی ہیں۔ (۱) کہ جب کوئی (یتیم) بالغ ہو جائے۔ تو پھر وہ یتیم نہیں رہتا (۲) اور خاموشی کا روزہ صبح سے رات تک (دن بھر کا) جائز نہیں۔

(ی) یمین یعنے قسم

۷۳۲۔ خدا تعالیٰ تمہیں منع فرماتا ہے۔ کہ باپ دادوں کی قسم کھاؤ۔ اگر کسی کو قسم کھانا ہو تو اسے اللہ تعالےٰ کی قسم کھانی چاہیئے۔ یا چپ رہنا چاہیئے۔

(ف) اس حدیث سے ظاہر ہے کہ کلمہ قرآن اور پیر و پیغمبر کی قسم کا جو رواج ہے۔ وہ شرعی طریق نہیں ہے۔ اس لئے ممنوع ہے۔

۷۳۳۔ جس پر شہادت یا کسی اور وجہ سے قسم کھانا لازم ہو جائے۔ اور وہ جھوٹی قسم کھائے تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔

۷۳۴۔ جو کوئی ایک بات پر قسم کھائے۔ بعد اس کے وہ دیکھے کہ دوسری صورت بہتر ہے۔

تو وہ اپنی قسم کو توڑ دے۔ اس کا کفارہ دے۔ اور وہ کام کرے جو بہتر ہو +

(**ف**) کفارہ دس آدمیوں کو کھانا کھلانا۔ یا کپڑا پہنانا۔ یا غلام کا آزاد کرانا۔ اور اگر یہ نہ ہوسکے تو تین دن کا روزہ ہے +

احادیث مشترکہ

۷۳۵ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا۔ کہ کون ہے۔ جو یہ باتیں دل سے سنے پھر ان پر عمل کرے۔ یا اور کو سکھائے۔ جو اس پر عمل کرے؟ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں (عمل کروں گا) پس میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور پانچ باتیں گن کر سنائیں۔ فرمایا (۱) حرام چیزوں سے پرہیز کر۔ کہ تو سب لوگوں سے زیادہ عبادت کرنے والا ہو جائے گا۔ (۲) جو تجھے اللہ کی طرف سے ملتا ہے۔ اس پر راضی رہو۔ کہ تو سب لوگوں سے زیادہ بے پروا ہو جائے گا (۳) اپنے ہمسائے کے ساتھ نیک سلوک کر۔ کہ تو ایمان دار ہو جائے گا (۴) لوگوں کے واسطے وہی پسند کر جو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ کہ تو مسلم ہو جائے گا (۵) اور زیادہ ہنسا نہ کر۔ کہ اس کی کثرت دل کو بجھا دیتی ہے۔

(**ف**) "سید انشاء اللہ خاں کہ لطائف و ظرافت سے کہ ایک چمن زعفران تھا۔ گل افشانی کر کے۔ محفل کو لٹا دیتے تھے" اخیر عمر میں بالکل افسردہ دل اور مجذوب کی طرح خاموش ہو گئے تھے۔ مولانا محمد حسین آزاد تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "ہر شخص جس قدر سانس یا جتنا رزق اپنا حصہ لایا ہے۔ اسی طرح ہر شے کہ جس میں خوشی کی مقدار اور ہنسی کا اندازہ بھی داخل ہے۔ وہ لکھوا کر لایا ہے۔ سید موصوف نے اس ہنسی کی مقدار کو جو عمر بھر کے لئے تھی۔ تھوڑے وقت میں صرف کیا۔ باقی وقت یا خالی رہا۔ یا غم کا حصہ ہو گیا" اس بیان سے ناظرین کے دل پر حدیث کے آخری حصہ کا مضمون خوب ذہن نشین ہو جائے گا +

۷۳۶ ۔ چار چیزیں رسولوں کی عادتوں میں سے ہیں (۱) حیا کرنا (۲) خوشبو لگانا (۳) نکاح کرنا (۴) اور مسواک کرنا +

(**ف**) بعض لوگ یہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ اپنے تن بدن کی آسائش کو نگاہ نہ رکھنا۔ بلکہ اس کو تکلیف دینا۔ اور شادی بیاہ نہ کرنا۔ خدا کا قرب حاصل کرنا ہے۔ جو شخص اپنے بدن کو ظاہری

غلاظت سے صاف رکھنا پسند نہیں کرتا۔ اُس کے دل کا پاکیزہ رہنا بھی دشوار ہے۔ اور متاہل نہ ہونے سے بسا اوقات جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی واسطے قریباً سب پیغمبر متاہل اور دنیادار ہوئے ہیں کہ خلقت خدا کو اپنے نمونے سے ثابت کر دکھائیں کہ خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے دنیا کو ترک کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ایسا کرنا خلاف فطرت ہے:۔

در عمل کوش و ہر چہ خواہی پوش تاج بر سر نہ و علم بر دوش (سعدی)

(عمل میں کوشش کر اور جو کچھ چاہے پہن (خواہ) سر پر تاج رکھ لے اور جھنڈا کندھوں پر)

۷۳۷۔ (کاموں میں) تحمل کرنا اللہ کی طرف ہے۔ اور جلدی کرنا شیطان کی طرف سے ہے۔

(ف) سعدی کا مصرعہ۔ کہ تعجیل کار شیاطین بود (جلدی کرنا شیطان کا کام ہے)۔ یہ اس حدیث کے پچھلے حصہ کا ترجمہ ہے +

۷۳۸۔ جو شخص خدا کا واسطہ دے کر تم سے پناہ مانگے اسے پناہ دو۔ اور کچھ مانگے تو اسے دے دو۔ اور جو تمہاری دعوت کرے اسے قبول کر لو۔ اور جو تمہارے ساتھ نیکی کرے۔ اسے اس کا بدلہ دو۔ اور اگر بدلہ دینے کی توفیق نہ رکھو۔ تو اُس کے حق میں نیک دعا کرو۔ یہاں تک کہ اس کا بدلہ اتار دو +

۷۳۹۔ ڈرو اللہ سے جہاں کہیں کہ تم ہو۔ اور بدی کے پیچھے نیکی کرو۔ کہ اُسے مٹا دے۔ اور لوگوں سے خوش خلقی سے پیش آؤ +

۷۴۰۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ کونسی چیز ہے۔ جس کی وجہ سے اکثر لوگ دوزخ میں جائیں گے؟ فرمایا منہ اور شرمگاہ۔ پھر انہوں نے پوچھا۔ وہ کونسی چیز ہے۔ جس کی وجہ سے اکثر لوگ جنت میں جائیں گے؟ فرمایا۔ خدا کا ڈر اور خوش خلقی +

۷۴۱۔ حسب (خاندان) دولت ہے۔ اور کرم پرہیزگاری ہے +

(ف) جس شخص کے پاس دولت ہوتی ہے۔ اس کے خاندان کی لوگ چنداں پروا نہیں کرتے۔ کہ اچھا ہے۔ یا برا۔ اور جو شخص کریم النفس ہو۔ اس کی ایسی ہی تعظیم ہوتی ہے جیسی پرہیزگار شخص کی +

۷۴۲۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا۔ کون شخص اوروں سے اچھا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ جس کی عمر لمبی ہو۔ اور عمل نیک ہوں۔ پھر انہوں نے پوچھا۔ کون بہت برا ہے؟

فرمایا۔ جس کی عمر لمبی ہو۔ مگر عمل برُے ہوں +

۷۴۳ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں بتلا نہ دوں۔ کون تم میں سے بہتر اور کون بدتر شخص ہے ؟ اور یہ تین بار فرمایا۔ لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہ فرمائیے۔ فرمایا۔ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے۔ جس سے نیکی کی توقع ہو۔ اور بدی کی نسبت اطمینان ہو۔ کہ وہ نہیں کرے گا۔ اور بدتر وہ شخص ہے۔ نہ جس سے نیکی کی توقع ہو۔ اور نہ بدی نہ کرنے کی نسبت اطمینان ہو

۷۴۴ ۔ دو خصلتیں ہیں۔ جس شخص میں یہ دونوں ہوں۔ اسے اللہ تعالیٰ شاکروں اور صابروں کی فہرست میں لکھے گا۔ اور جس میں یہ دونوں نہ ہوں اسے اللہ تعالیٰ نہ شاکروں اور نہ صابروں میں لکھے گا۔ جو شخص اپنے دین کا اس سے مقابلہ کرے۔ جو اس سے فائق ہے تو چاہیئے۔ کہ اس کی پیروی کرے۔ جو دنیاوی آسائشوں میں اس شخص سے مقابلہ کرے۔ جو اس سے کم تر ہے تو چاہیئے کہ اس فضیلت کا جو اللہ نے اسے دی ہے۔ شکریہ کرے۔ ؎

شکر نعمت ہائے حق ہے کن مدام   تا کند حق بر تو نعمت ہا تمام   (عطار)

(خدا کی نعمتوں کا ہمیشہ شکر کر۔   کہ خدا تجھ پر اپنی نعمتیں پوری کرے)

۷۴۵ ۔ ایک صحابی روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ نجات کیا ہے ؟ (یعنے کس طرح حاصل ہو سکتی ہے) آپ نے فرمایا اپنی زبان کو بند رکھو (یعنے بیہودہ نہ بکو) اپنے گھر میں قیام رکھو (یعنے آوارہ نہ پھرو) اور اپنے گناہوں پر رو (یعنے پھر ان کا مرتکب نہ ہو) ؎

خامشی را ہر کہ سازد پیشہ   گردد ایمن نبودش اندیشہ   (عطار)

(جو خاموشی کو اپنا پیشہ بنا لیتا ہے۔ وہ بے خوف ہو جاتا ہے   اور اسے کوئی اندیشہ نہیں رہتا)

۷۴۶ ۔ کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں۔ وہ شخص جو آگ پر حرام ہے۔ اور جس پر آگ حرام ہے۔ وہ شخص وہ ہے۔ جو لوگوں کے نزدیک ہوتا ہے۔ (اُن سے پرے پرے نہیں رہتا) اور نرم مزاج ہے۔

۷۴۷ ۔ جو شخص مر گیا۔ اور حال یہ کہ وہ تین چیزوں (۱) تکبر (۲) خیانت (۳) اور قرض سے پاک تھا۔ وہ جنت میں داخل ہو گیا +

۷۴۸ ۔ بغیر سختی اُٹھانے کے حلیم اور بغیر تجربہ کے حکیم نہیں ہو سکتا +

۷۴۹ ۔ تم میں سے کسی کو ڈھل مل یقین نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ کہے میں لوگوں کے ساتھ ہوں۔ اگر لوگ اچھا کام کریں گے۔ تو میں بھی اچھا کام کروں گا۔ اگر وہ برا کام کریں گے۔ تو میں بھی برا کام کروں گا۔ نہیں بلکہ اپنے دلوں کو ایک بات پر قائم کرو۔ اگر لوگ اچھا کام کریں۔ تو تم (بھی) اچھا

کام کرو۔ اور اگر لوگ برا کام کریں۔ تو اُن کی برائی سے کنارہ کرو +

(ف) یہ حدیث نہائت غور کے قابل ہے۔ ایسا اتفاق کم نہیں ہوتا۔ کہ بہت سے لوگ فرداً فرداً یہ کہہ کر۔ کہ جو خلقت کرے گی ہم بھی کریں گے۔ ضروری مشوروں اور کاموں میں شریک نہیں ہوتے۔ اور اس لئے بعض اوقات ان میں ناکامیابی کا موجب ہوتے ہیں۔ وہ اس بات کا خیال نہیں کرتے۔ کہ وہ خود خلقت کا ایک جز ہیں۔ اور خلقت ان سے باہر نہیں ہے اور اگر سب لوگ یہی رائے رکھیں۔ تو دنیا کے کام جو باہم مشورے سے ہوتے ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک بھی سرانجام نہ پا سکے۔ ہر ایک کام کے حسن و قبح پر غور کرکے اگر وہ اچھا ہے۔ تو ہر ایک شخص کو اپنی رائے پکی کرکے اس پر استقلال سے عمل کرنا چاہیئے۔ کہ یہی راستہ کامیابی اور ظفر حاصل کرنے کا ہے۔ ؎

مشکلے نیست کہ آساں نشود ‌ ‌ ‌ مرد باید کہ ہراساں نشود (سعدی)

(کوئی مشکل نہیں کہ آسان نہ ہووے۔ آدمی کو چاہیئے کہ ڈرے نہیں)

اور جب دو یا زیادہ آدمی کسی کام کے کرنے کا عزم کرلیں۔ تو پھر کیا ہے۔ وہ کیا کرایا تیار ہے۔ ؎

دو تن یک شود بشکنند کوہ را ‌ ‌ ‌ پراگندگی آرد انبوہ را (سعدی)

(دو آدمی ایک ہو کر پہاڑ کو توڑ دیتے ہیں۔ اور انبوہ کو پراگندہ کر دیتے ہیں)

۷۵۰ ۔ ایمان دار آدمی کو شایاں نہیں کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔ لوگوں نے پوچھا۔ وہ کس طرح اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے۔ تو فرمایا۔ کہ اس بلا میں ہاتھ ڈالے جس کے مقابلے کی اُسے طاقت نہ ہو +

(ف) ؎ دگر راہ گزندار ی طاقت نیش ۔ مکن انگشت در سوراخ کژدم (سعدی)

اگر تو ڈنک کی طاقت نہیں رکھتا ۔ تو بچھو کے بل میں انگلی مت ڈال)

۷۵۱ ۔ ایمان دار شخص بھولا بزرگ ہوتا ہے۔ اور گناہگار ہوشیار بخیل +

(ف) ایمان دار فن فریب سے بہ سبب اپنی سادگی اور دل کی صفائی کے واقف نہیں ہوتا اور برخلاف اس کے گناہگار ان باتوں میں ماہر ہوتا ہے +

۷۵۲ ۔ ایمان دار آدمی ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا +

۷۵۳ ۔ تین شخصوں سے اللہ تعالےٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا۔ نہ ان کی طرف دیکھے گا۔ نہ ان کو پاک کرے گا۔ اور انہیں دردناک عذاب ہوگا۔ (۱) وہ جو جنگل میں فالتو پانی

پر قابض ہو۔ اور مسافروں کو اُس کے استعمال سے روکے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے کہے گا۔ آج میں اپنا فضل تم سے روکوں گا۔ جیسے تو نے فالتو (پانی) جو تیرے ہاتھوں نے پیدا نہیں کیا تھا۔ (لوگوں سے) روکا تھا۔ (۲) وہ آدمی جس نے عصر کی نماز کے بعد (جو قسم کھانے کا وقت مقرر تھا) کسی آدمی کے پاس کوئی چیز بیچی اور بااقرار صالح قسم کھائی۔ کہ اس نے اس قدر قیمت اس پر خرچ کی تھی۔ اور حالانکہ اس نے وہ قیمت خرچ نہیں کی تھی۔ (۳) اور وہ آدمی جس نے کسی پیشوا کی بیعت کی۔ مگر بیعت محض دنیا (حاصل کرنے) کی غرض سے کی پس اگر اُس کے حسب منشا اسے کچھ مل گیا تو اس نے تابعداری کی۔ اور اگر نہ ملا تو نہ کی +

۷۵۴ – تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ کلام کرے گا۔ نہ اُن کی طرف دیکھے گا۔ نہ انہیں پاک کرے گا۔ اور انہیں دردناک عذاب ہوگا۔ اور یہ تین بار فرمایا۔ (۱) جو تکبر اور فخر سے اپنا تہ بند اس قدر نیچا رکھے۔ کہ وہ گھسیٹا جائے۔ (۲) خیرات کر کے احسان کرے۔ (۳) جھوٹی قسم کھا کر اپنی چیز بیچے +

(**ف**) تہ بند کے متعلق آگے لکھا جا چکا ہے۔ خیرات کر کے جتانے کی بابت یہ کہنا کافی ہے:-

سے جو احسان کر کے جتانے لگے ۔۔۔ وہ اپنے کئے کو مٹانے لگے

جھوٹی قسم کھا کر چیز بیچنے سے مراد فریب سے زیادہ قیمت حاصل کرنا ہے +

۷۵۵ – تین شخص ہیں۔ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر نہیں کرے گا۔ (۱) نافرمان فرزند اپنے ماں باپ کا (۲) عورت مردانہ بھیس اور رویہ والی (۳) اور دیوث یعنی بے غیرت اور بے حمیت آدمی۔ اور دوسری روایت ہے۔ کہ تین شخص جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ (۱) نافرمان فرزند اپنے ماں باپ کا (۲) دائمی شرابی (۳) اور احسان کر کے جتانے والا +

۷۵۶ – اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تین شخص ہیں۔ کہ قیامت کے دن میں ان کا دشمن ہوں گا + (۱) وہ جس نے مجھے ضامن دیا۔ اور پھر دغا کیا (۲) وہ جس نے آزاد شخص کو بیچا۔ اور اس کی قیمت کھائی (۳) اور وہ جس نے کسی مزدور سے مزدوری مقرر کی۔ پھر اُس سے پورا کام لیا۔ مگر مزدوری پوری نہ دی +

(**ف**) یہ حدیث ان لوگوں کے لئے غور طلب ہے جو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ مذہب اسلام نے غلامی کو جائز رکھا ہے۔ غلامی اسلام سے پہلے ہی مروج تھی۔ اور اسلام کے زمانے میں تو جنگ کے

قیدیوں پر ہی محدود ہو گئی تھی - مگر قرآن مجید میں ان قیدیوں کو چھوڑنے کی فضیلت کے حکم نے اس کو بھی نابود کر دیا - اور اس رسم کو مذموم قرار دینے اور بند کرنے کے واسطے اس حدیث کے لفظوں سے سخت تر الفاظ کا استعمال نہیں ہو سکتا تھا - غلام کے ساتھ حسن سلوک کی حدیثیں پہلے آ چکی ہیں - ان کا ملاحظہ ہو - اور اس مساوات پر غور کی جائے - جن کو غلام یا خادم کے ساتھ برتاؤ میں ملحوظ رکھنے کی ہدائت فرمائی گئی ہے - ان ہدائتوں کا یہ اثر ہوا - کہ حضرت عمر جن کی تقدیس اور تعظیم کا تصور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گدی نشین - اور شان وشوکت کا دنیا کا ایک عظیم الشان بادشاہ ہونے سے ہو سکتا ہے سفر میں باری سے اپنے خادم کو اونٹ پر چڑھاتے اور کشادہ پیشانی اور فراخ دلی سے اونٹ کی نکیل پکڑ کر عرب ایسے ملک کے جلتے بھلستے ریگستان میں آگے آگے چلتے -

مسلمانوں پر غلامی کے جائز رکھنے کے الزام کی ابتدا مغربی قوموں سے ہوئی ہے - مگر مقابلہ کیا جائے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اور ان کے جانشین کے عمل کا اس بے رحمی اور سختی کے قواعد اور قوانین سے جو یہ قومیں حبشیوں اور ایشیائی قوموں کے لئے امریکہ جنوبی افریقہ کینیا وغیرہ چاہ کے باغوں اور کھانڈ اور افیم کے کارخانوں میں مرتب اور نافذ کر رہی ہیں اور اپنی آسائش کی خاطر ابنائے جنس پر باوجود ان کی دوہائی پکار کے سختی اور تعدی کرنے سے باز نہیں آتیں - یہاں تک کہ ہندوستانی عیسائیوں نے اپنے ان ہم مذہبوں کے اس رویہ کو اپنے مذہب پر ایک قسم کا الزام سمجھ کر انہیں تعدی چھوڑ کر نرمی اور انصاف کی طرف رجوع کرنے کے واسطے میموریل بھیجا ہے - سچ کہا ہے :- ؎

ہر کسے ناصح برائے دیگراں ناصح خود یافتم کم اندر جہاں

(ہر ایک شخص دوسروں کو نصیحت کرتا ہے - اپنے آپ کو نصیحت کرنے والا دنیا میں کم ملتا ہے)

۷۵۷ - جو شخص میری خاطر اس چیز کا جو اس کے دونو جبڑوں کے بیچ میں ہے - یعنی زبان اور اس چیز کا جو اس کے دونو پاؤں کے درمیان ہے - یعنی شرم گاہ ضامن ہو - میں اس کے واسطے جنت کا ضامن ہوتا ہوں +

۷۵۸ - جب کوئی زنا کرتا ہے - تو اس وقت اس میں ایمان نہیں رہتا - جب کوئی چوری کرتا ہے تو اس وقت اس میں ایمان نہیں رہتا - جب کوئی شراب پیتا ہے تو اس وقت اس میں ایمان نہیں رہتا - اور جب کوئی ایسی قیمتی چیز اٹھا لیتا ہے - کہ لوگوں کی نظر میں اس کی

طرف ہو جاتی ہیں۔ تو اُس میں ایمان نہیں رہتا +

۷۵۹ - جب آدمی زنا کرتا ہے۔ تو اس کا ایمان اس سے باہر نکل جاتا ہے۔ اور اس کے سر پر چھتر کی طرح رہتا ہے۔ پس جب وہ (اپنے آپ کو بدی سے) کھینچ لیتا ہے۔ تو اُس کی طرف واپس آجاتا ہے +

۷۶۰ - جو شخص (کسی کے چھپے عیب لوگوں کو) سنائے یا (اپنی خوبیاں) دکھائے گا۔ اللہ تعالےٰ اُس کے چھپے عیب لوگوں کو سنائے اور دکھائے گا +

(ف) ؎ اے برادر پردۂ مردم مدر — تا ندرّد پردہ ات شخصے دگر (عطار)

(اے بھائی لوگوں کا پردہ مت پھاڑ۔ تا تیرا پردہ کوئی دوسرا نہ پھاڑ دے)

۷۶۱ - ظلم کرنے سے بچو۔ کیوں کہ ظلم قیامت کے دن (ظالم کے سامنے) اندھیرا ہو گا۔ اور بخیلی سے بچو۔ کہ بخیلی نے تم سے پہلوں کو ہلاک کیا۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے اپنے خون بہائے اور حرام چیزوں کو حلال کر لیا۔

۷۶۲ - آدمی کی بہت بری عادت ایک تو بے قرار کرنے والا بخل ہے۔ (کہ قلیل خرچ پر دوہائی پکار کرے) اور دوسری بزدلی دھڑکے والی +

۷۶۳ - وہ شخص ملعون ہے۔ جس نے کسی ایمان دار کو دکھ پہنچایا۔ یا اس کے ساتھ مکر یا فریب کیا +

۷۶۴ - جو کسی ایمان دار کو ضرر پہنچائے گا۔ خدا اسے ضرر پہنچائے گا۔ اور جو کسی ایمان دار کو سختی میں ڈالے گا۔ خدا اسے سختی میں ڈالے گا +

۷۶۵ - سب سے پہلے جو چیز انسان کی گندی ہوتی ہے۔ وہ اس کا پیٹ ہے۔ پس جس سے ہو سکے کہ اپنے پیٹ میں پاک ہی چیز ڈالے۔ اسے ایسا ہی کرنا چاہیئے + ؎

چوں شکم را پاک داری از حرام — مرد ایماں دار باشی والسلام (عطار)

(جب تو پیٹ کو حرام سے پاک رکھے گا۔ تو ایمان دار آدمی ہو جائے گا)

۷۶۶ - کوئی گناہ سرکشی اور قطع رحمی کی نسبت زیادہ تر سزاوار اس کے نہیں۔ کہ اس کے ارتکاب کرنے والے کو دنیا میں جلد سزا دی جائے۔ اور آخرت میں بھی اس کے واسطے عذاب جمع رہے +

(ف) سرکش شخص کو اس کی سرکشی کی سزا عموماً دنیا میں فوراً مل جاتی ہے۔ کہ جب کسی ایک شخص یا زیادہ اشخاص سے وہ سرکشی کرتا ہے۔ ان سے اُسے رنج و تکلیف پہنچتی ہے۔ ایسا ہی

حال قطع رحمی والے کا ہوتا ہے۔ کہ اس سے اس کے دل کو رنج و تکلیف پہنچتی ہے۔ جن سے قطع رحمی ہوئی ہے۔ وہ بھی اذیت دیتے ہیں۔ اور عوام کا طعن و تشنیع مزید براں +

۷۶۷ - خدا نے مجھے فرمایا ہے۔ کہ آپس میں) تواضع سے پیش آؤ۔ اور یہ نہ ہو۔ کہ ایک دوسرے پر زیادتی کرو۔ اور ایک دوسرے کی حقارت کے واسطے فخر کرو +

۷۶۸ - (دوزخ کی) آگ ہر فریبی۔ بخیل۔ اور احسان جتانے والے کے قریب ہے اور ایک روائت ہے۔ کہ فریبی بخیل اور احسان جتانے والا۔ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

۷۶۹ - کھاؤ۔ خیرات کرو۔ اور پہنو اس حد تک کہ فضول خرچی اور تکبر نہ کرو۔

۷۷۰ - سب سے بڑا بہتان یہ ہے۔ کہ آدمی اپنا باپ چھوڑ کر کسی اور کو اپنا باپ کہے۔ یا اپنی آنکھ سے دیکھنا اس چیز کا بتائے۔ جو اس نے نہیں دیکھی۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی بات بیان کرے جو آپ نے نہیں کہی +

(ف) اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی شخص کو باپ کہنا ایک قابل نفرین اور شرمناک فعل ہے اور ایسا فعل محض جھوٹی شیخی۔ اور لالچ کی خاطر کیا جاتا ہے۔ یہ دونو عادتیں بہت بری ہیں۔ مزید بریں باپ کی موجودگی میں بیٹا اگر کسی اور کو باپ کہے۔ تو جو رنج اور صدمہ باپ کو ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے جس قدر امن و آسائش سے بھی بیٹا بے نصیب رہے۔ اُس کے لئے کافی پاداش نہیں +

۷۷۱ - جن لوگوں میں خیانت (کی عادت) پیدا ہو جاتی ہے۔ اُن کے دلوں پر (مخالف کا) رعب پڑ جاتا ہے۔ جن لوگوں میں زنا پھیل جاتا ہے۔ اُن میں موت زیادہ ہونے لگتی ہے جو لوگ ماپ تول میں کمی کرتے ہیں۔ اُن کا رزق بند ہو جاتا ہے۔ اور جو لوگ ناجائز حکم کرتے ہیں۔ ان میں خونریزی پھیلتی ہے۔ اور جو لوگ عہد شکنی کرتے ہیں۔ خدا ان پر دشمن کو غالب کرتا ہے +

(ف) خیانت اور چوری کرنے والے کا دل اپنے زشت فعل سے ہمیشہ لرزاں و ترساں رہتا ہے۔ مشہور ہے۔ کہ "چور کی داڑھی میں تنکا" اور اس ڈر سے کہ اسے طعن و تشنیع کرے یا پکڑوا دے۔ وہ ہمیشہ اپنے مخالف سے گریزاں رہتا ہے۔ اور سامنے ہونے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

زناکار کئی صورتوں میں موت کا شکار ہوتے ہیں۔ گندہ امراض۔ رقابت کے حسد کی آگ

اور غیرت مند رشتے وار کے غصّے کی تیغ - ان میں سے چند ہیں - اور یہ اسباب نہ بھی ہوں تب بھی قدرت کے قانون - جیسے ہر ایک چیز کے ردی اجزا کو ہمیشہ زائل کرتے رہتے ہیں - اور اسی طرح ان ننگ خلق کے وجود کو بھی تباہ کر کے دنیا کو ان سے پاک کرتے رہتے ہیں -

ماپ تول میں کمی کرنے والے اپنا رزق آپ ہی بند کر لیتے ہیں - جو شخص ان کی دکان پر ایک دفعہ آجاتا ہے - پھر کبھی نہ وہ خود آتا ہے - نہ کسی اور کو آنے دیتا ہے - اور ان کی دکان - شبے ماند شبے دیگر نمے ماند (ایک رات رہی تو دوسری رات نہ رہی) -

ناجائز حکم کرنے والے اپنے مخالف پیدا کر لیتے ہیں - اور وہ خون ریزی کر کے اپنا انتقام لے لیتے ہیں -

عہد توڑنے والا بے اعتبار ہو جاتا ہے - کوئی اس پر بھروسہ نہیں کرتا - اس واسطے اس کی مدد نہیں کرتا - اور اس واسطے اس کا دشمن اس پر غالب آجاتا ہے *

۲ ۔ ۔ - اللہ تعالےٰ نے تین چیزیں تمہارے واسطے ناپسند رکھی ہیں (۱) قیل وقال (۲) دولت کا ضائع کرنا - (۳) اور بہت مانگنا یا پوچھنا *

(ف) لا حاصل باتیں فضول خرچی اور بے ضرورت مانگنا - یا پوچھ پاچھ کرنا نہیں چاہیئے -

۳ ۔ ۔ - اپنے بھائی کی تکلیف پر خوشی ظاہر نہ کر - کہ اسے خدا آرام دے گا - اور تجھے دکھ میں مبتلا کر دے گا *

۴ ۔ ۔ - تیرا کسی چیز کو چاہنا - تجھے اندھا اور بہرا کر دیتا ہے

(ف) جب کسی چیز کے ساتھ خاص اُنس ہو جاتا ہے - تو اُس کے عیب بھی صواب ہی نظر آتے ہیں - اسی واسطے اندھا اور بہرا فرمایا *

۵ ۔ ۔ - ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا - یارسول اللہ - کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے - حالانکہ نیک بخت لوگ بھی ہمارے درمیان ہوں گے ؟ آپ نے فرمایا - ہاں - جب ناپاک زانی لوگوں کی کثرت ہو جائے گی :-

شنیدم کہ بر مرغ و مور و دواں ‎ ‎ ‎ شود تنگ روزی ز فعل بداں ‎ (سعدی)

(میں نے سنا ہے - کہ پرندوں کیڑوں اور چوپائے درندوں کی روزی بھی برے آدمیوں کے برے کاموں کی وجہ سے تنگ ہو جاتی ہے) -

زبان کی آفتیں

۷۷۶ - جب انسان صبح اٹھتا ہے - تو اُس کے سب کے سب اعضا - زبان سے درخواست کرتے ہیں - اور کہتے ہیں - کہ ہمارا خیال کرکے خدا سے ڈرنا - کیونکہ ہم تیرے ساتھ ہیں - اگر تو سیدھی رہی - ہم بھی سیدھے رہیں گے - اور اگر تو ٹیڑھی ہو گئی - تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے ؛

۷۷۷ - سفیان بن عبداللہ کہتے ہیں - کہ میں نے عرض کیا - یارسول اللہ کوئی امر مجھے فرمایئے - کہ میں اس پر اچھی طرح کاربند رہوں ؟ آپ نے فرمایا - کہو میرا پالنے والا اللہ تعالےٰ ہے - پھر اس پر قائم رہو - میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا چیز زیادہ خطرناک ہے - جس کا آپ کو میری نسبت اندیشہ ہے ؟ آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا اس کا یعنے اپنی زبان کو قابو میں رکھو ؛

۷۷۸ - جو شخص اللہ اور عاقبت پر ایمان رکھتا ہے - اُسے چاہیئے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے - اور دوسری روایت ہے - کہ جو چپ رہا اس نے خلاصی پائی - ؎

خموشی معنئے دارد کہ در گفتن نمے آید

بطبعم ہیچ مضموں بہ ز لب بستن نمے آید

(خاموشی کے وہ معنی ہیں - کہ بیان کرنے میں نہیں آتے - میری سمجھ میں کوئی مضمون چپ رہنے سے بہتر نہیں ہے)

۷۷۹ - آدمی کے اسلام کی (ایک) خوبی (یہ) ہے - کہ جو لاحاصل بات ہو - اُسے چھوڑ دے

۷۸۰ - منافق کو سردار مت کہو - کیوں کہ اگر وہ سردار ہو جائے - تو تم خدا کو ناراض کر دو گے ؛

۷۸۱ - جو تقریر کا اس طرح پر پھیرنا سیکھے - کہ اُس سے لوگوں کے دل پھیر دے - قیامت کے دن اللہ اُس کی کوئی عبادت اختیاری ہو یا لازمی قبول نہیں کرے گا ؛

(ف) کلام کے پھیرنے سے یہ مراد ہے - کہ اس میں انسان ضرورت سے زیادہ تکلف کرے اور اسے آپ نے اس واسطے ناپسند کیا - کہ اس طرح اس میں جھوٹ اور مبالغہ اور ریا - اور بناوٹ داخل ہو جاتے ہیں - اور اس (وجہ سے) لوگوں کے دل پھر جاتے ہیں : ؎

آں کہ سعی اندر فصاحت مے کند چہرۂ دل را جراحت مے کند (عطار)

(جو شخص فصاحت میں کوشش کرتا ہے۔ وہ اپنے دل کے چہرہ کو زخمی کر دیتا ہے)

۷۸۲ - جو شخص جھگڑا چھوڑ دے۔ گو حق پر ہو۔ میں اس کے واسطے مضافات جنت میں جو جھوٹ کہنا چھوڑ دے خواہ ظرافت کے طور پر ہی کہہ رہا ہو۔ اس کے لئے جنت کے وسط میں۔ اور جو خوش خلق ہو اس کے واسطے جنت کے اعلےٰ درجہ میں۔ ایک گھر کا ضامن ہوں۔

۷۸۳ - یہ (ایک) گناہ ہی کہ تو ہمیشہ جھگڑتا رہے۔ تیرے لئے بہت ہے (کہ تیری جان عذاب میں رہے)۔

۷۸۴ - ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی نہ کہے۔ میں رمضان بھر (عبادت میں) کھڑا رہا۔ یا اس کے سارے روزے رکھے یہ مجھے معلوم نہیں۔ کہ اس سے زہد ظاہر کرنے کو ناپسند فرمانے سے غرض تھی)۔ یا یہ بتلانا۔ کہ سونا اور لیٹنا بھی ضروری ہے۔

۷۸۵ - زیادہ باتیں مت کیا کرو۔ کیوں کہ خدا کی یاد کے سوائے زیادہ بات کا کرنا دل کی سیاہی ہے۔ اور خدا سے زیادہ دور وہ شخص ہے۔ جو سیاہ دل ہو۔ ؎

ہر کرا گفتار بسیار ش بود دل درون سینہ بیمار ش بود (عطار)

(جو شخص بہت باتیں کرتا ہے۔ اُس کے سینہ میں بیمار دل ہوتا ہے)

۷۸۶ - چار (عادتیں) میری امت میں زمانہ جاہلیت کی ہیں۔ کہ لوگ انہیں نہیں چھوڑتے (۱) فخر کرنا اپنے خاندان کا (۲) عیب نکالنا اوروں کی نسل میں (۳) ستاروں سے مینہ مانگنا (یعنے ان کی گردش پر اس کا انحصار رکھنا)۔ (۴) اور (مردوں پر) نوحہ کرنا۔ (ف) اتنا عرصہ گذر گیا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ اب تک ان مذموم رسموں کو لوگوں نے ترک نہیں کیا۔ سوائے (۳) کے کہ سب مسلمانوں میں اب یہ بہت کم پائی جاتی ہے۔ یا نہیں ہے۔ باقی تین میں مرد عورت سب مبتلا ہیں۔ خاص کر عورتیں۔ اور نوحہ تو ان ہی کا حصہ ہے۔ اور نوحہ گر عورت کے واسطے سخت عذاب لکھا ہے۔

۷۸۷ - عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں۔ کہ ایک آدمی نے باہر سے آواز دے کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے (ملاقات کی) اجازت طلب کی۔ آپ بولے یہ (شخص) قوم کا برا بھائی ہے۔ جب وہ اندر آیا۔ آپ کشادہ پیشانی اور نرم کلامی سے پیش آئے۔ جب چلا گیا

میں نے کہا یا رسول اللہ جس وقت آپ نے اس آدمی کا آنا سنا۔ اس وقت ایسا ایسا کہا۔ جب آپ اس کے سامنے ہوئے تو کشادہ پیشانی رکھی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہ تو نے مجھے کب بدکلامی کرتے دیکھا۔

اللہ کے نزدیک قیامت کے دن مرتبے میں بہت بُرا شخص وہ ہوگا۔ جس کی بدگوئی سے ڈر کر لوگ اُسے (ملنا) چھوڑ دیں۔

(ف) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بہت وسیع تھے۔ آپ مخالفوں سے بھی مہر و مروت سے پیش آتے تھے۔ بہت لوگ آپ کے حسنِ اخلاق سے ہی متاثر ہو کر آپ کی رسالت پر ایمان لا کر آپ کی امت میں شامل ہو جاتے تھے۔ ؎

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش (سعدی)

(مہربانی کر کہ مہربانی سے بیگانہ بھی غلام ہو جاتا ہے)

۷۸۸ - میری ساری امت عافیت میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو اپنے پوشیدہ گناہوں کو (آپ) ظاہر کرتے ہیں۔

(ف) نہ خالق کے ڈر سے۔ کیوں کہ وہ تو ہر وقت حاضر و ناظر ہے۔ مگر خلقت کے ڈر سے لوگ عموماً چھپ کر گناہ کرتے ہیں۔ اور امن و امان سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ البتہ وہ لوگ جو ان گناہوں کو جو پوشیدہ ہو سکتے ہیں۔ کھلے بندوں کرتے ہیں۔ ان کی مجلس اور محفل میں کوئی عزت و منزلت نہیں ہے۔ ایسے ہی وہ لوگ جن کے پوشیدہ گناہ کا خلقت کو علم نہیں ہوتا۔ جب شیخی میں آ کر اپنے پوشیدہ گناہ آپ ظاہر کرتے ہیں۔ تو وہ لوگوں کی نظروں سے گر جاتے ہیں۔ حقارت و نفرت کا مرجع بنکر سب عزت اور وقعت کھو بیٹھتے ہیں۔ اور اس طرح عافیت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

متفرق حدیثیں

۷۸۹ - ایک رات کو مدینے میں ایک گھر جس میں کچھ لوگ رہتے تھے۔ جل گیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے حال سے خبر ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ یہ آگ تمہاری دشمن ہے۔ جب سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔

(ف) سونے کے وقت آگ کو بجھا دینا چاہیئے۔ اور احتیاط کرنی چاہیئے۔ کہ وہ کامل طور پر

بجھ جائے :۔ ؎

ذرۂ آتش چو شد افروختہ　　بینی از وے عالمے را سوختہ　　(عطار)

(آگ کا ذرہ جب بھڑک اٹھے۔ تو تو دیکھے گا۔ کہ ایک جہان کو جلا دے گا۔)

۷۹۰ - تم آدمیوں کو دیکھو گے۔ جیسے ایک سو اونٹ۔ کہ ان میں ایک بھی سواری کے لائق نہ ہو (ایسے ہی سو آدمیوں میں ایک بھی بہمہ وجوہ انسان کہلانے کے قابل نہ ہو) ؎

آنچہ بر جستیم و دیدیم کم کہ بسیار است و نیست
نیست جز انسان دریں عالم کہ بسیار است و نیست

(جس قدر کہ ہم نے تلاش کی۔ اور کم نظر میں آئے۔ کہ بہت ہیں اور نہیں ہیں)
(اس جہان میں انسان کے سوائے کچھ نہیں۔ کہ بہت ہیں۔ اور نہیں ہیں)

۷۹۱ - جس نے جنگل میں سکونت اختیار کی۔ وہ (علم اور عقل سے) خالی رہا۔ جو شکار کے پیچھے لگا۔ وہ غافل ہوا۔ اور جو بادشاہ کے دروازے پر آیا۔ وہ فتنے میں پڑا۔ اور جس قدر کہ آدمی پادشاہ کے نزدیک ہو جاتا ہے۔ اسی قدر خدا سے دور ہو جاتا ہے *

(ف) جنگل میں نہ مجلس نہ مکتب۔ علم اور عقل سے آپ ہی جواب ہے۔
شکار کی دھن لگ جائے تو پھر دین و دنیا کے کاموں سے ایسی فراغت ہو جاتی ہے۔ کہ گویا وہ شکاری کے واسطے بنے ہی نہیں۔ عالمگیر اورنگ زیب نے اپنے ایک بیٹے کو شکار کی عادت سے متنبہہ کرنے وقت لکھا تھا۔ کہ شکار کار بیکاراں است۔ یعنے جسے کوئی کام کاج نہ ہو۔ وہ شکار کی عادت ڈالے۔ اور دنیا میں کوئی ایسا بشر نہیں جسے کوئی کام کاج نہ ہو۔ اور اگر ہے تو وہ دنیا میں رہنے کے قابل نہیں *

پادشاہ کے ہاں جب کسی شخص کو دخل ہو جائے۔ تو اس کے واسطے بڑی آزمائش کا وقت ہو جاتا ہے۔ اس وقت ثابت قدم رہنا بڑی مردانگی کا کام ہے۔ بعض اوقات ایک طرف ایمان یا خوف خدا اور دوسری طرف پادشاہ کی خوشنودی ہوتی ہے۔ اور جو کمزور ایمان کے لوگ ہیں۔ انہیں سعدی کے اس مشہور قول پر عمل کرنا پڑتا ہے :۔ ؎

اگر شاہ روز را گوید شب است ایں　　بباید گفت اینک ماہ و پرویں

(اگر بادشاہ دن کو کہے۔ کہ یہ رات ہے۔ تو کہنا چاہیئے۔ کہ یہ دیکھو چاند اور ستارے ہیں)

؎ قربِ سلطاں آتشِ سوزاں بود (بادشاہ کی نزدیکی جلانے والی آگ ہے)　(عطار)

۹۲ - اگر تیری (عمر کی) مدت لمبی ہوئی - تو تو ایسے لوگ جلدی دیکھے گا - جن کے ہاتھوں میں گائے کے دم کی طرح ایک چیز ہوگی - وہ رات گذاریں گے - تو خدا کے غضب میں اور دن گذاریں گے تو خدا کے غضب میں - اور دو قسم کے دوزخی ہیں - کہ میں نے انہیں نہیں دیکھا ایک وہ لوگ کہ ان کے پاس گائے کے دم کی طرح کوڑے ہوں گے - کہ ان سے وہ لوگوں کو مارینگے دوسری عورتیں کہ کپڑے پہنیں گی - مگر ننگی ہوں گی - لوگوں کو اپنی طرف راغب کریں گی - اور آپ ان کی طرف رغبت کریں گی - ان کے سر اونٹ کے کوہان کی طرح ہوں گے - یہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی - اس کی ہوا تک نہ پائیں گی - اور اس کی ہوا بڑی بڑی دور سے آئے گی ‌+

(ف) اس سے پہلے کوئی حدیث جس میں پیشینگوئی ہو - درج نہیں کی گئی - یہ ایک ایسی پیشینگوئی ہے - جو دنیا میں آج کل صراحتاً نظر آ رہی ہے - اوائل میں کوڑا کچھی دربانوں کے ہاتھوں میں رہتے - جو مرور زمانہ سے تلوار اور بندوق سے بدل گئے ہیں - کوڑے والوں سے مراد چوبدار دربان ہیں - جو حاکموں کے دروازوں پر کھڑے رہتے ہیں - اور غریب داد خواہوں کو حاکم کے پاس نہیں پھٹکنے دیتے - اور ایسا اتفاق کم نہیں ہوتا - کہ زبان درازی سے دست درازی پر آ جاتے ہیں :- ؎

سگ و درباں چو یافتند غریب — ایں گریباں گرفت وآں دامن (سعدی)

(کتا اور دربان جب مسافر کو دیکھ پاتے ہیں - تو یہ گردن پکڑ لیتا ہے اور وہ کپڑا)

- یہ تو ایک درویش کا قول ہے - خود ایک بادشاہ نے بھی اس کی تصدیق کی ہے - چنانچہ ظفر کا شعر ہے - ؎

جاؤں کیوں کر ان کے میں در تک سگ و درباں ابھی
جیب و دامن کی اڑا کر دھجیاں لے جائیں گے

یہ جو فرمایا - دن رات غضب الٰہی میں گذاریں گے - اس سے مراد ہے - کہ دن رات اپنا ظالمانہ وغیرہ جاری رکھیں گے +

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے عدل و انصاف کے واقعات خاص کر اس صورت میں جب کہ وہ خود مدعا علیہ ہوتے - ایسے پُر تاثیر اور سبق آموز ہیں - کہ انہیں سن کر یہی خیال ہوتا ہے - کہ ان میں انسانی پیشہ نہ تھا +

خلیفہ ثانی حضرت عمر کا رعب و داب مشہور ہے۔ قیصر روم کا ایلچی جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اس کی اس وقت کی حالت عارف نے اس طرح بیان کی ہے۔ ؎

ڈیل میں تھا ایلچی گو پیل تن لیکن اس کا کانپ اٹھا تن بدن

روایت ہے۔ کہ ایک دن آپ منبر پر کھڑے ہو کر تقریر کر رہے تھے۔ سامعین میں سے ایک عامی کھڑا ہو گیا۔ اور کہا کہ ہم آپ کا خطبہ نہیں سنیں گے۔ جب تک میرے سوال کا جواب نہ دو۔ فرمایا۔ کہو کہ یمن سے جو چادریں آئی تھیں۔ جن لوگوں میں وہ تقسیم کی گئیں۔ ان سب کو ایک ایک ملی۔ اور ایک ہی آپ کے حصہ میں آئی۔ مگر آپ کا کرتا۔ اس کپڑے کا ہے۔ اور آپ جیسے لمبے آدمی کا کرتہ ایک چادر سے کس طرح ہو گیا۔ حضرت عمر رضؓ نے اپنے بیٹے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ عبداللہ اس کا جواب دے گا چنانچہ عبداللہ نے کھڑے ہو کر کہا۔ کہ میں نے اپنی چادر آپ کو دے دی تھی۔ اس پر عامی نے کہا۔ اچھا کہے چلو۔

خیر وہ تو پاک طینت لوگ تھے۔ ان کا کیا مقابلہ ہے؟

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کا ہمسایہ نوشیرواں عادل ملک ایران میں حکومت کرتا تھا۔ حکایت ہے۔ کہ اس عادل پادشاہ نے کچہری کے احاطے میں ایک بانس گڑوا کر اس کے ساتھ ایک گھنٹی بندھوا رکھی تھی۔ مستغیث اور دادخواہ آ کر اسے ہلاتا۔ اور نقیب آ کر اُسے پادشاہ کے سامنے لے جاتے۔ ایک دن جو گھنٹی کی آواز آئی۔ تو نقیب آ کر کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایک گدھا جس کی پیٹھ زخمی ہو رہی ہے۔ اپنا زخم بانس سے کھجلا رہا ہے۔ نقیب نے جا کر عرض کیا۔ کہ ایک گدھا بانس کے ساتھ اپنی زخمی پیٹھ رگڑ رہا ہے۔ حکم ہوا مالک بلایا جائے۔ وہ حاضر ہوا۔ اور اسے فہمائش کی گئی۔ کہ گدھے کو اپنے گھر لے جائے۔ اور اُس کی خوب خدمت کرے۔ اللہ اللہ ؎ بہ بین تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا۔ (دیکھو راہ کا فرق کہ کہاں سے کہاں تک ہے)

آج کل بالعموم حاکموں کے دروازے یا سامنے آنے پر مستغیثوں کو دھکے ملتے ہیں یہ بیان کرنا مقصود نہیں ہے۔ کہ ہندوستان میں ہی ایسا ہوتا ہے۔ نہیں ہر ملک میں روئے زمین پر انصاف کا ملنا مشکل اور گران ہوتا جاتا ہے۔ جوں جوں کسی ملک میں مغربی تہذیب اور تعلیم کی اشاعت ہوتی

جاتی ہے۔ دوں دوں وہاں انصاف کے ملنے میں دقت اور لاگت بڑھتی جاتی ہے۔ یہ دنیا کی عجیب ترقی ہے آزاد نے سچ کہا ہے ؎

زیادہ عقل زیادہ خراب کرتی ہے ؏ ثواب ہائے خدا کو عذاب کرتی ہے

عرصہ دس گیارہ سال کا ہوا۔ کہ ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جو بخارا میں کاروبار کرتے تھے۔ دریافت کرنے پر انہوں نے بیان کیا۔ کہ بخارا میں مقدمہ بازی نہیں ہوتی۔ صرف ایک عدالت (قاضی کی) ہے۔ اس کے واسطے بھی کافی کام نہیں ہوتا۔ لوگوں کو عدالت میں جاکر شہادت دینے سے اس قدر پرہیز اور نفرت ہے۔ کہ اگر کبھی کوئی شخص شہادت کے لئے جاتا ہے۔ تو شہر میں مشہور ہوجاتا ہے۔ کہ فلاں شخص آج شہادت دینے کے واسطے عدالت میں گیا ہے۔ اور ہر شخص یہی کوشش کرتا ہے۔ کہ جب گواہی دینے والا عدالت سے نکلے تو سب سے پہلے وہ اس کے منہ نہ لگے اگر باوجود احتیاط کرنے کے بائے بےخبری میں کسی کو ایسا اتفاق ہوجائے۔ کہ وہ شہادت دینے والے کے عدالت سے نکلتے ہی منہ لگ جائے۔ تو وہ ایک روپیہ کی روٹیاں خرید کر مساکین کو تقسیم کرتا ہے کہ اُس کے گناہ کا کفارہ ہو۔ اور اس کی بلا ٹل جائے۔

غرض اس سے مقدمہ بازی اور شہادت کو پیشہ بنانے کا روکنا ہے کہ اس میں جھوٹی گواہی دینے کی عادت کے ہوجانے کا احتمال ہے۔ ورنہ شہادت کا چھپانا یعنے سچی گواہی دینے سے انکار کرنا سخت گناہ ہے۔ ممکن ہے۔ شہادت دینے کے کفارہ کی رسم کی وجہ یہ ہو۔ کہ ابتدا میں جو کسی نے جھوٹی گواہی دی۔ اسے اس طرح ذلیل کیا گیا۔ اور پھر مخالف گواہ کو بھی رسوا کرنا شروع کیا گیا۔ اور رفتہ رفتہ ہر گواہ سے ایسا سلوک ہونے لگا۔

اس ملک میں بھی آج سے کچھ عرصہ پیشتر مقدمہ بازی نہیں ہوتی تھی۔ کسی کو حلف اٹھانے کے لئے کہا جاتا تھا۔ تو وہ اپنا دعوےٰ چھوڑنے کا نقصان برداشت کرلیتا۔ مگر حلف نہ اٹھاتا۔ اب بھی فرمائشی قسم اگر ایک فریق دوسرے کو عدالت میں دلوانا چاہے۔ یعنے یہ کہے کہ حریف اگر قسم کھائے تو میں اپنا حق چھوڑ دوں گا۔ اور حریف اس شرط کو مان لے۔ تو عدالت کے سارے احاطہ میں اس بات کا چرچا ہوجاتا ہے۔ اور بہت لوگ عدالت کے کمرے میں قسم کھانے کا عمل دیکھنے کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ مگر عام طور پر ہر روز لوگ خواہ مدعی ہوں خواہ مدعا علیہ خواہ گواہ۔ عدالتوں میں بیدھڑک قسمیں کھاتے رہتے ہیں۔ اور عدالتوں کے احاطوں میں ہر وقت ایسے شخص موجود رہتے ہیں۔ جن سے جو چاہو شہادت دلوالو۔ صرف ذرہ مٹھی گرم کردو +

مغرب مغرب ہے اور مشرق مشرق - پہلے کے قانون قواعد اور مراسم کو دوسرے کے باشندوں کی طبائع سے مناسبت نہیں - اور دو غیر جنسوں کو جب باہم ملایا جائے تو انجام جو ہوتا ہے - وہ سب کو معلوم ہے - چنانچہ مغرب اور مشرق ہر دو نے اب مان لیا ہے - کہ اس ملک میں مقدمات کے فیصل کرنے کا جو قدیمی طریق تھا وہی بہتر ہے - اور ویسی پنچائتیں مقرر ہو رہی ہیں - جو عدالتوں کا کام بہت ہلکا - اور انصاف کا ملنا بہت سستا اور آسان کر دیں گی *

لارڈ رونلڈ شے سابق گورنر بنگال نے لنڈن کی رائل سوسائٹی آف آرٹس کے ہندوستانی شق میں ہندوستان کی بے امنی پر لکچر دیتے ہوئے کہا - کہ ہندوستانیوں پر زبردستی وہ تہذیب نہیں ڈالنی چاہیئے - جس کی انہیں خواہش نہیں *

کپڑے پہن کر عورتوں کے ننگی رہنے سے مراد اس قسم کے لباس ہیں - جو آج کل مروج ہیں کہ ان میں سے بعض کے پہننے سے جسم کے ایسے حصے جان بوجھ کر ننگے رکھے جاتے ہیں - جن کے دیکھنے سے بدخیال لوگوں کے جذبات مشتعل ہوتے ہیں - یا ایسے باریک کپڑے پہنے جاتے ہیں کہ ان سے بدن بخوبی دکھائی دیتا رہتا ہے - اور اس طرح مردوں کو اپنی طرف راغب کرتی ہیں

سے دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی ۔ بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی (سعدی)

(دیدار دکھاتے ہو اور پرہیز کرتے ہو ۔ اپنا بازار اور ہماری آگ تیز کرتے ہو)

سر کو اونٹ کے کوہان کی طرح بنانے سے مراد بالوں کی مختلف قسم کی بناوٹیں اور سر کی اور آرائشیں - چوک (پنجابی زیور) چونڈا وغیرہ ہیں - جو آج کل بہت مروج ہیں - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ دو لوگ وہ یعنے ظلم پیشہ دربان اور یہ جمیت عورتیں نہ تھے - اس لئے آپ نے فرمایا - میں نے انہیں نہیں دیکھا *

۹۷۴ - (کچھ) اونٹ شیطان کے لئے ہوتے ہیں - اور (کچھ) گھر شیطان کے لئے ہوتے ہیں - اونٹ شیطان کے تو میں نے دیکھے ہیں - سو وہ ہیں - کہ تم میں سے کوئی عمدہ اونٹ جنہیں موٹا کیا ہوا ہو - لے کر نکلے - اور ان میں سے کسی پر سوار نہ ہو - اور اپنے بھائی کے پاس سے گذرے - جو تھک کر چلنے سے رہ چکا ہو - اور اُسے (بھی) سوار نہ کرے - اور شیطانوں کے گھر میں نے نہیں دیکھے - سوائے اُن گھروں کے جن (کی دیواروں) کو لوگ ریشم سے مزین کرتے ہیں -

(ف) جو موٹا تازہ اونٹ ہو اس پہ مالک نہ خود چڑھے - نہ کسی غریب مسکین تھکے ماندہ کو چڑھائے

تو وہ اونٹ اگر شیطان کے واسطے نہیں۔ تو پھر اور کس کے لئے ہے؟

ریشم ایک نہائت قیمتی چیز ہے۔ اور اس قدر اسراف کرنا۔ کہ اسے دیواروں پر لگانا۔ ایک شیطانی فعل ہے۔ وہی روپیہ اور ضروریات پر خاص کر مسکینوں اور یتیموں کی خبر گیری میں صرف ہو سکتا ہے۔

۷۹۴۔ دو نعمتیں ہیں۔ کہ ان میں اکثر لوگ نقصان اٹھاتے ہیں۔ ایک تندرستی دوسری کاروبار سے فراغت (یعنے ان کی قدر نہیں کرتے)۔

غنیمت ہے صحت علالت سے پہلے فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے (حالی)

۷۹۵۔ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ابن ابو طالب روائت کرتے ہیں۔ کہ آخری کلام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا۔ کہ نماز (پڑھو) نماز (پڑھو) اور اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو (یعنے اُن کے ساتھ ناحق نہ کرو)

انتخاب صحاح ستہ کا اُردو حصہ ختم ہوا

فہرست مضامین انتخاب صحاح ستہ

اگلے کالموں پر ہر ایک حدیث کے مضمون کے مقابل جو ہندسہ درج ہے اس سے اس کا نمبر مراد ہے نہ صفحہ -

تمت بالخیر

بسم الله الرحمن الرحيم

احاديث

اركان الايمان والاسلام والاعتصام والاقتصاد والامانة والامر بالمعروف والاسماء والامل والاجل وغيرها

١ - يخرج من النار من كان في قلبه مثقال ذرة من ايمان :- الترمذى

٢ - عجبا لامر المؤمن ان امره كله له خير وليس ذلك لاحد الا المؤمن ان اصابته سراء شكر فكان خيرا وان اصابته ضراء صبر فكان خيرا :- مسلم

٣ - ان فيك خصلتين يحبهما الله تعالى الحلم والاناة :- الخمسة

٤ - ثلث من فعلهن فقد طعم طعم الايمان من عبد الله تعالى وحده و علم انه لا اله الا الله واعطى زكوة ماله طيبة بها نفسه رافدة عليها كل عام ولم يعط الهرمة ولا الدرنة ولا المريضة ولا الشرط اللئيمة ولكن من وسط اموالكم فان الله لم يسألكم خيره ولم يأمركم بشره :- ابو داود

٥ - الايمان بضع وسبعون شعبة والحياء شعبة من الايمان :- الخمسة

٦ - سفيان بن عبد الله الثقفي رضي الله عنه قال قلت يا رسول الله قل لي في الاسلام قولا لا اسأل عنه احدا بعدك قال قل آمنت بالله ثم استقم :- مسلم

٧ - لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من والده وولده والناس اجمعين :- الشيخان والنسائي - وفي اخرى للنسائي رحمه الله تعالى احب اليه من ماله واهله :-

٨ - لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه :- الخمسة الا ابو داود -

٩ - من احب لله وابغض لله واعطى لله ومنع لله فقد استكمل الايمان :- ابو داود

١٠ - المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده والمؤمن من امنه الناس على دمائهم واموالهم - والمهاجر من هجر ما نهى الله عنه :- الخمسة الا الترمذى -

١١ - اذا رأيتم الرجل يتعاهد المسجد فاشهدوا له بالايمان فان الله تعالى يقول انما

يعمر مساجد الله من آمن بالله واليوم الآخر:۔ الترمذی

۱۲- مثل المؤمن مثل الزرع لا تزال الريح تميله ولا يزال المؤمن يصيبه البلاء ومثل المنافق كشجرة الأرز لا تهتز حتى تستحصد:۔ البخاری والترمذی

۱۳- مثل المؤمن كمثل شجرة خضراء لا يسقط ورقها ولا يتحات فقال هي النخلة:۔ الشیخان

۱۴- سألوه إنا نجد في أنفسنا ما يتعاظم أحدنا أن يتكلم به قال وقد وجدتموه قالوا نعم قال ذلك صريح الإيمان:۔ مسلم وابوداؤد

۱۵- قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في مجلس فقال تبايعوني على أن لا تشركوا بالله شيئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا النفس التي حرم الله إلا بالحق (وفي أخرى ولا تقتلوا أولادكم) ولا تأتوا ببهتان تفترونه بين أيديكم وأرجلكم ولا تعصوني في معروف فمن وفى منكم فأجره على الله تعالى ومن أصاب من ذلك أي غير الشرك شيئا فستره الله تعالى فأمره إلى الله تعالى إن شاء عفا عنه وإن شاء عذبه فبايعناه على ذلك الخمسة إلا ابوداؤد۔

بايعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم على السمع والطاعة في العسر واليسر والمنشط والمكره وعلى أثرة علينا وعلى أن لا ننازع الأمر أهله وعلى أن نقول بالحق أينما كنا لا نخاف في الله لومة لائم وفي أخرى أن لا ننازع الأمر أهله إلا أن تروا كفرا بواحا عندكم فيه من الله برهان:۔ الثلاثة والنسائی

۱۶- عن ابن عمر رضي الله عنهما قال كنا إذا بايعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم على السمع والطاعة يقول لنا فيما استطعتم:۔ ستة۔

۱۷- إني لا أصافح النساء إنما قولي لمائة امرأة كقولي لامرأة واحدة:۔ مالك والترمذی

۱۸- من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الإسلام من عنقه:۔ ابوداؤد

۱۹- فإني أنام وأصلي وأصوم وأفطر وأنكح النساء فاتق الله يا عثمان فإن لأهلك عليك حقا وإن لضيفك عليك حقا وإن لنفسك عليك حقا فصم وأفطر وصل ونم:۔ ابوداؤد

۲۰- إن لكل شيء شرة ولكل شرة فترة فإن صاحبها سدد وقارب فارجوه

وَاِنْ اُشِيْرَ اِلَيْهِ بِالْاَصَابِعِ فَلَا تَعُدُّوْهُ :- الترمذی

۲۱- يَا اَيُّهَا النَّاسُ خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَاِنَّ اللهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَاِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللهِ تَعَالٰى مَا دَامَ وَاِنْ قَلَّ :- الستۃ۔

۲۲- اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ :- ابوداؤد والترمذی۔

۲۳- مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ :- الخمسۃ الا البخاری۔

۲۴- اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَاْخُذُوْا عَلٰى يَدِهٖ اَوْشَكَ اَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ۔ مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ ثُمَّ يَقْدِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُغَيِّرُوْا فَلَمْ يُغَيِّرُوْا اِلَّا يُوْشِكُ اَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ تَعَالٰى بِعِقَابٍ :- ابوداؤد والترمذی۔

۲۵- وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِّنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهٗ فَلَا يَسْتَجِيْبُ لَكُمْ :- الترمذی۔

۲۶- اِذَا عُمِلَتِ الْخَطِيْئَةُ فِي الْاَرْضِ كَانَ مَنْ شَهِدَهَا فَاَنْكَرَهَا كَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا :- ابوداؤد

۲۷- اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْجِهَادِ كَلِمَةَ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ :- ابوداؤد والترمذی۔

۲۸- قَالَتْ صَفِيَّةُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَاَتَيْتُهٗ اَزُوْرُهٗ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهٗ ثُمَّ قُمْتُ لِاَنْقَلِبَ فَقَامَ مَعِيْ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ بَابَ الْمَسْجِدِ مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا رَاٰيَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْرَعَا فَقَالَ عَلٰى رِسْلِكُمَا اِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَى الدَّمِ وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يَّقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا شَرًّا اَوْ قَالَ شَيْئًا :- الشیخان وابوداؤد۔

۲۹- مَنْ عَمَّرَ اَرْضًا لَيْسَتْ لِاَحَدٍ فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا :- البخاری۔

۳۰- قَالَ لِلَقْحَةٍ تُحْلَبُ مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهٖ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ مَا اسْمُكَ فَقَالَ مُرَّةُ فَقَالَ لَهُ اجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهٖ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ مَا اسْمُكَ فَقَالَ حَرْبٌ فَقَالَ لَهُ اجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهٖ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ مَا اسْمُكَ فَقَالَ يَعِيْشُ فَقَالَ احْلُبْ :- مالک

۳۱- ما اسمك قال أصرم قال بل أنت زرعة :- ابو داود-

۳۲- خط رسول الله صلى الله عليه وسلم خطا مربعا وخط خطا في الوسط وخط خطا خارجا منه وخط خطوطا صغارا إلى هذا الذي في الوسط من جانبه الذي في الوسط وقال هذا الإنسان وهذا أجله محيط به أو قد أحاط به وهذا الذي هو خارج أمله وهذه الخطوط الصغار الأعراض إن أخطأه هذا نهشه هذا :- البخاري والترمذي

الباب ۴ كتاب البر بر الوالدين والأولاد والأقارب واليتيم والشفقة

۳۳- جاء رجل فقال يا رسول الله من أحق الناس بحسن صحابتي قال أمك قال ثم من قال أمك قال ثم من قال أمك قال ثم من قال أبوك ثم أدناك فأدناك :- ابو داود

۳۴- إن رجلا قال يا رسول الله إن لي مالا وولدا وإن أبي يحتاج مالي فقال أنت ومالك لأبيك إن أولادكم من أطيب كسبكم فكلوا من كسب أولادكم :- ابو داود

۳۵- رغم أنفه رغم أنفه رغم أنفه قيل من يا رسول الله قال من أدرك والديه عند الكبر أو أحدهما ثم لم يدخل الجنة :- مسلم والترمذي

۳۶- أبايعك على الهجرة والجهاد أبتغي الأجر من الله تعالى قال فهل من والديك أحد حي قال نعم بل كلاهما حيان قال فتبتغي الأجر من الله تعالى قال نعم قال فارجع إلى والديك فأحسن صحبتهما :- مسلم -

۳۷- تركت أبوي يبكيان قال فارجع إليهما فأضحكهما كما أبكيتهما :- ابو داود

۳۸- أن رجلا من أهل اليمن هاجر إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له هل لك أحد باليمن قال أبواي قال أذنا لك قال لا قال فارجع إليهما فاستأذنهما فإن أذنا لك فجاهد وإلا فبرهما :- ابو داود-

۳۹- أردت أن أغزو وقد جئت أستشيرك فقال هل لك من أم قال نعم قال فالزمها فإن الجنة عند رجلها :- النسائي-

۴۰- الوالد أوسط أبواب الجنة فإن شئت فأضع ذلك الباب أو احفظه :- الترمذي -

۴۱- أسماء بنت أبي بكر قالت قدمت علي أمي وهي مشركة فاستفتيت رسول الله

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُ أُمِّي قَالَ نَعَمْ صِلِي أُمَّكِ :۔ الشيخان وابوداود۔

۴۲ ۔ قَالَ إِنِّي أَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيمًا فَهَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ قَالَ لَا قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبِرَّهَا :۔ الترمذی

۴۳ ۔ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا تُوصَلُ إِلَّا بِهِمَا وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا :۔ ابوداود۔

۴۴ ۔ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا فَأَقْبَلَ أَبُوهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَوَضَعَ لَهُ بَعْضَ ثَوْبِهِ فَقَعَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَتْ أُمُّهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَوَضَعَ لَهَا شِقَّ ثَوْبِهِ مِنْ جَانِبِهِ الْآخَرِ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَيْهِ أَخُوهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجْلَسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ :۔ ابوداود

۴۵ ۔ مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَنَا وَهُوَ وَضَمَّ أَصَابِعَهُ :۔ مسلم والترمذی. وَعِنْدَهُ دَخَلْتُ أَنَا وَهُوَ الْجَنَّةَ كَهَاتَيْنِ أَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ :۔

۴۶ ۔ مَنْ عَالَ ثَلٰثَ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثَ أَخَوَاتٍ أَوْ أُخْتَيْنِ أَوِ ابْنَتَيْنِ فَأَدَّبَهُنَّ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ وَزَوَّجَهُنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ :۔ ابوداود والترمذی

۴۷ ۔ مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثٰى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ يَعْنِي الذُّكُورَ عَلَيْهَا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ تَعَالَى الْجَنَّةَ :۔ ابوداود۔

۴۸ ۔ أَنَا وَامْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَأَوْمَأَ يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ الرَّاوِي بِالْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ امْرَأَةٌ آمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلَى يَتَامَاهَا حَتَّى بَانُوا أَوْ مَاتُوا :۔ ابوداود۔

۴۹ ۔ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ :۔ الترمذی۔

۵۰ ۔ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا :۔ البخاری وابوداود والترمذی

۵۱ ۔ مَنْ قَبَضَ يَتِيمًا مِنْ بَيْنِ الْمُسْلِمِينَ إِلَى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ تَعَالَى الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ قَدْ عَمِلَ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ :۔ الترمذی۔

۵۲۔ عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِی حَسَنُهَا وَسَیِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِی مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰی یُمَاطُ عَنِ الطَّرِیْقِ وَوَجَدْتُ فِی مَسَاوِیْ اَعْمَالِهَا النُّخَامَةَ تَکُوْنُ فِی الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ :۔ مسلم

۵۳۔ اَلسَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْکِیْنِ کَالْمُجَاهِدِ فِی سَبِیْلِ اللهِ اَوْ کَالَّذِیْ یَصُوْمُ النَّهَارَ وَیَقُوْمُ اللَّیْلَ :۔ مسلم۔ مالک۔ ابوداود۔

۵۴۔ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قِیْلَ اَرَاَیْتَ اِنْ لَّمْ یَجِدْ قَالَ یَعْمَلُ بِیَدَیْهِ فَیَنْفَعُ نَفْسَهٗ وَیَتَصَدَّقُ قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ قَالَ یُعِیْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ قَالَ یَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ اَوِ الْخَیْرِ قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ لَّمْ یَفْعَلْ قَالَ یُمْسِکُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ :۔ الشیخان۔

۵۵) تَعْدِلُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ صَدَقَةٌ وَتُعِیْنُ الرَّجُلَ فِیْ دَآبَّتِهٖ فَتَحْمِلُهٗ عَلَیْهَا اَوْ تَرْفَعُ لَهٗ عَلَیْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ قَالَ وَالْکَلِمَةُ الطَّیِّبَةُ صَدَقَةٌ وَبِکُلِّ خُطْوَةٍ تَمْشِیْهَا اِلَی الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَتُمِیْطُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ صَدَقَةٌ :۔ الشیخان۔

کتاب البیع فی الصدق والامانة والتساهل فی الکیل والوزن وغیرها

۵۶) اَلتَّاجِرُ الْاَمِیْنُ الصَّدُوْقُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ :۔ الترمذی

۵۷۔ اَلْحَلْفُ مُنْفِقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْکَسْبِ :۔ الشیخان

۵۸۔ اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَ الْبَیِّعَانِ وَبَیَّنَا بُوْرِکَ فِیْ بَیْعِهِمَا وَاِنْ کَذَبَا وَکَتَمَا فَعَسٰی اَنْ یَّرْبَحَا رِبْحًا وَیُمْحَقَا بَرَکَةَ بَیْعِهِمَا :۔ الخمسة

۵۹۔ رَحِمَ اللهُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرٰی وَاِذَا اقْتَضٰی :۔ البخاری والترمذی

۶۰۔ قَالَ لِاَهْلِ الْمِکْیَالِ وَالْمِیْزَانِ اِنَّکُمْ قَدْ وُلِّیْتُمْ اَمْرَیْنِ هَلَکَتْ فِیْهِمَا الْاُمَمُ السَّالِفَةُ قَبْلَکُمْ :۔ الترمذی

۶۱۔ اِذَا بِعْتَ فَکِلْ وَاِذَا ابْتَعْتَ فَاکْتَلْ :۔ البخاری

۶۲۔ اِنَّ رَجُلًا اَهْدٰی لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاوِیَةَ خَمْرٍ فَقَالَ لَهٗ هَلْ عَلِمْتَ اَنَّ اللهَ تَعَالٰی حَرَّمَهَا قَالَ لَا فَسَارَّ اِنْسَانًا اِلٰی جَنْبِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَ سَارَرْتَهٗ قَالَ اَمَرْتُهٗ بِبَیْعِهَا قَالَ اِنَّ الَّذِیْ حَرَّمَ شُرْبَهَا

حرّم بيعها ففتح المزادتين حتى ذهب ما فيهما :- مسلم - مالك والنسائي-

٦٣- سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أيتام ورثوا خمراً فقال أهرقها قال أولا أجعلها خلاً قال لا :- ابوداود والترمذي-

٦٤- من اشترى طعاماً فلا يبيعه حتى يستوفيه وفي أخرى حتى يقبضه قال وكنا نشتري الطعام من الركبان جزافاً فنهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نبيعه حتى ننقله من مكانه :- الستة الا الترمذي-

٦٥- عن حكيم ابن حزام قال قلت يا رسول الله إن الرجل ليأتيني فيريد مني البيع وليس عندي ما يطلب أفأبيع منه ثم أبتاعه من السوق قال لا تبع ما ليس عندك :- ابوداود والترمذي والنسائي-

٦٦- لا يحل لامرئ مسلم أن .... يبيع سلعة يعلم أن بها داء إلا أخبره :- البخاري

٦٧- من باع محفلة فهو بالخيار ثلثة أيام فإن ردها رد معها مثل أو مثلي لبنها قمحاً :- ابوداود-

٦٨- نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن النجش أخرجه الثلثة والنسائي زاد مالك والنجش أن تعطيه بسلعته أكثر منها وليس في نفسك اشتراؤها فيقتدي بك غيرك

٦٩- لا تلقوا السلع حتى يهبط بها إلى الأسواق :- الخمسة الا الترمذي-

٧٠- نهى عن بيعتين في بيعة :- الاربعة

٧١- ولا يسم الرجل على سوم أخيه :- الستة-

٧٢- عن علي أنه فرق بين والدة وولدها فنهاه رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك ورد البيع :- ابوداود-

٧٣- وفي أخرى المتبايعان بالخيار ما لم يتفرقا أو يقول أحدهما للآخر اختر وربما قال أو يكون بيع خيار :- الستة-

٧٤- إذا اختلف البيعان فالقول قول البائع والمبتاع بالخيار :- الترمذي

٧٥- من احتكر فهو خاطئ :- مسلم وابوداود والترمذي-

٧٦- أن رجلاً قال يا رسول الله سعر لنا فقال ادعوا ثم جاء آخر فقال يا رسول الله سعر لنا فقال بل الله تعالى يخفض ويرفع وإني لأرجو أن ألقى الله تعالى

وليس لأحد عندي مظلمة :- ابوداود-

٧٧- لا تبيعوا الثمر حتى يبدو صلاحه :- الستة -

٧٨- ابتاع رجل ثمرة حائط فعالجه وقام فيه حتى تبين له النقصان فسأل رب الحائط أن يضع له أو يقيله فحلف أن لا يفعل فذهبت أم المشتري إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت ذلك له فقال تألى أن لا يفعل خيرا فسمع بذلك رب الحائط فأتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله هو له :- مالك

٧٩- أصيب رجل في ثمار ابتاعها فكثر دينه فأفلس فقال النبي صلى الله عليه وسلم تصدقوا عليه فتصدق الناس عليه فلم يبلغ ذلك وفاء دينه فقال صلى الله عليه وسلم لغرمائه خذوا ما وجدتم وليس لكم إلا ذلك :- الخمسة الا البخاري -

٨٠- إن بعت من أخيك ثمرا فأصابته جائحة فلا يحل لك أن تأخذ منه شيئا بم تأخذ مال أخيك بغير حق :- مسلم وابوداود والنسائي وفي رواية بوضع الجوائح :-

كتاب البخل وذم المال

٨١- أبي ذر قال انتهيت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو جالس في ظل الكعبة فلما رآني قال هم الأخسرون ورب الكعبة قلت يا رسول الله فداك أبي وأمي من هم قال هم الأكثرون أموالا إلا من قال هكذا وهكذا ثلاث مرات من بين يديه ومن خلفه وعن يمينه وعن شماله :- الخمسة الا ابا داود

٨٢- خصلتان لا يجتمعان في مؤمن البخل وسوء الخلق :- الترمذي

٨٣- يقول ابن آدم مالي مالي وهل لك يا ابن آدم من مالك إلا ما أكلت فأفنيت أو لبست فأبليت أو تصدقت فأبقيت :- مسلم والترمذي والنسائي

٨٤- لعن عبد الدينار ولعن عبد الدرهم :- الترمذي

٨٥- أيكم مال وارثه أحب إليه من ماله قالوا يا رسول الله ما منا أحد إلا ماله أحب إليه من مال وارثه قال فإن ماله ما قدم ومال وارثه ما أخر :- البخاري والنسائي

التاء كتاب التفسير وفيه

٨٦- اتقوا الحديث عني إلا ما علمتم فمن كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار ...

۸۷ - إِنَّ الشَّيْطَانِ لَمَّةً بِابْنِ آدَمَ وَلِلْمَلَكِ لَمَّةً فَأَمَّا لَمَّةُ الشَّيْطَانِ فَإِيعَادٌ بِالشَّرِّ وَتَكْذِيبٌ بِالْحَقِّ وَأَمَّا لَمَّةُ الْمَلَكِ فَإِيعَادٌ بِالْخَيْرِ وَتَصْدِيقٌ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَىٰ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ تَعَالَىٰ وَمَنْ وَجَدَ الْأُخْرَىٰ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ :- الترمذی -

۸۸ - أَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَقَلْبٌ شَاكِرٌ وَزَوْجَةٌ صَالِحَةٌ تُعِينُ الْمُؤْمِنَ عَلَىٰ إِيمَانِهِ :- الترمذی -

۸۹ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ قَالَ الصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْإِسَاءَةِ فَإِذَا فَعَلُوهُ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ :- البخاری معلقًا -

۹۰ - إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ صُقِلَ قَلْبُهُ وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّىٰ تَعْلُوَ قَلْبَهُ وَهُوَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ :- الترمذی -

۹۱ - يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ :- الشیخان والترمذی -

۹۲ - إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَىٰ ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَىٰ ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَىٰ أَنْفِهِ فَقَالَ بِهِ هٰكَذَا بِيَدِهِ فَذَبَّهُ عَنْهُ الشیخان والترمذی

۹۳ - لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي :- الخمسة

۹۴ - وَمَنْ تَحَلَّىٰ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ :- الترمذی

۹۵ - لَا تَمْنَعُوا فَضْلَ الْمَاءِ لِتَمْنَعُوا بِهِ الْكَلَأَ :- ستة إلا النسائی وفی أخرى لمالك لا يُمْنَعُ نَقْعُ الْبِئْرِ -

۹۶ - قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ حَدِّثْنِي مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ قَالَ الْمِلْحُ ثُمَّ قَالَ مَاذَا قَالَ النَّارُ ثُمَّ قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ قَالَ أَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ خَيْرٌ لَكَ :- ابوداود -

۹۷ - قَضَىٰ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِّفَتْ

الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ :- الخمسة وزاد مُسْلِمٌ لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَّبِيعَ حَتّٰى يُؤْذِنَ شَرِيكَهُ فَإِنْ شَاءَ
شَرِيكُهُ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ فَإِذَا بَاعَ وَلَمْ يُؤْذِنْهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ وَفِي أُخْرَى لِأَبِي
دَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيِّ جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ بِدَارِ الْجَارِ وَالْأَرْضِ :-

۹۸ - إِذَا تَشَاجَرْتُمْ فِي الطَّرِيقِ فَاجْعَلُوهُ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ :- الخمسة إلا النسائي -

۹۹ - إِنَّ أَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الْمَسَاجِدُ وَأَبْغَضَ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الْأَسْوَاقُ :- المسلم -

۱۰۰ - أَلَا لَا يَجْنِي جَارٍ إِلَّا عَلٰى نَفْسِهِ وَلَا يَجْنِي وَالِدٌ عَلٰى وَلَدِهِ وَلَا وَلَدٌ عَلٰى وَالِدِهِ :- الترمذي

الثَّاءُ - كِتَابُ الثَّنَاءِ

۱۰۱ - مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ أَبْلَغَ
فِي الثَّنَاءِ :- الترمذي

۱۰۲ - مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَلْيَجْزِ بِهِ إِنْ وَجَدَ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ بِهِ فَإِنَّهُ
مَنْ أَثْنٰى بِهِ فَقَدْ شَكَرَهُ وَمَنْ كَتَمَهُ فَقَدْ كَفَرَهُ :- أبوداؤد والترمذي مَنْ
لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى :- الترمذي -

الْجِيمُ - كِتَابُ الْجِهَادِ

۱۰۳ - رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ :- الترمذي والنسائي

۱۰۴ - الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ :- الترمذي

۱۰۵ - وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنْ أَغْزُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلَ ثُمَّ أَغْزُوَ
فَأُقْتَلَ ثُمَّ أَغْزُوَ فَأُقْتَلَ :- الثلاثة والنسائي

۱۰۶ - قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ قَالَ مُؤْمِنٌ مُجَاهِدٌ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ
فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قِيلَ ثُمَّ مَنْ قَالَ رَجُلٌ فِي شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللّٰهَ وَ
يَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ :- الخمسة

۱۰۷ - أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ وَشَرِّ النَّاسِ إِنَّ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ رَجُلٌ عَمِلَ فِي
سَبِيلِ اللّٰهِ عَلٰى ظَهْرِ فَرَسِهِ أَوْ ظَهْرِ بَعِيرِهِ أَوْ عَلٰى قَدَمِهِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمَوْتُ
وَإِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ رَجُلٌ يَقْرَأُ كِتَابَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا يَرْعَوِي بِشَيْءٍ مِنْهُ :- النسائي

١٠٨۔ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِالَّذِىْ يَتْلُوْهُ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِىْ غُنَيْمَةٍ لَهٗ يُؤَدِّىْ حَقَّ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْهَا اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ رَجُلٌ يُسْاَلُ بِاللّٰهِ وَلَا يُعْطِىْ بِهٖ :۔ مالك والترمذى والنسائى

١٠٩۔ سِيَاحَةُ اُمَّتِىْ اَلْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ :۔ ابوداود۔

١١٠۔ لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِى الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ عَلٰى عَبْدٍ غُبَارٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَدُخَانُ جَهَنَّمَ :۔ الترمذى والنسائى

١١١۔ عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ :۔ الترمذى۔

١١٢۔ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِىْ اَهْلِهٖ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا :۔ الخمسة

١١٣۔ مَا اَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ اَنْ يَرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا وَلَهٗ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ شَىْءٍ اِلَّا الشَّهِيْدُ يَتَمَنّٰى اَنْ يَرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرٰى مِنَ الْكَرَامَةِ :۔ الخمسة الا ابا داؤد۔

١١٤۔ اَنَّهٗ مَنْ قُتِلَ مِنَّا سَارَ اِلَى الْجَنَّةِ :۔ البخارى۔

١١٥۔ لَاَنْ اُقْتَلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ لِىْ اَهْلُ الْمَدَرِ وَالْوَبَرِ :۔

١١٦۔ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَتُكَفَّرُ عَنِّىْ خَطَايَاىَ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ اِنْ قُتِلْتَ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ فَاَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ نَعَمْ اِلَّا الدَّيْنَ فَاِنَّ جِبْرَائِيْلَ اَخْبَرَنِىْ بِذٰلِكَ :۔ مسلم ومالك والترمذى والنسائى

١١٧۔ مَا يَجِدُ الشَّهِيْدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ اِلَّا كَمَا يَجِدُ اَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ :۔ الترمذى والنسائى

١١٨۔ عَجِبَ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مِنْ رَجُلٍ غَزَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَانْهَزَمَ اَصْحَابُهٗ فَعَلِمَ مَا عَلَيْهِ فَرَجَعَ حَتّٰى اُهْرِيْقَ دَمُهٗ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لِلْمَلَائِكَةِ اُنْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِىْ رَجَعَ رَغْبَةً فِيْمَا عِنْدِىْ وَشَفَقًا مِمَّا عِنْدِىْ حَتّٰى اُهْرِيْقَ دَمُهٗ اُشْهِدُكُمْ اَنِّىْ قَدْ غَفَرْتُ لَهٗ :۔ ابوداؤد۔

١١٩۔ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ

فانفروا :- الخمسة۔

۱۲۰- الغزو غزوان فاما من ابتغى وجه الله تعالى واطاع الامام و انفق الكريمة و ياسر الشريك واجتنب الفساد فان نومه ونبهه اجر كله واما من غزا فخرا و ریاء و سمعة و عصى الامام وافسد في الارض فانه لم يرجع بالكفاف :- الاربعة الا الترمذی۔

۱۲۱- ان رجلا قال يا رسول الله رجل يريد الجهاد في سبيل الله وهو يبتغي عرضا من الدنيا فقال لا اجر له فاعاد عليه ثلاثا كل ذلك يقول لا اجر له :- ابوداود

۱۲۲- ابن عمر رضی الله تعالى عنه قال وجدت امرأة مقتولة في بعض مغازي رسول الله فنهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قتل النساء والصبيان :- الستة الا النسائی :-

۱۲۳- ام عطية رضی الله تعالى عنها قالت غزوت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم سبع غزوات اخلفهم في رحالهم اصنع لهم الطعام و اداوي الجرحى واقوم على المرضى :- مسلم

۱۲۴- اذا قاتل احدكم فليجتنب الوجه :- الشيخان -

۱۲۵- ابی يعلى قال غزونا مع عبد الرحمن ابن خالد بن الوليد فاتي باربعة اعلاج من العدو فامر بهم فقتلوا صبرا بالنبل فبلغ ذلك ابا ايوب الانصاري رضی الله عنه فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهى عن قتل الصبر فوالذي نفسي بيده لو كانت دجاجة ما صبرتها فبلغ ذلك عبد الرحمن فاعتق اربع رقاب :- ابوداود۔

۱۲۶- ابن عباس رضی الله تعالى عنهما قال كان المشركون على منزلتين من النبي صلى الله عليه وسلم والمؤمنين كانوا مشركي اهل حرب يقاتلهم و يقاتلونه و مشركي اهل عهد لا يقاتلهم ولا يقاتلونه فكان اذا هاجرت المرأة من اهل الحرب لم تخطب حتى تحيض وتطهر فاذا طهرت حل لها النكاح فان هاجر زوجها قبل ان تنكح ردت اليه فان هاجر منهم عبد او امة فهما حران لهما ما للمهاجرين :- البخاری۔

۱۲۷- انما الامام جنة يقاتل به :- الخمسة الا الترمذی

١٢٨- سمّى خيلنا خيل الله تعالى وكان يأمرنا بالجماعة إذا فزعنا والصبر والسكينة إذا قاتلنا:- ابوداود-

١٢٩- من ظلم معاهدًا وانتقصه أو كلّفه فوق طاقته أو أخذ منه شيئًا بغير طيب نفسه فأنا حجيجه يوم القيامة:- ابوداود-

١٣٠- من قتل معاهدًا متعمّدًا في غير كنهه حرّم الله تعالى عليه الجنّة:- ابوداود والنسائی

١٣١- أمّ هانئ رضي الله تعالى عنها قالت أجرت رجلين من أحمائي فقال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قد أجرنا من أجرتِ:- الستة الا النسائی-

١٣٢- ما ختر قوم بالعهد إلّا سلّط الله عليهم العدوّ:- مالك بلاغا

١٣٣- توفّي رجل من أصحاب رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يوم خيبر فذكر لرسول الله صلّى الله عليه وسلّم فقال صلّوا على صاحبكم فتغيّرت وجوه الناس لذلك فقال إنّ صاحبكم قد غلّ في سبيل الله تعالى ففتّشنا متاعه فوجدناه قد غلّ خرزًا من خرز يهود لا يساوي درهمين:- مالك وابوداود والنسائی-

١٣٤- رجل من الأنصار قال خرجنا مع رسول الله صلّى الله عليه وسلّم في سفر فأصاب الناس حاجة شديدة وجهد فأصابوا غنمًا فانتهبوها فإنّ قدورنا لتغلي إذ جاء رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يمشي فأكفأ القدور بقوسه ثمّ جعل يرمّل اللحم بالتراب ثمّ قال إنّ النهبة ليست بأحلّ من الميتة:- ابوداود

١٣٥- من قتل دون ماله فهو شهيد ومن قتل دون دمه فهو شهيد ومن قتل دون دينه فهو شهيد ومن قتل دون أهله فهو شهيد:- الترمذی ابوداود والنسائی

١٣٦- ما ضلّ قوم بعد هدى كانوا عليه إلّا أوتوا الجدل:- الترمذی

١٣٧- من ترك المراء وهو مبطل بني له بيت في ربض الجنّة ومن تركه وهو محقّ بني له في وسطها ومن حسن خلقه بني له في أعلاها- الترمذی-

١٣٨- إنّ أبغض الرجال إلى الله تعالى الألدّ الخصم:- الخمسة الا ابوداود-

١٣٩- عن ابن المسيّب قال بينما رسول الله صلّى الله عليه وسلّم جالس في أصحابه إذ وقع رجل بأبي بكر رضي الله عنه فآذاه فصمت عنه أبو بكر رضي الله عنه ثمّ آذاه الثانية فصمت عنه ثمّ آذاه الثالثة فانتصر منه أبو بكر فقام رسول الله صلّى الله عليه وسلّم فقال أبو بكر أوجدت عليّ

يا رسول الله فقال لا ولكن نزل ملك من السماء يكذبه بما قال لك فلما انتصرت ذهب الملك وقعد الشيطان فلم أكن لأجلس إذ قعد الشيطان :- ابو داود-

الحاء - كتاب الحج وفي الأحاديث المتفرقة

١٤٠- قالت عائشة رضي الله تعالى عنها يا رسول الله نرى الجهاد أفضل الأعمال أفلا نجاهد قال لكن أفضل الجهاد وأجمله حج مبرور ثم لزوم الحصر :- البخاري وللنسائي جهاد الصغير والكبير والضعيف والمرأة الحج والعمرة :-

١٤١- لا ينكح المحرم ولا ينكح ولا يخطب على نفسه ولا على غيره :- الستة الا البخاري

١٤٢- سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الحاج فقال الشعث التفل :- الترمذي

كتاب الحدود

١٤٣- رفع القلم عن ثلاثة عن الصبي حتى يبلغ وعن النائم حتى يستيقظ وعن المعتوه حتى يبرئ - ابو داود - وفي أخرى زاد عن الخوف :-

١٤٤- سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الثمر المعلق فقال من أصاب بفيه من ذي حاجة غير متخذ خبنة فلا شيء عليه :- ابو داود والترمذي والنسائي-

١٤٥- من حالت شفاعته دون حد من حدود الله تعالى فقد ضاد الله عز وجل ومن خاصم في باطل وهو يعلم لم يزل في سخط الله تعالى حتى ينزع ومن قال في مؤمن ما ليس فيه أسكنه الله تعالى ردغة الخبال حتى يخرج مما قال ومن أعان على خصومة بظلم فقد باء بغضب من الله تعالى :- ابو داود-

١٤٦- نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يستقاد في المسجد وأن تنشد فيه الأشعار وأن تقام فيه الحدود :- ابو داود

١٤٧- ومن نظر في كتاب أخيه بغير إذنه فإنما ينظر في النار :- ابو داود

كتاب الحضانة

١٤٨- أتت امرأة النبي صلى الله عليه وسلم فقالت إن ابني هذا كان بطني له

وِعَاءً وَثَدْيِي لَهُ سِقَاءً وَحِجْرِي لَهُ حِوَاءً وَإِنَّ أَبَاهُ طَلَّقَنِي وَأَرَادَ أَنْ يَنْتَزِعَهُ مِنِّي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتِ أَحَقُّ بِهِ مَا لَمْ تَنْكِحِي - ابوداود

۱۴۹ - أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ غُلَامًا بَيْنَ أَبِيهِ وَأُمِّهِ فَاخْتَارَ أُمَّهُ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَانْطَلَقَتْ بِهِ - الترمذی والنسائی وابوداود

كِتَابُ الْحَسَدِ

۱۵۰ - لَا يَجْتَمِعُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ الْإِيمَانُ وَالْحَسَدُ - مسلم وابوداود -

۱۵۱ - لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ تَعَالَى الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَهُوَ يُعَلِّمُهَا وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ - الشیخان

۱۵۲ - إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّهُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ أَوْ قَالَ الْعُشْبَ - ابوداود

۱۵۳ - دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ وَهِيَ الْحَالِقَةُ لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا تَحَابُّونَ بِهِ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ - الترمذی -

كِتَابُ الْحِرْصِ

۱۵۴ - يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَيَشِبُّ فِيهِ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمْرِ - الشیخان والترمذی

۱۵۵ - مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ - الترمذی

۱۵۶ - لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى إِلَيْهِمَا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ - الشیخان -

كِتَابُ الْحَيَاءِ

۱۵۷ - عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَحْيُوا مِنَ اللهِ حَقَّ الْحَيَاءِ قُلْنَا إِنَّا نَسْتَحْيِي مِنَ اللهِ يَا رَسُولَ اللهِ وَالْحَمْدُ

لِلّٰهِ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ وَلٰكِنِ الْاِسْتِحْيَاءُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى حَقَّ الْحَيَاءِ اَنْ تَحْفَظَ الرَّأْسَ
وَمَا وَعٰى وَالْبَطْنَ وَمَا حَوٰى وَيَذْكُرَ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ تَرَكَ
زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاٰثَرَ الْاٰخِرَةَ عَلَى الْاُوْلٰى فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتَحْيٰى
مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى حَقَّ الْحَيَاءِ :- الترمذی۔

١٥٨- اِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَيَاءُ :- مالك

١٥٩- مَا كَانَ الْفُحْشُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهٗ وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهٗ :- الترمذی۔

كِتَابُ الْخُلُقِ

١٦٠- اَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ :- مالك

١٦١- اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِاَهْلِهٖ :- ابوداود

١٦٢- مَا مِنْ شَيْءٍ اَثْقَلَ فِيْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ وَ
اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ :- ابوداود والترمذی۔

١٦٣- اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ وَاَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَحَاسِنَكُمْ
اَخْلَاقًا وَاِنَّ اَبْغَضَكُمْ اِلَيَّ وَاَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الثَّرْثَارُوْنَ
وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ :- الترمذی

١٦٤- اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ :-

كِتَابُ الْخَوْفِ

١٦٥- عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا
قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ تَبَسُّمٌ :- الخمسة الا النسائی۔

١٦٦- مَنْ خَافَ اَدْلَجَ وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ :- الترمذی

١٦٧- دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَابٍّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَالَ
كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ اَرْجُو اللّٰهَ تَعَالٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَخَافُ ذُنُوْبِيْ فَقَالَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعَا فِيْ قَلْبِ عَبْدٍ فِيْ مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ
اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا يَرْجُوْ وَاٰمَنَهٗ مِمَّا يَخَافُ :- الترمذی۔

كتاب الخلافة والامارة

١٦٨ - تجدون من خيار الناس أشد الناس كراهة لهذا الشأن حتى يقع فيه :- الشيخان

١٦٩ - من أتاكم وأمركم جميع على رجل واحد يريد أن يشق عصاكم أو
يفرق جماعتكم فاقتلوه :- مسلم

١٧٠ - من ولاه الله شيئاً من أمور المسلمين فاحتجب دون حاجتهم وخلتهم
وفقرهم احتجب الله دون حاجته وخلته وفقره يوم القيمة :- ابوداود والترمذي

١٧١ - كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته فالامام راع ومسئول عن رعيته
والرجل راع في أهله وهو مسئول عن رعيته والمرأة في بيت زوجها راعية
وهي مسئولة عن رعيتها والخادم في مال سيده راع وهو مسئول عن
رعيته :- الخمسة الا النسائي -

١٧٢ - إن المقسطين عند الله يوم القيمة على منابر من نور عن يمين
الرحمن وكلتا يديه يمين الذين يعدلون في حكمهم وأهليهم
وما ولوا :- مسلم والنسائي :-

١٧٣ - ما من عبد يسترعيه الله تعالى رعية يموت يوم يموت
وهو غاش لرعيته إلا حرم الله تعالى عليه الجنة :- الشيخان -

١٧٤ - أحب الناس إلى الله تعالى يوم القيمة وأدناهم منه مجلساً إمام
عادل وأبغض الناس إلى الله تعالى يوم القيمة وأبعدهم منه مجلساً إمام جائر :- الترمذي

١٧٥ - المقدام ابن معديكرب قال ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم منكبي وقال
أفلحت يا مقدام إن مت ولم تكن أميراً ولا كاتباً ولا عريفاً :- ابوداود -

١٧٦ - أبي ذر قال قلت يا رسول الله ألا تستعملني فضرب بيده على
منكبي ثم قال يا أبا ذر إنك ضعيف وإنها أمانة وإنها يوم القيمة خزي وندامة إلا من
أخذها بحقها وأدى الذي عليه فيها :- مسلم وابوداود ولأبي داود في أخرى
يا أبا ذر إني أراك ضعيفاً وإني أحب لك ما أحب لنفسي لا تأمرن على اثنين
ولا تولين مال يتيم وله في أخرى قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن العرافة

حقٌّ ولابُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ عُرَفَاءَ وَلٰكِنَّ الْعُرَفَاءَ فِي النَّارِ :-

۱۷۷ - يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُوْتِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِّلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا :- الخمسة -

۱۷۸ - أَبِي مُوسَى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِي عَمِّي فَقَالَ أَحَدُهُمَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمِّرْنَا عَلٰى بَعْضِ مَا وَلَّاكَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّا وَاللّٰهِ لَا نُوَلِّي هٰذَا الْعَمَلَ أَحَدًا سَأَلَهُ أَوْ أَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ :- الخمسة الا الترمذی

۱۷۹ - إِسْمَعُوا وَأَطِيْعُوا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيْبَةٌ مَا أَقَامَ فِيْكُمْ كِتَابَ اللّٰهِ تَعَالٰى :- البخاری

۱۸۰ - مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ تَعَالٰى وَمَنْ يُّطِعِ الْأَمِيْرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ يَّعْصِ الْأَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِي :- الشیخان -

۱۸۱ - عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيْمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ إِلَّا أَنْ يُّؤْمَرَ لِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ :- الخمسة

۱۸۲ - أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخِيَارِ أُمَرَائِكُمْ وَشِرَارِهِمْ خِيَارُهُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ وَتَدْعُوْنَ لَهُمْ وَيَدْعُوْنَ لَكُمْ وَشِرَارُ أُمَرَائِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ :- الترمذی۔

۱۸۳ - مَنْ خَرَجَ عَنِ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ أَوْ يَدْعُوْ إِلٰى عَصَبِيَّةٍ أَوْ يَنْصُرُ عَصَبِيَّةً فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ وَمَنْ خَرَجَ عَلٰى أُمَّتِي يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا لَا يَتَحَاشٰى مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا يَفِيْ بِعَهْدِ ذِي عَهْدِهَا فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ :- مسلم والنسائی

۱۸۴ - مَنْ أَهَانَ سُلْطَانَ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ أَهَانَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى : الترمذی

۱۸۵ - إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْأَمِيْرِ خَيْرًا جَعَلَ لَهُ وَزِيْرَ صِدْقٍ إِنْ نَسِيَ ذَكَّرَهُ وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهُ وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِهِ غَيْرَ ذٰلِكَ جَعَلَ لَهُ وَزِيْرَ سُوْءٍ إِنْ نَسِيَ لَمْ يُذَكِّرْهُ وَإِنْ ذَكَرَ لَمْ يُعِنْهُ :- ابوداود والنسائی

۱۸۶ - مَا بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيْفَةٍ إِلَّا كَانَتْ لَهُ بِطَانَتَانِ

بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ تَعَالٰى :- البخاری والنسائی -

١٨٧ - أُعِيذُكَ بِاللّٰهِ يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ مِنْ أُمَرَاءَ يَكُونُونَ بَعْدِي مَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ وَصَدَّقَهُمْ فِي كَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَا يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَمْ يَغْشَ أَبْوَابَهُمْ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ فِي كَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ الصَّلٰوةُ بُرْهَانٌ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ حَصِينَةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ إِنَّهُ لَا يَرْبُو لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ إِلَّا كَانَتِ النَّارُ أَوْلٰى بِهِ :- الترمذی والنسائی

١٨٨ - إِذَا ابْتَغَى الْأَمِيرُ الرِّيبَةَ فِي النَّاسِ أَفْسَدَهُمْ :- ابوداؤد

الدَّال كِتَابُ الدُّعَاءِ

١٨٩ - أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ إِعْطَاءِ الْوَرِقِ وَالذَّهَبِ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ قَالُوا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى :- مالک والترمذی

١٩٠ - يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِي يَوْمًا أَوْ خَافَنِي فِي مَقَامٍ :- الترمذی -

١٩١ - ثَلٰثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِي إِجَابَتِهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهِ :- ابوداود والترمذی - وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ :- الخمسة

١٩٢ - مَا مِنْ دَعْوَةٍ أَسْرَعَ إِجَابَةً مِنْ دَعْوَةِ غَائِبٍ لِغَائِبٍ :- ابوداود والترمذی

١٩٣ - إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا لَهُ خَالِيًا :- ابوداود والترمذی -

١٩٤ - أُدْعُوا اللّٰهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ :- الترمذی

١٩٥ - إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي

إن شئتَ ولكن ليعزِمِ المسألةَ فإنّ الله تعالى لا مستكرهَ له :- السنة الا النسائي

۱۹۶- فجعل النّاسُ يجهرون بالتكبير فقال النبيُّ صلّى الله عليه وسلّم اِرْبَعُوا على أنفسكم إنّكم لا تدعون أصمَّ ولا غائبًا إنّكم تدعون سميعًا بصيرًا وهو معكم والّذي تدعونه أقربُ إلى أحدكم من عنقِ راحلته :- الخمسة الا النسائي

۱۹۷- اعتكف رسولُ الله صلّى الله عليه وسلّم في المسجد فسمعهم يجهرون بالقرآن فكشف السِّتر فقال ألا إنّ كلّكم مناجٍ ربَّه فلا يؤذينّ بعضكم بعضًا ولا يرفع بعضكم على بعضٍ في القراءة أو قال في الصّلاة :- ابوداود-

۱۹۸- يُستجاب لأحدكم ما لم يعجل يقول قد دعوتُ ربّي فلم يستجب لي :- الستة الا النسائي وفي أخرى لمسلم لا يزال يستجاب للعبد ما لم يدعُ بإثمٍ أو قطيعة رحمٍ :-

۱۹۹- لا تدعوا على أنفسكم ولا تدعوا على أولادكم ولا تدعوا على خدمكم ولا تدعوا على أموالكم لا توافقوا من الله ساعةً يُسئل فيها عطاءً فيستجيب لكم :- ابوداود-

۲۰۰- من دعا على من ظلمه فقد انتصر :- الترمذي

۲۰۱- سلوا الله تعالى من فضله فإنّ الله تعالى يحبّ أن يُسأل وأفضلُ العبادة انتظارُ الفرج :- الترمذي

۲۰۲- ليسأل أحدكم ربّه حاجته كلّها حتّى يسأل شسعَ نعله إذا انقطع :-

۲۰۳- من لم يسأل الله يغضب عليه :- الترمذي-

۲۰۴- إذا أوى إلى فراشه قال الحمد لله الّذي أطعمنا وسقانا وكفانا وآوانا فكم ممّن لا كافيَ له ولا مؤوي. مسلم وابوداود والترمذي - وفي أخرى باسمك اللّهمّ أحيى وأموت - الحمد لله الّذي أحيانا بعد ما أماتنا وإليه النشور :- السّتة الا مالك والمسلم-

۲۰۵- إذا خرج من بيته قال بسم الله توكّلتُ على الله - اللّهمّ إنّا نعوذ بك من أن نزلّ أو نضلّ أو نظلم أو نُظلم أو نجهل أو يُجهل علينا :- الترمذي النسائي وابوداود

۲۰۶- إذا خرج من بيته (يقول) بسم الله توكلت على الله ولا حول ولا قوة إلا بالله :- ابوداؤد والترمذی -

۲۰۷- إذا ولج الرجل إلى بيته فليقل اللهم إني أسئلك خير المولج وخير المخرج بسم الله ولجنا وبسم الله خرجنا وعلى الله ربنا توكلنا ثم يسلم على أهله :- ابوداود -

الدعاء

۲۰۸- اللهم اقسم لنا من خشيتك ما تحول به بيننا وبين معاصيك ومن طاعتك ما تبلغنا به جنتك ومن اليقين ما تهون به علينا مصائب الدنيا اللهم متعنا بأسماعنا وأبصارنا وقوتنا ما أحييتنا واجعله الوارث منا واجعل ثارنا على من ظلمنا وانصرنا على من عادانا ولا تجعل مصيبتنا في ديننا ولا تجعل الدنيا أكبر همنا ولا مبلغ علمنا ولا تسلط علينا من لا يرحمنا - الترمذی

۲۰۹- بسم الله اللهم أنت الصاحب في السفر والخليفة في الأهل اللهم ازولنا الأرض وهون علينا السفر اللهم إني أعوذ بك من وعثاء السفر - مالك

۲۱۰- قال رجل يا رسول الله إني أريد السفر فأوصني فقال عليك بتقوى الله والتكبير على كل شرف فلما ولى قال اللهم اطوله البعد وهون عليه السفر :- الترمذی -

۲۱۱- أستودع الله دينكم وأمانتكم وخواتيم أعمالكم :- ابوداود

۲۱۲- إن الله ليرضى عن العبد أن يأكل الأكلة فيحمده عليها أو يشرب الشربة فيحمده عليها :- مسلم والترمذی -

۲۱۳- أفطر عندكم الصائمون وأكل طعامكم الأبرار وصلت عليكم الملائكة وفي أخرى أثيبوا أخاكم قالوا وما إثابته قال إن الرجل إذا دخل بيته وأكل طعامه وشرب شرابه فدعا له فذلك إثابته :- ابوداود

٢١٤ - كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اللهم إني أعوذ بك من قلب لا يخشع ومن دعاء لا يسمع ومن نفس لا تشبع ومن علم لا ينفع وأعوذ بك من هؤلاء الأربع - الترمذي والنسائي -

٢١٥ - تعوذوا بالله من جهد البلاء ودرك الشقاء وسوء القضاء وشماتة الأعداء - الشيخان والنسائي -

كتاب الدين وآداب الوفاء

٢١٦ - إن من أعظم الذنوب عند الله تعالى يلقاه به عبد بعد الكبائر التي نهى الله تعالى عنها أن يموت رجل وعليه دين لا يدع له قضاء - أبو داود -

٢١٧ - من أخذ أموال الناس يريد أداءها أدى الله عنه ومن أخذها يريد إتلافها أتلفه الله تعالى - البخاري -

٢١٨ - مطل الغني ظلم وإذا أتبع أحدكم على ملي فليتبع - الستة

٢١٩ - لي الواجد يحل عرضه وعقوبته قال ابن المبارك يغلظ له ويحبس - أبو داود والنسائي

٢٢٠ - من سره أن ينجيه الله تعالى من كرب يوم القيامة فلينفس عن معسر أو يضع عنه - مسلم

٢٢١ - كان لرجل على رسول الله صلى الله عليه وسلم سن من الإبل فجاءه يتقاضاه وإنه أغلظ في القول حتى هم به بعض القوم فقال دعوه فإن لصاحب الحق مقالا ثم قال أعطوه فطلبوا سنه فلم يجدوا إلا سنا فوقها فقال أعطوها فقال أوفيتني أوفاك الله تعالى فقال صلى الله عليه وسلم إن خيركم أحسنكم قضاء - الخمسة إلا أبو داود

٢٢٢ - عن أبي قتادة رضي الله تعالى عنه قال أتي النبي صلى الله عليه وسلم برجل ليصلي عليه فقال صلى الله عليه وسلم صلوا على صاحبكم فإن عليه دينا فقلت هو علي يا رسول الله قال بالوفاء قلت بالوفاء

فصلی علیہ۔ الترمذی والنسائی۔

الذال۔ کتاب الذکر۔

۲۲۳۔ لا یقعد قوم یذکرون اللّٰہ الا حفتھم الملئکۃ وغشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ وذکرھم اللّٰہ تعالٰی فیمن عندہ۔ مسلم والترمذی

۲۲۴۔ مثل البیت الذی یذکر اللّٰہ فیہ والبیت الذی لا یذکر اللّٰہ فیہ مثل الحی والمیت:۔ الشیخان۔ وفی روایۃ یقول اللّٰہ تعالٰی انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فاذا ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منھم وان تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا وان تقرب الی ذراعا تقربت الیہ باعا وان اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ:۔ الشیخان والترمذی۔

۲۲۵۔ من اوی الی فراشہ طاھرا یذکر اللّٰہ تعالٰی حتی یدرکہ النعاس لم ینقلب ساعۃ من اللیل یسأل اللّٰہ تعالٰی من خیر الدنیا والاٰخرۃ اعطاہ اللّٰہ ایاہ:۔ الترمذی

۲۲۶۔ ما عمل العبد عملا انجی لہ من عذاب اللّٰہ من ذکر اللّٰہ تعالٰی:

کتاب ذم الدنیا

۲۲۷۔ حب الدنیا راس کل خطیئۃ وحبک الشیٔ یعمی ویصم۔ ابوداود

۲۲۸۔ مالی وللدنیا ما انا والدنیا الا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکھا:۔ الترمذی۔

۲۲۹۔ اذا احب اللّٰہ عبدا حماہ الدنیا کما یظل احدکم یحمی سقیمہ الماء:۔ الترمذی۔

الراء۔ کتاب الرحمۃ

۲۳۰۔ الراحمون یرحمھم اللّٰہ تعالٰی ارحموا من فی الارض

يرحمكم من في السماء الرحم شجنة من الرحمن فمن وصلها وصله الله تعالى ومن قطعها قطعه الله تعالى :- ابو داود-

۲۳۱- لا يرحم الله من لا يرحم الناس - الشيخان والترمذى - و في اخرى لأبي داود والترمذى - لا تنزع الرحمة إلا من شقي-

۲۳۲- لما قضى الله الخلق كتب في كتاب هو عنده فوق العرش إن رحمتي غلبت غضبي :- البخارى

۲۳۳- جعل الله الرحمة مائة جزء فامسك عنده تسعة وتسعين وانزل الله في الارض جزءا واحدا فمن ذلك الجزء تتراحم الخلائق حتى ترفع الدابة حافرها عن ولدها خشية ان تصيبه :- الشيخان والترمذى

۲۳۴- قالوا يا رسول الله وإن لنا في البهائم اجرا فقال في كل كبد رطبة اجر :- الثلثة وابو داود-

۲۳۵- قال من فجع هذه بولدها ردوا ولدها اليها ورأى قرية نمل قد احرقناها فقال من احرق هذه قلنا نحن قال إنه لا ينبغي ان يعذب بالنار إلا رب النار :- ابو داود

كتاب الرفق

۲۳۶- إن الرفق ما كان في شيء إلا زانه ولا نزع من شيء إلا شانه :- مسلم وابو داود

۲۳۷- من يحرم الرفق يحرم الخير كله - مسلم وابو داود-

۲۳۸- إذا بعث احدا في بعض امره قال بشروا ولا تنفروا ويسروا ولا تعسروا :- ابو داود-

كتاب الرياء

۲۳۹- حكاية الثلثة الرجال :- مسلم والترمذى-

۲۴۰- مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَآءَ وَيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَآءَ وَيَصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ اِلَيْهِ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ:- الترمذی

۲۴۱- تَجِدُوْنَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِیْ يَاْتِیْ هٰٓؤُلَآءِ بِوَجْهٍ وَهٰٓؤُلَآءِ بِوَجْهٍ:- الستۃ الاّ النسائی

الزّاء — زكوٰة

۲۴۲- قَدْ عَفَوْتُ لَكُمْ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ فَهَاتُوْا صَدَقَةَ الرِّقَّةِ مِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَلَيْسَ فِیْ تِسْعِيْنَ وَمِائَةٍ شَیْءٌ فَاِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ- الترمذی، ابوداؤد والنسائی-

۲۴۳- اَلَا مَنْ وَلِیَ يَتِيْمًا لَهُ مَالٌ فَلْيَتَّجِرْ فِيْهِ وَلَا يَتْرُكْهُ حَتّٰی تَاْكُلَهُ الصَّدَقَةُ:- الترمذی-

۲۴۴- اَلْمُعْتَدِیْ فِی الصَّدَقَةِ كَمَانِعِهَا:- ابوداؤد والترمذی

۲۴۵- اَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِیْ فِيْهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِخْ كِخْ اِرْمِ بِهَا اَمَا عَلِمْتَ اَنَّا لَا نَاْكُلُ الصَّدَقَةَ اَوْ اَنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ:- الشيخان-

۲۴۶- لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِیٍّ اِلَّا لِخَمْسَةٍ لِغَازٍ اَوْ عَامِلٍ عَلَيْهَا اَوْ غَارِمٍ اَوْ رَجُلٍ اشْتَرَاهَا بِمَالِهٖ اَوْ رَجُلٍ كَانَ لَهُ جَارٌ مِسْكِيْنٌ فَتُصُدِّقَ عَلَی الْمِسْكِيْنِ فَاَهْدٰی الْمِسْكِيْنُ لِلْغَنِیِّ:- مالك وابوداؤد-

۲۴۷- لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِیٍّ وَلَا لِذِیْ مِرَّةٍ سَوِیٍّ- ابوداؤد والترمذی

كتاب الزّهد والفقر

۲۴۸- اِنْ سَرَّكِ اللُّحُوْقُ بِیْ فَلْيَكْفِكِ مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ وَاِيَّاكِ وَمُجَالَسَةَ الْاَغْنِيَآءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِیْ ثَوْبًا حَتّٰی تُرَقِّعِيْهِ:- الترمذی

۲۴۹- اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا وَفِیْ اُخْرٰی كَفَافًا- الشيخان والترمذی

۲۵۰- قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَآءُ۔ الشیخان۔

۲۵۱- اِبْغُوْنِيْ فِيْ ضُعَفَاءِكُمْ فَاِنَّمَا تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ بِضُعَفَاءِكُمْ النسائی۔ الترمذی۔ ابوداؤد۔

۲۵۲- مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ مَا رَاْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ اَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ يُنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ يُشَفَّعَ فَسَكَتَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ اٰخَرُ فَقَالَ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ لَا يُنْكَحُ وَاِنْ شَفَعَ لَا يُشَفَّعُ وَاِنْ قَالَ لَا يُسْمَعُ لِقَوْلِهِ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا۔ الشیخان۔

۲۵۳- ذَكَرُوْا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا فَقَالَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِيْمَانِ۔ ابوداود۔

۲۵۴- ذُكِرَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِبَادَةٍ وَذُكِرَ اٰخَرُ بِوَرَعٍ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعْدِلُ الْوَرَعُ بِشَيْءٍ۔ الترمذی

۲۵۵- لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ حَقِيْقَةَ التَّقْوٰى حَتّٰى يَدَعَ مَا لَا بَاْسَ بِهِ حَذَرًا مِمَّا بِهِ بَاْسٌ۔ الترمذی۔

كِتَابُ الزِّيْنَةِ

۲۵۶- كَتَبَ النَّبِيُّ كِتَابًا فَقِيْلَ لَهُ اِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُوْنَ كِتَابًا اِلَّا مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ لِلنَّاسِ اِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ وَنَقَشْتُ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَلَا يَنْقُشْ اَحَدٌ عَلَى نَقْشِهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّةٍ فِيْ يَمِيْنِهِ وَكَانَ فَصُّهُ حَبَشِيًّا وَكَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ مِمَّا يَلِيْ كَفَّهُ۔ الخمسة

٢٥٧ - اصطنع رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتما من ذهب فصنع الناس خواتم الذهب ثم إنه جلس على المنبر فنزعه فقال والله لا ألبسه أبدا فنبذ الناس خواتيمهم - السنن

٢٥٨ - عن عائشة رض قالت إن هند بنت عتبة قالت يا رسول الله بايعني فقال لا أبايعك حتى تغيري كفيك كأنهما كفا سبع - ابوداود

٢٥٩ - رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا متخلقا فقال اذهب فاغسله ثم اغسله ثم لا تعد - الترمذي والنسائي

٢٦٠ - أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمهل آل جعفر حين أتى نعيه ثلاثا ثم أتاهم فقال لا تبكوا على أخي بعد اليوم ثم قال ادعوا لي بني أخي فجيء بنا كأنا أفراخ فقال ادعوا لي الحلاق فأمره فحلق رؤوسنا - ابوداود والنسائي

٢٦١ - أنهكوا الشوارب واعفوا اللحى - السنن

من الفطرة حلق العانة وتقليم الأظفار وقص الشارب - الشيخان

٢٦٢ - حبب إلي الطيب والنساء وجعلت قرة عيني في الصلوة - النسائي

٢٦٣ - من عرض عليه طيب فلا يرده فإنه طيب الريح خفيف المحمل - مسلم - ابوداود والنسائي

٢٦٤ - أيما امرأة أصابت بخورا فلا تشهد معنا العشاء الآخرة - مسلم

٢٦٥ - لعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة والمتنمصة والواشمة والمستوشمة من غير داء - ابوداود

٢٦٦ - عن البراء قال نهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن سبع عن خواتيم الذهب وعن آنية الذهب والفضة وعن المياثر والقسية والاستبرق والديباج والحرير - الخمسة إلا ابا داود

٢٦٧ - رأى النبي صلى الله عليه وسلم رجلا رأسه شعث فقال أما وجد هذا ما يسكن به شعره ورأى آخر عليه ثياب وسخة فقال أما كان هذا يجد ماء يغسل به ثوبه -

ابوداود

السّتين كتاب السّخاء والكرم

٢٦٨ - السّخيّ قريبٌ من الله قريبٌ من النّاس قريبٌ من الجنّة بعيدٌ من النّار والبخيل بعيدٌ من الله بعيدٌ من النّاس بعيدٌ من الجنّة قريبٌ من النّار ولجاهلٌ السّخيّ احبّ الى الله تعالى من عابدٍ بخيلٍ - الترمذی -

٢٦٩ - تصدّقن فانّ اكثركنّ حطب جهنّم فقامت امرأةٌ من سطة النّساء سفعاء الخدّين فقالت لم يا رسول الله قال لانّكنّ تكثرن الشّكاة وتكفرن العشير - الخمسة الا الترمذی -

كتاب السّفر وآدابه

٢٧٠ - اللّهمّ بارك لامّتي في بكورها وكان صلّى الله عليه وسلّم اذا بعث سريّةً او جيشًا بعثهم اوّل النّهار - ابوداود والترمذی -

٢٧١ - لو يعلم النّاس من الوحدة ما اعلم ما سار راكبٌ بليلٍ وحده - بخاری و ترمذی

٢٧٢ - الشّيطان يهمّ بالواحد والاثنين فاذا كانوا ثلاثةً لم يهمّ بهم - مالک

٢٧٣ - اذا خرج ثلاثةٌ في سفرٍ فليؤمّروا احدهم - ابوداود

٢٧٤ - كان النّاس اذا نزلوا منزلًا تفرّقوا في الشّعاب والاودية فقال النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم انّ تفرّقكم هذا من الشّيطان فلم ينزلوا بعد الّا انضمّ بعضهم الى بعضٍ حتّى يقال لو بسط عليهم ثوبٌ لعمّهم - ابوداود

٢٧٥ - كان رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يتخلّف في السّير فيزجي الضّعيف ويردف ويدعو لهم - ابوداود -

٢٧٦ - لا يحلّ لامرأةٍ تؤمن بالله واليوم الآخر ان تسافر مسيرة يومٍ وليلةٍ الّا ومعها محرمٌ لها - السنة الا النسائی -

٢٧٧ - لا يخلونّ رجلٌ بامرأةٍ الّا ومعها ذو محرمٍ فقام رجلٌ فقال يا رسول الله انّ امرأتي خرجت حاجّةً وانّي اكتتبت في غزوة كذا وكذا قال فانطلق فحجّ مع امرأتك - الشيخان

٢٧٨ - اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَنَوْمَهُ فَاِذَا قَضٰى اَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهِ :- الثلثة -

٢٧٩ - اِذَا جَآءُ وْا مِنْ سَفَرٍ كَانَ يَنْهَاهُمْ اَنْ يَّطْرُقُوا النِّسَآءَ لِئَلَّا يَتَخَوَّنُوْهُنَّ وَيَطْلُبُوْا عَثَرَاتِهِنَّ وَفِيْ اُخْرٰى لَاتَلِجُوْا عَلَى الْمُغِيْبَاتِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ اَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ - وَفِيْ اُخْرٰى كَانَ اِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوَةٍ اَوْ سَفَرٍ فَوَصَلَ عَشِيَّةً لَمْ يَدْخُلْ حَتّٰى يُصْبِحَ يَقُوْلُ اَمْهِلُوْا كَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ :- الخمسة الا النسائى -

كِتَابُ السَّبَقِ

٢٨٠ - عَلَيْكُمْ مِنَ الْخَيْلِ بِكُلِّ كُمَيْتٍ اَغَرَّ مُحَجَّلٍ وَاَشْقَرَ اَغَرَّ مُحَجَّلٍ اَوْ اَدْهَمَ اَغَرَّ مُحَجَّلٍ - ابوداؤد والنسائى

٢٨١ - لَاتَقُصُّوْا نَوَاصِيَ الْخَيْلِ فَاِنَّ الْخَيْرَ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا وَلَا اَعْرَافَهَا فَاِنَّ فِيْهَا دِفَاءَهَا وَلَا اَذْنَابَهَا فَاِنَّهَا مَذَابُّهَا - ابوداؤد -

كِتَابُ السُّؤَالِ

٢٨٢ - اِنَّ اَعْظَمَ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ جُرْمًا مَنْ سَاَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ عَلَى النَّاسِ فَحُرِّمَ مِنْ اَجْلِ مَسْاَلَتِهِ :- الشيخان وابو داؤد -

كِتَابُ السِّحْرِ وَالْكَهَانَةِ

٢٨٣ - مَنْ عَقَدَ عُقْدَةً ثُمَّ نَفَثَ فِيْهَا فَقَدْ سَحَرَ وَمَنْ سَحَرَ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَعَلَّقَ بِشَيْءٍ وُكِّلَ اِلَيْهِ :- النسائى :-

الشّين - كِتَابُ الشَّرَابِ

٢٨٤ - لَاتَشْرَبُوْا وَاحِدًا كَشُرْبِ الْبَعِيْرِ وَلٰكِنِ اشْرَبُوْا مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَسَمُّوا اللّٰهَ تَعَالٰى اِذَا اَنْتُمْ شَرِبْتُمْ وَاحْمَدُوا اللّٰهَ اِذَا اَنْتُمْ رَفَعْتُمْ :- الترمذى كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَنَفَّسُ ثَلٰثًا :- الخمسة الا النسائى :- وَزَادَ مسلم والترمذى وَيَقُوْلُ اِنَّهُ اَرْوٰى وَاَبْرَاُ وَاَمْرَاُ :-

٢٨٥- إذا شرب أحدكم فلا يتنفس في الإناء :- الخمسة إلا أبا داود

٢٨٦- نهى عن النفخ في الإناء :- الأربعة إلا النسائي-

٢٨٧- أتي النبي صلى الله عليه وسلم بقدح لبن فشرب وعن يساره أبوبكر وعن يمينه أعرابي فأعطى الأعرابي فضله وقال الأيمن فالأيمن :- الستة إلا النسائي

٢٨٨- ساقي القوم آخرهم شربا :- أبوداود والترمذي

٢٨٩- غطوا الإناء وأوكئوا السقاء :- الشيخان وأبوداود-

٢٩٠- كل شراب أسكر فهو حرام :- الستة

٢٩١- لعن النبي صلى الله عليه وسلم في الخمر عشرة عاصرها ومعتصرها وشاربها وساقيها وحاملها والمحمولة إليه وبائعها ومبتاعها وواهبها وآكل ثمنها :- الترمذي-

٢٩٢- كتاب الشركة

:- يقول الله تعالى أنا ثالث الشريكين ما لم يخن أحدهما صاحبه فإذا خانه خرجت من بينهما :- أبوداود

كتاب الشعر

٢٩٣- إن من البيان سحرا وإن من الشعر حكما :- أبوداود

٢٩٤- لأن يمتلئ جوف أحدكم قيحا حتى يريه خير له من أن يمتلئ شعرا :- الخمسة إلا النسائي-

الصلاة | كتاب الصلوة

٢٩٥- أرأيتم لو أن نهرا بباب أحدكم يغتسل فيه كل يوم خمس مرات ما تقولون أيبقى ذلك من درنه شيئا قالوا لا يبقى ذلك من درنه شيئا قال فذلك مثل الصلوات الخمس يمحو الله بهن الخطايا :- الخمسة إلا أبا داود-

٢٩٦- إذا حزبه أمر صلى :- أبوداود-

٢٩٧- مروا الصبي بالصلوة إذا بلغ سبع سنين فإذا بلغ عشر سنين

فاضربوه عليها :- ابوداؤد والترمذی

۲۹۸- یا علیُّ ثلثًا لا تؤخّر الصلوٰة اذا دخل وقتها والجنازة اذا حضرت والأيّم اذا وجدت لها كفوًا :- الترمذی

۲۹۹- لا يقبل الله صلوٰة بغير طهور ولا صدقة من غلول :- مسلم والترمذی

۳۰۰- لا يقبل الله صلوٰة احدكم اذا احدث حتّى يتوضّأ :- ابوداود والترمذی

۳۰۱- لا يصلّي احدكم في الثوب الواحد ليس على عاتقيه او قال على عاتقه منه شيء :- الخمسة الا الترمذی

۳۰۲- لا يقبل الله تعالى صلوٰة الحائض الا بخمار :- ابوداود والترمذی

۳۰۳- قلت يا رسول الله عوراتنا ما نأتي منها وما نذر قال احفظ عورتك الا من زوجتك او ما ملكت يمينك قلت يا رسول الله فالرجل يكون مع الرجل قال ان استطعت ان لا يراها احد فافعل قلت الرجل يكون خاليًا قال الله احقّ ان يستحيى منه من الناس :- ابوداود والترمذی

۳۰۴- لا ينظر الرجل الى عورة الرجل ولا المرأة الى عورة المرأة ولا يفضي الرجل الى الرجل في الثوب الواحد ولا تفضي المرأة الى المرأة في الثوب الواحد :- مسلم وابوداود

۳۰۵- عن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم الفخذ عورة :- الترمذی

۳۰۶- اللّٰهمّ لا تجعل قبري وثنًا يعبد اشتدّ غضب الله على قوم اتّخذوا قبور انبيائهم مساجد :- مالك

۳۰۷- جعلت لي الارض مسجدًا وطهورًا اينما ادرك رجل من امّتي الصلوٰة صلّى :- النسائی

ترك الكلام

۳۰۸- معاوية بن الحكم السلمي قال بينا انا اصلّي مع رسول الله صلّى الله عليه وسلّم اذ عطس رجل من القوم فقلت يرحمك الله ..... فلمّا قضى صلّى الله عليه وسلّم الصلوٰة ... قال انّ هذه الصلوٰة لا يصلح فيها شيء من كلام الناس

.. .. .. وَاِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَأْتُونَ الْكُهَّانَ قَالَ فَلَا تَأْتِهِمْ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُوْنَ قَالَ ذٰلِكَ شَيْءٌ يَجِدُوْنَهُمْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ .. ..

.. .. مسلم وابوداؤد والنسائی :—

٣٠٩ — اُقْتُلُوا الْاَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ الْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ :— ابوداود ترمذی نسائی —

٣١٠ — لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا لِمَنْ يُدَافِعُهُ الْاَخْبَثَانِ — مسلم وابوداؤد

فِيْ صِفَةِ الْاِمَامِ

٣١١ — يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَأُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَآءَةِ سَوَآءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَآءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَآءً فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا وَلَا يَؤُمُّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيْ سُلْطَانِهٖ وَلَا يَجْلِسْ عَلٰى تَكْرِمَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ :— الخمسة الا البخاری —

٣١٢ — ثَلٰثَةٌ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوتَهُمْ مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ وَرَجُلٌ اَتَى الصَّلٰوةَ دِبَارًا وَالدِّبَارُ اَنْ يَّاْتِيَهَا بَعْدَ اَنْ تَفُوْتَهٗ وَمَنِ اعْتَبَدَ مُحَرَّرَهٗ اَيْ اِسْتَرَقَّهٗ بَعْدَ اَنْ حَرَّرَهٗ :— ابوداؤد —

٣١٣ — ثَلٰثَةٌ لَا تُجَاوِزُ صَلٰوتُهُمْ اٰذَانَهُمُ الْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰى يَرْجِعَ وَامْرَاَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَّاِمَامُ قَوْمٍ وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ :— الترمذی

٣١٤ — اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالسَّقِيْمَ وَالْمَرِيْضَ وَذَا الْحَاجَةِ وَاِذَا صَلّٰى لِنَفْسِهٖ فَلْيُطِلْ مَا شَآءَ :— الستة —

٣١٥ — ثَلٰثٌ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَّفْعَلَهُنَّ لَا يَؤُمُّ الرَّجُلُ قَوْمًا فَيَخُصُّ نَفْسَهٗ بِالدُّعَآءِ دُوْنَهُمْ فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا يَنْظُرُ فِيْ قَعْرِ بَيْتٍ قَبْلَ اَنْ يَّسْتَاْذِنَ فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا يُصَلِّيْ وَهُوَ حَقِنٌ حَتّٰى يَتَخَفَّفَ — ابوداود والترمذی —

فِيْ تَرْتِيْبِ الصُّفُوْفِ

٣١٦ — يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلٰوةِ يَقُوْلُ اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا

فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ لِيَلِيَنِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ـ مسلم وابوداؤد والنسائي :ـ وَفِي أُخْرَى لِيَلِيَنِي إِلَى آخِرِهِ وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ ـ مسلم ابوداؤد والترمذي

فِي صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ

٣١٧ ـ مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَلَمْ يَلْغُ وَاسْتَمَعَ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ أَجْرُ عَمَلِ سَنَةٍ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا ـ الترمذي

٣١٨ ـ اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا عَلَى أَرْبَعَةٍ عَبْدٍ مَمْلُوكٍ أَوِ امْرَأَةٍ أَوْ صَبِيٍّ أَوْ مَرِيضٍ :ـ ابوداؤد

٣١٩ ـ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ رَوَاحُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَعَلَى مَنْ رَاحَ إِلَى الْجُمُعَةِ الْغُسْلُ ـ ابوداؤد والنسائي ـ وَزَادَ الشَّيْخَانِ وَمَالِكٌ ـ وَأَنْ يَسْتَنَّ وَأَنْ يَمَسَّ طِيبًا إِنْ وَجَدَ

٣٢٠ ـ مَا عَلَى أَحَدِكُمْ لَوِ اتَّخَذَ ثَوْبَيْنِ لِجُمُعَةٍ سِوَى ثَوْبَيْ مَهْنَتِهِ :ـ مالك وابوداود ـ هذا اللفظ مالك :ـ

٣٢١ ـ مَنْ تَرَكَ ثَلٰثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى قَلْبِهِ ـ ابوداؤد

٣٢٢ ـ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِينَارٍ :ـ ابوداود والنسائي ـ

٣٢٣ ـ اِجْتَمَعَ فِي يَوْمِكُمْ هٰذَا عِيدَانِ فَمَنْ شَاءَ أَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ وَإِنَّا مُجَمِّعُونَ :ـ ابوداؤد ـ

٣٢٤ ـ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا ـ الخمسة الا البخاري ـ

٣٢٥ ـ إِنَّ طُولَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ مَئِنَّةٌ :ـ مسلم وابوداؤد

٣٢٦ ـ إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ أَنْصِتْ فَقَدْ لَغَوْتَ :ـ الستة ـ

٣٢٧ ـ لَأَنْ يُصَلِّيَ أَحَدُكُمْ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَقْعُدَ حَتَّى إِذَا قَامَ الْإِمَامُ يَخْطُبُ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ـ مالك

۳۲۸۔ إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ۔ الترمذی۔

فِي الْقَصْرِ

۳۲۹۔ صَلَّيْنَا الظُّهْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعًا وَخَرَجَ يُرِيْدُ مَكَّةَ فَصَلَّى بِذِي الْحُلَيْفَةِ الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِذَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ سَيْرٍ وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ۔ الشیخان۔

فِي صَلٰوةِ اللَّيْلِ

۳۳۰۔ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ وَقُرْبَةٌ إِلٰى رَبِّكُمْ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْآثَامِ وَتَكْفِيْرٌ لِلسَّيِّئَاتِ مَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ۔ الترمذی۔

۳۳۱۔ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الدَّائِمُ قُلْتُ وَأَيَّ حِيْنٍ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ يَقُوْمُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ تَعْنِي الدِّيْكَ۔ الخمسۃ۔

كِتَابُ الصَّوْمِ

فِي فَضْلِهِ وَوُجُوْبِهِ وَفِي إِبَاحَةِ الْفِطْرِ وَفِي الْكَفَّارَةِ

۳۳۲۔ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَفِي رِوَايَةٍ الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ شَاتَمَهُ أَحَدٌ وَقَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ إِنِّي صَائِمٌ۔ السنۃ۔

۳۳۳۔ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ

مِنْ اَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا :- الترمذی -

٣٣٤ - مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ تَعَالٰى حَاجَةٌ فِىْ اَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ :- البخاری - ابوداؤد - والترمذی -

٣٣٥ - اُمِّ عُمَارَةَ بِنْتِ كَعْبٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَدَّمَتْ لَهٗ طَعَامًا فَقَالَ لَهَا كُلِىْ فَقَالَتْ اِنِّىْ صَائِمَةٌ فَقَالَ اِنَّ الصَّائِمَ اِذَا اُكِلَ طَعَامُهٗ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلٰئِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ حَتّٰى يَفْرَغُوْا :- الترمذی

٣٣٦ - لَا تَصُوْمُ الْمَرْاَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ : الخمسة الا النسائی وَزَادَ اَبُوْ دَاؤُدَ فِىْ غَيْرِ رَمَضَانَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ :-

فِىْ اِبَاحَةِ الْفِطْرِ

٣٣٧ - خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ اِلٰى مَكَّةَ فِىْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيْمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ فَرَفَعَهٗ حَتّٰى نَظَرَ النَّاسُ اِلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِيْلَ لَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ اِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ اُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ اُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ : مسلم والترمذی

٣٣٨ - اَنَسٌ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ فِىْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِىْ يَوْمٍ حَارٍّ اَكْثَرُنَا ظِلًّا صَاحِبُ الْكِسَاءِ فَمِنَّا مَنْ يَتَّقِى الشَّمْسَ بِيَدِهٖ فَسَقَطَ الصُّوَّامُ وَقَامَ الْمُفْطِرُوْنَ فَضَرَبُوا الْاَبْنِيَةَ وَسَقَوُا الرِّكَابَ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ :- الشيخان والنسائی -

٣٣٩ - كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِىْ سَفَرٍ فَرَاٰى رَجُلًا قَدِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ وَقَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا لَهٗ فَقَالُوْا رَجُلٌ صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تَصُوْمُوْا فِى السَّفَرِ :- الخمسة الا الترمذی :-

٣٤٠ - اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَضَعَ شَطْرَ الصَّلٰوةِ عَنِ الْمُسَافِرِ وَاَرْخَصَ لَهٗ فِى الْاِفْطَارِ وَاَرْخَصَ فِيْهِ لِلْمُرْضِعِ وَالْحُبْلٰى اِذَا خَافَتَا عَلٰى وَلَدَيْهِمَا - الترمذی - ابوداؤد - والنسائی -

فِي الكَفَّارَةِ

۳۴۱- جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكْتُ قَالَ مَا أَهْلَكَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي وَأَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَاجْلِسْ فَبَيْنَمَا نَحْنُ عَلَى ذٰلِكَ إِذْ أُتِيَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ فَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ قَالَ أَنَا قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ قَالَ عَلَى أَفْقَرَ مِنِّي فَوَاللهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنَّا فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ :- السّتة الّا النّسائی-

كِتَابُ الصَّبْرِ

۳۴۲- إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللهُ لِمَلٰئِكَتِهٖ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ مَاذَا قَالَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُولُ ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ :- الترمذی

۳۴۳- إِنَّ اللهَ لَا يَرْضٰى لِعَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ إِذَا ذَهَبَ بِصَفِيِّهٖ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ لَمْ أَرْضَ لَهٗ بِثَوَابٍ دُونَ الْجَنَّةِ :- النسائی

۳۴۴- الْمُسْلِمُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلٰى أَذَاهُمْ خَيْرٌ مِّنَ الَّذِي لَا يُخَالِطُهُمْ وَلَا يَصْبِرُ عَلٰى أَذَاهُمْ :- الترمذی

۳۴۵- كِتَابُ الصِّدْقِ

إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيقًا وَإِنَّ الْكَذِبَ

يهدى إلى الفجور وإن الفجور يهدى إلى النار وإن الرجل ليكذب ويتحرى الكذب حتى يكتب عند الله كذاباً :- الستة الا النسائى

كتاب الصدقة والنفقة وفى فضلها وفى الحث عليهما وفى أحكام الصدقة

٣٤٦ - ما تصدق أحد بصدقة من طيب ولا يقبل الله إلا الطيب إلا أخذها الرحمن بيمينه وإن كانت تمرة فتربو فى كف الرحمن حتى تكون أعظم من الجبل كما يربى أحدكم فلوه أو فصيله الستة الا

٣٤٧ - سبق درهم مائة ألف درهم قيل وكيف ذلك يا رسول الله قال كان لرجل درهمان وتصدق بأجودهما وانطلق آخر إلى عرض ماله فأخرج عنه مائة ألف درهم فتصدق بها :- النسائى

٣٤٨ - أن أعرابياً قال يا رسول الله أخبرنى عن الهجرة فقال ويحك إن شأنها شديد فهل لك من إبل قال نعم قال فتعطى صدقتها قال نعم قال فهل تمنح منها قال نعم قال فتحلبها يوم وردها قال نعم قال فاعمل من وراء البحار فإن الله لن يترك من عملك شيئاً :- الخمسة الا الترمذى -

٣٤٩ - الصدقة تطفئ غضب الرب وتدفع ميتة السوء - الترمذى

٣٥٠ - ما من يوم يصبح العباد إلا وملكان ينزلان من السماء يقول أحدهما اللهم أعط منفقاً خلفاً ويقول الآخر اللهم أعط ممسكاً تلفاً - الشيخان . وفى أخرى يقول الله تعالى يا ابن آدم أنفق أنفق عليك :-

٣٥١ - دينار أنفقته فى سبيل الله ودينار أنفقته فى رقبة ودينار تصدقت به على مسكين ودينار أنفقته على أهلك أعظمها أجراً الذى أنفقته على أهلك :- مسلم

٣٥٢ - لما خلق الله الأرض جعلت تميد وتكفأ فأرساها بالجبال فاستقرت

فتعجبت الملائكة عليهم السلام من شدة الجبال فقالت يا ربنا هل خلقت خلقا اشد من الجبال قال نعم الحديد فقالوا هل خلقت خلقا اشد من الحديد قال نعم النار قالوا فهل خلقت خلقا اشد من النار قال نعم الماء قالوا فهل خلقت اشد من الماء قال نعم الريح قالوا فهل خلقت اشد من الريح قال نعم ابن آدم اذا تصدق بصدقة بيمينه فاخفاها عن شماله :- الترمذی

٣٥٣ - اعطوا السائل ولو جاء على فرس :- مالك :-

٣٥٤ - ما نقص مال من صدقة وما زاد الله عبدا بالعفو الا عزا وما تواضع عبد لله الا رفعه :- مسلم ومالك والترمذی -

٣٥٥ - خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى وابدأ بمن تعول :- البخاری ابوداود

٣٥٦ - امر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوما بالصدقة فقال رجل يا رسول الله عندي دينار قال تصدق به على نفسك قال عندي آخر قال تصدق به على ولدك قال عندي آخر قال تصدق به على زوجك قال يا رسول الله عندي آخر قال تصدق به على خادمك قال عندي آخر قال انت ابصر به :- ابوداود والنسائی

٣٥٧ - دخل رجل المسجد بهيئة بذة والنبي صلى الله عليه وآله وسلم يأمر بالصدقة فتصدق الناس فاعطاه النبي صلى الله عليه وآله وسلم ثوبين ثم قال تصدقوا فطرح الرجل احد ثوبيه فقال صلى الله عليه وآله وسلم أترون الى هذا الذي رأيته بهيئة بذة فاعطيته ثوبين ثم قلت تصدقوا فطرح احد ثوبيه خذ ثوبك وانتهره :- ابوداود والنسائی -

٣٥٨ - جاء رجل بمثل بيضة من ذهب فقال يا رسول الله اصبت هذا من معدن فخذها فهي صدقة ما املك غيرها فاعرض عنه فاتاه من قبل ركنه الايمن فقال مثل ذلك فاعرض عنه فاتاه من قبل ركنه الايسر فقال مثل ذلك فاعرض عنه ثم اتاه من خلفه فقال مثل ذلك فاخذها صلى الله عليه وآله فحذفه بها فلو اصابته لاوجعته وقال يأتي احدكم بجميع ما يملك فيقول هذه صدقة ثم يقعد يتكفف

النَّاسَ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى :- ابُوداود-

۳۵۹- لَا تَشْتَرِهِ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ :- السِّتَّةُ-

كِتَابُ صِلَةِ الرَّحِمِ

۳۶۰- الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُولُ مَنْ وَصَلَنِي وَصَلَهُ اللهُ وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللهُ :- الشَّيْخَانُ

۳۶۱- مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَبْسُطَ اللهُ تَعَالَى لَهُ فِي رِزْقِهِ وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ - البخاري :-

۳۶۲- الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ وَعَلَى ذِي الرَّحِمِ اِثْنَتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ :- النسائي-

كِتَابُ الصُّحْبَةِ فِي حَقِّ الرَّجُلِ عَلَى الزَّوْجَةِ فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ فِي آدَابِ الصُّحْبَةِ فِي آدَابِ الْمَجْلِسِ فِي صِفَةِ الْجَلِيسِ فِي التَّحَابِّ فِي التَّوَادِّ وَغَيْرِهِمْ

۳۶۳- لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الزَّوْجَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا :- الترمذي-

۳۶۴- أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ :- الترمذي

۳۶۵- قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ قَالَ الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ :- النسائي

٣٦٦ - وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَتَأْبَى عَلَيْهِ
إِلَّا كَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتَّى يَرْضَى عَنْهَا زَوْجُهَا - الشيخان ابوداؤد

٣٦٧ - اِتَّقِي اللهَ يَا فَاطِمَةُ وَأَدِّي فَرِيضَةَ رَبِّكِ وَاعْمَلِي عَمَلَ أَهْلِكِ وَإِذَا
أَخَذْتِ مَضْجَعَكِ فَسَبِّحِي ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَاحْمَدِي ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ
وَكَبِّرِي أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ فَذَلِكِ مِائَةٌ فَهِيَ خَيْرٌ لَكِ مِنْ خَادِمٍ قَالَتْ رَضِيتُ
عَنِ اللهِ وَعَنْ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُخْدِمْهَا - الخمسة الا النسائي

فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ

٣٦٨ - اِسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُونَ
مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذَلِكَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوهُنَّ
فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ
سَبِيلًا أَلَا إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا فَحَقُّكُمْ عَلَيْهِنَّ
أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ وَلَا يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُونَ أَلَا
وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ - الترمذي

٣٦٩ - أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ وَأَنْ تَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ
وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ - ابوداؤد والترمذي -

٣٧٠ - لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ آخَرَ - مسلم

٣٧١ - إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْأَمَانَةِ عِنْدَ اللهِ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضِي
إِلَى امْرَأَتِهِ وَالْمَرْأَةُ تُفْضِي إِلَى زَوْجِهَا ثُمَّ يَنْشُرُ أَحَدُهُمَا سِرَّ صَاحِبِهِ - مسلم وابوداؤد

فِي آدَابِ الصُّحْبَةِ

٣٧٢ - إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَحَسَّسُوا
وَلَا تَنَافَسُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ
اللهِ إِخْوَانًا - الستة الا الترمذي

٣٧٣ - حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَ

اجابۃ الدعوۃ وتشمیت العاطس :۔ الخمسۃ۔

٣٧۴ ۔ اطعموا الجائع وعودوا المریض وفکوا العانی :۔ البخاری وابوداود

٣٧۵ ۔ یا اباذر لا تحقرن من المعروف شیئا ولو ان تلقی اخاک بوجہ طلق واذا طبخت مرقا فاکثر ماءھا واغرف لجارک منہ :۔ الترمذی۔

فی آداب المجلس

٣٧٦ ۔ ایاکم والجلوس فی الطرقات قالوا یا رسول اللہ ما لنا بد من مجالسنا نتحدث فیھا فقال اذا ابیتم الا المجلس فاعطوا الطریق حقہ قالوا وما حقہ یا رسول اللہ قال غض البصر وکف الاذی ورد السلام والامر بالمعروف والنھی عن المنکر۔ الشیخان وابوداود وزاد فی آخر عن عمر و تغیثوا الملھوف وتھدوا الضال :۔

٣٧٧ ۔ اذا کانوا ثلثۃ فلا یتناجی اثنان دون الثالث فان ذلک یحزنہ الثلثۃ وابوداود۔

٣٧٨ ۔ من سرہ ان یتمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ ابوداود والترمذی۔

٣٧٩ ۔ لا یقیمن احدکم رجلا من مجلسہ ثم یجلس فیہ ولکن توسعوا و تفسحوا یفسح اللہ لکم وکان ابن عمر رض اذا قام لہ رجل من مجلسہ لم یجلس فیہ :۔ الخمسۃ الا النسائی۔

٣٨٠ ۔ اذا خرج الرجل لحاجتہ ثم عاد فھو احق بمجلسہ :۔ الترمذی

٣٨١ ۔ جابر بن سمرۃ رض قال کنا اذا اتینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلس احدنا حیث ینتھی :۔ ابوداود۔

٣٨٢ ۔ لا یحل لرجل ان یجلس بین اثنین الا باذنھما :۔ ابوداود والترمذی۔

٣٨٣ ۔ جلس رجل فی وسط الحلقۃ فقال حذیفۃ رض ملعون علی لسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم من جلس وسط الحلقۃ :۔

ابوداؤد والترمذی:-

٣٨٤ - خیرُ المجالسِ اَوْسَعُهَا:- ابوداؤد-

فی صفۃ الجلیس

٣٨٥ - صِفَۃُ الجلیسِ الصّالِحِ وجلیسِ السَّوْءِ کحامِلِ المِسْکِ وَ نافِخِ الکِیْرِ فصاحِبُ المِسْکِ اِمّا اَنْ یُحذِیَکَ وَاِمّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَنافِخُ الکِیْرِ اِمّا اَنْ یُحْرِقَ ثِیَابَکَ اَوْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا خَبِیْثَۃً:- الشیخان-

٣٨٦ - اَلمجالسُ بِالْاَمانَۃِ اِلّا ثَلٰثَۃٌ سَفْکُ دَمٍ حَرامٍ اَوْ فَرْجٌ حَرامٌ اَوْ اِقْتِطاعُ مالٍ بِغَیْرِ حَقٍّ:- ابوداؤد

فی التحابّ والتوادّ

٣٨٧ - وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ:- مسلم وابوداؤد والترمذی-

٣٨٨ - مَثَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَکٰی مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰی لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰی:- الشیخان

٣٨٩ - اِذَا اَحَبَّ اَحَدُکُمْ اَخَاهُ فَلْیُخْبِرْهُ اَنَّهٗ یُحِبُّهٗ:- ابوداؤد والترمذی

٣٩٠ - اِذَا اٰخَی الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْیَسْئَلْهُ عَنِ اسْمِهٖ وَاسْمِ اَبِیْهِ وَ مِمَّنْ هُوَ فَاِنَّهٗ اَوْصَلُ لِلْمَوَدَّۃِ:- الترمذی-

٣٩١ - اَحْبِبْ حَبِیْبَکَ هَوْنًا مَّا عَسٰی اَنْ یَکُوْنَ بَغِیْضَکَ یَوْمًا مَّا وَاَبْغِضْ بَغِیْضَکَ هَوْنًا مَّا عَسٰی اَنْ یَکُوْنَ حَبِیْبَکَ یَوْمًا:- الترمذی

٣٩٢ - اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَاُنَاسًا مَا هُمْ بِاَنْبِیَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ یَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالشُّهَدَاءُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لِمَکَانِهِمْ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ قَالَ هُمْ قَوْمٌ یَتَحَابُّوْنَ بِرُوْحِ اللّٰهِ عَلٰی غَیْرِ اَرْحَامٍ بَیْنَهُمْ وَلَا اَمْوَالٍ یَتَعَاطَوْنَهَا فَوَاللّٰهِ اِنَّ وُجُوْهَهُمْ

لَنُوْرٌ وَإِنَّهُمْ لَعَلٰى نُوْرٍ لَا يَخَافُوْنَ إِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُوْنَ إِذَا حَزِنَ النَّاسُ وَقَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ :- ابو داود

فِي التَّعَاضُدِ وَالتَّنَاصُرِ

٣٩٣ - اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ :- ابو داود

٣٩٤ - مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيْهِ .. .. .. وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ :- مسلم ابوداود والترمذي

٣٩٥ - إِنَّ أَحَدَكُمْ مِرْآةُ أَخِيْهِ فَإِنْ رَأَى بِهِ أَذًى فَلْيُمِطْهُ عَنْهُ :- الترمذي

٣٩٦ - اُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا قِيْلَ أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ أَنْصُرُهُ ظَالِمًا قَالَ تَحْجُزُهُ عَنِ الظُّلْمِ فَإِنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهُ :- البخاري والترمذي

٣٩٧ - مَنْ ذَبَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيْهِ رَدَّ اللّٰهُ النَّارَ عَنْ وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ :- الترمذي

٣٩٨ - إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللّٰهِ تَعَالٰى إِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ :- ابو داود

٣٩٩ - مَا أَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا لِسِنِّهِ إِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُ مَنْ يُكْرِمُهُ عِنْدَ

سِنَّهٗ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا - زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ وَيَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ :- التِّرْمِذِی

۴۰۰ - عَنْ عَائِشَةَ رضـ اَنَّهَا مَرَّ بِهَا سَائِلٌ فَاَعْطَتْهُ كِسْرَةً وَّمَرَّ بِهَا اٰخَرُ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ وَلَهٗ هَيْئَةٌ فَاَقْعَدَتْهُ فَاَكَلَ فَقِيْلَ لَهَا فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ :- ابوداؤد-

۴۰۱ - فِی الْاِسْتِیْذَانِ

- جَاءَ رَجُلٌ ... فَاسْتَاْذَنَ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِیْ بَيْتٍ فَقَالَ أَاَلِجُ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِهٖ اُخْرُجْ اِلٰى هٰذَا فَعَلِّمْهُ الْاِسْتِيْذَانَ فَقُلْ لَهٗ قُلِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَاَدْخُلُ فَسَمِعَ الرَّجُلُ ذٰلِكَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَاَدْخُلُ فَاَذِنَ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :- ابوداؤد

۴۰۲ - كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهٖ وَلٰكِنْ مِّنْ رُكْنِهِ الْاَيْمَنِ اَوِ الْاَيْسَرِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ لِاَنَّ الدُّوْرَ يَوْمَئِذٍ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا سُتُوْرٌ :- ابوداؤد

۴۰۳ - اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَسْتَاْذِنُ عَلٰى اُمِّیْ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّیْ مَعَهَا فِی الْبَيْتِ فَقَالَ اسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا فَقَالَ اِنِّیْ خَادِمُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا :- مالک

۴۰۴ - جَابِرٌ رضـ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ اَنَا فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ اَنَا اَنَا كَاَنَّهٗ يَكْرَهُهٗ - البخاری

فِی السَّلَامِ وَجَوَابِهٖ

۴۰۵ - اِذَا انْتَهٰى اَحَدُكُمْ اِلَى الْمَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ فَاِنْ اَرَادَ اَنْ يَّقُوْمَ

فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الْاُوْلٰى اَحَقَّ مِنَ الْاٰخِرَةِ:۔ ابوداود والترمذی۔

۴۰۶۔ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى اَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُنْ سَلَامُكَ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ:۔ الترمذی۔

۴۰۷۔ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَءُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ:۔ ابوداود والبخاری

۴۰۸۔ عَنْ اَنَسٍ رض اَنَّهٗ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ:۔ الخمسۃ الا النسائی۔

۴۰۹۔ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ رض قَالَتْ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا:۔ ابوداود والترمذی وفی روایۃ الترمذی فَاَلْوٰى بِيَدِهٖ بِالتَّسْلِيْمِ:۔

۴۱۰۔ يُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَةِ اِذَا مَرُّوْا اَنْ يُّسَلِّمَ اَحَدُهُمْ وَيُجْزِئُ عَنِ الْجُلُوْسِ اَنْ يَّرُدَّ اَحَدُهُمْ:۔ ابوداود۔

۴۱۱۔ اَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَاَهُمْ بِالسَّلَامِ:۔ ابوداود والترمذی

۴۱۲۔ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِىْ وَالْمَاشِىْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ:۔ الخمسۃ الا النسائی

فِى الْمُصَافَحَةِ

۴۱۳۔ تَصَافَحُوْا يَذْهَبِ الْغِلُّ وَتَهَادَوْا تَحَابُّوْا وَيَذْهَبِ الشَّحْنَآءُ:۔ مالک

فِى الْعُطَاسِ وَالتَّثَاؤُبِ

۴۱۴۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَحَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهٗ اَنْ يَّقُوْلَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فِىْ صَلٰوةٍ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا يَقُلْ هَا فَاِنَّ ذٰلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ يَضْحَكُ

مِنْهُ :۔ الخمسة الا النسائی۔

۴۱۵۔ اِذَا عَطَسَ غَطّٰی وَجْهَهٗ بِيَدِهٖ اَوْ بِثَوْبِهٖ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهٗ :۔ ابوداود والترمذی۔

فِیْ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ

۴۱۶۔ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزَلْ فِیْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ :۔ مسلم والترمذی

۴۱۷۔ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا اَوْ زَارَ اَخًا لَّهٗ فِی اللّٰهِ تَعَالٰی نَادَاهُ مُنَادٍ اَنْ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّاْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا :۔ الترمذی۔

۴۱۸۔ عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ لَمَّا اُصِيْبَ سَعْدٌ رض يَوْمَ الْخَنْدَقِ فِی الْاَكْحَلِ ضَرَبَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْمَةً فِی الْمَسْجِدِ لِيَعُوْدَهٗ مِنْ قَرِيْبٍ :۔ ابوداود والنسائی

۴۱۹۔ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلٰى مَرِيْضٍ فَنَفِّسُوْا لَهٗ فِیْ اَجَلِهٖ فَاِنَّ ذٰلِكَ يُطَيِّبُ نَفْسَهٗ :۔ الترمذی

فِیْ حِفْظِ الْجَارِ

۴۲۰۔ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَّا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ :۔ الشیخان

۴۲۱۔ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُحْسِنْ اِلٰى جَارِهٖ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ :۔ الشیخان وابوداؤد۔

۴۲۲۔ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ جَارَيْنِ فَاِلٰى اَيِّهِمَا اُهْدِیْ قَالَ اِلٰى اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا :۔ البخاری وابوداؤد وفی اُخرٰی للشیخین لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ :۔ ۱۱/۴/۸۱

۴۲۳۔ لَا يَمْنَعْ اَحَدُكُمْ جَارَهٗ اَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِیْ جِدَارِهٖ۔ السنۃ

۴۲۴۔ مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ :۔
ابوداؤد۔

فِي الْهِجْرَانِ وَالْقَطِيعَةِ

۴۲۵- لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ:- السنن الا النسائي

۴۲۶- مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ:- ابو داؤد

۴۲۷- تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ فِي كُلِّ خَمِيسٍ وَّاثْنَيْنِ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ لِكُلِّ امْرِءٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا مَنْ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيَقُولُ اُتْرُكُوا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا:- مسلم، مالک، ابوداود و الترمذي

فِي تَتَبُّعِ الْعَوْرَةِ وَسَتْرِهَا

۴۲۸- صَعِدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَنَادٰى بِأَعْلٰى صَوْتِهِ يَا مَعْشَرَ مَنْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفْضِ الْإِيمَانُ إِلٰى قَلْبِهِ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تُعَيِّرُوهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ:- الترمذي -۲۳۶۴۲

۴۲۹- مَنْ رَأٰى عَوْرَةً فَسَتَرَهَا كَانَ كَمَنْ أَحْيٰى مَوْءُودَةً:

۴۳۰- لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا إِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مسلم

فِي النَّظَرِ إِلَى النِّسَاءِ

۴۳۱- يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الثَّانِيَةُ- ابوداؤد والترمذي-

۴۳۲- لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ- البخاري ابوداود والترمذي

۴۳۳- اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَيْسَ هُوَ أَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا فَقَالَ

اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ :- ابوداؤد والترمذی۔

۴۳۴- نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّمْشِیَ الرَّجُلُ بَیْنَ الْمَرْاَتَیْنِ :- ابوداؤد

۴۳۵- اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّیْطَانُ :- الترمذی

فِیْ اَحَادِیْثَ مُتَفَرِّقَةٍ

۴۳۶- اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّیَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰوةِ قَالُوْا بَلٰی قَالَ صَلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ فَاِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَیْنِ هِیَ الْحَالِقَةُ- ابوداؤد والترمذی وزاد الترمذی لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ :- ۔ [illegible]

۴۳۷- نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّتَعَاطَی السَّیْفَ مَسْلُوْلًا۔

اَلضَّاد | كِتَابُ الضِّیَافَةِ

۴۳۸- لَیْلَةُ الضَّیْفِ حَقٌّ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ اَصْبَحَ بِفِنَائِهِ فَهُوَ عَلَیْهِ دَیْنٌ اِنْ شَاءَ اقْتَضٰی وَاِنْ شَاءَ تَرَكَ :- ابوداؤد

۴۳۹- بَلْ اٰقْرِهٖ وَرَاٰنِیْ رَثَّ الثِّیَابِ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ مَّالٍ قُلْتُ مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ اَعْطَانِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنَ الْاِبِلِ وَالْغَنَمِ قَالَ فَلْیُرَ عَلَیْكَ :- الترمذی۔

۴۴۰- مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ ضَیْفَهٗ جَائِزَتَهٗ قَالُوْا وَمَا جَائِزَتُهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ یَوْمُهٗ وَلَیْلَتُهٗ وَالضِّیَافَةُ ثَلٰثَةُ اَیَّامٍ وَمَا وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا یَحِلُّ لَهٗ اَنْ یُّقِیْمَ عِنْدَهٗ حَتّٰی یُؤْثِمَهٗ قَالَ یُقِیْمُ عِنْدَهٗ وَلَیْسَ لَهٗ شَیْءٌ یَقْرِیْهِ بِهٖ :- [illegible] النسائی

اَلطَّاء | كِتَابُ الطَّهَارَةِ

۴۴۱- لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِیْ لَا یَجْرِیْ ثُمَّ یَغْتَسِلُ فِیْهِ :- الخمسة

۴۴۲ - اِتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلٰثَةَ الْبَرَازَ فِی الْمَوَارِدِ وَقَارِعَةِ الطَّرِیْقِ وَالظِّلِّ - ابوداؤد

۴۴۳ - لَا تُزْرِمُوْهُ دَعُوْهُ فَتَرَکُوْهُ حَتّٰی بَالَ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَیْءٍ مِّنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَالْقَذَرِ اِنَّمَا هِیَ لِذِکْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ - الشیخان

۴۴۴ - اَبِیْ مُوْسٰی رض قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ فَاَرَادَ اَنْ یَّبُوْلَ فَاَتٰی دَمِثًا فِیْ اَصْلِ جِدَارٍ فَبَالَ ثُمَّ قَالَ اِذَا اَرَادَ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّبُوْلَ فَلْیَرْتَدْ لِبَوْلِهٖ :- ابی داؤد

۴۴۵ - عَنْ سُفْیَانَ بْنِ الْحَکَمِ اَوِ الْحَکَمِ بْنِ سُفْیَانَ الثَّقَفِیِّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا بَالَ یَتَوَضَّأُ وَیَنْتَضِحُ - ابوداؤد وهذا لفظ النسائی

۴۴۶ - لَا یَخْرُجِ الرَّجُلَانِ یَضْرِبَانِ الْغَائِطَ کَاشِفَیْنِ عَنْ عَوْرَتِهِمَا یَتَحَدَّثَانِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَمْقُتُ عَلٰی ذٰلِكَ :- ابوداؤد

۴۴۷ - عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ یَرْفَعْ ثَوْبَهٗ حَتّٰی یَدْنُوَ مِنَ الْاَرْضِ - ابوداود والترمذی

۴۴۸ - جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَرَادَ الْبَرَازَ اِنْطَلَقَ حَتّٰی لَا یَرَاهُ اَحَدٌ :- ابوداود

۴۴۹ - نَهَانَا اَنْ یَّسْتَنْجِیَ اَحَدُنَا بِیَمِیْنِهٖ اَوْ یَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ وَنَهٰی عَنِ الرَّوْثَةِ وَالْعِظَامِ وَقَالَ لَا یَسْتَنْجِیْ اَحَدُکُمْ بِدُوْنِ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ :- الخمسة الا البخاری -

۴۵۰ - عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ تَبِعْتُهٗ اَنَا وَغُلَامٌ مِّنَّا مَعَنَا اِدَاوَةٌ مِّنْ مَّاءٍ یَسْتَنْجِیْ بِهٖ :- الخمسة الا الترمذی

۴۵۱ - عَنْ جَرِیْرٍ رض قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَی الْخَلَاءَ فَقَضٰی حَاجَتَهٗ ثُمَّ قَالَ یَا جَرِیْرُ هَاتِ طَهُوْرًا فَاَتَیْتُهٗ بِالْمَاءِ فَاسْتَنْجٰی وَغَسَلَ بِیَدِهٖ فَدَلَكَ بِهَا الْاَرْضَ :- النسائی

۴۵۲ - **السواك** :- لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ

بالسّواك عند كلّ صلوة :۔ الستة

۴۵۳ ۔ إذا استيقظ احدكم من منامه فلا يغمس يده في الإناء حتّى يغسلها ثلاثاً فإنّه لا يدري اين باتت يده :۔ الستة ۔

۴۵۴ ۔ لا تأتوا النساء في أعجازهن فإنّ الله تعالى لا يستحي من الحقّ :۔ الترمذی ۔

۴۵۵ ۔ إنّ تحت كلّ شعرة جنابة فاغسلوا الشعر وانقوا البشر :۔

۴۵۶ ۔ رأی رسول الله صلّى الله عليه وسلّم رجلاً يغتسل بالبراز فصعد المنبر فحمد الله واثنى عليه ثمّ قال إنّ الله حيّي ستير يحبّ الحياء و التستّر فإذا اغتسل احدكم فليستتر :۔ ابو داود والنسائی ۔

۴۵۷ ۔ من غسّل الميّت فليغتسل ۔ ابوداود والترمذی وزاد ومن حمله فليتوضّأ :۔

۴۵۸ من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يدخل الحمّام بغير إزار ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يدخل حليلته الحمّام من غير عذر ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يجلس على مائدة يدار عليها الخمر :۔ الترمذی والنسائی

كتاب الطّعام

۴۵۹ ۔ إذا أكل احدكم طعاماً فليقل بسم الله فإن نسي في الأوّل فليقل في الآخر بسم الله في أوّله وآخره :۔ ابوداود والترمذی ۔

۴۶۰ ۔ إذا دخل الرّجل منزله فذكر الله عند دخوله وعند طعامه قال الشيطان لا مبيت لكم ولا عشاء وإن دخل فلم يذكر الله عند دخوله قال الشيطان أدركتم المبيت وإن لم يذكر الله عند طعامه قال أدركتم المبيت والعشاء :۔ مسلم وابو داود ۔

۴۶۱ ۔ تنزل البركة وسط الطعام فكلوا من حافتيه ولا تأكلوا

مِنْ وَسَطِهٖ :- ابوداؤد والترمذی :-

۴۶۲ - نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقْرِنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ اِلَّا اَنْ يَّسْتَاْذِنَ اَصْحَابَهٗ :- الخمسة الا النسائی -

۴۶۳ - تَجَشَّأَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُفَّ عَنَّا جُشَاءَكَ فَاِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا اَطْوَلُهُمْ جُوْعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ :- الترمذی

۴۶۴ - مَا مَلَاَ اٰدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِّنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ اٰدَمَ لُقَيْمَاتٌ يُّقِمْنَ صُلْبَهٗ فَاِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَاعِلًا فَثُلُثٌ بِطَعَامِهٖ وَثُلُثٌ بِشَرَابِهٖ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهٖ :- الترمذی -

۴۶۵ - تَعَشَّوْا وَلَوْ بِكَفٍّ مِّنْ حَشَفٍ فَاِنَّ تَرْكَ الْعَشَاءِ مَهْرَمَةٌ :- الترمذی

۴۶۶ - مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ كَانَ اِذَا اشْتَهَاهُ اَكَلَهٗ وَاِنْ كَرِهَهٗ تَرَكَهٗ :- الخمسة الا النسائی -

۴۶۷ - كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِيَ بِاَوَّلِ الثَّمَرِ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا وَفِيْ ثِمَارِنَا وَفِيْ مُدِّنَا وَفِيْ صَاعِنَا بَرَكَةً مَعَ بَرَكَةٍ ثُمَّ يُعْطِيْهِ اَصْغَرَ مَنْ يَّحْضُرُهٗ مِنَ الْوِلْدَانِ :- مسلم

۴۶۸ - عَنْ عَائِشَةَ رض اَنَّهُمْ ذَبَحُوْا شَاةً قَالَتْ فَجَاءَ سَائِلٌ فَاَعْطَوْهُ كَتِفَهَا فَجَاءَ اٰخَرُ فَاَعْطَوْهُ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَقِيَ مِنْهَا فَقَالُوْا مَا بَقِيَ مِنْهَا اِلَّا كَتِفُهَا فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَقِيَ كُلُّهَا اِلَّا كَتِفَهَا :- الترمذی

۴۶۹ - مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا اَوْ يَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهٖ :- الخمسة

۴۷۰ - لَا يَحْلِبَنَّ اَحَدُكُمْ مَاشِيَةَ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تُؤْتٰى مَشْرَبَتُهٗ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهٗ فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهٗ اِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ اَطْعِمَتَهُمْ :- ثلثة وابوداؤد -

۴۷۱ - اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُبْنَةٍ فِيْ تَبُوْكَ مِنْ عَمَلِ النَّصَارٰى فَدَعَا بِسِكِّيْنٍ فَسَمّٰى وَقَطَعَ وَاَكَلَ :- ابوداؤد

۴۷۲ - اَجِيْبُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ اِذَا دُعِيْتُمْ :- الخمسة الا النسائی وفی

اُخریٰ لابی داؤد من دُعی ولم یجب فقد عصی اللہ ورسولہ ومن دخل علی غیر دعوۃ دخل سارقًا وخرج مغیرًا۔

۴۷۳ - اذا اجتمع داعیان فاجب اقربھما بابًا فان اقربھما جوارًا وان سبق احدھما فاجب الذی سبق۔ ابوداؤد۔

۴۷۴ - شرّ الطعام طعام الولیمۃ یُدعی لھا الاغنیاء ویُترک المساکین ومن لم یأت علی الدعوۃ فقد عصی اللہ ورسولہ وفی اُخریٰ یمنعھا من یأتیھا ویُدعی الیھا من یأباھا۔ الثلثۃ وابوداؤد

کتاب الطّب والرُّقیٰ

۴۷۵ - انّ اللہ تعالیٰ انزل الدّاء والدّواء وجعل لکل داءٍ دواءً فتداووا ولا تتداووا بحرامٍ۔ ابوداؤد۔ وللبخاری ما انزل اللہ من داءٍ الّا انزل لہ دواءً ولابی داؤد والترمذی بمعناہ الّا داءً واحدًا قیل وما ھو قال الھرم۔

۴۷۶ - انّ لکل داءٍ دواءً فاذا اُصیب دواء الدّاء برئ باذن اللہ۔ مسلم۔

۴۷۷ - لا تُکرھوا مرضاکم علی الطّعام والشّراب فانّ اللہ تعالیٰ یُطعمھم ویسقیھم۔ الترمذی

۴۷۸ - من اکتوی او استرقی فقد برئ من التّوکّل۔ الترمذی وفی روایۃ للمسلم ولابی داؤد لا باس بما لیس فیہ شرکٌ۔

۴۷۹ - الکماۃ من المنّ وماءُھا شفاءٌ للعین۔ الشیخان والترمذی

۴۸۰ - الحمّی من فیح جھنّم فابردوھا عنکم بالماء۔ الشیخان والترمذی وفی روایۃ للترمذی اذا اصاب احدکم الحمّی فانّ الحمّی قطعۃٌ من النّار فلیطفھا عنہ بالماء فلیستنقع فی ماءٍ جارٍ ولیستقبل جریتہ۔

۴۸۱ - اذا سمعتم بالطّاعون بارضٍ فلا تدخلوھا واذا وقع بارضٍ وانتم بھا فلا تخرجوا منھا۔

الثلثۃ والترمذی۔

كِتَابُ الطَّلَاقِ

۴۸۲ - مَا أَحَلَّ اللهُ شَيْئًا أَبْغَضَ إِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ وَفِي أُخْرَى أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللهِ الطَّلَاقُ :- ابوداود۔

۴۸۳ - إِمْرَأَةٌ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقَهَا مِنْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ۔ ابوداؤد والترمذی

۴۸۴ - لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تَسْأَلَ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحْ فَإِنَّ لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا :- السنن

كِتَابُ الطِّيَرَةِ (فال)

۴۸۵ - إِنْ كَانَ يُغْنِي الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ :- الثلاثة

العِلْمِ كِتَابُ العِلْمِ فِي فَضْلِ العُلَمَاءِ

۴۸۶ - ذُكِرَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ عَابِدٌ وَعَالِمٌ فَقَالَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ :- الترمذی وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ إِنَّ اللهَ تَعَالَى وَمَلَائِكَتَهُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَأَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَأَهْلَ الْأَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَالْحِيتَانَ فِي الْبَحْرِ يُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ :-

۴۸۷ - فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ :- الترمذی وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلٰكِنْ وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ :- ابوداود والترمذی

فِي الْحَثِّ عَلَيْهِ

۴۸۸ - مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ :- الشيخان والترمذی

۴۸۹ - مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ حَتّٰى يَرْجِعَ :- الترمذی

۴۹۰ - لَنْ يَّشْبَعَ مُؤْمِنٌ مِنْ خَيْرٍ يَسْمَعُهُ حَتّٰى يَكُونَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةُ :- الترمذی

۴۹۱ - اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ حَقٌّ بِهَا :- الترمذی

فِي آدَابِ الْعِلْمِ وَالتَّعَلُّمِ

۴۹۲ - وَاللهِ لَاَنْ يُّهْدَى بِهُدَاكَ رَجُلٌ وَّاحِدٌ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ :- ابوداؤد -

فِي رِوَايَةِ الْحَدِيثِ وَنَقْلِهِ

۴۹۳ - نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ :- الترمذی -

كِتَابُ الْعَفْوِ وَالْمَغْفِرَةِ

۴۹۴ - كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللهُ اَنْ يَّغْفِرَهُ اِلَّا مَنْ مَّاتَ مُشْرِكًا اَوْ مُؤْمِنٌ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا :- ابوداؤد -

فِي الْعِتْقِ

۴۹۵ - مَثَلُ الَّذِي يُعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ مَثَلُ الَّذِي يُهْدِي إِذَا شَبِعَ :

۴۹۶ - سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرِّقَابِ اَيُّهَا اَفْضَلُ فَقَالَ اَغْلَاهَا ثَمَنًا وَاَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا :- مالک

فِي مُصَاحَبَةِ الرَّفِيقِ وَآدَابِ الْمَمْلُكَةِ

۴۹۷ - اُعْفُ عَنْ (خَادِمٍ) فِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً :- ابوداؤد والترمذی

۴۹۸ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ رَاَيْتُ اَبَاذَرٍّ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلٰى غُلَامِهِ مِثْلُهَا فَسَاَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ هُمْ إِخْوَانُكُمْ وَخَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَعَالَى تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ عَلَيْهِ :- الخمسة إلا النسائي

٤٩٩ - إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ أَوْ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ فَإِنَّهُ وَلِيَ حَرَّهُ وَعِلَاجَهُ :- البخاري - ابو داؤد - والترمذی [illegible]

٥٠٠ - إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ خَادِمَهُ فَذَكَرَ اللهَ تعالى فَارْفَعُوا أَيْدِيَكُمْ عَنْهُ

٥٠١ - كُنَّا بَنِي مُقَرِّنٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لَنَا خَادِمٌ إِلَّا وَاحِدَةٌ فَلَطَمَهَا أَحَدُنَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْتِقُوهَا فَقِيلَ لَهُ لَيْسَ لَهُمْ خَادِمٌ غَيْرُهَا قَالَ فَلْيَسْتَخْدِمُوهَا فَإِذَا اسْتَغْنَوْا عَنْهَا فَلْيُخَلُّوا سَبِيلَهَا مسلم و ابوداؤد والترمذی

٥٠٢ - عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رض قَالَ كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ خَلْفِي يَقُولُ اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ فَلَمْ أَفْهَمِ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ فَلَمَّا دَنَا مِنِّي إِذَا هُوَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ فَأَلْقَيْتُ السَّوْطَ مِنْ يَدِي فَقَالَ اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ إِنَّ اللهَ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَى هٰذَا الْغُلَامِ قَالَ فَقُلْتُ لَا أَضْرِبُ مَمْلُوكًا بَعْدَهُ أَبَدًا :- مسلم وابوداؤد والترمذی -

٥٠٣ - مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ وَهُوَ بَرِيءٌ مِمَّا قَالَ جُلِدَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ :- الخمسة الا النسائی -

٥٠٤ - لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِي وَأَمَتِي وَلَا يَقُولُ الْمَمْلُوكُ رَبِّي وَرَبَّتِي لِيَقُلِ الْمَالِكُ فَتَايَ وَفَتَاتِي وَلْيَقُلِ الْمَمْلُوكُ سَيِّدِي وَسَيِّدَتِي فَإِنَّكُمُ الْمَمْلُوكُونَ وَالرَّبُّ هُوَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ :- الشیخان ابوداؤد

كِتَابُ الْعِدَّةِ وَالْاِسْتِبْرَاءِ

٥٠٥ - لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْقِيَ مَاءَهُ

زرع غيره يعني اتيان الحبالى و لا يحل لامرىء يؤمن بالله واليوم الآخر ان يقع على امرأة من سبي حتى يستبرئها ولا يحل لامرىء يؤمن بالله واليوم الآخر ان يبيع مغنما حتى يقسم :- ابوداؤد والترمذی ـ

في الاحداد

۵۰۶ - لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر ان تحد على ميت فوق ثلث ليال الا على زوج اربعة اشهر وعشرا :- السنن ـ

۵۰۷ - ام عطية رض قالت كنا ننهى ان نحد على ميت فوق ثلث الا على زوج اربعة اشهر وعشرا ولا نكتحل ولا نتطيب ولا نلبس ثوبا مصبوغا الا ثوب عصب وقد رخص لنا عند الطهر اذا اغتسلت احدانا من محيضها في نبذة من كست اظفار وكنا ننهى عن اتباع الجنائز :- الخمسة الا الترمذی ـ

كتاب العارية

۵۰۸ - استعار قصعة فضاعت فضمنها لهم :- الترمذی

الغين ـ كتاب الغزوات

۵۰۹ - انصرفا فاقضيا لهم ونستعين بالله تعالى عليهم :- مسلم

۵۱۰ - عن ابن عباس رض قال جاء العباس بابي سفيان بن حرب فاسلم بمر الظهران فقال العباس يا رسول الله ان ابا سفيان رجل يحب الفخر فلو جعلت له شيئا قال نعم من دخل دار ابي سفيان بن حرب فهو امن ومن اغلق بابه فهو امن ومن القى سلاحه فهو امن ومن دخل المسجد فهو امن :- ابوداؤد ـ

۵۱۱ - اتخذت ام سليم خنجرا ايام حنين فكان معها فقال لها النبي

صلّی اللہ علیہ وسلّم ماھذا یا اُمّ سُلیم قالت اتخذتہ اِن دنی منّی احد من المشرکین بقرت بطنہ فجعل صلّی اللہ علیہ وسلّم یضحک :۔ مسلم وابوداود

۵۱۲ عن ابن عمر رض قال بعث رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خالدًا الی بنی جذیمۃ فدعاھم الی الاسلام فلم یحسنوا ان یقولوا اسلمنا فجعلوا یقولون صبانا وجعل خالدٌ یقتل ویاسر فدفع الی کلّ رجلٍ منّا اسیرہ فقلتُ واللہ لا اقتل اسیری ولا یقتل رجلٌ من اصحابی اسیرہ حتّی قدمنا علی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فذکرناہ لہ فرفع یدیہ فقال اللّٰھم انّی ابرأ الیک ممّا صنع خالدٌ مرّتین :۔ البخاری والنسائی۔

۵۱۳۔ لا احد اغیر من اللہ من اجل ذلک حرّم الفواحش ما ظھر منھا وما بطن ولا احد احبّ الیہ المدح من اللہ تعالی من اجل ذلک مدح نفسہ :۔ الشیخان والترمذی۔

۵۱۴۔ **کتاب الغصب** من اخذ شبرًا من الارض بغیرہ حقّ خسف بہ یوم القیامۃ الی سبع ارضین :۔ البخاری۔

کتاب الغضب

۵۱۵۔ ما تعدّون الصّرعۃ فیکم قالوا الّذی لا تصرعہ الرّجال قال لا ولکنّہ الّذی یملک نفسہ عند الغضب :۔ مسلم۔ ابوداود۔

۵۱۶۔ انّ الغضب من الشّیطان وانّ الشّیطان خلق من النّار وانّما تطفأ النّار بالماء فاذا غضب احدکم فلیتوضّأ :۔

واذا غضب احدکم وھو قائمٌ فلیجلس فان ذھب عنہ الغضب والّا فلیضطجع :۔ ابوداود

۵۱۷۔ انّ رجلًا قال یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اوصنی ولا تکثر علیّ لعلّی انسیٰ قال لا تغضب :۔ البخاری۔ مالک۔ والترمذی

۵۱۸۔ من حمی مؤمنًا من منافقٍ بعث اللہ لہ ملکًا یحمی لحمہ

يوم القيمة من نار جهنم ومن رمى مسلما بشئ يريد شينه به حبس يوم القيمة على جسر من جسور جهنم حتى يخرج مما قال۔ ابو داود۔

كتاب الغيبة والنميمة

٥١٩۔ اتدرون ما الغيبة قالوا الله ورسوله اعلم قال ذكرك اخاك بما يكره فقال رجل ارايت ان كان في اخي ما اقول قال ان كان فيه ما تقول فقد اغتبته وان لم يكن فيه ما تقول فقد بهته۔ ابو داود والترمذی

٥٢٠۔ لا يدخل الجنة قتات (نمام) الخمسة الا النسائی

٥٢١۔ لا يبلغني احد عن احد من اصحابي شيئا فاني احب ان اخرج اليكم وانا سليم الصدر۔ ابو داود والترمذی

٥٢٢۔ **كتاب الغناء** عن عائشة رضي الله عنها قالت دخل على النبي صلى الله عليه وسلم وعندي جاريتان تغنيان بغناء بعاث فاضطجع على الفراش وحول وجهه ودخل ابو بكر رضي الله عنه فانتهرني وقال مزمارة الشيطان في بيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال دعهما فلما غفل غمزتهما فخرجتا۔ قالت وكان يوم عيد وكان السودان يلعبون بالدرق والحراب في المسجد فاما سالت النبي صلى الله عليه وسلم واما قال تشتهين تنظرين فقلت نعم فاقامني وراءه خدي على خده يقول دونكم يا بني ارفدة حتى اذا مللت قال حسبك قلت نعم قال فاذهبي۔ الشيخان والنسائی

٥٢٣۔ **غدر** اذا جمع الله الاولين والآخرين يوم القيمة يرفع لكل غادر لواء يعرف به فيقال هذه غدرة فلان الخمسة الا النسائی۔

الفاء - كتاب الفضائل

۵۲۴- لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ :- ابو داؤد

۵۲۵- مُرَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِاُخْرٰى فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ مَا وَجَبَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ :- الخمسة الا ابا داؤد

۵۲۶- دَعُوا الْحَبَشَةَ مَا وَدَعُوْكُمْ وَاتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوْكُمْ - ابو داؤد

۵۲۷- سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبْغِضْنِيْ فَتُفَارِقَ دِيْنَكَ قُلْتُ وَكَيْفَ اُبْغِضُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِكَ هَدَانِي اللّٰهُ قَالَ تُبْغِضُ الْعَرَبَ فَتُبْغِضُنِيْ الترمذی

۵۲۸- مَا اَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَّاَحَبَّكِ اِلَيَّ وَلَوْلَا اَنَّ قَوْمِيْ اَخْرَجُوْنِيْ مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ :- الترمذی

۵۲۹- لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَّحْمِلَ السِّلَاحَ بِمَكَّةَ :- مسلم-

فی فضل الصلوٰة والصوم والزکوٰة

۵۳۰- لَنْ يَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ :- مسلم ابو داؤد والنسائی-

۵۳۱- اَلَا اُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ قُلْتُ بَلٰى قَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَوْ قَالَ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ :- الترمذی

۵۳۲- قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِحَرْبٍ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَدَاءِ مَا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ

عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ اَعْطَیْتُہٗ وَاِنِ اسْتَعَاذَنِیْ اَعَذْتُہٗ مَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِیْنَ مَنْ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَہُ مَسَاءَتَہٗ۔ البخاری۔

۵۳۳- یَقُوْلُ اللہُ عَزَّوَجَلَّ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَہٗ حِیْنَ یَذْکُرُنِیْ فَاِذَا ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ فَاِنِ اقْتَرَبَ اِلَیَّ شِبْرًا اقْتَرَبْتُ اِلَیْہِ ذِرَاعًا وَاِنِ اقْتَرَبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا اقْتَرَبْتُ مِنْہُ بَاعًا وَاِنْ اَتَانِیْ مَاشِیًا اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً۔ الشیخان

فِیْ فَضْلِ اَعْمَالٍ وَّاَقْوَالٍ

۵۳۴- مَنْ اَصْبَحَ الْیَوْمَ مِنْکُمْ صَائِمًا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ تَبِعَ الْیَوْمَ مِنْکُمْ جَنَازَۃً قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ اَطْعَمَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ مِسْکِیْنًا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ مَرِیْضًا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا قَالَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعْنَ فِیْ رَجُلٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔ مسلم

۵۳۵- قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللہِ ذَھَبَ اَھْلُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ یُصَلُّوْنَ کَمَا نُصَلِّیْ وَیَصُوْمُوْنَ کَمَا نَصُوْمُ وَیَتَصَدَّقُوْنَ بِفُضُوْلِ اَمْوَالِھِمْ قَالَ اَوَلَیْسَ قَدْ جَعَلَ اللہُ لَکُمْ مَا تَتَصَدَّقُوْنَ بِہٖ اِنَّ بِکُلِّ تَسْبِیْحَۃٍ صَدَقَۃً وَبِکُلِّ تَکْبِیْرَۃٍ صَدَقَۃً وَبِکُلِّ تَحْمِیْدَۃٍ صَدَقَۃً وَبِکُلِّ تَھْلِیْلَۃٍ صَدَقَۃً وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَۃٌ وَنَھْیٌ عَنْ مُنْکَرٍ صَدَقَۃٌ وَّفِیْ بُضْعِ اَحَدِکُمْ صَدَقَۃٌ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللہِ اَیَاْتِیْ اَحَدُنَا شَھْوَتَہٗ وَیَکُوْنُ لَہٗ فِیْھَا اَجْرٌ قَالَ اَرَءَیْتُمْ لَوْ وَضَعَھَا فِیْ حَرَامٍ اَکَانَ عَلَیْہِ وِزْرٌ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ کَذٰلِکَ اِذَا وَضَعَھَا فِی الْحَلَالِ کَانَ لَہٗ اَجْرٌ۔ مسلم والترمذی

فِیْ رِوَایَۃٍ تَبَسُّمُکَ فِیْ وَجْہِ اَخِیْکَ لَکَ صَدَقَۃٌ وَاِرْشَادُکَ الرَّجُلَ الطَّرِیْقَ لَکَ صَدَقَۃٌ وَاِمَاطَتُکَ الْحَجَرَ وَالشَّوْکَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِیْقِ

لَكَ صَدَقَةٌ وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ :-

٥٣٦- ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ نَشَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ رِفْقٌ بِالضَّعِيفِ وَالشَّفَقَةُ عَلَى الْوَالِدَيْنِ وَالْإِحْسَانُ إِلَى الْمَمْلُوكِ :- الترمذى

٥٣٧- ثَلٰثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمْ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ :- الترمذى والنسائى

٥٣٨- ثَلٰثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ وَثَلٰثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ فَأَمَّا الثَّلٰثَةُ الَّذِينَ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ فَرَجُلٌ أَتَى قَوْمًا فَسَأَلَهُمْ بِاللّٰهِ وَلَمْ يَسْأَلْهُمْ بِقَرَابَةٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوهُ فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ بِأَعْقَابِهِ فَأَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهِ إِلَّا اللّٰهُ وَالَّذِي أَعْطَاهُ وَقَوْمٌ سَارُوا لَيْلَتَهُمْ حَتّٰى إِذَا كَانَ النَّوْمُ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدَلُ بِهِ فَنَزَلُوا فَقَامَ رَجُلٌ يَتَمَلَّقُنِي وَيَتْلُو آيَاتِي وَرَجُلٌ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ فَلَقِيَ الْعَدُوَّ فَانْهَزَمُوا فَأَقْبَلَ بِصَدْرِهِ حَتّٰى يُقْتَلَ أَوْ يُفْتَحَ لَهُ وَأَمَّا الثَّلٰثَةُ الَّذِينَ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ فَالشَّيْخُ الزَّانِي وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ وَالْغَنِيُّ الظَّلُومُ :- الترمذى والنسائى

٥٣٩- سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ حَتّٰى يَعُودَ إِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلٰى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ :- ستة الا ابا داود

٥٤٠- مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنِ اتَّبَعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنِ اتَّبَعَهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا :- مسلم - مالك - ابوداود والترمذى

٥٤١- يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي فَيَقُولُ يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُودُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ أَمَا عَلِمْتَ

اَنَّكَ لَوْ عُدْتَهٗ لَوَجَدْتَنِيْ عِنْدَهٗ يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِيْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اُطْعِمُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اِنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا اسْتَطْعَمَكَ فَلَمْ تُطْعِمْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِيْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اَسْقِيْكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ فَيَقُوْلُ اِنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا اسْتَسْقَاكَ فَلَمْ تَسْقِهٖ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهٗ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ :- مسلم

۵۴۲- مَنْ اَكَلَ طَيِّبًا وَعَمِلَ فِيْ سُنَّةٍ وَاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ :- الترمذی

۵۴۳- مَنْ مَنَحَ مِنْحَةَ لَبَنٍ اَوْ وَرِقٍ اَوْ هَدٰى ضَالًّا طَرِيْقًا اَوْ اَعْطٰى رُقًا مَا كَانَ لَهٗ مِثْلُ مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً :- الترمذی

۵۴۴- قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ يَعْمَلُ الْعَمَلَ سِرًّا فَاِذَا اطَّلَعَ عَلَيْهِ اَعْجَبَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ اَجْرَانِ اَجْرُ السِّرِّ وَاَجْرُ الْعَلَانِيَةِ :- الترمذی

۵۴۵- وَفْدُ اللّٰهِ ثَلٰثَةٌ اَلْغَازِيْ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ :- النسائی

فی فضائل المرض والموت والنوائب

۵۴۶- مَا يُصِيْبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ وَصَبٍ وَّلَا نَصَبٍ وَّلَا سَقَمٍ وَّلَا حَزَنٍ حَتَّى الْهَمِّ يُهِمُّهٗ اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهٖ مِنْ سَيِّئَاتِهٖ :- الشيخان والترمذی

۵۴۷- دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُمِّ السَّائِبِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَقَالَ مَا لَكِ تُزَفْزِفِيْنَ فَقَالَتِ الْحُمّٰى لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا فَقَالَ لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِيْ اٰدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ :- مسلم

۵۴۸- اِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضٰى وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السُّخْطُ :- الترمذی

۵۴۹- مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتَّى يَلْقَى اللّٰهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ :- مالك و الترمذی

۵۵۰- قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَإِنْ كَانَ شَدِيدًا فِي دِينِهِ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ وَلَيْسَ عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ :- الترمذی

۵۵۱- إِذَا كَانَ الْعَبْدُ يَعْمَلُ عَمَلًا صَالِحًا فَشَغَلَهُ عَنْهُ مَرَضٌ أَوْ سَفَرٌ كُتِبَ اللّٰهُ لَهُ كَصَالِحِ مَا كَانَ يَعْمَلُ وَهُوَ صَحِيحٌ مُقِيمٌ :- البخاری وابوداؤد-

۵۵۲- مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاثْنَيْنِ قَالَ وَاثْنَيْنِ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ :- الشیخان وفی اُخریٰ للترمذی اثنان وواحد :

۵۵۳- مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ وَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَعُقُوبَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ فَكَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ :- الخمسۃ الا اباداؤد-

كِتَابُ الْفَرَائِضِ وَالْمَوَارِيثِ

۵۵۴- اَلْقَاتِلُ لَا يَرِثُ :- الترمذی

۵۵۵- أَيُّمَا رَجُلٍ عَاهَرَ بِحُرَّةٍ أَوْ أَمَةٍ فَالْوَلَدُ الزِّنَا لَا يَرِثُ مِنْ أَبِيهِ وَلَا يُورَثُ :- الترمذی

۵۵۶- أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَمْ يَتْرُكْ وَفَاءً فَعَلَيْنَا قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ :- الخمسۃ الا النسائی

۵۵۷- عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ الْخُزَاعِيِّ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَةً وَّلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَاَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيْلِ صَدَقَةً:- البخاری والنسائی

كِتَابُ الْفِتَنِ وَالْاَهْوَاءِ وَالْاِخْتِلَافِ

۵۵۸- اَلْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ اِلَيَّ:- مسلم والترمذی-

۵۵۹- اِنَّ السَّعِيْدَ مَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ وَلَمَنِ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ فَوَاهًا:- ابوداود

۵۶۰- اِذَا كَانَتْ اُمَرَاؤُكُمْ خِيَارَكُمْ وَاَغْنِيَاؤُكُمْ سُمَحَاءَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ شُوْرٰى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ بَطْنِهَا وَاِذَا كَانَتْ اُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَاَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَاءَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ اِلٰى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ ظَهْرِهَا:- الترمذی-

۵۶۱- اِنَّ عَرْشَ اِبْلِيْسَ عَلَى الْبَحْرِ فَيَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَيَفْتِنُوْنَ النَّاسَ وَاَعْظَمُهُمْ عِنْدَهٗ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَجِيْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا ثُمَّ يَجِيْءُ اٰخَرُ فَيَقُوْلُ مَا تَرَكْتُهٗ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اِمْرَاَتِهٖ فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ وَيَلْتَزِمُهٗ فَيَقُوْلُ نِعْمَ اَنْتَ:- مسلم

۵۶۲- لَنْ يَّهْلِكَ النَّاسُ حَتّٰى يُعْذِرُوْا مِنْ اَنْفُسِهِمْ:- ابوداود-

۵۶۳- مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا:- الشیخان والترمذی-

۵۶۴- مَنْ شَهَرَ سَيْفَهٗ ثُمَّ وَضَعَهٗ فَدَمُهٗ هَدَرٌ:- النسائی-

۵۶۵- خَيْرُكُمُ الْمُدَافِعُ عَنْ عَشِيْرَتِهٖ مَا لَمْ يَاْثَمْ:- ابوداود-

۵۶۶- اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتَّخِذُ عِنْدَكَ عَهْدًا اَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ سَبَبْتُهٗ سَبَّةً اَوْ لَعَنْتُهٗ لَعْنَةً فِيْ غَضَبِيْ فَاِنَّمَا اَنَا مِنْ وَّلَدِ اٰدَمَ اَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُوْنَ وَاِنَّمَا بَعَثَنِيْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ فَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ صَلٰوةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ:- ابوداود

فِي قِتَالِ الْمُسْلِمِينَ بَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ

٥٦٧ - إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ قَالَ إِنَّهُ قَدْ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ :- الخمسة الا الترمذی

٥٦٨ - لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزَعُ فِي يَدِهِ فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ - الشیخان الترمذی

٥٦٩ - لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ الترمذی وابوداؤد والنسائی -

الْقَافُ - كِتَابُ الْقَدَرِ

٥٧٠ - إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ الزَّمَنَ الطَّوِيلَ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخْتَمُ لَهُ عَمَلُهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ الزَّمَنَ الطَّوِيلَ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى يُخْتَمَ لَهُ عَمَلُهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ :- مسلم

٥٧١ - اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَّأَحَبُّ إِلَى اللهِ تَعَالَى مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ اِحْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللهِ وَلَا تَعْجِزْ وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ لَكَانَ كَذَا وَكَذَا وَلٰكِنْ قُلْ قَدَّرَ اللهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ :- مسلم

كِتَابُ الْقَنَاعَةِ

٥٧٢ - سَأَلَ نَاسٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ رَسُولَ اللهِ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتَّى إِذَا نَفِدَ مَا عِنْدَهُ قَالَ مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً هُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ - الستة ...

۵۷۳ - يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ إِنْ تَبْذُلِ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ وَإِنْ تُمْسِكْهُ فَهُوَ شَرٌّ لَكَ وَلَا تُلَامُ عَلَى كَفَافٍ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى :- مسلم والترمذی

۵۷۴ - لَوْ أَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا :- الترمذی

قَالَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْقِلُهَا وَأَتَوَكَّلُ أَوْ أُطْلِقُهَا وَأَتَوَكَّلُ قَالَ اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ :- الترمذی

۵۷۵ - لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ :- الشیخان والترمذی

۵۷۶ - لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَكِنَّ الْمِسْكِينَ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ وَلَا يُفْطَنُ بِهِ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُومُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ :- الستۃ الا الترمذی

۵۷۷ - إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلَى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْهُ فَذَلِكَ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ :- الشیخان

ذَمُّ الْمَسْأَلَةِ

۵۷۸ - الْمَسَائِلُ كُدُوحٌ يَكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ فَمَنْ شَاءَ أَبْقَى عَلَى وَجْهِهِ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ إِلَّا أَنْ يَسْأَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ فِي أَمْرٍ لَا يَجِدُ مِنْهُ بُدًّا :- النسائی - الترمذی - ابوداؤد -

۵۷۹ - سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى أُسْكُفَّةِ الْبَابِ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِي الْمَسْأَلَةِ مَا مَشَى أَحَدٌ إِلَى أَحَدٍ يَسْأَلُهُ شَيْئًا :- النسائی

۵۸۰ - مَنْ سَأَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ :- مسلم -

۵۸۱ - مَنْ نَزَلَتْ بِهِ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ

وَمَنْ نَزَلَتْ بِهِ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ فَيُوشِكُ اللّٰهُ لَهُ بِرِزْقٍ عَاجِلًا أَوْ آجِلًا :- ابوداود والترمذی

۵۸۲۔ عن ابن الفراسی أَنَّ أَبَاهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَسْأَلُ فَقَالَ لَا وَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاسْأَلِ الصَّالِحِينَ :- ابوداود والنسائی

۵۸۳۔ لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبُلَهُ ثُمَّ يَأْتِي الْجَبَلَ فَيَأْتِي بِحُزْمَةٍ مِنْ حَطَبٍ عَلَىٰ ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهَا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ :- البخاری

۵۸۴۔ مَنْ يَتَكَفَّلُ لِي أَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا أَتَكَفَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ :- ابوداود والنسائی

كتاب القضاء

عدل اجر رشوة دعاوی والشهادة وغیرہ

۵۸۵۔ مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّينٍ :- ابوداود والترمذی۔

۵۸۶۔ اَلْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِي النَّارِ فَأَمَّا الَّذِي فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضَىٰ بِهِ وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ وَجَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ قَضَىٰ لِلنَّاسِ عَلَىٰ جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ :- ابوداود۔

۵۸۷۔ مَنِ ابْتَغَى الْقَضَاءَ وَسَأَلَ فِيهِ شُفَعَاءَ وُكِلَ إِلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أُكْرِهَ عَلَيْهِ أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَيْهِ مَلَكًا يُسَدِّدُهُ :- ابوداود والترمذی

۵۸۸۔ اللّٰهُ تَعَالَىٰ مَعَ الْقَاضِي مَا لَمْ يَجُرْ فَإِذَا جَارَ تَخَلَّىٰ عَنْهُ وَلَزِمَهُ الشَّيْطَانُ :- الترمذی۔

۵۸۹۔ إِذَا اجْتَهَدَ الْحَاكِمُ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِنِ اجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ

فلہ اجر:۔ الشیخان۔ وابوداود ۔۱۶۲۳۱۶۲۔۱۶۲۱
۵۹۰۔ لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم الراشی والمرتشی فی الحکم:
۵۹۱۔ عن معاذ بن جبل رض قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم الی الیمن فلما سرت ارسل فی اثری فرددت فقال اتدری لم بعثت الیک لا تصیبن شیئا بغیر اذنی فانہ غلول ومن یغلل یات بما غل یوم القیمۃ لھذا دعوتک فامض لعملک:۔ الترمذی۔
۵۹۲ فاذا جلس بین یدیک الخصمان فلا تقضین حتی تسمع کلام الاخر کما سمعت کلام الاول فانہ احری ان یتبین لک القضاء:۔ ابوداود والترمذی
۵۹۳۔ وفی اخری قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ان الخصمین یقعدان بین یدی الحاکم:۔ ابوداود
۵۹۴۔ لا یحکم احد بین اثنین وھو غضبان:۔ الخمسۃ
۵۹۵۔ یقضی القاضی والحاکم فی المسجد فاذا اتی علی حد اقیم خارج المسجد:۔ البخاری
۵۹۶۔ البینۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ:۔ الترمذی
۵۹۷۔ عرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم علی قوم الیمین فسارعوا الیھا فامر ان یسھم بینھم فی الیمین ایھم یحلف:۔ البخاری وابوداود
۵۹۸۔ لا یجوز شھادۃ خائن ولا خائنۃ ولا زان ولا زانیۃ ولا ذی غمر علی اخیہ:۔ ابوداود ۔۔ ۔۔ ۔۔ عن عائشۃ بعد قولہ خائنۃ ولا مجلود حدا ولا مجرب شھادۃ ولا القانع لاھل البیت ولا ظنین فی ولاء ولا قرابۃ:۔
۵۹۹۔ الا اخبرکم بخیر الشھداء الذی یاتی بشھادتہ قبل ان یسئلھا:۔ مسلم۔ مالک۔ ابوداود۔ والترمذی
۶۰۰۔ ان علی اھل اموال حفظھا بالنھار وعلی اھل المواشی حفظھا باللیل:۔ مالک وابوداود۔

كِتَابُ الْقَتْلِ

٦٠١ - لَوْ اَنَّ اَهْلَ السَّمَآءِ وَاَهْلَ الْاَرْضِ اِشْتَرَكُوْا فِيْ دَمِ مُؤْمِنٍ لَاَكَبَّهُمُ
اللّٰهُ تَعَالٰى فِي النَّارِ :- التِّرْمِذِيْ
٦٠٢ - اَلْاِيْمَانُ قَيْدُ الْفَتْكِ لَا يَفْتِكُ مُؤْمِنٌ :- ابُوْ دَاؤُد
٦٠٣ - قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلرَّجُلُ يَأْتِيْنِيْ يَاْخُذُ مَالِيْ قَالَ ذَكِّرْهُ بِاللّٰهِ
فَقَالَ فَاِنْ لَّمْ يَذَّكَّرْ قَالَ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ بِمَنْ حَوْلَكَ قَالَ فَاِنْ لَّمْ
يَكُنْ حَوْلِيْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ بِالسُّلْطَانِ
قَالَ فَاِنْ نَاٰى السُّلْطَانُ عَنِّيْ قَالَ قَاتِلْ دُوْنَ مَالِكَ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْ
شُهَدَآءِ الْاٰخِرَةِ اَوْ تَمْنَعَ مَالَكَ :- النَّسَائِيْ -

فِيْ حُكْمِ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ

٦٠٤ - مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدّٰى
فِيْهَا خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ تَحَسّٰى سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَسَمُّهٗ فِيْ
يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ
نَفْسَهٗ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهٗ فِيْ يَدِهٖ يَتَوَجَّاُ بِهَا فِيْ
بَطْنِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا :- الخمسة
٦٠٥ - اُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ
لَا اُصَلِّيْ عَلَيْهِ :- ابوداؤد

فِيْمَا يَجُوْزُ قَتْلُهٗ مِنَ الْحَيْوَانِ

٦٠٦ - خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ
اَلْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَاْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ :- الستة
وَاَبْدَلَ اَبُوْدَاؤُدَ مَكَانَ الْغُرَابِ اَلْحَيَّةَ :-
٦٠٧ - اُقْتُلُوا الْحَيَّاتِ كُلَّهُنَّ فَمَنْ خَافَ ثَاْرَهُنَّ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَفِيْ

رِوَايَةٍ اُقْتُلُوا الْكِبَارَ اِلَّا الْجَانَّ الْاَبْيَضَ الَّذِیْ كَاَنَّهٗ قَضِيْبُ فِضَّةٍ:
ابوداؤد والترمذی۔

كِتَابُ الْقِصَاصِ

۶۰۸۔ مَنْ قُتِلَ فِیْ عِمِّيَّاءَ فِیْ رَمْیٍ يَكُوْنُ بَيْنَهُمْ بِالْحِجَارَةِ اَوْ قِتَالٍ بِالسِّيَاطِ اَوْ ضَرْبٍ بِالْعَصَا فَهُوَ خَطَأٌ وَعَقْلُهٗ عَقْلُ الْخَطَأِ وَمَنْ قُتِلَ عَمْدًا فَهُوَ قَوَدٌ وَمَنْ حَالَ دُوْنَهٗ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَغَضَبُهٗ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ:۔ ابوداؤد والنسائی

۶۰۹۔ مَنْ قَتَلَ عَبْدَهٗ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهٗ جَدَعْنَاهُ
ابوداؤد۔ الترمذی۔ النسائی۔ وزاد النسائی وَمَنْ خَصٰی عَبْدَهٗ خَصَيْنَاهُ:۔

۶۱۰۔ اِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰؤُلَاءِ بَنُوْا ثَعْلَبَةَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا فُلَانًا فِی الْجَاهِلِيَّةِ فَخُذْ لَنَا بِثَارِنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰی رَاَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا تَجْنِیْ اُمٌّ عَلٰی وَلَدٍ مَرَّتَيْنِ:۔ النسائی۔

۶۱۱۔ **اَلْقَتْلُ بِالطِّبِّ**۔ مَنْ تَطَبَّبَ وَلَا يُعْلَمُ مِنْهُ طِبٌّ فَهُوَ ضَامِنٌ:۔ ابوداؤد والنسائی۔

۶۱۲۔ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنِ النُّهْبٰی وَالْمُثْلَةِ:۔ البخاری

كِتَابُ الْقِيَامَةِ فِیْ ذِكْرِ الْجَنَّةِ

۶۱۳۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اِقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ:۔ الشيخان الترمذی

۶۱۴۔ سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ فِی الْجَنَّةِ خَيْلٌ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اِنْ اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ فَلَا تَشَاءُ اَنْ تُحْمَلَ فِيْهَا عَلٰی فَرَسٍ مِنْ يَاقُوْتَةٍ حَمْرَاءَ تَطِيْرُ بِكَ فِی الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْتَ فَقَالَ اٰخَرُ هَلْ فِی الْجَنَّةِ مِنْ اِبِلٍ قَالَ اِنْ يُّدْخِلْكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ يَكُنْ لَكَ فِيْهَا مَا اشْتَهَتْ

نفسك ولذّت عينك :- الترمذی

٦١٥- ثلثة لا ترد دعوتهم الامام العادل والصائم حتى يفطر ودعوة المظلوم يرفعها الله فوق الغمام وتفتح لها ابواب السماء ويقول الله وعزتي وجلالي لانصرنك ولو بعد حين :- الترمذی

٦١٦- عرض علیّ اول ثلثة يدخلون الجنة شهيد وعفيف متعفف وعبد احسن عبادة الله تعالى ونصح لمواليه :- الترمذی

الکاف- کتاب الکسب

٦١٧- ثم ذكر الرجل يطيل السفر اشعث اغبر يمد يديه الى السماء يارب يارب ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذی بالحرام فانی يستجاب لذلك :- مسلم والترمذی-

٦١٨- ان رجالا يتخوضون فی مال الله بغير حق فلهم النار يوم القيمة :- البخاری والترمذی-

٦١٩- ان الحلال بين وان الحرام بين وبينهما امور مشتبهات لا يعلمهن كثير من الناس فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع فی الشبهات وقع فی الحرام كالراعی يرعى حول الحمى يوشك ان يقع فيه وان لكل ملك حمى وان حمى الله محارمه الا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد كله واذا فسدت فسد الجسد كله الا وهی القلب :- الخمسة-

٦٢٠- ما اكل احد طعاما قط خيرا من ان ياكل من عمل يده وان نبی الله داود عليه السلام كان ياكل من عمل يده :- البخاری
ان اولادكم من كسبكم :- الترمذی- ابوداود والنسائی-

٦٢١- الرطب تاكلنه وتهدينه :- ابوداود-

٦٢٢- ... ... خذی ما يكفيك وولدك بالمعروف :- الخمسة الا الترمذی

٦٢٣- احق ما اخذتم عليه اجرا كتاب الله تعالى :- البخاری

۶۲۴- مَنْ كَانَ لَنَا عَامِلًا فَلْيَكْتَسِبْ زَوْجَةً وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ خَادِمٌ فَلْيَكْتَسِبْ خَادِمًا وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَسْكَنٌ فَلْيَكْتَسِبْ مَسْكَنًا ...... مَنِ اتَّخَذَ غَيْرَ ذٰلِكَ هُوَ غَالٌّ أَوْ سَارِقٌ:- ابو داؤد-

۶۲۵- عَنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالْقُسَامَةَ قُلْنَا مَا الْقُسَامَةُ قَالَ الرَّجُلُ يَكُونُ عَلَى الْفِئَامِ مِنَ النَّاسِ فَيَأْخُذُ مِنْ حَظِّ هٰذَا وَمِنْ حَظِّ هٰذَا:- ابو داؤد

۶۲۶- نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ الْمُتَسَابِقِ وَالْمُتَقَامِرِ:- ابو داؤد

۶۲۷- لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ:- ابو داؤد

كِتَابُ الْكَذِبِ

۶۲۸- عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ قُلْنَا أَفَيَكُونُ بَخِيلًا قَالَ نَعَمْ قُلْنَا أَفَيَكُونُ كَذَّابًا قَالَ لَا:- مالك

۶۲۹- إِنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ جُنَاحٍ أَنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُعْطِينِي فَقَالَ الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ:- الخمسة الا الترمذی

۶۳۰- وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ لِيُضْحِكَ مِنْهُ الْقَوْمَ فَيَكْذِبُ وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ:- ابو داؤد- و الترمذی-

۶۳۱- أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عُقْبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيْسَ بِالْكَذَّابِ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَقُولُ خَيْرًا أَوْ يَنْمِي خَيْرًا:- الخمسة الا النسائی

كِتَابُ الْكِبْرِ وَالْعُجْبِ

۶۳۲- لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ فَقَالَ

فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً فَقَالَ إِنَّ اللهَ تَعَالَى جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْصُ النَّاسِ: مسلم ابوداؤد والترمذی

۶۳۳ - لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ حَتّٰى يُكْتَبَ فِي الْجَبَّارِينَ فَيُصِيبُهُ مَا أَصَابَهُمْ. الترمذی

۶۳۴ - لَا يَنْظُرُ اللهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلٰى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا :- الستة الا ابا داؤد

۶۳۵ - إِنَّ مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللهُ تَعَالٰى وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللهُ تَعَالٰى فَأَمَّا الَّتِي يُحِبُّ اللهُ تَعَالٰى فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيبَةِ وَأَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِي يُبْغِضُهَا اللهُ تَعَالٰى فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ وَإِنَّ مِنَ الْخُيَلَاءِ مَا يُبْغِضُ اللهُ وَمِنْهَا مَا يُحِبُّ اللهُ تَعَالٰى فَأَمَّا الَّتِي يُحِبُّهَا اللهُ تَعَالٰى فَاخْتِيَالُ الرَّجُلِ بِنَفْسِهِ عِنْدَ الْقِتَالِ وَاخْتِيَالُهُ عِنْدَ الصَّدَقَةِ وَأَمَّا الَّتِي يُبْغِضُهَا اللهُ تَعَالٰى فَاخْتِيَالُهُ فِي الْبَغْيِ وَالْفَخْرِ. ابوداود والنسائی

كِتَابُ الْكَبَائِرِ

۶۳۶ - أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ رَسُولُ اللهِ الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ :- الشيخان والترمذی -

۶۳۷ - عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ :- الخمسة الا ابا داؤد -

۶۳۸ - إِنَّ مِنَ الْكَبَائِرِ أَنْ يَشْتِمَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالُوا وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَأُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ - الخمسة الا النسائی -

اللَّامُ - كِتَابُ اللِّبَاسِ

۶۳۹ - عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى

عَنْهُمَا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَ قَالَ يَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَنْ تَصْلُحَ اَنْ يُّرٰى مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى وَجْهِهٖ وَكَفَّيْهِ :۔ ابوداؤد۔

۶۴۰۔ عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَةٍ غَزَوْنَاهَا اِسْتَكْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ :۔ مسلم و ابو داؤد۔

۶۴۱۔ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْاَةِ وَالْمَرْاَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ :۔ ابوداؤد

۶۴۲۔ مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهٗ مِنْ اَيِّ حُلَلِ الْاِيْمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا :۔ الترمذی

۶۴۳۔ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ اَلْبَسَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ثَوْبَ مَذَلَّةٍ :۔

۶۴۴۔ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَعَلَیَّ ثَوْبٌ دُوْنٌ فَقَالَ اَلَكَ مَالٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مِنْ اَیِّ الْمَالِ قُلْتُ مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ اَعْطَانِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ فَاِذَا اٰتَاكَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَالًا فَلْيُرَ اَثَرُ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَكَرَامَتِهٖ :۔ النسائی

۶۴۵۔ اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبِيْضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ :۔ ابو داؤد و الترمذی

۶۴۶۔ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَرِيْرًا فَجَعَلَهٗ فِیْ يَمِيْنِهٖ وَذَهَبًا فَجَعَلَهٗ فِیْ شِمَالِهٖ وَقَالَ اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِیْ :۔ ابوداؤد والنسائی

۶۴۷۔ فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِلْمَرْاَةِ وَ فِرَاشٌ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ :۔ ابوداؤد والنسائی۔

كِتَابُ اللُّقَطَةِ

٦٤٨ - ألا لا يحل لكم لقطة معاهد إلا أن يستغني عنها صاحبها :- ابو داود

٦٤٩ - سئل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن لقطة الذهب أو الورق فقال اعرف وكاءها وعفاصها ثم عرفها سنة فإن لم تعرف فاستنفقها ولتكن وديعة عندك فإن جاء طالبها يوما من الدهر فأدها إليه :- الستة إلا النسائي - وفي أخرى ... وما كان منها في الخراب ففيه وفي الركاز الخمس :- ابو داود والنسائي

وفي أخرى من وجد لقطة فليشهد ذا عدل أو ذوي عدل ولا يكتم ولا يغيب :- ابو داود

٦٥٠ - مر رسول الله صلى الله عليه وسلم بتمرة في الطريق فقال لولا أني أخشى أن تكون من الصدقة لأكلتها :- الشيخان وابو داود

في الحاق الولد ودعوى النسب

٦٥١ - أتى رجل النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال يا رسول الله ولد لي غلام أسود وهو يعرض بنفسه فلم يرخص له في الانتفاء منه فقال هل لك من إبل قال نعم فقال ما ألوانها قال حمر قال هل فيها من أورق قال نعم قال فأنى ذلك لك قال لعله نزعه عرق فقال صلى الله عليه وآله وسلم لعل ابنك نزعه عرق :- الخمسة

٦٥٢ - أيما رجل جحد ولده وهو ينظر إليه احتجب الله تعالى عنه يوم القيامة وفضحه على رءوس الأولين والآخرين :- ابو داود والنسائي

كتاب اللهو واللعب

٦٥٣ - رأى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم رجلا يتبع حمامة يلعب بها فقال شيطان يتبع شيطانة :- ابو داود

٦٥٤ - نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن التحريش بين

البهائم ۔ ابو داؤد والترمذی ۔

۶۵۵ ۔ مرّ رسول الله صلّی الله علیه وآله وسلّم علی ناس یرمون
کبشا بالنبل فکره ذلك وقال لا تمثّلوا بالبهائم ۔ النسائی

۶۵۶ ۔ نهی رسول الله صلّی الله علیه وآله وسلّم ان یقتل شیٔ من
الدوابّ صبرا ۔ مسلم

۶۵۷ ۔ من قتل عصفورا عبثا عجّ الی الله یوم القیمة یقول یا ربّ
انّ فلانا قتلنی عبثا ولم یقتلنی لمنفعة ۔ النسائی ۔

۶۵۸ ۔ من لعب بالنردشیر فکانّما صبغ یده فی دم خنزیر ۔ مسلم و

کتاب اللعن والسبّ

۶۵۹ ۔ لیس المؤمن بطعّان ولا فاحش ولا بذیّ ۔ الترمذی

۶۶۰ ۔ لا تلاعنوا بلعنة الله ولا بغضب الله ولا بالنار ۔ ابوداؤد والترمذی

۶۶۱ ۔ قیل یا رسول الله ادع الله علی المشرکین والعنهم فقال انّی
انّما بعثت رحمة ولم ابعث لعّانا ۔ مسلم

۶۶۲ ۔ لا یرمی رجل رجلا بالفسق والکفر الّا ردّت علیه
ان لم یکن صاحبه کذلك ۔ البخاری ۔

۶۶۳ ۔ المستبّان ما قالا فعلی البادی منهما حتّی یعتدی المظلوم
مسلم ۔ ابوداؤد والترمذی ۔

۶۶۴ ۔ قال الله تعالی یؤذینی ابن آدم یسبّ الدهر
وانا الدهر بیدی الامر اقلّب اللیل والنهار ۔ الثلثة وابوداؤد

۶۶۵ ۔ انّ رجلا نازعته الریح رداءه فلعنها فقال رسول الله
صلّی الله علیه وسلّم لا تلعنها فانّها مأمورة مسخّرة وانّه من
لعن شیئا لیس له باهل رجعت اللعنة علیه ۔ ابوداؤد والترمذی

۶۶۶ ۔ لا تسبّوا الاموات فانّهم قد افضوا الی ما قدّموا ۔
البخاری ۔ ابوداؤد والنسائی

فِي أُخْرٰى. لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَتُؤْذُوا الْأَحْيَاءَ. التِّرْمِذِي۔
فِي أُخْرٰى. أُذْكُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوْا عَنْ مَسَاوِيْهِمْ. ابو داود والترمذي
۶۶۷۔ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمُخْتَفِيَ وَالْمُخْتَفِيَةَ يَعْنِي نَبَّاشَ الْقُبُوْرِ۔ مالك

الْمِيْمُ كِتَابُ الْمَوَاعِظِ

۶۶۸۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّهٗ قَالَ يَا عِبَادِيْ إِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ وَجَعَلْتُهٗ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهٗ فَاسْتَهْدُوْنِيْ أَهْدِكُمْ يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِيْ أُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهٗ فَاسْتَكْسُوْنِيْ أَكْسُكُمْ يَا عِبَادِيْ إِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ أَغْفِرْ لَكُمْ يَا عِبَادِيْ إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضَرِّيْ فَتَضُرُّوْنِيْ وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِيْ فَتَنْفَعُوْنِيْ يَا عِبَادِيْ لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى أَتْقٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِيْ مُلْكِيْ شَيْئًا يَا عِبَادِيْ لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِيْ شَيْئًا يَا عِبَادِيْ لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَسَأَلُوْنِيْ فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهٗ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِيْ إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ فِي الْبَحْرِ يَا عِبَادِيْ إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيْهَا لَكُمْ ثُمَّ أُوَفِّيْكُمْ إِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ تَعَالٰى وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ إِلَّا نَفْسَهٗ. مسلم والترمذي

۶۶۹۔ ثَلٰثَةٌ أُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ مَا نَقَصَ مَالٌ مِنْ صَدَقَةٍ وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَةً فَصَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهَا عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ. الترمذي

وزاد في رواية وما تواضع عبد لله إلا رفعه الله تعالى وأحدثكم حديثا
فاحفظوه إنما الدنيا لأربعة نفر عبد رزقه الله تعالى مالا وعلما
فهو يتقي في ماله ويصل به رحمه ويعلم أن لله تعالى فيه حقا
فهذا بأفضل المنازل وعبد رزقه الله تعالى علما ولم يرزقه
مالا فهو صادق النية يقول لو أن لي مالا لعملت عمل فلان
فهو بنيته فأجرهما سواء وعبد رزقه الله تعالى مالا ولم
يرزقه علما فهو يخبط في ماله بغير علم لا يتقي فيه ربه ولا يصل فيه
رحمه ولا يعلم لله تعالى فيه حقا فهذا بأخبث المنازل وعبد
لم يرزقه الله تعالى مالا ولا علما فهو يقول لو أن لي مالا لعملت
فيه بعمل فلان فهو بنيته فوزرهما سواء :- الترمذي

٦٧٠ - من كانت الآخرة همه جعل الله غناه في قلبه وجمع عليه
شمله وأتته الدنيا وهي راغمة ومن كانت الدنيا همه جعل الله
فقره بين عينيه وفرق عليه شمله ولم يأته من الدنيا
إلا ما قدر له فلا يمسي إلا فقيرا ولا يصبح إلا فقيرا وما أقبل
عبد على الله بقلبه إلا جعل الله قلوب المؤمنين تنقاد إليه
بالود والرحمة وكان الله تعالى بكل خير إليه أسرع :- الترمذي

٦٧١ - يقول الله تعالى يا ابن آدم تفرغ لعبادتي أملأ صدرك
غنى وأسد فقرك وإن لا تفعل ملأت يديك شغلا ولم أسد
فقرك :- الترمذي -

٦٧٢ - عن أبي هريرة قال قلنا يا رسول الله ما لنا إذا كنا
عندك رقت قلوبنا وزهدنا في الدنيا وكانت الآخرة كأنها
رأي عين وإذا خرجنا من عندك وآنسنا في أهلينا وشممنا
أولادنا أنكرنا أنفسنا فقال عليه السلام لو تدومون على
حالكم عندي لزارتكم الملائكة عليهم السلام في بيوتكم
ولصافحتكم في طرقكم ولو لم تذنبوا لذهب الله تعالى بكم

وَلَجَاءَ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ يُذْنِبُونَ وَيَسْتَغْفِرُونَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ :۔ الترمذی
۶۷۳۔ اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ
مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اَمَانِيَّ :۔ الترمذی

كِتَابُ الْمَدْحِ

۶۷۴۔ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اِنْطَلَقْتُ فِيْ
وَفْدِ بَنِيْ عَامِرٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا اَنْتَ
سَيِّدُنَا فَقَالَ السَّيِّدُ اللّٰهُ قُلْنَا اَفْضَلُنَا فَضْلًا وَاَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ
قُوْلُوْا قَوْلَكُمْ اَوْ بَعْضَ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ :۔ ابوداؤد
۶۷۵۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ اَنْ نَحْثُوَا فِيْ اَفْوَاهِ الْمَدَّاحِيْنَ التُّرَابَ :۔ الترمذی ۔

كِتَابُ الْمَوْتِ

۶۷۶۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى
الْجَاهِلِيَّةِ :۔ الخمسة الا ابا داؤد ۔
۶۷۷۔ مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَلَهُ قِيْرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَهَا
حَتّٰى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيْرَاطَانِ ۔ وَالْقِيْرَاطُ مِثْلُ الْاُحُدِ :۔ الخمسة
۶۷۸۔ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً وَحَمَلَهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ
مِنْ حَقِّهَا :۔ الترمذی ۔
۶۷۹۔ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِيْ جَنَازَةٍ فَرَاٰى نَاسًا رُكْبَانًا فَقَالَ اَلَا تَسْتَحْيُوْنَ اِنَّ مَلٰٓئِكَةَ اللّٰهِ
تَعَالٰى عَلٰى اَقْدَامِهِمْ وَاَنْتُمْ عَلٰى ظُهُوْرِ الدَّوَابِّ :۔ ابوداؤد والترمذی
وَفِيْ اُخْرٰى ۔ اَلرَّاكِبُ يَمْشِيْ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِيْ كَيْفَ شَاءَ مِنْهَا ۔
الترمذی وَفِيْ اُخْرٰى اِتَّبَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جَنَازَةَ اَبِي الدَّحْدَاحِ مَاشِيًا وَرَجَعَ عَلٰى فَرَسٍ :۔ الخمسة الا البخاری

۶۸۰- اسرعوا بالجنازة فان تك صالحة فخير تقدمونها علیه و ان تك سوی ذلك فشر تضعونه عن رقابکم :- السنة -

۶۸۱- اذا رای احدکم جنازة فان لم یکن ماشیا معها فلیقم حتی یخلفها او تخلفه او توضع قبل ان تخلفه :- الخمسة

۶۸۲- جابر قال لما کان یوم احد جاءت عمتی بابی لتدفنه فی مقابرنا فنادی منادی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ردوا القتلی الی مضاجعهم :- الترمذی

۶۸۳- امر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بقتلی احد ان ینزع عنهم الحدید والجلود وان یدفنوا فی ثیابهم ودمائهم :- ابوداؤد

۶۸۴- زجر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان یقبر الرجل باللیل حتی یصلی علیه الا ان یضطر انسان الی ذلك وقال اذا کفن احدکم اخاه فلیحسن کفنه :- مسلم ابوداؤد والنسائی -

۶۸۵- نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یجصص القبر وان یبنی علیه وان یقعد علیه وان یکتب علیه وان یوطأ :- الخمسة الا البخاری

۶۸۶- مر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بقبور باهل المدینة فاقبل علیهم بوجهه فقال السلام علیکم یا اهل القبور ویغفر الله لنا ولکم انتم لنا سلف ونحن بالاثر :- الترمذی -

۶۸۷- من عزی ثکلی کسی بردا فی الجنة :- الترمذی -

وفی اخری - من عزی مصابا فله مثل اجره :- الترمذی

۶۸۸- لما جاء نعی جعفر قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اصنعوا لال جعفر طعاما فانه قد جاءهم ما یشغلهم :- ابوداؤد والترمذی -

۶۸۹- مر بجنازة فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم مستریح او مستراح منه قالوا یا رسول الله ما المستریح والمستراح منه قال العبد المؤمن یستریح من نصب الدنیا ووصبها والفاجر یستریح منه العباد والبلاد والشجر والدواب

الثلثة والنسائی:۔

۶۹۰۔ یَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلٰثَةٌ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَعَمَلُهٗ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى وَاحِدٌ يَرْجِعُ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَيَبْقٰى عَمَلُهٗ:۔ الشیخان والترمذی۔

۶۹۱۔ مَا مِنْ اَحَدٍ يَمُوْتُ اِلَّا نَدِمَ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا نَدِمَ اَنْ لَا يَكُوْنَ اِزْدَادَ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا نَدِمَ اَنْ لَا يَكُوْنَ نَزَعَ:۔ الترمذی

۶۹۲۔ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا ثَلٰثَةٌ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ اَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْ لَهٗ:۔ الخمسة الا البخاری

كِتَابُ الْمَسَاجِدِ

۶۹۳۔ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا يَبْتَغِىْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى بَنَى اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ:۔ الشیخان والترمذی۔

۶۹۴۔ عُرِضَتْ عَلَىَّ اُجُوْرُ اُمَّتِىْ حَتَّى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ:۔ ابوداؤد والترمذی۔

۶۹۵۔ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالنَّخْلِ فَقُطِعَتْ وَبِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ وَبِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ الخ الخمسة الا الترمذی

النّون۔ كِتَابُ النِّكَاحِ

۶۹۶۔ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّىْ اَصَبْتُ امْرَاَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَجَمَالٍ وَاِنَّهَا لَا تَلِدُ اَفَاَتَزَوَّجُهَا قَالَ لَا ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ ثُمَّ اَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَنَهَاهُ فَقَالَ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّىْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ:۔ ابوداؤد والنسائی۔

۶۹۷۔ اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ:۔ مسلم والنسائی

۶۹۸۔ اَلَا اُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَاِذَا اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ:۔ ابوداؤد

۶۹۹۔ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعِ خِصَالٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا

فاظفر بذات الدين تربت يداك :- الخمسة الا الترمذی

٧٠٠- عن جابر رضی اللہ عنہ قال لما تزوجت فقال لی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ما تزوجت قلت تزوجت ثيبا فقال هلا بكرا تلاعبها وتلاعبك :- الخمسة

٧٠١- نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان يخطب الرجل على خطبة اخيه حتى يترك الخاطب قبله او ياذن له :- السنن

٧٠٢- اذا خطب احدكم المرأة فان استطاع ان ينظر منها الى ما يدعوه الى نكاحها فليفعل - ابوداود

٧٠٣- تزوج رجل امرأة من الانصار فقال له النبي صلى الله عليه وآله وسلم انظرت اليها قال لا قال فاذهب فانظر اليها فان في اعين الانصار شيئا :- مسلم والنسائی -

٧٠٤- اعلنوا هذا النكاح واجعلوه في المساجد واضربوا عليه بالدفوف

٧٠٥- فصل ما بين الحلال والحرام الدف والصوت :- الترمذی والنسائی وزاد فی النکاح -

٧٠٦- الايم احق بنفسها من وليها والبكر تستاذن في نفسها واذنها صماتها :- الستة الا البخاری -

٧٠٧- ان جارية بكرا ذكرت لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان اباها زوجها وهي كارهة فخيرها صلى الله عليه وآله وسلم :- ابوداود -

٧٠٨- امروا النساء في بناتهن - ابوداود -

٧٠٩- کفو - اذا خطب اليكم من ترضون دينه وخلقه فزوجوه ان لا تفعلوه تكن فتنة في الارض وفساد عريض :- الترمذی

٧١٠- ان احساب اهل الدنيا الذين يذهبون اليه المال :- النسائی

٧١١- ان بني هشام بن المغيرة استاذنوني في ان ينكحوا ابنتهم علي بن ابي طالب فلا آذن ثم لا آذن ثم لا آذن الا ان يريد ابن ابي طالب ان يطلق ابنتي وينكح ابنتهم فانما هي بضعة مني يريبني ما يريبها ويؤذيني ما آذاها :- الخمسة الا النسائی -

٧١٢ - مَن كانتْ لهُ امرأتانِ ولمْ يعدِلْ بينهُما جاءَ يومَ القيٰمةِ وشِقُّهُ ساقِطٌ - وفي أُخرى مائِلٌ :- الترمذي ابوداود والنسائي۔

٧١٣ - لا تقتُلوا اولادَكُم سِرًّا فانَّ الغيلَ يُدرِكُ الفارِسَ فيُدعثِرُهُ عن فرسِهِ :- ابوداود۔

٧١٤ - اذا تزوَّجَ الرَّجلُ المرأةَ وشرطَ لها ان لا يُخرِجَها مِن مِصرِها فليسَ لهُ ان يُخرِجَها بغيرِ رِضاها :- الترمذي

٧١٥ - لا تُباشِرِ المرأةُ المرأةَ فتنعتُها لِزوجِها كانَّهُ ينظُرُ اليها :- ابوداود والترمذي۔

كِتابُ النَّذرِ

٧١٦ - انَّ النَّذرَ لا يُقرِّبُ مِن ابنِ آدمَ شيئًا لمْ يكُنِ اللهُ قدَّرَهُ لهُ ولٰكِنِ النَّذرُ يُوافِقُ القدرَ ويُخرَجُ بذلِكَ مِنَ البخيلِ ما لمْ يكُنِ البخيلُ يُريدُ ان يُخرِجَ :- الخمسة۔

٧١٧ - مَن نذرَ ان يُطيعَ اللهَ تعالى فليُطِعهُ ومَن نذرَ ان يعصِيَ اللهَ تعالى فلا يعصِهِ :- الستة الا مسلما۔

٧١٨ - قالوا هٰذا ابو اسرائيلَ نذرَ ان يقومَ في الشَّمسِ ويصومَ ولا يُفطِرَ ولا يستظِلَّ ولا يتكلَّمَ فقالَ مُروهُ فليستظِلَّ وليتكلَّمْ وليُتِمَّ صومَهُ :- البخاري۔ مالك۔ ابوداود۔

كِتابُ النِّيَّةِ

٧١٩ - انَّما الاعمالُ بالنِّيّاتِ وانَّما لِكُلِّ امرئٍ ما نوى فمَن كانتْ هِجرتُهُ الى اللهِ ورسولِهِ فهِجرتُهُ الى اللهِ ورسولِهِ ومَن كانتْ هِجرتُهُ الى دُنيا يُصيبُها او امرأةٍ ينكِحُها فهِجرتُهُ الى ما هاجرَ اليهِ :- الخمسة

كِتابُ النُّصحِ والمَشورةِ

۷۲۰ - مَنْ اُفْتِیَ بِغَیْرِ عِلْمٍ کَانَ اِثْمُہٗ عَلَی الَّذِیْ اَفْتَاہُ وَمَنْ اَشَارَ عَلٰۤی اَخِیْہِ بِاَمْرٍ یَعْلَمُ اَنَّ الرُّشْدَ فِیْ غَیْرِہٖ فَقَدْ خَانَہٗ :- ابوداؤد-

۷۲۱ - اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ :- ابوداؤد والترمذی

کِتَابُ النَّوْمِ

۷۲۲ - رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُضْطَجِعًا عَلٰی بَطْنِہٖ فَقَالَ اِنَّ ھٰذِہٖ ضِجْعَۃٌ لَا یُحِبُّھَا اللّٰہُ تَعَالٰی :- الترمذی

۷۲۳ - نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنْ یَّنَامَ الرَّجُلُ عَلٰی سَطْحٍ لَیْسَ بِمَحْجُوْرٍ عَلَیْہِ :- الترمذی-

۷۲۴ - اَلنِّفَاقُ - اَرْبَعٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِّنْھُنَّ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَھَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا عَاھَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ :- الخمسۃ-

اَلْھَاءُ کِتَابُ الْھَدِیَّۃِ

۷۲۵ - تَھَادَوْا فَاِنَّ الْھَدِیَّۃَ تُذْھِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ :- الترمذی

۷۲۶ - یَقْبَلُ الْھَدِیَّۃَ وَیُثِیْبُ عَلَیْھَا :- البخاری - ابوداؤد والترمذی

۷۲۷ - لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یُّعْطِیَ عَطِیَّۃً اَوْ یَھَبَ ھِبَۃً ثُمَّ یَرْجِعَ فِیْھَا اِلَّا الْوَالِدُ فِیْمَا یُعْطِیْ وَلَدَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَلَّذِیْ یَرْجِعُ فِیْ عَطِیَّتِہٖ اَوْ ھِبَتِہٖ فَھُوَ کَالْکَلْبِ یَعُوْدُ فِیْ قَیْئِہٖ :- الترمذی - ابوداؤد والنسائی

۷۲۸ - عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ رض اَنَّ اَبَاہُ اَتٰی بِہٖ النَّبِیَّ صَلَّی (اللّٰہُ) عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ نَحَلْتُ ابْنِیْ ھٰذَا غُلَامًا فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَکُلَّ وَلَدِکَ نَحَلْتَہٗ مِثْلَ ھٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْہُ ۔

السنۃ -

الواو - كتاب الوصية

۷۲۹ - ما حق امرئ مسلم له شيء يوصي فيه ان يبيت ليلتين الا و وصيته مكتوبة عنده :- الستة -

۷۳۰ - قيل لرسول الله صلى الله عليه و اله وسلم اي الصدقة افضل قال ان تتصدق و انت صحيح شحيح تأمل الغنى و تخشى الفقر ولا تدع حتى اذا بلغت الحلقوم قلت لفلان كذا و قد كان لفلان :- الخمسة الا الترمذي -

۷۳۱ - عن علي قال حفظت من النبي صلى الله عليه و اله وسلم اثنتين لا يتم بعد احتلام و لا صمات يوم الى الليل - ابوداود -

الياء - كتاب اليمين

۷۳۲ - ان الله تعالى ينهاكم ان تحلفوا بآبائكم فمن كان حالفا فليحلف بالله تعالى او ليصمت :- الستة

۷۳۳ - من حلف على يمين مصبورة كاذبا فليتبوأ مقعده من النار :- ابوداود -

۷۳۴ - من حلف على يمين فرأى غيرها خيرا منها فليكفر عن يمينه و ليفعل الذي هو خير :- مسلم - مالك - والترمذي -

كتاب اللواحق في احاديث مشتركة

۷۳۵ - عن ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يوما لاصحابه من يأخذ هذه الكلمات فيعمل بهن او يعلم من يعمل بهن قلت انا يا رسول الله فاخذ بيدي فعد خمسا قال اتق المحارم تكن اعبد الناس و ارض بما قسم الله لك تكن اغنى الناس و احسن الى جارك تكن مؤمنا و

أَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُكْثِرِ الضَّحِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ :۔ الترمذی ۔ ۲۲۸۳۶۶۸۱

۷۳۶ ۔ اَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ اَلْحَيَاءُ وَالتَّعَطُّرُ وَالنِّكَاحُ وَالسِّوَاكُ

۷۳۷ ۔ اَلْاَنَاةُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ ۔ الترمذی

۷۳۸ ۔ مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَاَعِيْذُوْهُ وَمَنْ سَاَلَ بِاللّٰهِ فَاَعْطُوْهُ وَمَنْ دَعَاكُمْ فَاَجِيْبُوْهُ وَمَنْ صَنَعَ اِلَيْكُمْ مَعْرُوْفًا فَكَافِئُوْهُ فَاِنْ لَمْ تَجِدُوْا مَا تُكَافِئُوْهُ فَادْعُوْا لَهٗ حَتّٰى تَرَوْا اَنَّكُمْ قَدْ كَافَاْتُمُوْهُ :۔ ابو داؤد والنسائی ۔

۷۳۹ ۔ اِتَّقِ اللّٰهَ تَعَالٰى حَيْثُ مَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ :۔ الترمذی

۷۴۰ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ قَالَ الْفَمُ وَالْفَرْجُ وَسُئِلَ عَنْ اَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ قَالَ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ ۔ الترمذی

۷۴۱ ۔ اَلْحَسَبُ الْمَالُ وَالْكَرَمُ التَّقْوٰى :۔ الترمذی

۷۴۲ ۔ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ قَالَ فَاَيُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهٗ وَسَاءَ عَمَلُهٗ :۔ الترمذی

۷۴۳ ۔ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِكُمْ مِنْ شَرِّكُمْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالُوْا بَلٰى قَالَ خَيْرُكُمْ مَنْ يُّرْجٰى خَيْرُهٗ وَيُؤْمَنُ شَرُّهٗ وَشَرُّكُمْ مَنْ لَّا يُرْجٰى خَيْرُهٗ وَلَا يُؤْمَنُ شَرُّهٗ :۔ الترمذی

۷۴۴ ۔ خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى شَاكِرًا صَابِرًا وَمَنْ لَّمْ تَكُوْنَا فِيْهِ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا مَنْ نَظَرَ فِيْ دِيْنِهٖ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ فَاقْتَدٰى بِهٖ وَنَظَرَ فِيْ دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى عَلٰى مَا فَضَّلَهٗ بِهٖ عَلَيْهِ :۔ الترمذی ۔

۷۴۵ ۔ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا النَّجَاةُ قَالَ اَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ :۔ الترمذی

۷۴۶ - اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يُحَرَّمُ عَلَى النَّارِ وَمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ عَلٰى كُلِّ قَرِيْبٍ هَيِّنٍ سَهْلٍ :- التِّرمذی -

۷۴۷ - مَنْ مَاتَ وَهُوَ بَرِیٌٔ مِنْ ثَلٰثٍ اَلْكِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ :-

۷۴۸ - لَا حَلِيْمَ اِلَّا ذُوْ عَثْرَةٍ وَلَا حَكِيْمَ اِلَّا ذُوْ تَجْرِبَةٍ :- التِّرمذی -

۷۴۹ - لَا يَكُنْ اَحَدُكُمْ اِمَّعَةً يَقُوْلُ اَنَا مَعَ النَّاسِ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنْتُ وَاِنْ اَسَاءُ وْا اَسَاْتُ وَلٰكِنْ وَطِّنُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوْا وَاِنْ اَسَاءُ وْا اَنْ تَجْتَنِبُوْا اِسَاءَتَهُمْ :- التِّرمذی -

۷۵۰ - لَا يَنْبَغِیْ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ يُّذِلَّ نَفْسَهٗ قَالُوْا وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهٗ قَالَ يَتَعَرَّضُ لِلْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيْقُ :- التِّرمذی -

۷۵۱ - اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيْمٌ وَالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِيْمٌ :- ابوداود -

۷۵۲ - لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ :- الشیخان وابوداود -

۷۵۳ - ثَلٰثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِفَلَاةٍ يَمْنَعُهُ ابْنَ السَّبِيْلِ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَهُ الْيَوْمَ اَمْنَعُكَ فَضْلِیْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ لَهٗ بِاللّٰهِ تَعَالٰى لَقَدْ اَخَذَهَا بِكَذَا فَصَدَّقَهٗ وَاَخَذَهَا وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ وَرَجُلٌ بَايَعَ اِمَامًا لَا يُبَايِعُهٗ اِلَّا لِدُنْيَا فَاِنْ اَعْطَاهُ مِنْهَا مَا يُرِيْدُ وَفٰى لَهٗ وَاِنْ لَمْ يُعْطِهٖ لَمْ يَفِ لَهٗ :- الخمسۃ الا الترمذی -

۷۵۴ - ثَلٰثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ قَالَ هَا ثَلٰثًا . . . . اَلْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ :- الخمسۃ الا البخاری -

۷۵۵ - ثَلٰثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَالْمَرْاَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ وَالدَّيُّوْثُ . النسائی وَلَهٗ فِیْ اُخْرٰی ثَلٰثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْمَنَّانُ بِمَا اَعْطٰى -

۷۵۶ - قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ثَلٰثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَرَجُلٌ

أعطى بي ثم غدر ورجل باع حرًّا ثم أكل ثمنه ورجل استأجر أجيرًا
فاستوفى منه العمل ولم يوفه أجره :- البخاری -

٧٥٧ - من يضمن لي ما بين لحييه وما بين رجليه أضمن له الجنة :
البخاری والترمذی :-

٧٥٨ - لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن ولا يسرق السارق حين
يسرق وهو مؤمن ولا يشرب الخمر حين يشربها وهو مؤمن ولا
ينتهب نهبة ذات شرف يرفع الناس إليه فيها أبصارهم حين
ينتهبها وهو مؤمن :- الخمسة

٧٥٩ - إذا زنى الرجل خرج منه الإيمان وكان على رأسه كالظلة
فإذا انزع عاد إليه الإيمان :- ابوداؤد والترمذی

٧٦٠ - من سمّع سمّع الله تعالى به ومن يرائي يرائي الله تعالى
به :- الشيخان -

٧٦١ - اتقوا الظلم فإن الظلم ظلمات يوم القيمة واتقوا الشح
فإن الشح أهلك من كان قبلكم حملهم على أن سفكوا دماءهم
واستحلوا محارمهم :- مسلم

٧٦٢ - شر ما في الرجل شح هالع وجبن خالع - ابوداؤد -

٧٦٣ - ملعون من ضار مؤمنا أو مكر به :- الترمذی

٧٦٤ - من ضار مؤمنا ضار الله تعالى به ومن شاق مؤمنا شاق الله
تعالى عليه :- الترمذی -

٧٦٥ - إن أول ما ينتن من الإنسان بطنه فمن استطاع أن لا يدخل
بطنه إلا طيبا فليفعل :- البخاری -

٧٦٦ - ما من ذنب أجدر من أن يعجل لصاحبه العقوبة في الدنيا
مع ما يدخر له في الآخرة من البغي وقطيعة الرحم :- ابوداؤد والترمذی

٧٦٧ - إن الله تعالى أوحى إليّ أن تواضعوا حتى لا يبغي أحد على أحد
ولا يفخر أحد :- ابوداؤد -

۷۶۸ - اَلنَّارُ قَرِيْبَةٌ مِنْ كُلِّ خِبٍّ بَخِيْلٍ مَنَّانٍ وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خِبٌّ وَلَا بَخِيْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ :- اَلتِّرْمِذِي -

۷۶۹ - كُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا بِغَيْرِ اِسْرَافٍ وَّ لَا مَخِيْلَةٍ :- النَّسائي - البخاري -

۷۷۰ - اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرٰى اَنْ يَّدَّعِيَ الرَّجُلُ اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوْ يُرِيَ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَيَا اَوْ يَقُوْلُ عَلَى الرَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا لَمْ يَقُلْ :- البخاري -

۷۷۱ - مَا ظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِي قَوْمٍ اِلَّا اَلْقَى اللّٰهُ تَعَالٰى فِي قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِي قَوْمٍ اِلَّا كَثُرَ فِيْهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَ الْمِيْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سَلَّطَ عَلَيْهِمُ الْعَدُوَّ :- مالك -

۷۷۲ - اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَرِهَ لَكُمْ ثَلٰثًا قِيْلَ وَقَالَ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ وَ كَثْرَةَ السُّؤَالِ :- الشيخان وابوداؤد

۷۷۳ - لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ بِاَخِيْكَ فَيُعَافِيَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيَبْتَلِيْكَ :- الترمذي -

۷۷۴ - حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ :- ابوداؤد -

۷۷۵ - اُمُّ سَلَمَةَ رض قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ اَلْخُبْثُ الزِّنَا :- مالك -

فِي آفَاتِ اللِّسَانِ

۷۷۶ - اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ كُلَّهَا تَسْتَكْفِي اللِّسَانَ تَقُوْلُ اِتَّقِ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْنَا فَاِنَّمَا نَحْنُ بِكَ اِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا :- الترمذي -

۷۷۷ - سُفْيَانُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رض قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَدِّثْنِيْ بِاَمْرٍ اَعْتَصِمُ بِهِ قَالَ قُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ اسْتَقِمْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

مَا اَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ ثُمَّ قَالَ هٰذَا :- الترمذی -

۷۷۸ - مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ وَفِيْ اُخْرٰى مَنْ صَمَتَ نَجَا :- الترمذی -

۷۷۹ - مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ - مالک و الترمذی

۷۸۰ - لَا تَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدٌ فَاِنَّهٗ اِنْ يَّكُ سَيِّدًا فَقَدْ اَسْخَطْتُمُ اللّٰهَ تَعَالٰى :- ابوداؤد -

۷۸۱ - مَنْ تَعَلَّمَ صَرْفَ الْكَلَامِ لِيَسْتَبِيَ بِهٖ قُلُوْبَ الرِّجَالِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا :- ابوداؤد - اَلْمُرَادُ بِصَرْفِ الْكَلَامِ مَا يَتَكَلَّفُهُ الْاِنْسَانُ مِنَ الزِّيَادَةِ فِيْهِ عَنِ الْحَاجَةِ وَاِنَّمَا كَرِهَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ لِمَا يَدْخُلُهٗ مِنَ الرِّيَاءِ وَالتَّصَنُّعِ وَ يُخَالِطُ مِنَ الْكِذْبِ وَالتَّزَيُّدِ وَالْاِسْتِبَاءِ :-

۷۸۲ - اَنَا زَعِيْمٌ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَاِنْ كَانَ مُحِقًّا وَبِبَيْتٍ فِيْ وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكِذْبَ وَاِنْ كَانَ مَازِحًا وَبِبَيْتٍ فِيْ اَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهٗ :- ابوداؤد -

۷۸۳ - كَفَا بِكَ اِثْمًا اَنْ لَا تَزَالَ مُخَاصِمًا :- الترمذی

۷۸۴ - اَبِيْ بَكْرٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ قُمْتُ رَمَضَانَ كُلَّهٗ اَوْ صُمْتُهٗ قَالَ فَلَا اَدْرِيْ اَكَرِهَ التَّزْكِيَةَ اَوْ قَالَ لَا بُدَّ مِنْ نَوْمَةٍ اَوْ رَقْدَةٍ :- ابوداؤد - والنسائی -

۷۸۵ - لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَسْوَةُ الْقَلْبِ وَاِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَى الْقَاسِي الْقَلْبِ :- الترمذی

۷۸۶ - اَرْبَعٌ فِيْ اُمَّتِيْ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُوْنَهُنَّ اَلْفَخْرُ بِالْاَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِي الْاَنْسَابِ وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ وَالنِّيَاحَةُ :- مسلم

۷۸۷ - عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتِ اسْتَاْذَنَ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ اِنْبَسَطَ اِلَيْهِ وَاَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حِيْنَ سَمِعْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ

كَذَا وَكَذَا ثُمَّ طَلَّقَتْ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَتَى عَهِدْتِنِي فَاحِشًا إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالَى مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ:- السنة الا النسائی-

٧٨٨- كُلُّ أُمَّتِي مُعَافىً إِلَّا الْمُجَاهِرُوْنَ:- الشيخان-

فِي أَنْوَاعٍ مُخْتَلِفَةٍ

٧٨٩- إِحْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَأْنِهِمْ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ النَّارَ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ:- الشيخان-

٧٩٠- تَجِدُوْنَ النَّاسَ كَإِبِلٍ مِائَةٍ لَا يُوْجَدُ فِيْهَا رَاحِلَةٌ:- الشيخان الترمذی

٧٩١- مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنْ أَتَى أَبْوَابَ السُّلْطَانِ افْتُتِنَ وَمَا ازْدَادَ عَبْدٌ مِنَ السُّلْطَانِ دُنُوًّا إِلَّا ازْدَادَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی بُعْدًا:- الترمذی- ابوداؤد والنسائی-

٧٩٢- يُوْشِكُ إِنْ طَالَتْ بِكَ مُدَّةٌ أَنْ تَرٰى قَوْمًا فِي أَيْدِيْهِمْ مِثْلُ أَذْنَابِ الْبَقَرِ يَغْدُوْنَ فِي غَضَبِ اللّٰهِ تَعَالَى وَيَرُوْحُوْنَ فِي سَخَطِ اللّٰهِ وَقَالَ صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مَائِلَاتٌ مُمِيْلَاتٌ رُءُوْسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُرِحْنَ رِيْحَهَا وَإِنَّ رِيْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا:- مسلم-

٧٩٣- يَكُوْنُ إِبِلٌ لِلشَّيَاطِيْنِ وَبُيُوْتٌ لِلشَّيَاطِيْنِ وَأَمَّا إِبِلُ الشَّيَاطِيْنِ فَقَدْ رَأَيْتُهَا يَخْرُجُ أَحَدُكُمْ بِنَجِيْبَاتٍ مَعَهُ قَدْ أَسْمَنَهَا فَلَا يَعْلُوْ بَعِيْرًا مِنْهَا وَيَمُرُّ بِأَخِيْهِ قَدِ انْقَطَعَ بِهِ فَلَا يَحْمِلُهُ وَأَمَّا بُيُوْتُ الشَّيَاطِيْنِ فَلَا أَرَاهَا إِلَّا هٰذِهِ الْأَقْفَاصُ الَّتِي يَسْتُرُ النَّاسُ بِالدِّيْبَاجِ:- ابوداؤد-

۷۹۴- نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ:- البخاری والترمذی

۷۹۵- عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ فِيْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ:- ابوداؤد

تمت بالخیر

انتخاب صحاح ستہ

۱۳۴۳ھ

انتخاب صحاح ستہ

پر

رائیں جو اُن کے لکھے جانے کی تاریخ کی ترتیب سے درج کیگئی ہیں

عُلما اور مشائخ کرام ۔ حدیث کی خدمت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے ۔ اہل حدیث کی جماعت سب سے زیادہ اس خدمت کی ذمہ وار ہے ۔ ہمارے مکرم مولوی نیاز علی صاحب پنشنر نے بڑی توجہ سے خدمت حدیث کا کام کیا ۔ کہ مندرجہ عنوان کتاب کا اردو ترجمہ شائع کر کے ناواقفوں کو واقف کیا ۔ اِس کتاب میں صحاح ستہ کی ضروری ضروری احادیث کا ترجمہ اردو میں کیا گیا ہے ۔ اردو ترجمہ کے بعد اصل عربی کتاب " انتخاب صحاح ستہ " بھی شامل کردی ہے ۔ ہمارے خیال میں عربی حصہ کو الگ کیا جاتا تو اُردو خوانوں پر قیمت کی مزید تخفیف ہو جاتی ۔ کتاب کی لکھائی چھپائی اور کاغذ سب اچھے ہیں ۔
قیمت ایک روپیہ ۔ محصول علاوہ

اخبار اہل حدیث ۔ امرتسر ۲۹ ۔ شوال ۱۳۴۱ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۲۲ء
(ایڈیٹر ابو الوفا ثناء اللہ (مولوی فاضل)

مولوی نیاز علی صاحب پنشنر اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس نے " انتخاب صحاح ستہ " شائع کر کے بڑی بھاری دینی خدمت سرانجام دی ہے ۔ جزاہ اللہ خیرا ۔ کتاب میں صحاح ستہ کی منتخب حدیثیں ہیں ۔ جو ہماری روزمرہ ضروریات دینی و دنیوی سے تعلق رکھتی ہیں ۔ اور اسلامی ادب و اخلاق سکھاتی ہیں ۔ ایک حصے میں احادیث نبوی کا اردو ترجمہ ہے ۔ اور دوسرے میں احادیث کے اصل الفاظ عربی میں ہیں ۔ یہ کتاب عام مسلمان پبلک کی ضرورت کو پورا کرتی ہے ۔ اور اسمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ احکام درج ہیں ۔ جن پر ہر مسلمان کو اپنی زندگی کے روزمرہ

افعال و اقوال میں عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ مولوی صاحب کی یہ کوشش اس پہلو سے بھی مبارک باد کے قابل ہے۔ کہ اُنہوں نے ساڑھے تین سو صفحات کی کتاب کی قیمت صرف ایک روپیہ رکھی ہے۔ اور یہ بات اُن کی اس خدمت دینی کو اور بھی قابل قدر ٹھیرانی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اہل اسلام مولوی صاحب کی اس مخلصانہ خدمت کی قدر کریں گے۔ اور اس نعمت سے جس کا حصول مولوی صاحب نے ان کے لیئے اسقدر آسان کر دیا ہے۔ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرینگے:۔

محمد علی پریزیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام - لاہور

مکرر - یہ کتاب بہت مفید ہے - ہمارے احباب کو چاہیئے کہ اس کی ایک کاپی منگوا کر پڑھیں اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقفیت حاصل کر کے اُس پر عامل ہوں:۔

اخبار پیغام صلح لاہور - ۳ - جولائی و ۲۱ - اگست ۱۹۲۳ء

میں نے کتاب انتخاب صحاح ستہ کو جا بجا سے دیکھا۔ ترتیب خوش اسلوب اور مضامین و مطالب مرغوب ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس کی جزائے خیر دے اور اپنے بندوں کو منفعت عطا فرمائے:۔

جَزَاکُمُ اللّٰہُ عَنَّا وَعَنِ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرَ الْجَزَاءِ وَالسَّلَام فقط

فقیر محمد عبد الباری عفاہ اللہ عنہ - فرنگی محل لکھنو

۱۴ ذی الحج ۱۳۴۱ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۹۲۳ء

اگر ہم حقیقی ترقی کے طلبگار اور قوم کو واقعی مہذب اور متمدن بنانے کے خواستگار ہیں۔ تو ہمیں دنیا کے ممتاز مصلح کے حمیدہ و برگزیدہ اقوال و افعال کو اپنے لئے نمونہ بنانا چاہیئے۔ اس غرض کے پورا کرنے کے لیئے محبی و مخلصی مولوی شیخ نیاز علی صاحب پسروری پنشنر انسپکٹر مدارس نے مستند صحاح ستہ کی احادیث سے چھان بین کر کے بڑی محنت اور جانفشانی سے کتاب لاجواب انتخاب صحاح ستہ مرتب کی ہے۔ اس میں سرتاج انبیا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معلومہ خصوصیات یعنی اخلاق و عادات و سوانح وغیرہ کا حال اور صحاح ستہ کے مؤلفوں کا تذکرہ اور احادیث کا ترجمہ دلفریب پیرایہ میں بامحاورہ اردو میں درج کیا ہے۔ اور ہر ایک حدیث پر گنتی کا نمبر دیکر ضروری شرح فائدہ کی صورت میں اسکے آخر پر لکھ دی ہے۔ علما و شعرا کے وہ اقوال جو اُنہوں نے

احادیث سے اقتباس کر کے منظوم کئے ہیں۔ اپنے اپنے موقعہ پر زیادہ کر دیئے ہیں جس سے تشریح بہت موثر اور دلچسپ ہو گئی ہے۔ اخیر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات بعینہ عربی زبان میں نہایت صحت اور صفائی سے اعراب لگا کر نمبر وار درج کر دیئے گئے ہیں تا کہ اہل علم اور اہل ذوق اگر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصل کلام مبارک کو پڑھنا چاہیں۔ تو انہیں کوئی دقت نہ ہو۔ یہ کتاب ہر فرقہ کے افراد کے لئے ایک خزانہ بے بہا ہے جس سے افادہ و استفادہ قلیل نال سے ہو سکتا ہے۔ کتاب کی خوبی اور قدر و قیمت دیکھنے پر موقوف ہے۔ یہ فقیر ہر ایک مسلم کو عموماً اور اپنے ہر ایک یار طریقت کو خصوصاً اس متبرک کتاب کے پڑھنے کی تاکید کرتا ہے۔ تاکہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات سے مستفیض ہو کر دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کریں۔ ع اگر در خانہ کس ست یک حرف بس ست مع ہذا کتاب کی قیمت محض لاگت وصول کرنے کی غرض سے صرف ایک روپیہ رکھی گئی ہے۔ جو اسکی ظاہری و باطنی خوبیوں کے مقابلہ میں بہت ہی قلیل ہے۔ ؎

جماوے چند دادم جاں خریدم — بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

الراقم جماعت علی عفا اللہ عنہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ پنجاب

۸ محرم الحرام ۱۳۴۲ھ مطابق ۲۲۔ اگست ۱۹۲۳ء

۲۰×۲۶ تقطیع۔ علاوہ سرورق تین سو چھپن صفحے کاغذ اچھا۔ چھپائی صاف۔ قیمت بہت کم یعنی صرف ایک روپیہ۔ عصر۔

اس کتاب نے مسلمانوں کی سب سے بڑی ضرورت پوری کر دی ہے۔ حدیث شریف کی مشہور چھ کتابوں بخاری۔ مسلم۔ ابو داؤد۔ ترمذی۔ نسائی اور موطا۔ (جسے بعض متقدمین نے ابن ماجہ کی جگہ رکھا ہے) کی حدیثوں کا انتخاب اسمیں جمع کیا گیا ہے۔ انتخاب و ترتیب کا طریقہ بہت ہی مفید ہے۔ ایک مسلمان کے لیئے امور دین اور امور دنیا میں جن جن چیزوں کی ضرورت ہے ان سب کے لئے اس کتاب میں احادیث موجود ہیں۔ ایک خوبی یہ ہے۔ کہ کتاب کے شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سوانح عمری بھی درج کی گئی ہے۔ اس کے بعد قرآن اور حدیث کی تالیف کی حالات اور محدثین کا تذکرہ حوالہ قلم کر کے احادیث کا اردو ترجمہ صاف اور عام فہم زبان میں دیا گیا ہے۔ آخر میں عنوان قائم کر کے احادیث کے اصلی الفاظ

عربی زبان میں لکھے گئے ہیں۔

یہ نہایت ضروری اور مفید کتاب مولوی نیاز علی صاحب پنشنر اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس پنجاب مقیم پسرور ضلع سیالکوٹ نے کمال محنت اور پوری احتیاط کے ساتھ مرتب کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس صدی میں ہندوستان کے مسلمانوں کو کتب احادیث میں اس سے بہتر اور کوئی کتاب نہیں لکھی گئی ہوگی۔ بہرحال یہ کتاب اسقدر نفیس ہے۔ کہ اگر اسکو مسلمانوں کے زنانہ مکاتب اور معمولی تعلیم کے لڑکوں اور عورتوں کے درس میں داخل کیا جائے تو مسلمانوں میں تعلیم اسلام سے صحیح طور پر واقف اور آگاہ ہونے کی بنیاد پڑ جائے گی۔ میں تو اپنے مدرسہ "داعیان اسلام" میں بطور درس کے اسکو داخل نصاب کرونگا۔ انشاء اللہ تعالے یہ کتاب ہر گھر میں ہونی چاہیئے۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ جو مسلمان اسکو دیکھے گا۔ اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے اس کا مطالعہ ضروری سمجھے گا۔ میں اپنے اہل سلسلہ کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو ضرور پڑھیں :۔ حسن نظامی۔

روزنامہ زمیندار یکم ستمبر ۱۹۲۳ء

اسلامی شریعت کا ماخذ قرآن و احادیث نبویہ ہیں۔ احادیث صحیحہ فی الحقیقت آیات قرآنیہ کی تفصیلی صورت کا نام ہے اور یہ بات تحقیق سے پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے۔ کہ کوئی صحیح حدیث آیات قرآنیہ کے مفہوم کے مخالف نہیں ہو سکتی۔ احادیث کی تصحیح و تنقید اصول جرح و تعدیل کے معیار پر کی گئی ہے۔ جس کا بار کفالت علم اسماء الرجال نے اُٹھا رکھا ہے۔ اور حضرات علمائے اسلام رحمہم اللہ تعالے نے اسکے متعلق اپنی سر توڑ کوششوں سے اسقدر ذخیرہ کتب معتبرہ بہم پہنچا دیا ہے۔ کہ اب کسی حدیث کے متعلق مزید بحث کی ضرورت نہیں۔ صحاح ستہ کی جو وقعت علمائے اہل السنت و الجماعت کے ہاں مسلم ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ ان کتابوں میں مختلف قسم کی تعلیمات مندرج ہیں۔ شارحین حدیث نے عربی زبان میں تو ایک معتدبہ مجموعہ اُن کے مباحث و تشریح کے متعلق تیار کر ڈالا۔ مگر زبان اُردو میں ابتک بہت کم ہے۔

الحمد للہ کہ ہمارے مکرم اور لائق دوست مولوی نیاز علی صاحب پنشنر نے صحاح ستہ کی احادیث صحیحہ کا ایک ایسا انتخاب کیا ہے۔ اور اُن کا با محاورہ اُردو

ترجمہ بھی لکھا ہے جو نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مذاہب کے تحقیق پسندوں کے لیئے اسلامی شریعت کی حقانیت پر قطعی حجت ہے۔ تمدن۔ معاشرت۔ اخلاق وغیرہ کے متعلقہ ضروری احادیث کو قابل مترجم نے ایسے طور سے لیا ہے کہ کسی امر اہم کی فروگذاشت نہیں ہوئی۔ میرے خیال میں ہر ایک مسلمان کو جو عربی زبان سے واقف نہیں۔ ایسے بیش بہا مجموعہ کو نعمت غیر مترقبہ تصور کر کے اسکے مطالعہ سے محظوظ ہونا چاہیئے اور اللہ تعالےٰ حضرت مؤلف کو اس سعی جمیلہ کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ فقط:-

خاکسار اصغر علی روحی۔

پروفیسر عربی اسلامیہ کالج لاہور۔

فضلائے یونیورسٹی

میرے پرانے دوست مولوی نیاز علی صاحب پنشنر اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس پنجاب نے اپنے بڑھاپے کے وقت کو ایک ایسے ثواب کے کام میں صرف کیا ہے۔ جو قابل رشک ہے۔ مولوی صاحب نے صحاح ستہ میں سے ۷۹۵ حدیثیں منتخب کر کے ان کا ترجمہ اردو میں کر دیا ہے۔ اور ہر ایک حدیث کے نیچے فوائد ضروریہ بیان کر کے اُسکے مضمون کو واضح تر کر دیا ہے۔ طریقہ بیان دلفریب ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ اپنا کام پورا کر چکے تو ان کو خیال پیدا ہوا۔ کہ جب تک اصل متن عربی میں موجود نہ ہوں۔ تو ترجمہ کے مستند ہونے کا یقین دلانا آسان نہیں۔ اس لیئے اُنہوں نے اخیر میں بانوے صفحوں میں احادیث کے متن لکھ دیئے۔

میری رائے ناقص میں کسی مذہبی کتاب کا محض ترجمہ لکھنا درست نہیں جب تک اُسکے ساتھ اصل متن نہ ہوں۔ اور متن بھی اُسکے ساتھ ہونا چاہیئے۔ نہ کہ دور۔

کل حدیثوں کی تعداد جو مولوی صاحب نے منتخب کی ہیں ۷۹۵ ہے۔ اگر دوسرے ایڈیشن میں یہ تعداد ایک ہزار ہو جائے۔ اور کتاب کا نام بھی "ہزار حدیث" رکھا جائے تو مناسب ہوگا۔ اس التزام کے ساتھ کہ صحاح ستہ سے باہر قدم رکھیں یہ تعداد پوری ہونی بالکل آسان ہے۔ اس کتاب کے ساتھ ایک انڈکس بھی بہت مفید لگایا ہے۔ خط اور کاغذ

عمدہ ہے قیمت فقط ایک روپیہ ہے۔ جو لاگت سے بھی شاید کچھ کم ہے۔
یہ انتخاب مولوی صاحب کے مذاق سلیم کا شاہد عادل ہے۔ کہ کوئی ایک حدیث بھی اسمیں ایسی نہیں۔ کہ کسی عقیدہ یا مذہب والے کو اسکے مضمون سے اختلاف ممکن ہو۔ مولوی صاحب اگر اس کتاب کا ترجمہ انگریزی میں کر دیں۔ یا کوئی اور صاحب اس کام میں اُن کا ہاتھ بٹائیں تو غیر مذہب والے بھی اسکے فوائد سے اسقدر مستفید ہو سکتے ہیں۔ جیسے اہل اسلام۔

(خان صاحب پیرزادہ) محمد حسین عارف ایم اے۔
پنشنر سشن جج۔

شباب اُردو بابت ماہ جون ۱۹۲۳ء

کتاب موسومہ انتخاب صحاح ستہ کو شروع سے اخیر تک دیکھا۔ نئی روشنی کے نوجوانوں کے لیئے بالخصوص اور عامۃ الناس کے لیئے بالعموم ایک گنجینۂ خرد اور تحریۂ بے بہا ہے۔ جیساکہ آپ نے دیباجہ میں مفصل بیان کیا ہے۔ اس زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کو زبان عربی کی طرف سے اسقدر لاپروائی ہوگئی ہے۔ کہ کلام اللہ شریف کا ناظرہ پڑھنا بھی بابود و شاید ہے۔ اور زبان فارسی کے ماہر بھی خال خال باقی رہ گئے ہیں۔ احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زبان اردو میں اشاعت کرنا ایک امر ضروری اور لابدی تھا۔ امید نہیں کہ آجکل کے نام نہاد اور تہذیب یورپ کے متبع مادہ پرست مسلمان اس سے اتنا فائدہ اٹھائیں جتنا ہر ایک مسلم کا مذہبی فرض ہے۔ تاہم جسقدر ہاتھوں میں یہ کتاب جاسکے غنیمت ہی۔ آپ نے فی زمانا ایک نہایت اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ خدائے عز و جل آپ کو اسکا کافی و وافی اجر عطا فرمائے۔ آمین۔
احادیث کے متن دیکھنے کے لیئے جو نمبر دیئے ہیں۔ وہ بھی از حد مفید ہیں۔ اور فہرست مضامین نے بھی ایک ایسی کمی کو پورا کیا ہے جس کے بغیر اکثر کتب بے فائدہ ثابت ہوتی ہیں۔ امید ہے کہ جن مسلمانوں کو جناب رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک کلام سے عشق تام ہے۔ وہ اس مقدس کتاب کی خرید سے بے نیل مرام نہ رہیں گے۔ نیز وہ غیر مسلم صاحب جو تلاش حق میں سیماب پا ہیں۔ اس کتاب کی ایک گوہر نایاب کی طرح قدر دانی فرمائینگے

والسلام علےٰ من اتبع اللہ العلام۔

خاکسار بندہ عظیم اللہ۔ بی اے ایل ایل بی وکیل ہائی کورٹ لاہور
و سیکرٹری سیکنڈری ایجوکیشن کمیٹی انجمن حمایت اسلام لاہور۔
۲۵ - جون ۱۹۲۳ء

انتخاب صحاح ستہ کا شروع سے اخیر تک مطالعہ کیا اور جب تک اُسے ختم نہ کر لیا کسی اور کتاب کے دیکھنے تک کو طبیعت نہ چاہی۔ آپ کی تالیف فی الواقعہ تمام مذاہب کے پیرووں کے لیے عموماً اور انگریزی تعلیم یافتہ مسلمانوں کے لئے خصوصاً نہایت مفید اور موثر ہے۔ اسکا ایک نسخہ ہر کتب خانہ میں ہونا ضروری ہے۔ آپ کے انتخاب احادیث سے مسلم و غیر مسلم ہر دو استفادہ کر سکتے ہیں۔ مسلم گریجوائیٹوں کو تو آپ نے خاص طور پر زیر بار احسان کر دیا ہے۔ اب اُنہیں یہ عذر پیش کرنے کی مطلق گنجائش نہیں رہی کہ عربی زبان کی ناواقفیت کی وجہ سے وہ احادیث سے ناآشنا رہتے ہیں۔ اس بے نظیر مجموعہ کی قیمت صرف ایک روپیہ نہایت واجبی ہے۔ یہ آپ کی نیک نیتی پر دال ہے۔ جزاکم اللہُ احسن الجزا۔ دعا ہے خدائے عزوجل آپ جیسے بزرگوں کی عمر میں برکت دے۔ اور قوم اور ملک کو آپ کی ذات بابرکت سے بہرہ اندوز ہونے کا موقعہ دے۔ آمین ثم آمین۔

میں اپنے ہر دوست کو ترغیب دے رہا ہوں کہ وہ ضرور اس کتاب کا مطالعہ کرے۔ کاش اس ملک میں ایسی نادر تالیفات کی قدر دانی کا مادہ پیدا ہو جائے۔

رقیمہ نیاز

عبدالحمید۔ ایم اے۔

۱۹ - اگست ۱۹۲۳ء پروفیسر ٹریننگ کالج لاہور

اخبارات و دیگر احباب اہل الرائے

مولوی نیاز علی صاحب پنشنر اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس پنجاب نے نہایت مفید کام کیا۔ کہ حدیث کی صحاح ستہ کا یہ انتخاب شائع کر دیا۔ یہ کتاب ہمارے مولویوں کے کام کی تو ہے نہیں انہیں لڑنے جھگڑنے کا مصالحہ اس میں نہیں ملے گا۔ کیونکہ مولوی صاحب نے وہی احادیث لی ہیں۔ جن میں تمام مذاہب کے لئے افادہ اور تاثیر کا سرمایہ موجود ہے۔ اور ہر مسلمان انہیں پڑھکر آقائے دو جہان سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے اپنے سامعہ و وجدان کو بہرہ اندوز حلاوت و سعادت کر سکتا ہے۔

جو مسلمان غیر قوموں کے بزرگوں کے اقوال پڑھنے اور اُن پر سر دُھننے کے عادی ہیں۔ اُنہیں چاہیئے۔ کہ دنیا کے سب سے بڑے ہی سب سے بڑے مصلح اور سب سے بڑے حکیم یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کو پڑھیں۔ اُن میں حکمت و دانائی معرفت خداوندی اصلاح معاشرت۔ و اخلاق و سیاست کے لیے ایسے جواہر موجود ہیں کہ دنیا کا کوئی فلسفہ اُن کی برابری نہیں کر سکتا۔

مولوی نیاز علی صاحب نے اس کتاب پر سات صفحے کا ایک دیباچہ لکھنے کے بعد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح زندگی مختصراً سپرد قلم کئے ہیں اور اُس کے بعد حدیث و محدثین کے متعلق کچھ معلومات درج کی ہیں۔

اسکے بعد منتخب احادیث کا ترجمہ اردو مع ضروری تشریح کے شروع ہوتا ہے اور ترتیب تہجی کے ماتحت ایمان سے شروع ہو کر یمین پر ختم ہوتا ہے۔

ترجمہ کے بعد احادیث کی فہرست بقید صفحہ درج کی گئی ہے۔ اور آخیر میں احادیث کی عربی عبارت بھی نہایت صحت اور اعراب کے التزام سے شائع کی گئی ہے۔

ہمارے نزدیک اس کتاب کے مفید ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ یقیناً ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اسکو منگا کر پڑھے۔ اور دنیا و عاقبت کی بہتری کا سرمایہ جمع کرے۔

سب سے زیادہ قابل تحسین امر یہ ہے۔ کہ مولوی نیاز علی صاحب نے

یہ کتاب کسی نفسانی دنیاوی فائدے کے لیئے شائع نہیں کی بلکہ محض مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے اور اپنے لیئے ثواب حاصل کرنے کی غرض سے چھاپی ہے۔ اور اسکی قیمت صرف ایک روپیہ مقرر کی ہے۔ حالانکہ اعلےٰ درجہ کا کاغذ لگایا گیا ہے۔ اور کتاب کی ضخامت علاوہ سرورق ۳۵۶ صفحے ہے ایک روپیہ ہدیہ بھی صرف کتاب کی لاگت پوری کرنے کے لیئے وصول کیا جاتا ہے۔

ہم مسلمانوں سے نہایت پرزور سفارش کرتے ہیں، کہ اس کتاب کو ضرور منگائیں اسکی ایک روپیہ قیمت نہایت بے حقیقت ہے اور اسکے ظاہری و باطنی محاسن نہایت قابل قدر ہیں۔

روزنامہ زمیندار۔ ۱۱۔ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء

ترجمہ انگریزی سے

مسلمان جوانوں میں مذہب کے متعلق علم پھیلانے کی ضرورت کو مدنظر رکھ کر مولوی نیاز علی صاحب پنشنر انسپکٹر مدارس نے یہ کتاب تالیف کی ہے۔ جو مشہور کتاب تیسیر الوصول کا انتخاب ہے۔ جو حدیث کی نہایت مشہور چھ کتابوں بخاری۔ مسلم۔ ابو داؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ اور امام مالک کی کتاب مؤطا کا مجموعہ ہے مصنف نے اس کتاب میں حتے الامکان سادہ زبان میں محنت سے صرف ابتدائی حدیثیں اور نہایت ضروری حصے ان حدیثوں کے درج کئے ہیں۔ جن میں اسلام کے ابتدائی مسائل اور اخلاق کا ذکر ہے اور جن کا ہر ایک مسلمان کو علم اور اُن پر عمل ہونا چاہیئے۔

ایک مختصر سوانح عمری بھی پیغمبر پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی دی ہے۔ کتاب دو حصوں پر منقسم ہے پہلے حصے میں حدیث کا اُردو ترجمہ ہے اور دوسرے میں اصل عربی عبارت ہے۔ پس کتاب اردو دانوں اور عربی کے عالموں ہر دو کے مطالعہ کا کام دے گی۔ اسکے ۳۶۰ صفحے ۲۰×۲۶/۱۶ تقطیع کے ہیں۔ سفید کاغذ پر ستھری چھپی ہوئی ہے اور قیمت صرف ایک روپیہ ہے۔

ہم سب مسلمانوں سے اسکے پڑھنے کی سفارش کرتے ہیں۔ خاصکر جوانوں سے جو اپنے مذہب سے واقف ہونا چاہتے ہیں۔

دی مسلم آؤٹ لک۔ ۱۹۔ اگست سنہ ۱۹۲۳ء لاہور

اس متبرک کتاب میں مولوی نیاز علی صاحب پنشنر اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس پنجاب نے ۷۹۵ مستند حدیثیں جمع کی ہیں۔ انتخاب میں وہی حدیثیں ہیں، جو مسلم اور غیر مسلم دونوں کے لئے یکساں مفید ہیں۔ مثلاً بیوہ عورت اور مسکین کی مدد کرنے والوں کی مثال اس شخص کی ہے جو خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہے یا دن بھر روزہ رکھتا ہے۔ یا رات بھر عبادت کرتا ہے۔ شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سوانح عمری درج ہے۔ جس کے آخر میں محدثین کرام کے مختصر حالات بھی درج ہیں۔ اسکے بعد اردو میں ردیف وار عنوانات قائم کر کے حدیثوں کا ترجمہ پیش کیا ہے۔ اردو ترجمے کے آخر میں مضامین کی فہرست دی گئی ہے اور پھر اصل حدیثیں تحریر کی گئی ہیں۔ آسانی کے لئے اصل حدیثوں پر بھی ترجمے کی طرح سلسلے کے نمبر ڈالے گئے ہیں غرض یہ مقدس مجموعہ قابل قدر ہے۔ مسلمانوں کے لیئے خصوصیت سے اس مقدس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔ تقطیع ۲۰×۲۶۔ حجم ۳۶۰ صفحہ کاغذ عمدہ کتابت وطباعت دیدہ زیب۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

زمانہ۔ اگست ۱۹۲۳ء — کانپور

پیغمبر محمد صاحب کی ۷۹۵ حدیثوں کی یہ کتاب اردو میں ایک عالمانہ شرح ہے۔ جو پیغمبر صاحب کی طرف سے قرآن کی تعلیم کا ضمیمہ ہے۔ مصنف نے مقدمہ میں پیغمبر اعظم کی مختصر سوانح عمری دی ہے۔ فریدالدین عطار۔ حافظ اور سعدی ایسے نامور مصنفوں کی تصانیف میں سے جو مقولے لئے ہیں۔ انہوں نے اس تالیف کی خوبی کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ مذہبی صداقت کے متلاشیوں خاصکر اُن لوگوں کو جو قوم سازی کے کام میں مصروف ہیں مصنف کا شکر گزار ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اُس نے اُن کے ہاتھوں میں ایک ایسی کتاب دے دی ہے جو پڑھنے کے لائق ہے۔ اور جس میں پیغمبر صاحب نے انسان کی زندگی کا جس طرح کہ وہ بسر کرنی چاہیے ایک خاکہ کھینچ دیا ہے۔ اور بعض واضح کئے ہوئے اصولوں کی پیروی کے لئے تاکید کی ہے۔ جنہوں نے اسلامی قوموں کو تمام روئے زمین پر اسقدر مردانہ وار اور مضبوط اور اعتقاد کے مسائل میں اسقدر سخت گیر اور مستقل بنا دیا ہے۔

(بھگت) لکشمن سنگھ پنشنر ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس۔

خالصہ ایڈووکیٹ امرتسر۔ ۲۷ جولائی ۱۹۲۳ء۔

مؤلف مولوی نیاز علی صاحب پنشنر اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس پنجاب نے یہ کتاب ہندو مسلمان دونوں صاحبوں کے مطالعہ کے لیئے طیار کی ہے۔مولوی صاحب نے خصوصًا ہندوؤں کو اپنے احسان کا ممنون فرمالیا ہے۔ اس دنیا کی سرشت اختلافات کا منبع تو ہے ہی خردمند بین دیکھنا یہ چاہتی ہے۔کہ اختلافات کی بھیڑ بھاڑ میں کوئی ایسی آرام کی جگہ بھی مل سکتی ہے۔جہاں ہم لوگ اختلافات کے تھپیڑوں کے حواس باختہ کوئی اتفاق کا دم لے سکیں۔ زمانہ چند صدیوں سے اس آرام گاہ کا تقاضہ کر رہا تھا۔خود حضرت محمد صاحب کے زمانہ سے لے کر صوفیائے کرام اسلامی دنیا میں اور ہندوستان کے مختلف ریفارمر اس آرام گاہ کے طیار کرنے میں مصروف رہے ہیں۔ آخر زمانہ نے مولوی صاحب کو آمادہ کیا اور کہا کہ مذاہب کے طلباء کی امداد کے لئے تم ہی کوئی ٹھوس کام کر کے دکھلاؤ تاکہ تمہارا نام دنیا و آخرت میں روشن رہے۔کتاب زیر ریویو زمانہ کی اس تحریک کا نتیجۂ افکار ہے میں نے اسکو اچھی طرح مطالعہ کیا ہے اور جہاں مجھے شبہات تھے مولوی صاحب کی ملازمت میں حاضر ہو کر صاف کر لئے ہیں۔اب میں مولوی صاحب کی نسبت یہ کہنے کے لائق ہوں کہ ؏

این کار از تو آید و مرداں چنین کنند:۔

یہ کتاب بڑی محنت شاقہ سے طیار ہوئی ہے۔گویا دریا کو کوزہ میں بند کیا گیا ہے۔میں مدت سے حدیث و مسلمانوں کے دھرم شاستر کی کسی ایسی کتاب کی تلاش میں تھا۔جو میرے جیسے متلاشی کے پڑھنے کے لائق ہو۔چند دفعہ لاہور گیا لیکن بڑی بڑی الماریاں۔اور ضخیم جلدیں اور وہ بھی اکثر عربی میں دکھائی گئیں جن کے پڑھنے کی طاقت سے اپنے آپ کو عاری پایا آخر مولوی صاحب کا تحفہ ملا تو سیری ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے پیغمبر اور ہندوؤں کے رشی ایک ہی روشنی سے اقتباس کرتے رہے ہیں۔اب موقعہ حاصل ہوا ہے کہ شائقین مذاہب محبت کے ساتھ مطالعہ فرما کر دیکھیں۔کہ دونوں اقوام ہند و مسلمانوں کے دھرم شاستر کیسے ملتے جلتے ہیں۔کتاب کی ترتیب زمانہ حال کے مذاق کے مطابق ہے۔شروع میں حضرت محمد صاحب کی مختصر سوانح عمری ہے۔بعد ازاں احادیث کو حروف تہجی کی ترتیب دی گئی ہے پہلے احادیث کا اُردو ترجمہ دیا گیا ہے۔پھر اصل احادیث عربی میں درج کی گئی ہیں۔اور ہر ایک حدیث کا ماخذ ساتھ دیا گیا ہے۔دونوں کے درمیان فہرست مضامین ہے لیکن ہر ایک حدیث کے نیچے جو فائدے کے عنوان میں تشریح دی گئی ہے۔ وہ غضب کی معنی خیز ہے:۔ الراقم۔ہر چرن داس دت پنشنر اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس۔ظفروال دتاں

۱۴ر نومبر ۱۹۲۳ء

اعلان

اس کتاب کی پہلی ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گئی۔ پبلک کے تقاضے سے اب دوسری بار بکمال صحت اور صفائی کے ساتھ چھاپی گئی ہے لکھائی چھپائی اور کاغذ پہلے سے بہت اچھے ہیں۔ چند صفحے حجم میں بھی بڑھ گئے ہیں۔ مضامین میں بھی کہیں کہیں اضافہ کیا گیا ہے۔ گو وہ بہت نہیں ہے مگر بہت اہم اور مفید ہے۔ ناظرین خود ملاحظہ فرمالیں گے سابقہ قلیل قیمت ایک روپیہ میں اسی دفعہ چار آنہ اضافہ کیا گیا ہے۔ اور یہ زیادہ تر کتب فروشوں کی کمشن اور اُن کے پارسلوں اور منی آرڈروں کے مصارف کی وجہ سے کیونکہ کتاب انہی کے ذریعے بکتی ہے۔ خریدار مفصلہ ذیل یا ہر بڑے شہر کے نامی کتب فروشوں سے طلب کریں۔ جو صاحب نفیس جلد بنوانا چاہیں وہ اپنے آرڈر میں لکھ دیں کہ انہیں ایسی کتاب بھیجی جائے جس کی کٹائی نہ ہوئی ہو۔

لاہور میں کتاب کے ملنے کے پتے

(۱) سید ممتاز علی اینڈ سنز ریلوے روڈ (۴) دار الکتب اسلامیہ ہرا نڈر تھ روڈ

(۲) ملک دین محمد تاجر کتب کشمیری بازار (۵) شیخ غلام علی تاجر کتب کشمیری بازار

(۳) شیخ الٰہی بخش محمد جلال الدین " " (۶) ملک فضل الدین جنن الدین " "

سیالکوٹ شہر میں

مولوی مظفر الدین دو دروازہ بازار

سراپا نیاز
نیاز علی
پسرور ضلع سیالکوٹ